سُورۃ ہُود علیہ السلام

رابط سورۂ ہود کو سورۂ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط نامی۔ سورۂ یونس میں جس طرح مسئلۂ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی (شرک فی التصرف، شرک فی العلم) اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تم اس کو اسی انداز سے بیان کرو گے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلۂ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ الخ اور اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰكَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ دوم معنوی ربط۔ جس کی تین تقریریں ہیں۔

(۱) سورۂ یونس کے آخر میں فرمایا اِتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ اب سورۂ ہود کی ابتداء میں فرمایا کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ یعنی وہ مَا یُوْحٰی یہ کتاب محکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورۂ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورۂ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورۂ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورۂ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورۂ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورۂ یونس میں دعوائے توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورۂ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعوائے توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ سورت کی ابتداء میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعویٰ ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ دعوائے نبوت ہے یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ (اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ) کے لئے نذیر و بشیر بن کر آیا ہوں۔ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا الخ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ ـــ تا ـــ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ ——— اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ ـــ تا ـــ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جانتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ جب ساری کائنات کا خالق و مالک ہی وہی ہے تو پھر اس سے کیا چیز مخفی ہوگی؟ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اور لَیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ شکوے ہیں اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْھِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ زجر ہے اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعویٰ ——— مَا یُوْحٰی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی ـــ تا ـــ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ (ع ۲) جب آپ مسئلۂ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلۂ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں۔ مشرکین اپنے خبث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استقامت اور جرأت کے ساتھ مسئلۂ توحید کی کماحقہٗ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (ع ۲) یہ شکوی ہے اور قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ الخ جواب شکوی ہے۔ اگر بقول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں چیلنج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ الخ متعلق بجواب شکوی مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ـــ تا ـــ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ع ۲) زجر مع تخویف اخروی۔

چوتھا دعویٰ ——— مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ ـــ تا ـــ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) مسئلۂ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ عقلی دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہٰذا مسئلۂ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی ـــ تا ـــ فِی الْاٰخِرَةِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں

جو پہلے تین دعووں کے ساتھ بطریق لف ونشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ ——— متعلق بدعویٰ اُولیٰ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ (ع ۳) ——— تا ——— ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ، قوم کے مطاعن واعتراضات، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ الخ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (ع ۳) شکوی وجواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ پھر وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا (ع ۴) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوحؑ غرق آب کرنے اور کشتی نوحؑ کو صحیح سلامت جودی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال وجواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ الخ (ع ۴) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ (ع ۵) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اور يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ع ۵) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک وکفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ الخ اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تباہی وبربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (ع ۶) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔۔۔ فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّىْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔۔۔۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال وجواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ ——— متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ——— تا ——— اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ (ع ۷) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کرا کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا ورنہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہؓ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کرا رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ ——— نیز متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِىْٓءَ بِهِمْ ——— تا ——— وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ (ع ۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلاف فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصر ان کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا ادھر حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

چھٹا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ع ۸) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اپنی قوم سے ان کا خطاب اولیں یہی تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور کفر و شرک اور لوگوں کی حق تلفی سے سچی توبہ کرو۔ مگر قوم ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹی رہی آخر عذاب خداوندی سے ہلاک کر دی گئی۔

ساتواں قصہ ——— متعلق بدعوی ثالثہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ——— تا ——— بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (ع ۹) یہ حضرت موسی علیہ السلام کا واقعہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ جس طرح مسئلہ توحید کی وجہ سے حضرت موسی علیہ السلام پر مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اسی طرح آپ پر بھی آئیں گی اس لئے گھبرائیں نہیں بلکہ ہمت اور استقلال سے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اس کی تفصیل سورۂ اعراف ص حاشیہ میں گذر چکی ہے۔ اس کے بعد ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی الخ سے تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان اقوام باغیہ کو ہم نے ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے کئے کی سزا دی گئی اور پھر جن معبودان باطلہ کی مدد پر ان کو بھروسہ تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ ——— تا ——— اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ع ۹) معاندین اور اشقیاء کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا الخ ماننے والوں کیلئے بشارت اخروی ہے۔ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ شرک سراسر باطل اور توحید سراپا حق ہے اور یہ بات اس قدر روشن اور واضح ہے کہ اس میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ (ع ۱۰) یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر قرآن اللہ کی کتاب ہوتی تو سب لوگ اسے مان لیتے اور کوئی بھی اس سے اختلاف نہ کرتا جواب دیا گیا کہ کتاب کے بارے میں لوگوں کا اختلاف اس کے باطل ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا موسی علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں اختلاف نہیں کیا گیا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے اگر ہم نہیں مانتے اور کتاب میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا حالانکہ نہ ماننے پر ہمیں بار بار عذاب کی دھمکیاں سنائی جاتی ہیں، جواب دیا گیا کہ عذاب کے لئے اللہ کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے اس لئے وہ اپنے وقت پر آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اگر عذاب کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو یہ کب کے ہلاک کئے جا چکے ہوتے۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ چاروں دعوے اور ان سے متعلقہ سات قصے بیان ہو چکے اور سوال و جواب اور تخویف وغیرہ کا ذکر ہو چکا تو اب سورت کے تمام مضامین کے بعد ان پر پانچ امور متفرعہ کا ذکر کیا گیا (۱) فَاسْتَقِمْ یعنی اپنے مسئلہ پر قائم رہو (۲) وَلَا تَطْغَوْا اس سے سرتابی نہ کرو (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اور مشرکین کی طرف میلان نہ کرو۔ (۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ امر مصلح نماز پنجگانہ قائم کرو (۵) وَاصْبِرْ اور مصائب و مشکلات کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرو۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخر میں بطور لف و نشر غیر مرتب سورت کے چاروں دعووں کا بالاختصار اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں دوسرے دعوے کا اعادہ ہے، فَاعْبُدْهُ میں پہلے دعوے کا، وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ میں تیسرے دعوے کا اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ میں چوتھے دعوے کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ

سورت کے ابتدائی حصہ میں چار دعوے مذکور ہیں پہلا دعوی اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ الخ صرف اللہ تعالی ہی کو پکارو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور سچی توبہ کرو۔ دوسرا دعوی اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ الخ (ع ۱) صرف اللہ تعالی ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر آشکار ہے۔ تیسرا دعوی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی الخ (ع ۲) مشرکین کے طعن و تشنیع سے آپ آزردہ خاطر ہو کر تبلیغ توحید میں کوتاہی نہ کریں۔ چوتھا دعوی۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ الخ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح اور روشن ہے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں لیکن معاندین ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ مذکورہ چاروں دعووں کے درمیان زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی حسب موقع مذکور ہیں۔

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعووں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ (ع ۳ تا ع ۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (ع ۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔ چوتھا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی الخ (ع ۷) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکا رہی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ الخ (ع ۷) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔
چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (ع ۸) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ساتواں قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا الخ (ع ۹) یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضۂ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ (ع ۹) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ اور وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ الخ (ع ۱۰) دونوں سوالات مقدرہ کے جواب ہیں وَاِنَّ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ فَاسْتَقِمْ پہلا امر متفرع، وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَرْکَنُوْٓا تیسرا امر متفرع وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ چوتھا امر متفرع یعنی امر مصلح نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْ پانچواں امر متفرع وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُهْلِکَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعووں کا اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دوسرا دعویٰ۔ فَاعْبُدْهُ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَکَّلْ عَلَیْهِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ چوتھا دعویٰ۔

ؔ۲ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلۂ تمہید ہے۔ کِتٰبٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذا کتاب اور کتاب کی تنوین تعظیم کیلئے ہے عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتنوین فیہ للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱۱ ص ۲۰۲) اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ، كِتٰبٌ کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اٰيَاتُهَا ۱۲۳ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ۱۲۳ آیتیں اور دس رکوع ہیں ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۫ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

یہ کتاب ہے ۲ کہ جانچ لیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں ۳ ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے ۴ کہ عبادت نہ کرو ۵ مگر اللہ کی میں تمہیں اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں یہ کہ گناہ بخشواؤ ۶ اپنے رب سے پھر رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں ۷ تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ۸ اللہ کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ ۹ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے ۱۰ تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات ۱۱

خوبیوں سے آراستہ ہے (روح) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم ینسخھا کتاب بخلاف التورٰیۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۲) ؔ۳ ثُمَّ تعقیب ذکری کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں۔ فُصِّلَتْ جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے آبدار موتی پرو کر اس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید، احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کالعقد المفصل بالفرائد التی تجعل بین اللاٰلی ووجہ جعلھا کذلک اشتمالھا علی دلائل التوحید و الاحکام والمواعظ والقصص (روح ج ۱۱ ص ۲۰۴ ومدارک ج ۲ ص ۱۴۷) امام زجاج، ابن جریر، فراء اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ فُصِّلَتْ سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ؔ۴ یہ بھی کِتٰبٌ کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خبیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کا پرتو ہیں المعنٰی احکمھا حکیم وفصلھا ای بیّنھا وشرحھا خبیر عالم بکیفیات الامور ففی الاٰیۃ اللف والنشر المرتب (روح ج ۱۱ ص ۲۰۵) وکذا فی الکبیر۔ ؔ۵ یہ پہلا دعویٰ ہے۔ یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ اَنْ سے پہلے حرف جار محذوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور فراء کے نزدیک اصل میں بِاَنْ تھا اور جار مجرور فُصِّلَتْ کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے ثم فصلت بالا تعبدوا الا الله وحدہ لا شریك له وتخلعوا الاٰلھۃ والانداد (ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۸۱) قال الکسائی والفراء ای بالا۔ ای احکمت ثم فصلت بالا تعبدوا الا الله اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳) امام زجاج فرماتے ہیں اَنْ سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبدوا الا الله (قرطبی) یعنی قرآن کو

ؔ۲ التمہید بمنزلۂ اصل مضمون ۱۲ ؔ۳ تعقیب ذکری کے لئے ہے ۱۳۰ ؔ۴ سورت کا پہلا دعویٰ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو ۱۲

ؔ۵ سورت کا پہلا دعویٰ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو ۱۲

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید می توان گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکر ہائے ناصواب و شبہات داہیہ دل خود را اطمینان دہد و عقائد حقہ را فراموش سازد زیرا کہ صدور اینجا بمعنی علوم صدور آمدہ است ۱۲ -

محکم اور مفصل اس لیئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر کتاب احکمت اٰیاتہ ثم فصلت لاجل الا تعبدوا الا اللہ، واقول ھذا التاویل یدل علی انہ لا مقصود من ھذا الکتاب الشریف الا ھذا الحرف الواحد فکل من صرف عمرہ الی سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۵ ص ۳۰) انتہی لکم منہ الخ ای قل یا محمد للناس (ابن جریر)

ف۶ یہ اور ثم توبوا دونوں الا تعبدوا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

اور کوئی نہیں ہے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ

اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے

مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

کھلی کتاب میں ف۱ ف۲ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے

مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَآ

مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ہم روک رکھیں ان سے عذاب کو

اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ

ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سنتا ہے جس

يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس پر

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا

ٹھٹھے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں آدمی کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ

رحمت پھر وہ چھین لیں اس سے تو وہ ناامید

کے نزدیک نہ جانے کا سچے دل سے عزم کرو۔ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہو گے تو تا زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے قال الزجاج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اھل القریٰ الذین کفروا (روح ج ۱۱ ص ۲۰۶) وَيُؤْتِ الخ یہ یُمَتِّعْكُمْ پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزاء دنیا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ ف۷ یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تاء تخفیفاً ساقط ہے اصل میں اِنْ تَتَوَلَّوْا تھا (مدارک ج ۲ ص ۱۳۵ و روح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فاء جزائیہ کے بعد لفظ قُلْ محذوف ہوگا ای فقل یا محمد انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۱) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ

اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

ف۸ یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعوے کے لئے بمنزلۂ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنتے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفۃ من المشرکین قالوا اذا اغلقنا ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشینا ثیابنا وثنینا صدورنا علی عداوۃ محمد فکیف یعلم بنا (کبیر ج ۵ ص ۱۸۵)، وہ اپنے سینوں کو دہرا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں

موضح قرآن ف۱ جہاں ٹھہرتا ہے بہشت و دوزخ، جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اس کی سو دنیا ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید مستودع جائی است کہ بغیر اختیار آنجا نگاہداشتہ بوند مانند رحم و مستقر جائی است کہ باختیار خود می ماند مثل خانہ ۱۲۔

کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیا رکا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استنجاء، جماع اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری) **۹ھ** اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

كَفُورٌ ⑨ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ

ناشکر ہوتا ہے اور اگر ہم چکھا دیں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو

لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ⑩

تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے وہ تو اترانے والا شیخی خورا ہے

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

مگر جو لوگ ۱۳ھ صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑪ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا

بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو چاہ چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس

يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا

میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہوگا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ ۱۳ھ وہ

لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا

کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ⑫ أَمْ يَقُولُونَ

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ

افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ

بنا لایا ہے قرآن کو ۱۵ھ کہدے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ

اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم

صَادِقِينَ ⑬ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا

سچے ہو ۱۶ھ پھر اگر نہ پورا کریں ۱۷ھ تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن

أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ

تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

ربط بشارت و تخویف

ربط سورت کا تیسرا دعویٰ ما یجیٰ یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے ۱۲

ربط شکویٰ

ربط جواب شکویٰ

ربط متعلق بجواب شکویٰ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں دن یا رات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد ہے (خازن)، كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ ہر چیز کتاب مبین میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الٰہی مراد ہے قال الزجاج المعنی ان ذلك ثابت فی علم الله تعالی ومنهم من قال فی اللوح المحفوظ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۶)، **۱۰ھ** زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ماضی بمعنی حال ہے اور عرش کا پانی پر ہونا کمال قدرت اور استغنا رتام سے کنایہ ہو یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے قادر و غنی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی کا بمعنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فيه دلالة على كمال القدرة من وجوه الاول ان العرش مع كونه اعظم من السموات والارض كان على الماء فلولا انه تعالى قادر على امساك الثقيل بغير عمد لما صح ذلك (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۱)، **۱۱ھ** یہ شکویٰ ہے ان مشرکین کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں سِحْرٌ مُبِينٌ۔ یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں وہ بمعنی باطل اور کذب ہے ای غرور باطل لبطلان السحر عندهم (قرطبی ج ۹ ص ۹) ای باطل مبین (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۱)، **۱۲ھ** یہ بھی شکویٰ ہے منکرین معاندین پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار پہ انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ الخ جواب شکویٰ ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں اور وہ اپنی بداعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و تمسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ **۱۳ھ** یہ زجر ہے اور الانسان سے مشرک انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فراخی عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

فتح الرحمٰن **ف ۱** نخست بدہ سورہ تحدی واقع شد چوں ازاں عاجز شدند بیک سورہ تحدی فرمود ۱۲۔

ہوجاتے ہیں اوران کا عقیدہ ڈانواں ڈول ہوجاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کرسکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ الخ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کرکے اسے دوبارہ راحت وعیش سے ہمکنار کردیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر کے اس انعام واکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کرکے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں ٹل گئی ہیں جیساکہ سورۂ زمر میں فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا الآیۃ (زمر ع ۱)

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

حکم مانتے ہو — جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی ف۱۳ اور

زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا

اس کی زینت بھگتا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں

لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

کچھ نقصان نہیں ف۱ — یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں

اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب ہوا جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ

کمایا تھا — بھلا ایک شخص جو ہے ف۱۵ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ

ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور

رَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ

بخشوائی (اوروں کے برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ف۱۷ سب

الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ

فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اس کا سو تو مت رہ شبہ میں اس سے

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ف

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ف۱۸ جو باندھے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ

يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

روبرو آئیں گے ف۱۹ اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے ف۱ یہی ہیں جنہوں نے

اسی طرح سورہ حم السجدہ (ع ۶) میں فرمایا۔ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ الآیۃ۔ یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہوجاتا ہے اس کے بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کرکے اسے راحت کی زندگی سے بہرہ ور کردیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں گا تو میری مشکلیں آسان ہوجائیں گی اور مجھ پر بھلے دن آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ف۱۴ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بمعنی لکن ہے یعنی وہ ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر مصائب وشدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے اور اللہ کی عبادت وپکار میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی المؤمنین مدحھم بالصبر علی الشدائد... ای لکن الذین صبروا وعملوا الصٰلحٰت فی حالتی النعمۃ والمحنۃ (قرطبی ج ۹ ص۱۱) (اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا) فی المحنۃ والبلاء (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) وشکروا فی النعمۃ والرخاء (مدارک ج ۲ ص۱۳۹)

تیسرا دعویٰ

مایوحیٰ کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

ف۱۵ یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ توحید بیان کرنے پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں آیا جو لوگوں میں اس کی صداقت کا اعلان کرتا پھرے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی باتوں سے آپ تنگدل اور آزردہ خاطر ہو کر مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ ان کے مطاعن واعتراضات کی پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ آپ کی ذمہ داری اور ڈیوٹی صرف تبلیغ وانذار ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی لَيْسَ عَلَيْكَ الا الانذار بما یوحی الیک ولا علیک شیء ان ردوا او اقترحوا او قالوا ائت بقرآن غیر ھذا فما بالک تترک بقولھم (وکیل) یحفظ ما یقولون فیجازیھم (مظہری ج ۵ ص۶۵) ف۱۶ ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ ضَآئِقٌۢ کے متعلق ہے ای من ان یقولوا او لان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف

موضح قرآن ف گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ثواب صدقہ وصلہ رحم کہ از کفار بوجود می آید در دنیا میدہند بتوسیع رزق وصحت بدن ۱۲ ف۲ یعنی کرام کاتبین ۱۲۔

ہے اَیْ کَرَاھِیَّۃَ اَنْ یَّقُوْلُوْا (قرطبی ج ۹ ص۱۲) اس صورت میں مضاف کا مفعول لہ ہوگا۔ ف۱۷ یہ شکوی ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعوی (کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں، تو مانتے نہ تھے اور الٹا اکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاْتُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لو اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ف۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ لکم کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور فَاعْلَمُوْا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقل اعلموا یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرما دیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پرداختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا لکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے مزعومہ مددگار اور شرکار تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ ایھا الکفار ولم یعینوکم فاعلموا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ وانہ لیس مفتری علی اللہ بل ھو انزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص۲۲۲) ف۱۹ زجر مع تخویف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل ع ۲ میں وارد ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ الاٰیۃ مگر آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ مَا صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدۂ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اغراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔ یعنی وبطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال البر (وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) لانہ لغیر اللہ (خازن ج ۳ ص۲۲۳) ف۲۰ یہ چوتھا دعوی ہے بَیِّنَۃٌ سے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو اے علی برھان من اللہ وبیان ان دین الاسلام حق وھو دلیل العقل (مدارک ج ۲ ص۱۷۱) وَیَتْلُوْہُ

كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ

جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو کہ

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ

روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ

آخرت سے منکر ف۱ وہ لوگ نہیں ہیں تھکانے والے ف۲۱ زمین میں

فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ

بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی

يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ

دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی

وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور نہ دیکھتے تھے ف۲ وہ وہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي

اور گم ہو گیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا ف۲۲ ف۳ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ

الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ

کام کئے نیک ف۲۳ اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ

جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے مثال ف۲۴ ان

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ

دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا

وقف لازم

ف۲۱ معبودان باطلہ ۱۳
ف۲۲ بشارت اخروی ۱۳
ف۲۳ مشرک و
ف۲۴ موحد کی مثال ۱۳

موضح قرآن ف۱ گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی ۔۔۔ خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعوی کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ ف۲ یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے سن آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ ف۳ یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید میتوان گفت ہمزۂ استفہام انکاری محذوف است یعنی آیا نمی توانستند شنید و آیا نمی دیدند واللہ اعلم ۱۲۔

ای دلیلعقه ویتبعه اور شَاہِدٌ سے مراد قرآن ہے اور مِنۡهُ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے ای من اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے (مدارک) وَمِنۡ قَبۡلِهٖ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے۔ یہاں من کا جواب محذوف ہے ای ایبقی لہ موضع شبهة یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولٰٓئِكَ سے مَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں انکا انکار محض ضد و عناد پر مبنی ہے۔ **ف ۲۱** یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے فَلَا تَكُ فِیۡ مِرۡيَةٍ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم و تفہیم دوسروں کی مقصود ہے کیونکہ آپؐ سے شک و ریب کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل و نقل سے ثابت ہوگیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گذر نہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد و انکار پر اڑے رہیں۔ **ف ۲۲** زجر مع تخویف اخروی تا هُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل و نقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو عنداللہ شفیع غالب کہنا وغیرہ۔ بان نسب الیه مالا یلیق به کقولهم الملٰئکة بنات اللہ تعالیٰ اللہ عن ذٰلك علوا کبیرا وقولهم لألهتهم هٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (روح ج ۱۲ ص ۳۰) **ف ۲۳** یہ کفار و مشرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الاشهاد سے فرشتے (مطلقاً یا حفظہ یا کراماً کاتبین)، انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افتراء کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افتراء کیا کرتے تھے اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ الخ یہ ادخال الٰہی ہے اور

ع ۲ ۲

هَلۡ يَسۡتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدۡ

کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر تم غور نہیں کرتے اور ہم نے

اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۵﴾

بھیجا **ف ۲۵** نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر

اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ

کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک

يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ

دن کے عذاب سے پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے

مَا نَرٰٮكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا وَمَا نَرٰٮكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا

ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر

الَّذِيۡنَ هُمۡ اَرَاذِلُـنَا بَادِىَ الرَّاۡىِ ۚ وَمَا نَرٰى لَـكُمۡ عَلَيۡنَا

ہم میں جو پنچ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے

مِنۡ فَضۡلٍۢ بَلۡ نَظُنُّكُمۡ كٰذِبِيۡنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ

کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو بولا اے قوم **ف ۲۶** دیکھو تو

اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰٮنِىۡ رَحۡمَةً مِّنۡ

اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت

عِنۡدِهٖ فَعُمِّيَتۡ عَلَيۡكُمۡ ؕ اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا وَاَنۡتُمۡ لَهَا

اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس سے

كٰرِهُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مَالًا ؕ اِنۡ اَجۡرِىَ

بیزار ہو **ف ۲۷** اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال **ف ۲۸** میری مزدوری

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ

نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو

ابتداء قصہ متعلق بحلوی اولٰی ۱۲

مر دلائل میں سمجھ اور عقل سلیم ۱۲ مر نبوت ۱۲

اشہاد (گواہوں) کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کرکے ان کو ایمان و توحید اور طاعت و عبادت سے روک کر شرک و معاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انهم کما ظلموا انفسهم بالتزام الکفر والضلال فقد اضافوا الیه المنع من الدین الحق والقاء الشبهات وتعویج الدلائل المستقیمة (کبیر ج ۱۷ ص ۲۰۶) ای یعدلون بالناس عنها الی الشرك (قرطبی ج ۹ ص ۱۹) **ف ۲۴** دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کارساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ يُضٰعَفُ لَهُمُ الۡعَذَابُ اب آخرت میں انہیں دوگنا عذاب دیا

موضح قرآن **ف** اوپر کی عقل سے یعنی پہلی نظر میں۔

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَ

ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور

يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا

اے قوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

دھیان نہیں کرتے ف اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ

اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۳۱ اور نہ

اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ

کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ

خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ

بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

بے انصاف ہوں ف بولے اے نوح ۳۳ تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣٢﴾

جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ

کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ

تھکا سکو گے بھاگ کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ۳۴ جو چاہوں کہ

اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ

تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ جن معبودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ) من الالٰهة وشفاعتها (روح ج ۱۲ ص ۳۳)۔ **۲۵** دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش فہمیوں میں مبتلا رہے اور جن مزعومہ معبودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ **۲۶** یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ **۲۷** یہ دونوں فریقوں یعنی مشرکوں اور مؤمنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الٰہی کو سننا چاہتے ہیں، نہ دلائل آفاق و انفس کو بنظر غائر دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مؤمن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور عبارت اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسی طرح مؤمن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل قدرت کو ملاحظہ کرکے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں جو پہلے تین دعووں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

مراد بعد سوال مقدر ۱۲

پہلا قصہ

۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ اپنی قوم کے سامنے دعوت الٰہی پیش کی اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ میں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا میں ان مفسرہ ہے اور اَرْسَلْنَا یا نَذِيْرٌ کے متعلق ہے یا ان مصدریہ ہے اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (روح) اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے طور پر کہیں اول مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا تم ہماری مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں کریں دوم وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اور پھر جو لوگ تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں اراذلنا اتبعك اخساؤنا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۳) ہم ایسے شرفاء نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تدبر و تفکر محض اوپرے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعك فی بادی الرای ای بلا فکر او فی الظاهر لا فی الحقیقة قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم

نفی تصرف و تحقیق از نوح علیہ السلام ۱۲

موضح قرآن ف کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے یہی اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور رذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم پر بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے مہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا الخ اور تمہارے اندر ہمیں کوئی ایسی فضیلت بھی نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم تمہیں اپنا پیشوا اور راہنما تسلیم کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کے متبعین کے سینے نور توحید سے منور تھے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی تھی مگر ان کور باطنوں کو یہ فضیلت نظر نہ آئی۔ چہارم بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ بلکہ تم تو سب کو جھوٹے سمجھتے ہیں۔ اے نوح تجھ کو دعوائے نبوت میں اور تیرے پیروؤں کو تیری تصدیق میں۔ ۲۹ حضرت نوح علیہ السلام نے مشرکین کی کٹ حجتی کا نہایت معقول اور متین جواب دیا اے میری قوم! اگر میرے پاس اللہ کی جانب سے اپنے دعوے کی سچائی پر واضح دلائل موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بدقسمتی سے ان دلائل براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بتاؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ ۳۰ ھا ضمیر کلمۂ توحید یا البینۃ یا رحمۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وقیل الھاء ترجع الی الرحمۃ وقیل لی البینۃ ای نلزمکم قبولھا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵) یعنی یہ تو نا ممکن ہے کہ تمہارے دل کلمۂ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوا لیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے ھذا استفھام معناہ الانکار ای لا اقدر علی ذلك والذی اقدر علیہ ان ادعوکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلك قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لالزمھا قومہ ولکنہ لم یملك ذلك (خازن ج ۳ ص ۲۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ ۳۱ میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کر رہا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غرباء کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کروں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیشکوننی الیہ ان طردتھم (مدارک ج ۲ ص ۱۴۲) یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقربین بارگاہ الٰہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا اطردھم ولا ابعدھم عن مجلسی لانھم من اھل الزلفیٰ المقربون الفائزون عند اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۴۷) مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں کرتے چلے جا رہے ہو۔ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ نیز یہ بتاؤ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع وَاُوْحِيَ اِلٰى

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ف۲ اور حکم ہوا ف۳۲ طرف

نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا ف۳۳ کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ

یہ بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا ف۳۴ اور جب گذرتے اس پر

مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا

سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے

فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ

تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ف۳ اب جلد

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا ف۳۵ اور جوش مارا تنور نے ف۲

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

موضح قرآن ف۱ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ملے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ ف۲ حضرت نوح کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ ف۳ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ ایں جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم نوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین مکہ باحال قوم حضرت نوح ۱۲ ف۲ یعنی تنور غضب الٰہی ۱۲ ۔

یہ تمہارے معبود تم پجاریوں کے کام نہیں آسکتے تو میرے کس کام آئیں گے افلا تذکرون کچھ توعقل سے کام لو اور نصیحت وعبرت حاصل کرو۔ ۳۲؎ یہ تین سوالات مقدرہ کے جوابات ہیں مشرکین کہتے اگر نوح (علیہ السلام) سچا پیغمبر ہے تو اسکے پاس دولت کے خزانے کیوں نہیں اور وہ غیب کی خبریں اور پوشیدہ امور ہمیں کیوں نہ بتاتا نیز وہ بشر ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جواب دیا بیشک اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا کام تبلیغ وانذار ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں کہ جو بات چاہوں اور جب چاہوں جان لوں اور نہ میں فرشتہ اور مافوق البشر ہونے کا مدعی ہوں۔ بلکہ میں بشر اور انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال انسانیت کے بلند ترین مقام (نبوت)

إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۚ وَمَآ اٰمَنَ

مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم ف۱ اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے

مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا

تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف۲ اور بولا ف۳ سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا

وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ

اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی

بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ

ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا

فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ

تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ

کافروں کے بولا ف۴ جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچا لے گا مجھ کو

الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ

پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے ف۵ مگر جس پر

رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ف۶

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ

اور حکم آیا اے زمین ف۷ نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا

الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ

پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا

بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ

کہ دور ہو قوم ظالم ف۸ اور پکارا نوح نے ف۹ اپنے رب کو کہا

منزل ۳

پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے اور سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ ۳۳؎ حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لاجواب ہو کر قوم کے لوگ بول اٹھے کہ اے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ جھگڑا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ الخ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا تو میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے اور اپنے وقت پر ضرور آئے گا اور جب آئے گا تم اس سے ہرگز بچ نہیں سکو گے۔ ۳۴؎ میں تو تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں لیکن اگر تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر جباریت لگا دے اور تمہیں توفیق ہدایت سے محروم کر دے تو میری خیرخواہی سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ شکوی ہے قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ جواب شکوی ہے اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے تو اس کی سزا مجھے ملے گی مگر یہ میرا افترا کرنا تو غلط ہے اس لئے میری طرف افترا علی اللہ کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم ضرور سزا پاؤ گے۔ (اِنِ افْتَرَيْتُهٗ) ای اختلقتہ وافتعلتہ یعنی الوحی والرسالۃ (فعلی اجرامی) ای عقاب اجرامی وان کنت محقًا فیما اقولہ فعلیکم عقاب تکذ یبی (قرطبی ج ۹ ص ۲۹) ۳۵؎ یہ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کی تمہید ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعۂ وحی مطلع کر دیا گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے اور باقیوں میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے آپ ان کے استہزاء و تمسخر اور تکذیب و ایذاء پر غمگین نہ ہوں اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے۔ مبتدعین حضرت نوح علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کہ ان میں اب کوئی بھی ایسا شخص نہیں پیدا ہوگا جو راہ راست پر ہو اور توحید کو قبول کرلے کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے وقت کہا تھا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح) اے اللہ اگر تو اس قوم کو اب ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے ہی

موضح قرآن ف۱ ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جن کی نسل رہنی مقدر تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا کہ جب اس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ ف۲ اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے کہ پرندہ کا بچاؤ نہ تھا۔ ف۳ چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی زن نوح وکنعان پسر نوح ۱۲۔

کی کوشش کریں گے اور ان کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا مگر یہ استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے اعتنائی اور بے خبری کا نتیجہ ہے حضرت نوح علیہ السلام عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی انہیں اس کی اطلاع دی تھی جیساکہ آیت زیر تفسیر میں اس کی صراحت موجود ہے **۳۶** بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا یعنی ہماری حفاظت میں اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی تیار کرو اور ان مشرکین کے بارے میں اب دفع عذاب یا مہلت دینے کی ہرگز سفارش نہ کرنا کیونکہ انہیں غرق کرنے کا فیصلہ حتمی اور قضاء مبرم ہے۔ **۳۷** یصنع، کان محذوف کی خبر ہے۔ حذف کان مع بقاء خبر کلام عرب میں جائز ہے لو اور اِن کے بعد کان کا حذف مشہور و معروف ہے یحذ فونہا ویبقون الخبر بعد لو وان کثیرًا اشتہر (الفیہ ابن مالک)، مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان سے استہزاء کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا استہزاء کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں اس سے محفوظ ہیں۔ **۳۸** تنور سے یا اس کا حقیقی معنی مراد ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیساکہ جمہور کی رائے ہے والمراد من التنور تنور الخبز عند الجمھور (روح ج ۱۲ صـ ۵۳) تنور سے پانی کا نکلنا طوفان کی علامت تھی۔ یا یہ غضب الٰہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الخ۔ مستثنیٰ کو مجمل رکھا اور اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا دل آزردہ نہ ہو۔ **۳۹** بِسْمِ اللّٰهِ میں باء استعانت کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی اعانت و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صحیح و سالم منزل مقصود پر پہنچ کر لنگر انداز ہوگی۔ وَهِيَ تَجْرِيْ الخ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی تمام مؤمنین اور حضرت نوح علیہ السلام کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار ہوگئے۔ طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح پہاڑ ایسی بلند و مہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گذر رہی تھی کہ پرے دور حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ گئی۔ یہ بیٹا کنعان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ لقمۂ طوفان نہ بنو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس ہولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل نمانادا ہ لانہ کان ینا فقہ فظن انہ مؤمن واختارہ کثیر من المحققین کالما تریدی وغیرہ وقیل کان یعلم انہ کافر الی ذالک الوقت لکنہ علیہ السلام ظن

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ

اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ف۱ فرمایا اے نوح **۴۳** وہ

لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت

تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ

پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ

نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ف۲ بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری

اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ

اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو

وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ

اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ف۳ حکم ہوا اے نوح **۴۴**

اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ

اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو

مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ

تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ

ہماری طرف سے عذاب دردناک ف۴ یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں **۴۵**

نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ

کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو

۴۵ جملہ معترضہ بطور بیان ہدایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آ چکی اب چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہیے نجات میں۔ ف۲ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے۔ یہ کام ہے جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ف۳ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے بندے کو کیا مقدور رہیے چاہیئے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ف۴ حق تعالیٰ نے تسلی فرما دی کہ پھر سارے نوعِ انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔

انه عند مشاهدة تلك الاهوال وبلوغ السيل الربى ينزجر عما كان عليه (روح ج ۱۲ ص ۵۹) ۴۴۰ کنعان نے کہا مجھے تمہاری کشتی کی ضرورت نہیں ابھی میں اس سامنے والے پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں وہ مجھے اس طوفان سے بچالے گا۔ مشرک لوگ بڑے وقت میں غیر اللہ سے آس لگائے رہتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کنعان نے بھی اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا بلکہ پہاڑ کی پناہ لینے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ ۴۴۱ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا آج طوفان سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکے گا اس لئے پہاڑ وغیرہ کی پناہ بے سود ہے۔ مَنْ رَّحِمَ میں موصول سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے گویا کہ یوں کہا گیا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اور ضمیر کی جگہ جملہ اظہار شان رحمت کے لئے لایا گیا۔ یا عَاصِم صیغہ نسبت ہے لَابِنٌ (دودھ والا) اور تَامِرٌ (کھجور والا) کی طرح۔ اور موصول سے مرحوم مراد ہے ای لا ذا عصمة الا من رحمه الله تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۵۹ و مظہری ج ۵ ص ۵۹) یا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی آج کوئی بچانے والا نہیں البتہ جس پر اللہ کی رحمت ہوگی وہی بچے گا۔ (اِلَّا مَنْ رَّحِمَ) استثناء منقطع بمعنے لکن من رحمه الله معصوم (کبیر ج ۱۷ ص ۲۳۳) وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ الخ اتنے میں طوفان کی ایک لہر نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ۴۴۲ جب تمام مشرکین غرقاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اب وہ پانی باہر نکالنے کے بجائے اپنے اندر اسے جذب کرے اور آسمان کو بارش برسانے سے رک جانے کا حکم دیدیا ادھر کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ کے دامن میں جا رکی۔ یہ پہاڑ موصل یا شام کے علاقے میں ہے۔ ۴۴۳ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ ندا طوفان تھم جانے کے بعد تھی یا جس وقت انہوں نے بیٹے کو غرق ہوتے دیکھا اسی وقت یہ ندا کی۔ یعنی اے اللہ! میرا بیٹا تو میرے اہل بیت سے تھا جن کو طوفان سے بچانے کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے اس میں تخلف ناممکن ہے اور تو احکم الحاکمین اور مالک الملک ہے تیرے سامنے کسی کو دم مارنے کی کیا مجال؟ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو مؤمن سمجھتے تھے اسی لئے یہ سوال کیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ وہ دوسرے کافروں کی ہلاکت چاہیں مگر اپنے کافر بیٹے کی سلامتی کے متمنی ہوں۔ لانه کان عنده مؤمنا فی ظنه ولم يك نوح يقول لربه (اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ) الا وذلك عنده كذلك اذ محال ان يسأل هلاك الكفار ثم يسأل في انجاء بَعْضِهِمْ

مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

اس سے پہلے سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور عاد کی طرف ۴۴۷ ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو

يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا

جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا

اپنے رب سے ۴۴۸ پھر رجوع کرو اس کی طرف چھوڑے گا تم پر آسمان سے دھاریں

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو گنہگار ہو کر

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ

بولے اے ہود ۴۴۹ تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے

اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ

اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ہم تو یہی

نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْۤ

کہتے ہیں ۴۵۰ کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بری طرح بولا میں

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

گواہ کرتا ہوں اللہ کو ۴۵۱ اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

معانقة الوقف علی فاصبر احسن والیق ۱۲

وكان ابنه يسر الكفر ويظهر الايمان الخ (قرطبی ج ۹ ص ۴۵) ۴۴۴ فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ فاخبر الله تعالیٰ نوحا بما هو منفرد به من علم الغيوب ای علمت من حال ابنك ما لم تعلمه انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لا سکے اور نہ عذاب الٰہی سے اسے بچا سکے۔ ۴۴۵ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِلَّا اصل میں وان لا تھا نون کو لام میں ادغام کر دیا گیا۔ ۴۴۶ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور نزول برکات

کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہو چکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اترو، تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی باغی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے ف۴۷ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعۂ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتائے جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ فَاصْبِرْ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ ف۴۸ یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میری قوم صرف خدائے واحد کو پوجو اور صرف اسی کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ یعنی وحدوا اللہ ولا تشرکوا معہ شیئا فی العبادۃ (خازن ج ۳ ص۲۳۷) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ تم اپنے معبودانِ باطلہ کو دعا اور پکار میں اللہ کے شریک بنا کر اللہ پر افتراء کرتے ہو۔ ف۴۹ شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اپنے گذشتہ مشرکانہ اعمال و افعال کی اللہ سے معافی مانگو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال اور عیش و آرام کی زندگی سے ہمکنار کرے گا اور تمہاری جمعیت کو مضبوط بنائے گا۔ الی بمعنی مع ہے۔ ف۵۰ قوم نے انتہائی ضد و عناد سے پیغام توحید کا انکار کیا اور الٹا حضرت ہود علیہ السلام پر طعن کرنے لگے عَنْ قَوْلِكَ میں عن سببیہ ہے۔ قوم نے کہا اے ہود! تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو لائے نہیں اس لئے صرف تمہارے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تم پر ہی ایمان لانے کو تیار ہیں۔ قوم نے فرطِ عناد و جہالت سے یہ جواب دیا تھا ورنہ توحید کے دلائل واضحہ اور آیات باہرہ ان کے سامنے پیش کی جا چکی تھیں انما قالوہ لفرط عنادھم ولشدۃ عماھم عن الحق وعدم نظرھم فی الآیات الخ (روح ج ۱۲ ص۸۱) ف۵۱ یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا وہ چونکہ اپنے معبودانِ باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے پجاریوں پر خوش ہو کر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہو کر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر (عیاذاً باللہ) تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو۔ اعتراك اصابك بعض الھتنا بسوء بجنون وخبل (مدارک ج ۲ ص۱۶۷) بسوء ای بجنون لسبك ایاھا عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۹ ص۵۱) اِنَّكَ شَتَمْتَ

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾

اس کے سوا سو برائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي صِرَاطٍ

دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی ف۱ بے شک میرا رب ہے سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ

راہ پر ف۵۳ ف۲ پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا

بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا

تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ

تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ف۵۴ ہر چیز پر نگہبان ف۳

وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جب پہنچا ہمارا حکم ف۵۵ بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾

اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے ف۳

وَتِلْكَ عَادٌ ڐ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ

اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو

وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ

اور مانا ف۵۶ حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو

هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا

اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

موضح قرآن ف۱ یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ ف۲ یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے۔ ف۳ گاڑھی مار وہی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مالک او ۱۲ ف۲ یعنی حکیم است ۱۲۔

الیھتنآ فجعلتك مجنونًا وافسدت عقلك (کبیر ج ۱۸)۔ ۵۲ مشرکین کے مذکورہ طعن کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور تم بھی میری بات سن لو اور گواہ رہنا کہ میں تمہارے معبودوں کو متصرف ومختار اور کارساز ماننے سے بری ہوں اور میں ان کو عاجز وبے بس سمجھتا ہوں اس لئے تم میرے خلاف جو چاہو منصوبہ بنالو مجھے اس کی پرواہ نہیں اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ کیونکہ میرا بھروسہ اور اعتماد اللہ پر ہے جو میرا اور تم سب کا کارساز ہے اور ساری مخلوق اسی کے قبضہ وتصرف میں ہے اور وہی سب کا مالک ہے۔ هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا یہ قبضہ وتصرف سے کنایہ ہے۔ ای یصرفھا کیف یشآء ویمنعھا عما یشآء (قرطبی ج ۹ ص ۵۲)۔ ۵۳ اس کی متعدد ترکیبیں ہیں۔

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع وَ

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ۵۱ اور

اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح ۵۲ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا ہے تم کو زمین سے

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ

اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اس کی طرف

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ

تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا بولے اے صالح ۵۳ تجھ سے تو

فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ

ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی

اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾

پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

بولا اے قوم ۵۵ بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ مل گئی اپنے رب کی طرف سے

وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچائے مجھ کو اس سے اگر

عَصَيْتُهٗ ۣ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ

اس کی نافرمانی کروں سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے اور اے قوم

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ

یہ اونٹنی ہے اللہ کی ۵۶ تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

عَلٰی کا متعلق فعل محذوف ہے ای یدل او رصراطِ مستقیم سے توحید مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دین توحید کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ یا صراطِ مستقیم سے مطلقاً حق مراد ہے یا عدل وانصاف اور عَلٰی کا متعلق کائن وغیرہ محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ حق اور سچائی پر ہے وہ اس سے کبھی بھی عدول نہیں فرماتا۔ یا وہ اگرچہ قادر مطلق ہے لیکن پھر بھی مجرموں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا وسزا دیتا ہے۔ یا رَبِّیْ سے پہلے مضاف محذوف ہے ای دین ربی یعنی میرے رب کا دین صراطِ مستقیم ہے۔ ان ربی علی الحق لا یعدل عنہ او ان ربی یدل علی صراط مستقیم (مدارک ج ۲ ص ۱۴۷) یعنی ان ربی وانکان قادرًا وانتم فی قبضتہ کالعبد الذلیل فانہ سبحانہ وتعالیٰ لا یظلمکم ولا یعمل الا بالاحسان والانصاف والعدل.... وقیل معناہ ان دین ربی ھو الصراط المستقیم (خازن ومعالم ج ۳ ص ۲۳۵)۔ ۵۴ اگر مشرکین ضد وانکار پر اڑے رہیں اور ماننے پر نہ آئیں تو آپ کہہ دیں میں نے تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور حجت خداوندی قائم کردی اب تمہاری تباہی کا وقت قریب ہے اللہ تمہیں عذاب سے ہلاک کرکے تمہاری جگہ اوروں کو لائے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اس لئے تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔ ۵۵ آخر قوم ہود پر اللہ کا عذاب آگیا ساری قوم ہلاک ہوئی حضرت ہود علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے اللہ نے ان کو ایمان کی بدولت اور اپنی رحمت سے بچالیا اور عذاب سے محفوظ رکھا۔ وَتِلْكَ عَادٌ الخ اس سے چونکہ مشرکین مکہ کو سمجھانا مقصود ہے اور قوم عاد کا واقعہ ان کے ذہنوں میں آچکا ہے اس لئے تلک سے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ ہمیشہ محسوس مبصر کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اکثر معہود فی الذہن کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں برس پہلے قوم عاد تباہ وبرباد ہوچکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کو باوجود تلک سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب میت سے سوال ہوگا مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود فی الذہن کی طرف ہے وَعَصَوْا رُسُلَهٗ ایک رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ ۵۶ انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دینے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً الخ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا وآخرت میں ملعون ومقہور ہوئے۔ ۵۷ یہ تیسرا

موضح قرآن ف ۱ یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ ف ۲ تجھ پر ہم کو امید تھی۔ یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کریگا تو لگا مٹانے۔

قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ سے پیغام توحید قوم کے سامنے پیش کیا هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الخ اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور زمین میں تم کو آباد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بنیادی انعامات کا ذکر کیا تاکہ قوم کے دلوں میں جذبۂ تشکر و امتنان پیدا ہو اور وہ اللہ کی توحید کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ۵۸ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا جو ان کے بگڑے ہوئے مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ نَّعْبُدَ ای عن ان نعبد ـــ مَا یَعْبُدُ موصولہ سے مراد معبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُوْنَآ موصولہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ مَا تدعونا الیه من التوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۴۹) یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک و شبہات ہیں۔ ۵۹ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو (یعنی میں اللہ کا پیغمبر بھی ہوں) اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچائے گا۔ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ۶۰ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر سے ایک اونٹنی نکالدیں تو وہ انہیں سچا نبی مان لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر اپنا پیٹ بھرے گی تم اس سے تعرض مت کرنا ورنہ فوراً اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَرُوْهَا مگر وہ باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پاکر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھالو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ای فیه (روح) ۶۱ جب

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ﴿۶۴﴾

اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بری طرح پھر تو آپکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد ف۱

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ

پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن

ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا

یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا ۶۱ حکم ہمارا بچا دیا

صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ

ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی

یَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ

رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا

الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ

ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں

جٰثِمِیْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟

اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سن لو ثمود

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع ۶ وَلَقَدْ جَآءَتْ

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو ف۲ اور البتہ آ چکے ہیں ۶۲

رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ

ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا

سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ف۳ پھر جب

رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

دیکھا ۶۳ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

موضح قرآن ف۱ حضرت صالح نے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ف۲ ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ وہ مجھی شخص فرشتے تھے قوم لوط پر جاتے تھے ہلاک کرنے کو اول حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو بی بی سے بیٹا نہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لے آئے ۱۲ منہ رحمہ۔

ہمارے عذاب کا معین وقت آپہنچا تو ہم نے صالحؑ اور اس کے مؤمن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچا لیا وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الخ اور ظالم (مشرک) لوگ ایک ہی آسمانی چیخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہو گئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۶۲ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ بآں شان خلت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ نَکِرَهُمْ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں ورنہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرانے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ گھر کس لئے جا رہے ہیں۔ قال الطیبی لو عرفهم بانهم ملائکة لم یجئهم بذلک الطعام (روح ج ۱۲ ص ۹۶)

۶۳ جب انہوں نے تلے ہوئے بچھڑے کا دسترخوان اپنے "مہمانوں" کے سامنے لا کر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دسترخوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ بُرے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا راوا الضیف لا یاکل ظنوا بہ شرا (قرطبی ج ۹ ص ۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۶۴ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰهَا فا ر دونوں میں تعقیب ذکری کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فبشرنٰھا فضحکت یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑی ان ھذا علی التقدیم والتاخیر والتقدیر وَامرأته قائمة فَبَشَّرْنٰهَا باسحٰق فضحکت سرورًا بسبب تلک البشارة فقدم الضحک ومعناه التاخیر (کبیر ج ۱۸ ص ۲۶) یہ واقعہ سورۂ ذاریات میں واقعی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ ذاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجۂ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَکَّتْ وَجْهَهَا الآیۃ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۰﴾

ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی ف۱

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ

اور اس کی عورت کھڑی تھی ۶۴ تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کے

وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا

پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی ف۲ بولی ۶۵ اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں

عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۶۶ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ

تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب جاتا رہا

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ

ابراہیم سے ڈر ۶۷ اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ۶۸ تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا ف۳

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ

اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آ چکا حکم تیرے رب کا

وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ

اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا اور جب پہنچے ۶۹

رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

موضح قرآن ف۱ ان کے ساتھ جو عذاب تھا اس کا ڈر پڑا ان کے دل پر ۱۲ منہ رح ف۲ اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ حضرت لوط انہی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پہ عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی بسبب خوشوقتی از ہلاک قوم لوط واللہ اعلم ۱۲

يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُونَ اِلَيْهِ ۭ وَ

دن بڑا سخت ہے ف۱ ‌ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم ف۲ دوڑتی بے اختیار اور

مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

آگے سے کر رہے تھے برے کام بولا اے قوم

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا

یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت

تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿٧٨﴾

رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن ف۲

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ

بولے تو تو جانتا ہے ف۳ ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور

اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً

تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا

اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ

یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں مہمان بولے اے لوط ف۴ ہم بھیجے ہوئے ہیں

رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ

الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ

رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو

مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ

پہنچکر رہے گا جو ان کو پہنچیگا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح

اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا

کیا صبح نہیں ہے نزدیک ف۳ پھر جب پہنچا ف۵ حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ الآیہ (ذاریات ع۲)، **۶۵ ہ** حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سن کر بہت حیرت وتعجب کا اظہار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ سن ایاس میں داخل ہوچکی تھیں اور اس عمر میں ان کے بیٹا پیدا ہونا خلاف توقع تھا پھر اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بھی اس کی متقاضی نہ تھی بقول حضرت مجاہد حضرت سارہ کی عمر ننانوے برس تھی اور بقول بعض نوے برس جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال یا بقول بعض ایک سو سال تھی (قرطبی)، **۶۶ ہ** فرشتوں نے حضرت سارہ کا تعجب دیکھ کر کہا کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں اور اسکی قضاء وقدرت پر حیران ہوتی ہیں؟ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں اے اہل بیت نبوت! یہ تم پر اللہ کی رحمت و برکت ہے اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وہ صفات جمالیہ ونعوت جلالیہ کا مالک ہے وہ رحمت و برکت بھی دیتا ہے اور سرکشوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ آیت وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کی مانند جامع صفات باری تعالےٰ ہے۔ **۶۷ ہ** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری مل گئی تو اب فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ انہوں نے ہم سے قوم لوط کی سفارش کرنا شروع کردی کہ اللہ! ان کو کچھ اور مہلت دی جائے شاید وہ سمجھ جائیں۔ قصے کی واقعی ترتیب سورۂ ذاریات میں ہے کما مر اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ابراہیم علیہ السلام بہت تحمل والے، نرم دل اور اللہ کی طرف انابت و رجوع کرنیوالے تھے انہی اوصاف کی بنا پر قوم لوط کو مہلت دینے کی سفارش کرنے لگے۔ **۶۸ ہ** اس سے پہلے قلنا محذوف ہے جب کسی گذشتہ واقعہ میں صیغہ امر کا ذکر ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے۔ ہم نے ابراہیم سے کہا اس بات کو جانے دو اور ان کی سفارش نہ کرو کیونکہ ان کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے اب وہ ہمارے عذاب سے لامحالہ تباہ و برباد ہوں گے اب ان سے ہمارا عذاب ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ یعنی ان العذاب الذی نزل بھم غیر مصروف عنھم ولاھد فوع عنھم (خازن ج۲ ص۲۴۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات منوا سکے۔ **۶۹ ہ** یہ پانچواں واقعہ ہے اور دوسرے دعوے ہی سے متعلق ہے۔ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یا دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذرع کے معنی اصل میں فراخی کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے کنایہ ہے۔ ضاق بھم ذرعًا ای طاقۃ د

موضح قرآن ف۱ یہ فرشتے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمہ اللہ ف۲ فرشتے مہمان اترے اُن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ ف۳ ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی ایشان امارد و خوش روی بودند و عادت قوم معلوم بود پس خوف پیدا شد واللہ اعلم ۱۲۔

جُهُدٌ (روح ج ۱۲ ص۱۰۱) وضاق بهم ذرعًا ای ضاق صدره بمجیئهم وکرهه (قرطبی ج ۹ ص۷۴) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ **۲۵** حضرت لوط علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو معقول طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا نادانو!

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ
وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ
تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی

الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ
ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو کہ

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا
بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ
نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور

اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ
ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے اور اے قوم

اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا
پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو

النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾
لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا
جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے اور میں نہیں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ
ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو

تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ
یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا

یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال وطیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل وفہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدی ان المراد بناته علیه السلام امته ... لان کل نبی اب لامته وبه قال مجاهد وسعید بن جبیر (رح۔ قرطبی) یا حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیش کش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن فضل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا من الروح والقرطبی وغیرہما۔ **۲۶** وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ **۲۷** جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب واضطراب دیکھا تو بول اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل وعیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اِلَّا امْرَاَتَكَ یہ اَسْرِ بِاَهْلِكَ سے استثنار ہے یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ابھی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر رہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ **۲۸** جب عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سِجِّيْلٍ جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَّنْضُوْدٍ تہ بتہ۔ مُّسَوَّمَةً ان پتھروں پر خاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس سے ہلاکت مقدر تھی

موضح قرآن ف نقل ہے کہ امانت کے روپے کتر لیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف۴ یہ چھٹا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ پہلا دعویٰ چونکہ مقصودی ہے اس لئے اس پر شاہد کا اعادہ کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوتاہیوں سے ان کو منع کیا۔ **ف۵** یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق مار لیتے تھے اس لئے فرمایا تجارت سے جو نفع ہو اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے بچ رہے وہ اس طرح کی بد دیانتی کی کمائی سے بہتر ہے اور زیادہ بابرکت ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ کیونکہ ایمان کے بغیر کسی چیز میں خیر و برکت نہیں ای

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

جو کچھ کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

بولا اے قوم دیکھو تو ف اگر مجھ کو سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ

نے روزی دی مجھ کو ف۱ نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف۲ میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف۱ اور اے قوم ف نہ کمائیو میری ضد کر کے یہ کہ

يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا بولے

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ

اے شعیب ف ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

مَا يبقيه الله لكم بعد ايفاء الحقوق بالقسط اكثر بركة واحمد عاقبة مما تبقونه انتم لانفسكم من فضل التطفيف بالتجبر والظلم (قرطبی ج ۹ ص۸۶) ای بشرط ان تؤمنوا اذ مع الكفر لا خير فی شیء اصلا (روح ج ۱۲ ص۱۱۶)۔ **ف۶** مَا يَعْبُدُ معبودانِ باطلہ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا یہ مَا يَعْبُدُ پر معطوف ہے یا اس کا عطف اَنْ نَّتْرُكَ پر ہے اس صورت میں حرف نفی مقدر ہوگا۔ ای اصلٰوتك تأمرك ان لا نفعل الخ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ بطور استہزاء کہا یا حقیقت میں بھی وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو حلیم و رشید (بردبار دانا اور سوجھ بوجھ والا) سمجھتے تھے یعنی تُو تُو بڑا دانا اور سوجھ بوجھ والا ہے اور پھر ہمیں آبائی دین سے روکتا ہے اور اپنے اموال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے سے منع کرتا ہے۔ **ف۷** رِزْقًا حَسَنًا نبوت و حکمت مراد ہے۔ (مدارک، روح) میں تمہیں شرک اور بد دیانتی سے اپنی مرضی سے نہیں روکتا ہوں بلکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔ اور میرے پاس توحید کے حق میں اور شرک و بد دیانتی کے رد میں واضح دلائل بھی موجود ہیں۔ میں کوئی بات بے دلیل نہیں کہتا۔ اور جن کاموں سے تمہیں منع کر رہا ہوں اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں تو ان سے منع کروں لیکن خود ان کاموں کا ارتکاب کر لوں۔ مفسرین کرام نے عام طور پر یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا تعلق مسئلہ توحید سے نہیں رہے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دوسروں کو شرک سے منع کرنا اور عیاذاً باللہ خود اس کا ارتکاب کرنا امر محال ہے جس کا ان کے بارے میں وہم بھی نہیں ہو سکتا البتہ ناپ تول سے دوسروں کی حق تلفی سے اس کا تعلق ہوگا یعنی میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں تم کو تو دوسروں کی حق تلفی اور بد دیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں اِلٰی مَآ اَنْهٰكُمْ حال ہے ای حال کونی داعیا الی مَآ اَنْهٰكُمْ یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے، شرک اور بد دیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت نہیں بلکہ میں تو حتی الوسع تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس کے ارادے ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

موضح قرآن ف۱ جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے یہی خصلت ہے کفر کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یہ خصلت ہے خدا کے لوگوں کی کہ چڑانے سے برا نہ مانا اور اپنے مقدور بھر سمجھاتے رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حلال چگونہ سخن شمارا شنوم ۱۲ ف۲ یعنی نمی خواہم کہ بکار نیک بفرمایم و خود نکنم ۱۲۔

پھر وسہ اسی پر ہے اور تمام مہمات میں مَیں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخ رح کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مسئلوں سے متعلق ہو جائے گی۔ **ف۷۸** میری قوم۔ تم میری مخالفت میں اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ۔ میری مخالفت تمہیں قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر و غضب کا مستحق نہ بنا ڈالے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ الخ سرکشی نہ کرو اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کر لو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ **ف۷۹** حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور از راہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تنہا ہمارے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے ہو اگر ہمیں تمہارے قبیلے کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر چکے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان رھطہ من اھل ملتھم فلذلک اظھروا المیل الیھم و الاکرام لھم (مدارک ج ۲ ص۱۶۲)۔ **ف۸۰** حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلے کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے ہو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ مگر یاد رکھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر ہر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسواکن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ **ف۸۱** آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گرجدار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ **ف۸۲** یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذائیں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورۂ اعراف ع ۱۳ تا ۲۰ میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَھْطِیْٓ اَعَزُّ عَلَیْکُمْ مِّنَ

نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں بولا اے قوم ف۸۰ کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے

اللّٰہِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْہُ وَرَآءَکُمْ ظِھْرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا

اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو

تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۹۲﴾ وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ

میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ

اِنِّیْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لوگے کس پر آتا ہے عذاب

یُّخْزِیْہِ وَمَنْ ھُوَ کَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ

رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِیْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ

تاک رہا ہوں ف۸۱ اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیب کو اور جو

اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا

ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آ پکڑا ان ظالموں کو

الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ کَاَنْ لَّمْ

کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی

یَغْنَوْا فِیْھَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ کَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾

وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰی

اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو ف۸۲ اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِہٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

ع ۸ / ۱۲

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ

فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن تک پھر پہنچائیگا

النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ

ان کو آگ پہ اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ

لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا یہ

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ

تھوڑے سے حالات ہیں کشہ بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے ابتک قائم ہیں اور

حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

بعض کی جڑ کٹ گئی ف اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ؎ لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

پھر کچھ کام نہ آئے ان کے ٹھاکر (معبود) جن کو پکارتے تھے سوائے

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ

اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے

تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ

ہلاک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور

هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ

وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی اس بات

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ

میں نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہے جس

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

۵۸۳ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے یعنی نار جہنم۔ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا یہ دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا ہے۔ **۵۸۴** یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور خودساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ سورۂ احقاف میں ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً نیز یہ جملہ معترضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ **۵۸۵** ان قوموں کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں وہ اپنا کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ یہ تخویف دنیوی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ اقوام گذشتہ کی تباہی میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضح قرآن

ف قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ الخ اور جب اپنے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا تخویف اخروی ہے۔ زَفِیْرٌ گدھے کی ابتدائی اور پست آواز۔ شَهِیْقٌ گدھے کی بلند آواز۔ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یہ دوام اور عدم انقطاعِ عذاب سے کنایہ ہے کیونکہ یہ زمین و آسمان تو وہاں موجود ہی نہ ہوں گے و اجری ذٰلك علی عادة العرب فی الاخبار عن دوام الشیء وتابیدہ (قرطبی ج ۹ ص ۹۹) ۵۸۷ الا بمعنی سوی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لك علی الفان الا الالف التی کانت یعنی سواها یہ قول امام زجاج، فراء اور سجاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے والمعنی سوی ما شاء ربك من الزیادة التی لا اٰخر لها (روح ج ۱۲ ص ۱۴۳) اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا بھگت رہا ہو اور دوسرا عمر قید بامشقت۔ ۵۸۸ یہ بشارت اخروی ہے مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۵۸۹ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیئے مَا یَعْبُدُوْنَ الخ ان مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس ہے۔ ۵۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے اٰمن به قوم وکفر به قوم کما اختلف فی القراٰن وھو تسلیة لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم (مدارک ج ۲ ص ۱۵۹) ۵۹۱ یہ سوال مقدرہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر ہم نہیں مانتے تو ہمارا مؤاخذہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤاخذہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت پر آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ

ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے ۵۸۶ جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا

نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا

کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو ان میں بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت سو جو

الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ

لوگ بد بخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں

فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب ۵۸۷

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا

بے شک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے ف۱ اور جو لوگ نیک بخت ہیں ۵۸۸

فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور

الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہاء ف۱

فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ

سو تو نہ رہ ۵۸۹ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے

اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو

نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ

ان کا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان اور البتہ ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۵۹۰

فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب ۵۹۱

تخویف اخروی

بشارت اخروی

پوجنے والوں سے متعلق

جواب سوال مقدر

جواب سوال مقدر

موضح قرآن ف۱ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پر چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہاں کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در فہم کسی نمی گنجد اعتبار نکنند حاصل بیان دوام است بابلغ وجوہ ۱۲۔

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَإِنَّ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا ف اور جتنے

كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ

لوگ ہیں ثلاثہ جب وقت آیا پورا دیگا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ

خَبِيرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَ

کر رہے ہیں سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ۹۳ اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے

مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کر نماز کو ۹۴ دونوں طرف

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ

دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو

ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو ف اور صبر کر البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ

ثواب نیکی کرنے والوں کا ف سو کیوں نہ ہوئے ۹۵ ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے

مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جا چکے ہوتے۔ ۹۲ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) کلا اسم اِنَّ اور لما کی شرط محذوف ہے ای یبعثھم اور لَيُوَفِّيَنَّهُمْ جزا ہے اور شرط و جزا مجموعہ اِن کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) لَيُوَفِّيَنَّهُمْ شرط اور اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا اِنَّ کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ ۹۳ سورت میں ابتدا سے یہاں تک چاروں دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ جس طرح آپکو اور ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے عمل پیرا ہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سر مو انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی طرف تمہارے دلوں میں ادنی سا میلان بھی نہ پایا جائے ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ جملہ فَتَمَسَّكُمْ کی ضمیر منصوب سے حال ہے والواو للحال من مفعول فتمسکم النار (مظہری ج ۵ ص ۱۲۳) ظالموں کی طرف ادنی میلان کی وجہ سے تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اس وقت اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۹۴ یہ امر چہارم ہے یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طَرَفَيِ النَّهَارِ سے صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی (مظہری و روح) اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔ الحسنات اعمال حسنہ نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔ فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بینھا ای فی یومھا اذا اجتنبت الکبائر فی ذلک الیوم (روح ج ۱۲ ص ۱۵۵) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں اور مصیبتیں مراد ہیں اسطرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی تاویل کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے مختص کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (۵) وَاصْبِرْ الخ اور صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے اخلاص کے ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا ۹۵ لولا بمعنی ھلا برائے تخصیص ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں جو لوگ عقل و رائے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اصل شر و فساد کی جڑ ہے۔ بقیۃ ای اصحاب طاعۃ و دین و عقل و بصر (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۳) اِلَّا قَلِيْلًا استثناء منقطع ہے یعنی البتہ بہت تھوڑے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۹۶ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں منہمک تھے اس لئے انہوں نے ان معدودے چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ ۹۷ تخویف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضح قرآن

ف ۱ یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا یہ کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خُو برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابون ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کر رہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے آیا۔ **۹۸** اُمَّةً وَّاحِدَةً کے بعد وَلٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ محذوف ہے بقرینہ آیت سورۂ مائدہ ع ۷ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ الآیۃ یعنی اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی دین (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلاء وامتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہوتا حالانکہ جبری ایمان مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق وباطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کیساتھ دونوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر جزاء وسزا مبنی ہے۔ **۹۹** لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہوگا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُمۡ ای للاختلاف او للابتلاء اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کے مطابق جزاء وسزا ہوگی۔ وَتَمَّتۡ کَلِمَةُ رَبِّکَ الخ قضاء وقدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ **۱۰۰** یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلا مبدل منہ، مَا نُثَبِّتُ بِهٖ بدل اور مِنۡ اَنۡبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات واستقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کٹھن سے کٹھن وقت کا صبر وثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد وانکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں اَلۡحَقُّ توحید ورسالت کے دلائل، مَوۡعِظَةٌ اقوام سابقہ کے انجام بد سے عبرت آموزی ذِکۡرٰی اعمال صالحہ اور آخرت کی ترغیب۔ (رازی، قرطبی)، **۱۰۱** زجر مع تخویف دنیوی دلائل توحید، امم سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب وترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم ودائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ **۱۰۲** اس آخری آیت میں سورت کے تمام دعووں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰہِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِلَیۡهِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّهٗ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر ومتصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعۡبُدۡهُ اعادۂ دعویٰ اولیٰ جب عالم الغیب اور قادر ومتصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَکَّلۡ عَلَیۡهِ اعادۂ دعویٰ ثالثہ مصائب وبلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر واستقامت سے برداشت کرو۔ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ اعادۂ دعویٰ رابعہ۔ اے مشرکین تم محض ضد وعناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور الٹا طعنے دیتے ہو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

فِیۡهِ وَکَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُهۡلِکَ الۡقُرٰی

رہے تھے ان میں اور تھے گنہگار ف اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو

بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ

زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ۹۸

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا یَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّکَ

ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں ۹۹ مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے

وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمۡ وَتَمَّتۡ کَلِمَةُ رَبِّکَ لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دونگا دوزخ

الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ وَکُلًّا نَّقُصُّ عَلَیۡکَ مِنۡ

جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں ۱۰۰ ہم تیرے پاس

اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ وَجَآءَکَ فِیۡ هٰذِهِ

رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں

الۡحَقُّ وَمَوۡعِظَةٌ وَّذِکۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلۡ لِّلَّذِیۡنَ

تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو

لَا یُؤۡمِنُوۡنَ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ ؕ اِنَّا عٰمِلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ

ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر ۱۰۱ ہم بھی کام کرتے ہیں اور

انۡتَظِرُوۡا ۚ اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ

انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور

الۡاَرۡضِ وَاِلَیۡهِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّهٗ فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَکَّلۡ

زمین کی ۱۰۲ اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر

عَلَیۡهِ ؕ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

ع ۱۴ / ۱۰

موضح قرآن ف ۱ یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔

سورۂ ہود میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱- اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ـــــــ تا ـــــــ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ نفی شرک فی التصرف۔

۲- اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ ـــــــ تا ـــــــ کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔

۳- اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (ع ۳) اعلان توحید از نوح علیہ السلام۔

۴- وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ـــــــ تا ـــــــ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف والعلم۔

۵- قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا ـــــــ تا ـــــــ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام

۶- وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّہٗ ـــــــ تا ـــــــ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی اختیار و تصرف ولفی شفاعتِ قہری از حضرت نوح علیہ السلام یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۷- تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ ـــــــ تا ـــــــ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب وحاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸- یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ع ۵) اعلانِ توحید از حضرت ہود علیہ السلام

۹- قَالُوْا یٰہُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ ـــــــ تا ـــــــ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ (ع ۵، ۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔

۱۰- وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا ھُوْدًا ـــــــ تا ـــــــ مِنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ (ع ۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی بچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔

۱۱- قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ع ۶) اعلانِ توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔

۱۲- قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ ـــــــ تا ـــــــ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔

۱۳- نَکِرَھُمْ وَاَوْجَسَ مِنْھُمْ (ع ۷) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۱۴- وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ـــــــ تا ـــــــ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۔ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔

۱۵- یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ع ۸) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔

۱۶- قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ ـــــــ تا ـــــــ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔

۱۷- ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّہٗ عَلَیْکَ مِنْھَا قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ ۝ (ع ۹) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۸- فَمَآ اَغْنَتْ عَنْھُمْ اٰلِھَتُھُمُ ـــــــ تا ـــــــ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ۝ نفی تصرف از معبودانِ باطلہ۔

۱۹- فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ ـــــــ تا ـــــــ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ (ع ۹) معبودانِ باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۲۰- وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــــ تا ـــــــ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱۰) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورۂ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔

۱۲ سورۂ یوسف

ربط | سورۂ یوسف کو سورۂ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ واشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل ونقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کو مت پکارو۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود کا دوسرا دعوی تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار نہیں۔ اب سورۂ یوسف میں اس دعوی پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۂ ہود کا مقصودی دعوی تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعوی چونکہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ودلیل ہے اور علت ودلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت واستحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعوے کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار نہیں تو لا محالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۂ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعوی ذکر کیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۂ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر جن کا باپ پیغمبر، دادا پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ وہ نہ غیب جانتے تھے نہ متصرف ومختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند ارجمند کی جدائی میں عرصۂ دراز تک غمگین وآزردہ رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہوسکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ | سورۂ یوسف میں چار دعوے مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک وکارساز اور متصرف ومختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح وظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعوی ــــــ عالم الغیب اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب ویوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعوؤں کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ الٓرٰ ــــ تا لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ ــ تا ــ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ھدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال۔ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ (ع ۲) ــ تا ــ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تأمل کے بعد قبول کرلیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جاکر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈالدیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور رات کو روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتہ ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہوسکا۔

تیسرا حال۔ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ ــ تا ــ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ (ع ۲) ادھر سے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جاکر فروخت کردیا مگر فرزند کی اس نقل وحرکت کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال۔ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ ــ تا ــ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع ۳) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور بیوی کو انسے حسن سلوک اور اعزاز واکرام سے پیش آنیکی ہدایت کی۔

پانچواں حال وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ــ تا ــ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ (ع ۳) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں ورغلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچالیا۔ اسی اثناء میں عزیز مصر بھی گھر آپہنچا اور حقیقتِ حال جاننے کے بعد اسنے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ ــ تا ــ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ (ع ۴) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدنیتی سے ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کرکے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہوگئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوادیا۔

ساتواں حال۔ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ــ تا ــ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (ع ۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۂ ہود کے پہلے دعوے کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

آٹھواں حال۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ ــ تا ــ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ (ع ۶) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کرسکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ جو درباری

الزام سے بری ہوکر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً باجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال ۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ـــ تا ـــ وَكَانُوا يَتَّقُونَ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برارت سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنالیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا محکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر کی جدائی کے غم میں گھڑیاں گن گن کر وقت گذار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال ۔ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ ـــ تا ـــ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلّہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رُخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس وپیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال ۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ (ع ۸) ـــ تا ـــ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کرنیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شبہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال ۔ فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ـــ تا ـــ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مایوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکر آئے ہیں اس لئے وہ تو مصر ہی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا ـــ تا ـــ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرمادیجئے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پُردرد باتیں سن کر پسیج گئے اور اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرمادیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل وعیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال ۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ ـــ تا ـــ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (ع ۱۱) جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہدوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکاء سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ ـــ تا ـــ وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل وعیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر اتارا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بجالائے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ ـــــ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپکو جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورۂ یوسف میں فرمایا۔ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعۂ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنارہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ الخ (ع ۱۲) تخویف دنیوی ہے۔ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي الخ طریق تبلیغ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے

کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا تخویف دنیوی ہے پہلے مکذبین کا حال دیکھو ان کا کیا حشر ہوا اور ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو۔

چوتھا دعوی ——— تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

یہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں جس وقت کہا

يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے

لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ط

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن اور اسی طرح

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ انبیاء سابقین علیہم السلام کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ ۲ یہاں سے لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ تک تمہید ہے اَلْكِتٰبِ سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت جیسا کہ ارشاد ہے صُحُفًا مُّكَرَّمَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینہ) یہاں کُتُبٌ صحیفوں کے حصوں کو فرمایا۔ اَلْمُبِيْنِ یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔ قُرْاٰنًا حال مؤطئہ ہے عَرَبِيًّا کے لئے یہ حال ہے اور عربیا اس کی صفت ہے (مظہری) ۳ علماء یہود نے مشرکین سے کہا کہ محمد سے پوچھو آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت نازل ہوئی (بیضاوی) حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل فرمائی (خازن) اَحْسَنَ الْقَصَصِ اس قصے کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دو نہایت اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری مخلوق اس کی قضاء و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس ہے وقد افادت انہ لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ ولا مانع من قدرہ وانہ سبحانہ اذا قضی لانسان بخیر و مکرمۃ فلو ان اھل العالم اجتمعوا علی دفع ذلک لم یقدروا (روح ج ۱۲ ص ۱۷۱) یا احسن القصص اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن ادا سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا یہ عبرتوں، نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص ہے۔ کونہ احسن القصص لما فیہ من العبر و النکت والحکم والعجائب التی لیست فی غیرھا (کبیر ج ۱۸ ص ۸۵) ۴ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اس کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ كُنْتَ میں اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے ان مخففۃ من الثقیلۃ و اللام فارقۃ بینھا و بین النافیۃ یعنی وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۶۱) ۵ یہاں سے قصے کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ ظرف ہے جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ بمعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذکر مقدر مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصۃ مفعول مقدر ہوگا ای اذکر القصۃ اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے

موضح قرآن ف ۱ یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

کہ اذکر کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں یعنی اس قصے میں غور و فکر کرو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔ بعض نے ظرف کو الْغٰفِلِیْنَ اور بعض نے نَقُصُّ کے متعلق قرار دیا ہے۔ (روح) حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحویوں کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ ظروف کے متعلقات ان سے مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اذ کا متعلق قَالَ یٰبُنَیَّ مؤخر ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ جب یوسفؑ نے اپنا خواب اپنے باپ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا الخ۔ ۲ف حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے جھک گئے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا وہ اس کی تعبیر سمجھ گئے اور اس سے اپنے بیٹے کے آئندہ فضل و کمال کا اندازہ لگا لیا۔ تعبیر میں گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائی اور شمس (سورج) سے والد اور قمر (چاند) سے خالہ مراد ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل فوت ہو چکی تھیں۔ عن السدی ان القمر خالتہ لان امہ راحیل قد ماتت (روح ج ۱۲ ص ۱۸۱) ۷ف حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کے خواب سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور اسے دنیا و آخرت میں شرف و فضیلت کے مقام بلند پر فائز کرے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بعض قرائن سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بڑے بیٹے یوسف اور بنیامین سے حسد رکھتے ہیں اس لئے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا جس کی تعبیر یہ تھی کہ سب بھائی ان کے سامنے جھکیں گے کیونکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ جائیں گے اور مبادا تمہارے ہلاک کرنے کے منصوبے بنانے لگیں۔ ان یعقوب علیہ السلام کان شدید الحب لیوسف واخیہ فحسدہ اخوتہ لھذا السبب ظھر ذلک المعنی لیعقوب علیہ السلام بالامارات الکثیرۃ فلما ذکر یوسف علیہ السلام ھذہ الرؤیا وکان تاویلھا ان اخوتہ وابویہ یخضعون لہ فقال لا تخبرھم برؤیاک فانھم یعرفون تاویلھا فیکیدوا لک کیدا (کبیر ج ۵ ص ۱۵۸) وانما قال لہ ذلک لما انہ علیہ السلام عرف من رؤیاہ ان سیبلغہ اللہ تعالیٰ مبلغا جلیلا من الحکمۃ ویصطفیہ للنبوۃ وینعم علیہ بشرف الدارین فخاف علیہ حسد الاخوۃ الخ (روح ج ۱۲ ص ۱۸۱) ۸ف کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَیُعَلِّمُکَ اور وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ الخ یَجْتَبِیْکَ کی تفسیر ہے۔ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ میں مِن بعضیہ ہے۔ تاویل الاحادیث سے امام مجاہد اور سدی کے نزدیک خوابوں کی تعبیر مراد ہے، حسن بصری کے نزدیک معاملات کے انجام اور امام زجاج کے نزدیک کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ (خازن، مدارک، روح) علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب

وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَعَلٰۤی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا

اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے

عَلٰۤی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ

تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر البتہ تیرا رب

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۶﴾ ع لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖۤ اٰیٰتٌ

خبردار ہے حکمت والا ف البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں

لِّلسَّآئِلِیْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰۤی

پوچھنے والوں کے لئے ف جب کہنے لگے البتہ یوسف ف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے

اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَۃٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِۣ ﴿۸﴾

ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ف

اقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْہُ اَرْضًا یَّخْلُ لَکُمْ وَجْہُ اَبِیْکُمْ

مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی

وَتَکُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْہُمْ

اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ بولا ایک بولنے والا ان میں ف

لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْہُ

مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جائے اس کو

بَعْضُ السَّیَّارَۃِ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا

کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے بولے اے باپ

مَا لَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَہٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

کیا بات ہے ف کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں

اَرْسِلْہُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَہٗ

بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

مُوضح قرآن ف۱ نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھے اور کل بھانی باتوں کی یعنی اس میں داخل ہے خواب کی تعبیر ان کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب موزوں دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ ف۲ نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمانے کو کہا پوچھو کہ ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورۃ اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ ف۳ یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔

سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل التوحید فھو اشارۃ الی السبق ہ (قرطبی ج ۹ ص ۱۲۹) اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ بأن وصل لھم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الآخرۃ ای جعلھم انبیاء فی الدنیا وملوکا ونقلھم عنھا الی الدرجات العلی فی الجنۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۳)

ف ۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کرنیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل و اولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے وحی کے ذریعے یہ قصہ پورا پورا صحیح تفصیلات کے ساتھ بیان فرما دیا۔ یا سائلین سے معترضین مراد ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے تھے اس قصے میں ان کے لئے بھی بہت بڑی عبرت و نصیحت ہے کیونکہ قصے کی ہر کڑی سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔ ف ۱۰ یہ قصے کی دوسری کڑی ہے۔ برادران یوسف نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف اور بنیامین کو ہمارے والد بزرگوار ہم سے زیادہ چاہتے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں مگر اس کے باوجود محترم ابا جان ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتے معلوم نہیں کہ وہ کس بھول میں ہیں اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ الخ اس لئے یوسف کو راستہ سے ہٹانے کے لئے یا تو اسے قتل کر دیا جائے یا اسے کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ دیا جائے جہاں سے اس کی کوئی خبر نہ آئے تاکہ ہم ہی والد بزرگوار کی محبت و شفقت کا مرکز بن جائیں اور بعد میں اس گناہ سے توبہ کر لیں۔ ف ۱۱ یہ اِذْ قَالُوْا کا متعلق ہے لہٰذا اس سے پہلے اُذْکُرْ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی جب بھائیوں نے مذکورہ بالا مشورہ کیا اس وقت ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے جنگل میں سر راہ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی گذرنے والا قافلہ اسے نکال کر کسی دوسرے علاقے میں لیجائے گا اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یوسف کی جان بھی بچ جائے گی۔ اکثر مفسرین کی رائے میں یہ قائل یہودا تھا جو سب سے بڑا تھا۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ یوسف کو قتل کرنے کے بجائے کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس سے ان کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ف ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا پروگرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم

لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ
نگہبان ہیں ف ۱ بولا مجھ کو غم ہوتا ہے ف ۱۳ اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور

اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾
ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو ف ۲

قَالُوْا لَىٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا
بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو تو ہم نے

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ
سب کچھ گنوا دیا پھر جب لے کر چلے اس کو ف ۱۴ اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ
گمنام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتائیگا ان کو ان کا یہ کام

هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً
اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے ف ۳ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے

یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا
روتے ہوئے کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا

یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور تو باور نہ کرے گا

لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ
ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ
بولا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات ف ۱۵ اب صبر ہی بہتر ہے اور

اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ جَآءَتْ سَیَّارَةٌ
اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ف ۴ اور آیا ایک قافلہ ف ۱۶

موضح قرآن ف ۱ بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ ف ۲ ان کو بھیڑئیے کا بہانہ کرنا تھا وہی اُن کے دل میں خوف آیا۔ ف ۳ پھر جب لے کر چلے فرمایا آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدھی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلا دے گا اُن کا کام۔ ف ۴ یعنی کرتے پر لہو ہی تھا اُن کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں با ہر سیر و تفریح سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیئے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیئے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصہ بالذکر لان الارض علی ما قیل کانت مذئبۃ (روح ج ۱۲ ص ۱۹۵) قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الخ بیٹوں نے جواب دیا ہم دس جوانوں کی ایک طاقت ور جماعت ہیں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہو گیا تو پھر ہم تو کمزور اور بزدل ٹھہرے۔

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ

پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا کیا خوشی کی بات ہے یہ ایک لڑکا

وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ

اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف اور بیچ آئے اس کو

بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ

بھائی ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں اور ہو رہے تھے اس سے

الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ

بیزار ف اور کہا جس نے خرید کیا اس کو ف مصر سے اپنی عورت کو

اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ

آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور

كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ

اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ف اس ملک میں اور اس واسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ

تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا اور اللہ زور آور رہتا ہے اپنے کام میں و لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

لوگ نہیں جانتے ف اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو ف دیا ہم نے اس کو حکم

وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ

اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو ف اور پھسلایا اس کو ف

الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی

هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ

شتابی کر کہا خدا کی پناہ ف وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا مجھ کو

۱۴ اَجْمَعُوْۤا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذہبوا پر معطوف ہے اور لَمَّا کی جزا محذوف ہے ای فعلوا بہ ما فعلوا من الاذی (مدارک ج ۲ ص ۱۶۴) وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ الخ مجاہد، ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو صغر سنی ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی، جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (قرطبی و روح) ۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ الخ کذب ای مکذوب فیہ او ذی کذب اور بِدَمٍ میں با تعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ (مدارک، قرطبی) ۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قال سعید بن جبیر لما جاءوا علی قمیصہ بدم کذب وما کان متخرقا قال کذبتم لو اکلہ الذئب لخرق قمیصہ الخ

موضح قرآن ف۱ کنوئیں میں تھے حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت کو بکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرتے ہیں شاید یہ مراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قصہ پڑھتے ہیں تو ریت میں بدل ڈالا ہے تا اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آوے ف۲ اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دعوی کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤلی کے۔ نو بھائیوں نے دو دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالی نے صبر بخا ایک بیچنا فرمایا پردہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ف۳ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالی نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں بات رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدائی پورا پاویں اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ف۴ حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم اللہ کا دین۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی خیانت او نتوا نم کرد ۱۲۔

(کبیر ج۱۸ ص۱۱) مَا تَصِفُوْنَ ای علیٰ احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم واندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ لخت جگر چند میلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷ یہ قصے کا تیسرا حال ہے۔ یٰبُشْریٰ اصل میں یا للبشریٰ ہے تھا (رمنی) لام کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی۔ کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین وجمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چمٹا ہوا دیکھا

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا

بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں ف اور البتہ عورت نے فکر کیا ۲۳ اس کا اور اس نے فکر کیا

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی ۲۴ یونہی ہوا تاکہ ہٹا ئیں ہم اس سے برائی

وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا

اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں ف۲ اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا

دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے

لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ

دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِىْ عَنْ

یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک ف۳ یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کرنہ

نَّفْسِىْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ

تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ف۴ اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے ف۵

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ

پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۟ وَاسْتَغْفِرِىْ

تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً انہوں نے قافلے کے دوسرے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کا معاملہ یہ کہہ کر چھپا دیا کہ کنویں والوں نے یہ غلام ہمیں دیا ہے تاکہ ہم اسے بیچ کر رقم ان کو واپس کر دیں قال مجاہد اسرہ مالک بن دعر واصحابہ عن التجار الذین معہم فی الرفقۃ وقالوا ھو بضاعۃ استبضعنا ھا بعض اھل الشام او اھل ھذا الماء الی مصر انما قالوا ھذا خیفۃ الشرکۃ (قرطبی ج۹ ص۱۵۲) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ الخ شروہ ای باعوہ مصر بیچ کر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اونے پونے داموں فروخت کر دیا اور ان میں بے رغبتی کا مظاہرہ کیا اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ اس کے جتنے بھی دام وصول ہو جائیں غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ مالک یا وارث آ جائے اور اسے فروخت کرنے سے پہلے ہی ان سے چھین لے ۱۸ یہ چوتھا حال ہے۔ قافلے والے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں میں مصر میں بیچ کر چلے گئے۔ جس نے قافلہ والوں سے خریدا تھا اس سے شاہ مصر ریان بن ولید کے وزیر خزانہ قطفیر ملقب بعزیز نے خریدا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عزیز مصر قطفیر نے براہ راست قافلے والوں سے خریدا تھا۔ قال ابن عباس انما اشتراہ قطفیر وزیر ملک مصر... وکان ھذا العزیز الذی اشتری یوسف علی خزائن الملک (قرطبی ج۹ ص۱۵۸) عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لے گیا اور بیوی سے کہا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور کھانے، پینے اور پہننے کو اچھا دینا ممکن ہے یہ بڑا ہو کر ہمارے کسی کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ کیونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی ۱۹ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لنکرمہ یعنی یوں ہم نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے گھر عزت واکرام کی جگہ دی تاکہ

ہم اسے عزت دیں اور تاکہ اسے تعبیر رؤیا کا علم عطا کریں۔ ۲۰ یہ پانچواں حال ہے اَشُدَّ کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباس رض نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک یہی راجح ہے (کبیر ج۱۸ ص۱۱۰) حُكْمًا وَّعِلْمًا حکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے عن ابن عباس ان الحکم النبوۃ والعلم الشریعۃ (روح ج۱۲ ص۲۰۹) وقال مجاھد العقل والفھم والنبوۃ۔ ۲۱ حضرت یوسف علیہ السلام حسن وجمال میں یگانۂ روزگار

موضح قرآن ف۱ یعنی اسکے ناموس میں کیونکر دخل کروں۔ ف۲ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ ف۳ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو۔ ف۴ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دودھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صورت یعقوب علیہ السلام ظاہر شد انگشت را بدندان گرفتہ ۱۲۔

اور یکتائے زمانہ تھے، عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں گناہ پر اکسانے لگ گئی عَنْ نَّفْسِهٖ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعہا (مدارک ج ۲ ص۱۶۶) غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ گھر کے تمام دروازے بند کرلئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْتَ لَكَ یہ اسم فعل ہے بمعنی تعال و اسرع یعنی جلدی کر۔ **۲۲** مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعوذ معاذ اللہ۔ رَبِّیْ سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔ اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ کنوئیں سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ **۲۳** زلیخا چونکہ بُرے کام کا پختہ ارادہ کرچکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لام اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعلِ بد کا ارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمتِ خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کرچکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہانِ رب نہ دیکھتے تو ارادہ کرلیتے۔ امام ابوعبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط موخر ہے اور هَمَّ بِهَا جزا مقدم ہے قال ابو عبیدۃ ھذا علی التقدیم والتاخیر کانہ ارادو لقد همت بہ ولولا ان راٰ برھان ربہ لهم بھا (قرطبی ج ۹ ص۱۶۶) **۲۴** برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخا نے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعلِ بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو اس بے حس و بے شعور خدا سے شرماتی ہے تو میں اپنے علیم و خبیر خدا سے کیوں نہ شرماؤں اس لئے انہوں نے بُرے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہوکر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں

ع ۳ ۹ ۱۳

اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ

عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور

قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ

کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں **ف۱** عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے

فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا

اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

اس کو صریح خطا پر **ف۲** پھر جب سنا **ف۳** اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا

اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ

ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو شسشدر رہ گئیں

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ز وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشَ لِلّٰہ نہیں یہ شخص آدمی

اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ

یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ **ف۴** بولی یہ وہی ہے **ف۵** کہ

لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ

طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہو گا

الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

بے عزت **ف۶** یوسف بولا **ف۷** اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی

برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرمادیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ **۲۵** لِنَصْرِفَ کا متعلق محذوف ہے ای کذلک ثبتناہ لنصرف یعنی ہم نے یوسفؑ کو یوں ثابت قدم رکھا تاکہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشاء زنا (مدارک) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ جملہ تعلیل برائے ماقبل۔ **۲۶** حضرت یوسفؑ نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

موضح قرآن **ف۱** یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا **ف۲** چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہوگئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے **ف۳** ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کرتہ پکڑ لیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر آپہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھی تو زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر نسوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدنیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ ۲۷ یہ شاہد چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہد میں کلام کرنا ثابت ہے ان

يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ

طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا انکی

وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کرلی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے

كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ

ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ف۱ پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو

مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَ

ان نشانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت ف۲ اور

دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ

داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں

اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ

نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے

رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا

سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ

دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف۳ بولا نہ آنے پائے گا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے

اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا

مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ

عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ

اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں ف۴ اور پکڑا میں نے دین اپنے باپ دادوں کا

ع ۴ / ۱۴

میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عکرمہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہد یوسفؑ شیر خوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سُدّی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چچا زاد بھائی تھا قال الحسن وعکرمۃ وقتادۃ ومجاھد لم یکن صبیاً ولکنہ کان رجلاً حکیماً ذا رأی وقال ھو ابن عم المرأۃ فحکم (خازن ومعالم ج۲ ص۳۲۲)۔ اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسفؑ بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگا مگر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھا پائی میں یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شَهِدَ یہاں بمعنی حَكَمَ ہے۔ وحکم حاکم (خازن ومعالم)۔ ۲۸ عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو یہ میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصور وار ہو ایک تو تم نے بُرے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برات اور پاکدامنی کا اعلان کرا دیا۔ ۲۹ یہ

موضح قرآن ف۱ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہیئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے۔ پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے۔ ف۲ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ف۳ جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا، دوسرا نانبائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نانبائی پر ثابت ہوئی۔ ف۴ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبرا دیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی مشورت کردند کہ یوسف را بزندان باید کرد تا نزدیک مردمان برات زلیخا ظاہر شود واللہ اعلم ۱۲۔

پندرہ احوال میں سے چھٹا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل وجان سے فریفتہ ہو چکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبه شغاف قلبها حتى وصل الى الفؤاد (مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ وہ نری بے عقل اور صریح غلطی میں ہے۔ ۳۰ھ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے۔ نیز

إِبْرٰهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ
ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام

لَنَآ أَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ
نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾ يٰصٰحِبَيِ
بہت لوگ احسان نہیں مانتے ۞ اے رفیقو ۳۶ھ

السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ
قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ
اکیلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے

إِلَّآ أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ
مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ
نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی

إِلَّا لِلّٰهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ ۚ ذٰلِكَ
کی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے

الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾ يٰصٰحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا
جانتے اے رفیقو قید خانے کے ۳۷ھ ایک جو ہے تم دونوں میں

اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انها لما سمعت انهن يلمنها على تلك المحبة المفرطة ارادت ابداء عذرها فاتخذت مائدة ودعت جماعة من اكابرهن الخ (کبیر ج ۱۸ ص ۱۲۷) زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ سجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکئے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو اچانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیکرِ حسن وجمال چہرے کو دیکھا تو اس باختہ اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ أَكْبَرْنَهُ اعظمنه وهبنه۔ ابن عباس (قرطبی)، یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن وجمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفين منه البشرية لغرابة جماله واثبتن له الملكية وتبتن بها الحكم لما ركز في الطباع ان لا احسن من الملك الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۹) والمقصود من هذا اثبات الحسن العظيم المفرط ليوسف لانه قد ركز في النفوس ان لا شئ احسن من الملك (خازن ج ۳ ص ۲۳۰) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت وبرارت کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن وجمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بين الجمال الرائق والكمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائكة (مظہری ج ۵ ص ۱۵۹)، ۳۱ھ زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور وارفتگی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ دیکھا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلانے کی کوشش کی ہے فَاسْتَعْصَمَ لیکن وہ صاف بچ گیا ہے اور گناہ سے محفوظ ومعصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اب تک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت ورسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام

موضح قرآن ف یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

گو ایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ ۳۲ف حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی رغبت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کو محتاج تھے۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ الخ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچا لیا ثُمَّ بَدَا لَهُمْ الخ یہ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ کا بیان ہے۔ عزیز

فَيَسْقِىْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

سو پلائے گا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام

الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ

جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس

ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ

کو گمان کیا تھا کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي

سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ

قید میں کئی برس ف اور کہا بادشاہ نے میں

اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات

عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ

گائیں دُبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا

ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

ع ۵ / ۱۵

مصر نے جب شہر کی ہوا دیکھی تو اس نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے کچھ عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی۔ اَلْاٰیٰتِ حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت کے دلائل و شواہد یا شہری ماحول اور حالات۔ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے کہنے کے مطابق قید تو کر دئیے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے قید خانے میں ان کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھا، وہ اپنی خداداد خوبیوں، محاسن اخلاق، ظاہری اور باطنی کمالات کی وجہ سے جیل میں بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ داروغۂ جیل نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپ کو رہا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اس کے علاوہ جو بھلائی بھی مجھ سے ہو سکے گی میں کروں گا اور جیل میں آپ پر کوئی پابندی نہیں آپ ہر جگہ آ جا سکتے ہیں۔ قال له عامل السجن یا فتی لو استطعت خلیت سبیلك ولكن سا حسن جوارك فكن فی ای بیوت السجن شئت (روح ج ۱۲ صفحہ ۲۴۰) ۳۳ف یہ ساتواں حال ہے۔ اسی اثنا میں شاہِ مصر ریان بن ولید اپنے باورچی اور ساقی پر ناراض ہو گیا۔ وجہ یہ تھی کہ شاہ مصر کے دشمنوں نے اسے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور شاہ کے باورچی اور ساقی کو رشوت دے کر کھانے اور شراب میں زہر ملا کر شاہ کو پلانے پر آمادہ کر لیا۔ بعد میں ساقی نادم ہوا اور اس نے زہر دینے سے انکار کر دیا لیکن باورچی اپنے عہد پر قائم رہا۔ جب کھانا اور شراب شاہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو ساقی نے شاہ سے کہا کہ یہ کھانا مت کھائیے کیونکہ وہ زہر آلود ہے۔ اور باورچی نے شراب کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دئیے شاہ نے دونوں کو جیل بھیج کر تحقیقات کا حکم دے دیا۔ ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے۔ اور باورچی نے خواب دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہے اور پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں۔ دونوں نے دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیک دل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں (روح و قرطبی وغیرہ)۔ ۳۴ف حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ

موضح قرآن ف فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اسکو نہ کہا کہ تو ہے یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو اٹکلا کہہ بچے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں مگر اٹکل ہو مگر پیغمبر جو اٹکل کرے سو نیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کریو بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

یہ تعبیر کا علم ان علوم و معارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ الخ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے ان اللہ خصہ بھذا العلم لانہ ترک ملۃ قوم لا یؤمنون باللہ الخ (قرطبی ج ۹ ص۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم و معارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین و ملت ابتدا ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۳۵ اور میں اپنے آباء کرام حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیرو اور متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے تو یہ شایانِ شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ الخ یہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثرھم لا یشکرون اللہ علی ھٰذہ النعم التی انعم بہا علیہم لانہم ترکوا عبادتہ و عبدوا غیرہ (خازن ج ۳ ص۲۸۴) ۳۶ اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت تہ کرے اور جن کے سامنے سرِ نیازمندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاہر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھلی یا ایک قادر و توانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الخ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آباء و اجداد کے خودساختہ ہیں تم لوگوں نے ان کو بلا دلیل و حجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ای سمیتم ما لا یستحق الالہیۃ الہۃ ثم طفقتم تعبدونہا (مدارک ج ۲ ص۱۷۱) اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ای ما الحکم فی شأن العبادۃ المتفرعۃ علی تلک التسمیۃ وفی صحتہا الا للہ (روح ج ۱۲ ص۲۴۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط و محکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی دلت علیہ البراھین العقلیۃ والنقلیۃ (روح ج ۱۲ ص۲۴۵) ۳۷ دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساقی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت

بِاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا

بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آگیا اس کو مدت کے بعد میں

اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ یُوْسُفُ

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو جا کر کہا اے یوسف

اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اے سچے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

موٹی اور ان کو کھائیں سات دُبلی اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْ

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو جائے

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر سو جو

حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا

کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

موضح قرآن ف یعنی تیری قدر معلوم ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ پس بسوئے یوسف فرستادند و ملاقات کرد ۱۲۔

نہیں ہوسکے گا۔ لیکن دوسرا یعنی شاہ کا باورچی مجرم ثابت ہوگا اس لئے اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوچ کھائیں گے۔ قُضِیَ الْاَمْرُ الخ تمہارے خوابوں کی جو تعبیر میں نے بیان کی ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ تعبیر وحی سے بیان کی تھی یا علم تعبیر کی بنا پر۔ آپ چونکہ نبی تھے اس لئے آپ کی تعبیر اٹل تھی انهما لما سألاه عن ذلك المنام صدقا فيه او كذبا فان الله تعالى اوحى اليه ان عاقبة كل واحد منهما تكون على الوجه المخصوص فلما نزل الوحى بذلك الغيب عند ذلك السؤال وقع فى الظن انه ذكره على سبيل التعبير (کبیر ج ۱۸ ص ۱۴۳)

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ
مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا اس کے
ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾
پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے ف۱
ع ۶ / ۱۶
وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ
اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی
قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ
کہا ۳۹ لوٹ جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ۴۰ ان عورتوں
الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾
کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے ف۲
قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ
کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے
نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ
نفس کی حفاظت سے بولیں حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ
سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ
برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی
الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ
سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ
لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ
سچا ہے ف۳ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لیوے کہ میں نے اس کی چوری نہیں کی
بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ﴿۵۲﴾
چھپ کر ۴۳ اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا

۳۸ ظن بمعنی علم و یقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعۂ وحی بیان کی گئی تھی۔ ۳۹ یہ آٹھواں حال ہے۔ شاہ مصر نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی پتلی گائیں دوسری سات موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات ترو تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے علماء، کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ان میں سے کسی کی سمجھ میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۴۰ امۃ مدت طویلہ مراد ہے بعد مدۃ طویلۃ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۷۰) ساقی جب الزام زہر خورانی سے بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس پر ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے عاجز ہو گئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اس نے کہا ٹھہرو اس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا ہوں فَاَرْسِلُوْنِ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۴۱ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای فارسلوہ فاتاہ فقال یا یوسف الخ (روح ج ۱۲ ص ۲۵۴) اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اے بہت ہی سچ بولنے والے۔ ساقی قید خانے میں چند دن حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضح قرآن ف۱ رس نچوڑنا واسطے شراب سازی کے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے ف۲ وہی قصہ یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے ف۳ یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار تھیں اور فریب والی کا نام نہ لیا حق پرورش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمن ف۱ بادشاہ این تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برارت ذمہ اش ظاہر گردد ۱۲ ف۲ یعنی شہادت بر اقرار زلیخا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کروگے اور غلہ اگاؤگے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کرلینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کیڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ ثُمَّ یَاْتِیْ الخ پھر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کرڈالوگے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے۔ خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں مدتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہوجائے۔ ۴۳ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال ہے ساقی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مصر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیئے اور اس کے علم و تدبر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرنا چاہیئے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا وَ اْتُوْنِیْ بِهٖ لما رای من علمه وفضله واخباره عما لا یعلمه الا اللطیف الخبیر (روح ج ۱۲ ص۲۵۰) ۴۴ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برارت ثابت نہ ہوجائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشی ان یخرج وینال من الملک مرتبة و یسکت عن امر ذنبه صفحا فیراه الناس بتلك العین ابدًا ویقولون هذا الذی راود امرأة مولاه فاراد یوسف علیه الصلوٰة والسلام ان یبین براءته ویحقق منزلته من العفة و الخیر وحینئذ یخرج للاحظاء والمنزلة (قرطبی ج ۹ ص۲۰۰) ۴۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو بے شک جی تو سکھلاتا ہے برائی

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ

مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا

الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ

بادشاہ نے لے آؤ ف۱ اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں جب بات چیت کی

قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

اس سے ف۲ ف۳ کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ف۴ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر ف۵ میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا ف۶

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں

حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا

جہاں چاہتا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور

نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ

ضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے

لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ

ان کو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں ف۷ ف۸ اور آئے بھائی یوسف کے ف۹

فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ

پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے ف۱۰ اور

لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ

جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب ف۱۱ کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

ع ۷ ۸ ۱

موضح قرآن ف۱ اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا ف۲ انہوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی ف۳ یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا جیسا حضرت کو ف۴ جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق بچی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خرید کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی و قابلیت او شناخت ۱۲ ف۲ مترجم گوید بعد ازاں قحط او فتاد و در جمیع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف متوجہ شدند ۱۲ واللہ اعلم۔

ہے جنہوں نے مجھے گناہ میں پھنسانے کے لئے مکر کئے تھے وہ اب کیا کہتی ہیں۔ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ چنانچہ شاہ نے ان عورتوں کو اور عزیز مصر کی بیوی کو بلا کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسفؑ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی تو کیا تم نے اپنی جانب اس کا کچھ میلان پایا تھا هل وجدتن فيه ميلا اليكن (روح) قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ الخ تو سب بول اٹھیں حاشا وکلا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی اور اس نے ہماری طرف ادنیٰ رغبت اور میلان بھی نہیں کیا۔ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الخ اب زلیخا بھی بولی کہ اب تو حق بات واضح ہو چکی ہے اس لئے اب چھپانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قصور میرا ہی تھا۔ میں ہی نے یوسفؑ کو ورغلایا تھا وہ اپنی بات کا سچا اور کیرکٹر کا پختہ ہے۔ ۴۴۶ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امرأۃ العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہ، حسن اور حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی لِيَعْلَمَ کا فاعل بادشاہ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مر چکا تھا۔ قال ابن عباس فارسل الملك الى النسوة والى امرأة العزيز وكان قد مات العزيز (قرطبی ج ۹ ص ۲۰۸) ليعلم الملك انى لم اخنه بالغيب (کبیر ج ۱۸ ص ۱۵۸) ۴۴۷ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برأت کا اظہار کیا تو خیال آیا میں خود ہی اپنی ذات کا تزکیہ کر رہا ہوں یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے اس لئے انکسار و تواضع کے طور پر فوراً کہا وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ الخ میں اپنی ذات کا تزکیہ نہیں کرتا نفس انسانی بڑا سرکش ہے اس کے اغوار سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے دستگیری فرمائے۔ وما ابرئ نفسى هضم للنفس وانكسار وتواضع لله عزوجل فان رؤية النفس فى مقام العصمة والتزكية ذنب عظيم فاراد ازالة ذلك عن نفسه الخ (خازن ج ۳ ص ۲۹۰) قال الحسن لما قال يوسف ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ كره نبى الله ان يكون قد زكى نفسه فقال وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ الخ تزكية النفس مذمومة الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۱۰ وخازن) ۴۴۸ جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت واضح ہو گئی تو اب اس نے حکم دیا کہ انہیں فوراً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنالوں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کر دوں۔ ای اجعله خالصا لنفسى، افوض اليه امر مملكتى (قرطبی ج ۹ ص ۲۱۳) ۴۴۹ جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ ذو مكانة ومنزلة امين مؤتمن على كل شئ (مدارک ج ۲ ص ۱۷۴) ۴۵۰ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا

مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ

باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں ماپ اور خوب طرح

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

اتارتا ہوں مہمانوں کو ف پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ

میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آئیو بولے ہم خواہش کرینگے اس کے باپ سے

وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ

اور ہم کو یہ کام کرنا ہے اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو ڈالدو رکھ دو ان کی پونجی

فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى

ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں

اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ

اپنے گھر شاید وہ پھر آجائیں ف پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس ف

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا

بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو

نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ

کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر

اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے

حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا

نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب کھولی اپنی

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا

چیز بست ف پائی اپنی پونجی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے

موضح قرآن ف سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سگا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا ف ۲ جو قیمت لائے وہ چھپا کر اناج کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔

فتح الرحمٰن ف یعنی بسبب دادن طعام و بگرفتن سرمایہ دیگر بار طمع کنند ۱۲۔

کوئی محکمہ ان کے سپرد کرے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے کو ایک ایسے محکمہ کے لئے پیش کر دیا جس کا براہ راست تعلق پبلک سے تھا تاکہ متوقع قحط کے زمانے میں مخلوقِ خدا سے پوری پوری ہمدردی ہو سکے اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے اور قحط کے زمانہ میں غلے کی حفاظت اور اس کے خرچ کا انتظام درست رہے۔ انه علیه السلام علم بالوحی انه سیحصل لقحط والضیق الشدید الذی ربما افضی الی هلاك الخلق العظیم فلعله تعالی امره بان یدبر فی ذلك ویأتی بطریق لاجله یقل ضرر ذلك القحط فی حق الخلق (کبیر ج۱۸ ص۱۶۱)۔ ۵۱ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یوں ہم نے یوسفؑ کو قید خانے سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصر ان کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں جائیں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ الخ یہ تو دنیا میں جزا ہے اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ وارفع ہے۔ ۵۲ یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندماج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزائن الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمین کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد قحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسفؑ اس قدر بلند و بالا مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ ۵۳ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں، پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ الخ اگر تم اسے ساتھ نہیں لاؤ گے تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا قَالُوْا سَنُرَاوِدُ انہوں نے کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ ۵۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی بوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور از راہِ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ

يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ
اے باپ ہم کو اور کیا چاہیئے یہ پونجی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب

نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ
جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری کریں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک

كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ
اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ ۵۵ یہاں تک کہ دو مجھ کو

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ
عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب ۵۶

فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾
پھر جب دیا اس کو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے ۵۷

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا
اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
کئی دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو ۵۸ اللہ کی

مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ
کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ
بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنے والوں کو ف۲ اور جب داخل ہوئے جہاں سے ۵۹

اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی

شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ
بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

مصر آئیں۔ ۵۵ جب وہ واپس والدِ گرامی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بنیامین کا حصہ تو ہم سے روک لیا گیا ہے جب تک وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا اس وقت تک ہمیں اس کے حصے کا غلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ الخ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح میں نے یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا اسی طرح بنیامین کے بارے میں تم پر اعتماد کر لوں یعنی تم ایک بار میرے اعتماد کو مجروح کر چکے ہو لیکن اچھا خدا حافظ ہے اور وہ مہربان ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ پر جدائی کی دو مصیبتیں مسلط نہیں فرمائے گا۔ فارجوا ان ینعم علیّ بحفظه ولا یجمع علی مصیبتین (مدارک ج۲ ص۱۷۰)۔ ۵۶ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ بھی واپس اس میں موجود ہے تو کہنے لگے ابا جان!

موضح قرآن ف ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ پر رکھا۔ یہی حکم ہے ہر کسی کو۔ ف۲ یہ ٹوک کا بچاؤ بتایا۔ پھر بھروسہ اللہ پر کیا۔ ٹوک لگنی غلط نہیں اور اس کا بچاؤ کرنا روا ہے۔

ہمیں اور کیا چاہئے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آ گیا والمعنی ای شئ نطلب وراء ھٰذا وفی لنا الکیل ورد علینا الثمن (قرطبی ج ۹ ص۲۲۴)، وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا ہم دوبارہ جا کر اہل وعیال کے لئے غلہ لائیں گے، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ ف۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دو گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ الخ مصر میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بد نہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت و نفاست کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وانما امرھم بذلک لانہ خاف علیھم العین لانھم کانوا قد اعطوا جمالا وقوۃ وامتداد قامۃ الخ (خازن ج ۳ ص۲۹۵)، ف۵۸ میں تقدیر الٰہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ قضا و قدر اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں نے تو محض ایک حیلے کے طور پر یہ کہا ہے۔ ف۵۹ یہ گیارہواں حال ہے۔ لما کا جواب محذوف ہے۔ ای وقع ما قضی اللّٰہ مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کر دی۔ اِلَّا حَاجَةً مستثنیٰ منقطع ہے۔ الا بمعنی لکن ہے اور حاجۃ سے پہلے فعل اظہر مقدر ہے قَضٰىهَا جس کی تفسیر ہے۔ قضٰھا ای اظھرھا فوصی بھا (مظہری ج ۵ ص۱۸۵)، ف۶۰ جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ جو ناروا سلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجو اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ ف۶۱ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال و متاع تیار کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آنکھ بچا کر سقایہ (پانی پینے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے) بنیامین کے سامان میں خود رکھ دیا یا کسی نوکر سے

لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ

خبر نہیں ف۱ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس ف۶۰ اپنے پاس

اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا

رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

انہوں نے کئے ہیں ف۲ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا ف۶۱ رکھ دیا پینے کا پیالہ

فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ

اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلہ والو تم تو البتہ

لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ

بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے ملے اس کو ایک بوجھ

بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا

اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن ف۳ بولے قسم اللہ کی ف۶۲ تم کو معلوم ہے ہم

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا

شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے

فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ

پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم نکلے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ

مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں ف۱

موضح قرآن ف۱ یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ ٹوک نہ لگی لیکن تقدیر اور طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی، سوجن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ ف۲ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حسد لگا، اس سفر میں اس کو ہر بات پر جھڑکتے اور طعنے دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی کر دی ف۳ یا سن بادشاہ کے پینے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سپاہ ہوایا اناج اپنے کا اور گھوڑے ایس میں پانی پیتے، حضرت یوسف نے ان کو چور کہلوایا جھوٹ نہیں حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اورا غلام گیرند ۱۲۔

رکھوادیا۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ الخ جب وہ اپنا مال ومتاع اونٹوں پر لادکر روانہ ہوگئے تو پیمانے کی غلہ ناپنے کے لئے ضرورت پڑی مگر پیمانہ مفقود تھا ملازموں نے خیال کیا کہ ابھی ابھی کنعانی قافلہ روانہ ہوا ہے شاید وہی چرالے گئے ہوں چنانچہ وہ ان کے پیچھے دوڑے اور ان میں سے ایک نے انہیں آواز دی اے قافلہ والو ! ٹھہرو تم چور معلوم ہوتے ہو۔ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا الخ وہ پیچھے پلٹے اور ان سے پوچھا کہ تمہاری کیا چیز چوری ہوگئی۔ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ انہوں نے کہا بادشاہ کا صواع گم ہوگیا ہے۔ آواز دینے والے نے کہا جو شخص بادشاہ کا پیمانہ واپس کردے گا میں اسے اونٹ کا بوجھ غلہ دلاؤں گا اور میں اس کی ضمانت لیتا ہوں۔ سقایہ اور صواع

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ

ظالموں کو ف۱ پھر شروع کیں یوسف نے ان کی خرجیاں دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۗءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا

پہلے آخر وہ برتن نکالا اپنے بھائی کی خرجی سے۔ یوں داؤ بتادیا ہم نے

لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ

یوسف کو وہ ہرگز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین میں اس بادشاہ کے

اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَ

مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں اور

فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ

ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا ف۲ کہنے لگے اگر اس نے چرایا ف۳ تو

سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ

چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے تب آہستہ سے کہا ف۴ یوسف نے اپنے جی میں

وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ

اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ

خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو ف۵ کہنے لگے اے عزیز ف۶ اس کا

اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا

احسان کرنے والا ف۷ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں ف۸ مگر

مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع ۹

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کیونکہ اس سے دونوں کام لئے جاتے تھے والسقایۃ والصواع شئ واحد (قرطبی ج ۹ ص ۲۲۹)، ۶۲ فرزندان یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم یہاں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ چوری کرنا ہمارا کام ہے۔ فرزندان یعقوب علیہ السلام نے اپنے اونٹوں کے منہ باندھ رکھے تھے تاکہ وہ لوگوں کی کھیتی باڑی کا نقصان نہ کریں نیز انہوں نے وہ سرمایہ بھی واپس کردیا تھا جو پہلی بار ان کے سامان میں واپس چلا گیا تھا۔ استشهدوا بعلمهم لما ثبت عندهم من دلائل دينهم وامانتهم حيث دخلوا وافواه رواحلهم مشدودة لئلا تتناول زرعا اوطعاما لاحد من اهل السوق ولانهم ردوا بضاعتهم التي وجدوها في رحالهم (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱)۔ ۶۳ انہوں نے کہا اگر تم جھوٹے ثابت ہوجاؤ اور تم ہی میں سے کوئی چور ہو تو پھر اس کی سزا کیا ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا جس کے سامان سے پیمانہ برآمد ہو اسے غلام بنالیا جائے اور ہمارے یہاں یہی دستور ہے۔ آل یعقوب علیہ السلام میں دستور تھا جو شخص چوری کرے وہ ایک سال تک صاحب مال کی غلامی کرے۔ (مدارک)، ۶۴ سب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا گیا انہوں نے پہلے بڑے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی اور آخر میں بنیامین کے سامان سے پیمانہ برآمد ہوگیا۔ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ہم نے یوسف کو یوں تدبیر سجھائی ورنہ بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ شاہ مصر کا دستور یہ تھا کہ چور سے مال مسروقہ کی قیمت سے دوگنا جرمانہ وصول کرکے اسے چھوڑ دیا جائے (کبیر)، ۶۵ فرزندان یعقوب

موضح قرآن ف۱ حضرت یعقوب کے دین میں تھا کہ چور غلام ہو رہے ایک برس تک ف۲ یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کرلو، اسی پر پکڑے گئے نہیں تو اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا ف۳ یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا طعن زیادہ قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو پھوپھی نے پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں، پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا پھر اس کو ڈھونڈنے لگیں لوگوں میں چرچا ہوا آخر ان کی کمر سے نکلا، موافق اس دین کے ایک برس پھوپھی پاس رہے ف۴ یعنی یہ بیٹا بوڑھے باپ کا ہاتھ پکڑے پھرتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ حضرت یوسف بتی از طلا ازان جدہ مادری خود بدزدید تا از عبادت صنم باز ماند یا مشابہ این قصہ چیزی کہ سبب تہمت او باشد بدزدی بوقوع آمدہ بود ۱۲

علیہ السلام نے یہ واقعہ دیکھ کر شرم سے سر جھکا لئے اور کہنے لگے اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ بنیامین کے بھائی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی چوری کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بچپن میں پھوپھی نے پرورش کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس رہتے تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کی پھوپھی انہیں بہت چاہتی اور ان سے والہانہ محبت کرتی تھیں وہ ان کی واپسی پر راضی نہ تھیں اس لئے انہوں نے یوسفؑ کو اپنے پاس رکھنے کا ایک حیلہ نکالا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ جو انہیں وراثت میں ملا تھا یوسف علیہ السلام کی کمر میں کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور پھر کہا کہ میرا منطقہ گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کی جائے تلاش کرنے پر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر سے بندھا ہوا پایا گیا، اس دستور کے مطابق یوسفؑ پھر ان کو واپس مل گیا۔ دکبیر و قرطبی وغیرہ، ۶۶ بھائیوں کی بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا تم اس سے بھی بدتر اعمال کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے دھوکہ سے یوسف کو باپ سے جدا کیا اور اسے جنگل کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور رات کو گھر جا کر باپ کے سامنے غلط بیانی کی کہ یوسفؑ کو بھیڑئیے نے پھاڑ کھایا ہے تم جو کچھ کہہ رہے ہو اللہ تعالیٰ تو اس کی حقیقت سے باخبر ہے۔ ۶۷ اب وہ عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کرنے لگے کہ بنیامین کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں آپ ہمیں نیکوکار اور محسن نظر آتے ہیں اس لئے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے ۶۸ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ظلم سے خدا کی پناہ۔ ہم تو صرف اسی کو رکھیں گے جس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے اس کی جگہ دوسرے کو رکھیں تو ہم ظالم ہیں۔ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا میں اِلَّا بمعنی سوی ہے۔ ۶۹ یہ بارھواں حال ہے۔ جب وہ بنیامین کی واپسی سے ناامید ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کیا قَالَ كَبِيْرُهُمْ الخ بڑے بھائی یہودا نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم اپنے باپ کو اللہ کا عہد دے کر آئے ہو اور اس سے پہلے تم یوسفؑ کے بارے میں بھی غلطی کر چکے ہو اس لئے میں تو یہاں سے نہیں ہلوں گا یہاں تک کہ باپ مجھے اجازت دے یا اللہ تعالیٰ مجھے ذریعۂ الہام واپس جانے کا حکم فرما دے یا اللہ تعالیٰ میرے واپس جانے کی کوئی اور باعزت راہ نکال دے۔ یعنی عزیز مصر بنیامین مجھے واپس دے دے اور میں اسے لے کر واپس چلا جاؤں۔ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ الخ تم سب واپس جاؤ اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑ لیا گیا۔ جو کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ اصل حقیقت کا ہمیں

فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ

پھر جب ناامید ہوئے اس سے ۵۹ اکیلے ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا

اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز

اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ

نہ سرکوں گا اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکا دے اللہ میری طرف اور

هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨٠ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا

وہ ہے سب سے بہتر چکانے والا ۶۰ پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو

يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا

اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی ۶۱

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝٨١ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ

اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا ۶۲ اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝٨٢

ہم تھے ۶۳ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ

بولا کوئی نہیں بنا لی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

شاید اللہ لے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار

الْحَكِيْمُ ۝٨٣ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ

حکمتوں والا ۶۴ اور الٹا پھرا ان کے پاس سے ۶۵ اور بولا اے افسوس یوسف پر

موضح قرآن ف۱ یعنی اور بھائیوں کو رخصت کیا، بڑا بھائی رہ گیا اس توقع پر شاید مہربان ہو کر خلاص کر دیں۔ ف۲ یعنی تم کو قول دیا تھا اپنی دانست پر اور چوری کی خبر نہ تھی، یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق، نہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہے۔ ف۳ پہلی بار کی بے اعتباری سے اب کے بھی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی گفتن جزاء ہ من وجد فی رحلہ فہو جزاء ہ ۱۲۔

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ **سے۷ہ** آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کرلیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرمالیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپکو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہوکر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا نہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو صبر ہی ہے یہ دکھ میرے لئے مقدر رہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا

اور سفید ہوگئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا۔ کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جاوے

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا

یا ختم ہو جاوے مردہ ہو کر بولا میں تو کھولتا ہوں

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے ختم اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ

اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی ختم اور اس کے بھائی کی

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ

اور ناامید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک ناامید نہیں ہوتے

رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا

اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے

عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ

اس کے پاس ختم بولے اے عزیز پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ

خیرات کر ہم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو ۔ کہا

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

کچھ تم کو خبر ہے ختم کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

یا پیر ترھواں حال ۱۲

کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

اے۷ہ بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کراہت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم یوسف علیہ السلام تازہ ہو گیا وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ غم فراق یوسفؑ میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہوگئیں فَهُوَ كَظِيْمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج وحزن کا اظہار بتقاضائے بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم واندوہ کے موقع پر وہ اپنے کو قابو میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ ویجوز للنبی علیہ السلام ان یبلغ بہ الجزع ذلک المبلغ لان الانسان مجبول علی ان لا یملک نفسہ عند الحزن فلذلک حمد صبرہ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۰)

۲ے۷ہ حَرَضًا قریب الموت یا جسمانی اور دماغی لحاظ سے بیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسفؑ کو نہیں بھلاتے وہ خدا جانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسفؑ کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جواب دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسفؑ کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ **۳ے۷ہ** حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں اپنا غم واندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ وہی غمزدہ اور اندوہ گیں لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسفؑ زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً تم سے ملے گا اور میں اور تم سب اس کے سامنے سجدہ بجالائیں گے۔ معناہ واللہ اعلم ان رؤیا یوسف حق وصدق وانی وانتم سنسجد لہ (خازن ج ۳ ص ۳۱) یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آتے رہتے ہیں لیکن آخر میں آرام وراحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسفؑ کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

موضح قرآن **ف** غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا رو کہ اتنی مدت دبا رکھنا کس کا کام ہے سوا پیغمبر کے **ف۲** اس بیٹے کے جانے سے۔ پھر یوسف کا غم تازہ ہوا **ف۳** یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ **ف۴** قحط میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور پنیر اور ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو، یہ حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

ف٧٤ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا کافروں کا شیوہ ہے۔ ف٧٥ یہ تیرہواں حال ہے فرزندان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہوگئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیدیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مُزْجٰىةٍ معمولی، ناقص، بہت تھوڑی ای بضاعة ردیئة کاسدة لا تنفق فی الطعام الا بتجوز من البائع (خازن ج ۳ ص ۳۱۱)

جَاهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ

سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا

اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ

میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ

مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾

جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکی والوں کا ف

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ﴿٩١﴾

بولے قسم اللہ کی ف البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے چوکنے والے ف

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَ

کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور

هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ

وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتہ میرا ف اور ڈالو اسکو

عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ

منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا

اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ

سارا ف اور جب جدا ہوا قافلہ ف کہا ان کے باپ نے میں

لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا

پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا لوگ بولے

تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَ

قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے پھر جب پہنچا ف

الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰي وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ

خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا بولا

ف٧٦ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل و عیال کی تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہو گئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وتضرعوا الیہ وطلبوا منہ ان یتصدق علیہم ارفضت عیناہ ولم یتمالک ان عرفہم نفسہ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۰) قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ الخ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ ایک راز تھا جسے ان کے اور یوسف علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے یہ یوسف ہی ہے اور بول اٹھے کیا تم یوسف ہی ہو؟ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ الخ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل جدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملا دیا حقیقت یہ ہے کہ جو شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ف٧٧ اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری اور فوقیت و فضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ الخ مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی سرزنش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کر دیا کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں معاف فرما دے۔ ف٧٨ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور محترم اباجان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی میں جو نقص واقع ہو گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا اور تمام اہل و عیال کو لے کر میرے پاس آجاؤ قمیص میں شفاء کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قال المحققون ان علم یوسف بان القاء ذلک القمیص علی وجہ یعقوب یوجب رد البصر کان بوحی اللہ الیہ ذلک (خازن ج ۳ ص ۳۱۴) ف٧٩ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہو جائے گی۔ لَوْلَآ کا جواب محذوف ہے ای لتعلمون ذلک حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام

موضح قرآن ف١ جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرا دے نہیں تو آخر ملا سے زیادہ عطا ہے ف٢ یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ف٣ ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہوئیں، یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔

تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انہ تعالیٰ اوصل تلک الرائحۃ الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الرائحۃ الیہ من ھذہ المسافۃ البعیدۃ امر مناقض للعادۃ فیکون معجزۃ الخ (کبیر ج ۸ ص ۲۰۸)
قَالُوْا تَاللّٰہِ الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا دادا ابا جان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزو مند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ ۱۸۰ اَلْبَشِیْرُ خوشخبری دینے والا مراد یہودا ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر والد کے پاس گیا تھا لہٰذا آج بشارت کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے۔ قال یھودا انا احمل قمیص الشفاء کما ذھبت بقمیص الجفاء (مدارک ج ۲ ص ۱۸۲) جب قمیص آپ کے چہرۂ مبارک پر ڈالی گئی تو آپ کی بینائی بحال ہو گئی اور آپ نے فرمایا دیکھا تم نے میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تمہیں حاصل نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوشخبری لانے والے سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے جواب دیا اسلام پر، فرمایا اب اللہ کی رحمت تام ہو گئی۔ عن سفیان لما جاء البشیر الی یعقوب قال لہ علی ای دین ترکت یوسف ؟ قال علی الاسلام، قال الاٰن تمت النعمۃ (قرطبی ج ۹ ص ۲۶۱)
۱۸۱ اب بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہم نے بلا وجہ آپ کو غم و الم میں اتنا طویل عرصہ مبتلا رکھا۔ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ فرمایا عنقریب تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وقت سحر تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت دعا کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ) ۱۸۲ یہ پندرہواں حال ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین یعنی والد اور خالہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے محل میں اتارا۔ کیونکہ آپ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ قَالَ ادْخُلُوا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام والدین اور دیگر افراد خاندان کے استقبال کی خاطر شہر سے باہر تشریف لے آئے تھے۔ اٰمِنِیْنَ تکلیف و مصیبت کا جو دور آپ پر گذرا ہے اور بیٹوں کی جدائی اور قحط سالی کی وجہ سے جو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آ چکے ہو۔ ۱۸۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلۂ قبلہ تھے اور لہٗ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۱
قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـٕیْنَ ﴿۹۷﴾
بولے اے باپ ۱۸۱ بخشوا ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا
الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ
مہربان پھر جب داخل ہوئے ۱۸۲ یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس
اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾
اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے ف۲
وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ
اور اونچا بیٹھایا ۱۸۳ اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور
قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا
کہا ۱۸۴ اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے
رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ
رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر ۱۸۵ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے
وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ
اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان
بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ
مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک
هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ
وہی ہے خبردار حکمت والا ف۳ اے رب ۱۸۶ تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

پندرہواں حال ہے

موضح قرآن ف۱ حضرت یوسف نے کرتہ، سواری اور خرچ بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے آکر کرتہ منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں۔ ف۲ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا ف۳ جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، مجمل سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ الاٰیۃ۔ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدمؑ کے وقت ہوا ہے۔

المعنی خروا شکرا للہ سجدا ویوسف کالقبلۃ لتحقیق رؤیاہ وروی عن الحسن رحمہ اللہ (قرطبی ج ۹ ص۲۶۴) یا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کو تھا کیونکہ ان کی شریعت میں غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ جائز تھا۔ مگر سجدۂ عبادت کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا۔ دونوں سجدوں میں فرق صرف نیت کا ہے اگر مسجود لہ کو نفع و نقصان کا مالک و مختار اور مافوق الاسباب متصرف و کارساز سمجھ کر سجدہ کرے تو یہ سجدۂ عبادت ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا اور اگر مذکورہ نیت سے نہ ہو تو وہ سجدۂ تعظیمی ہے جو پہلی شرائع میں جائز تھا مگر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں حرام کر دیا گیا ہے۔ سجدۂ تعظیمی کی حرمت احادیث نبویہ میں صراحت سے مذکور ہے۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر یعنی کسی بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اسیطرح صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الیہود والنصٰری اتخذوا قبور انبیآءھم مساجد (مشکوۃ ص۶۹) و مسلم از ابوہریرہ آوردہ مرفوعاً و مسلم از ابن عباس مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابی شیبہ از عمر و علی و سلمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدۂ تعظیم آوردہ و ابن ابی شیبہ از معاذ و عائشہ و جابر رضی اللہ عنہم مرفوعاً آوردہ۔ و در مسلم انی انھاکم عن ذلک (قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ)، امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابو داؤد نے حضرت قیس بن سعد سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں لو کنت اٰمرًا احدا ان یسجد لاحد لامرت النسآء ان یسجدن لازواجھن بما جعل اللہ لھم علیھن من حق (مشکوۃ شریف ص۲۸۲) تفسیر خازن و معالم میں اٰنّ المسٰجد للہ کے تحت سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے لا تسجدوا لغیر اللہ (خازن و معالم ج ص) یعنی غیر اللہ کو سجدہ مت کرو۔ وکذا فی الکبیر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں رقمطراز ہیں ۔ "باحادیث متواترہ سجدۂ تعظیم منع است" (تفسیر عزیزی ص۱۲) شیخ عبد الحق اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۳۱۶ میں فرماتے ہیں "در شرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث لعن اللہ الیہود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیآءھم مساجد گفتہ است کہ بر تقدیری است کہ نماز گذارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق۔" اسی طرح شاہ عبد العزیز نے فتاوی عزیزی میں سجدۂ تعظیم کی حرمت پر اجماع کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب سجدۂ تعظیم کے حامیوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "دریں تقریر سراسر غفلت از اجماع قطعی است بر تحریم سجدۂ" (فتاوی عزیزی ج ۱ ص۱۰۱) تمام فقہاء نے سجدۂ تعظیم کی حرمت کا اور بعض نے اس کے کفر ہونے کا فتوی دیا ہے۔ فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۳۶۸ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار اور البحر الرائق ج ۸ ص۲۲۶ میں ما یفعل من السجود بین یدی السلطان فحرام والفاعل والراضی بہ اٰثمان وقال شمس الائمۃ السرخسی السجود لغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفر (فتاوی عالمگیری میں جواہر اخلاطی سے اور رد المختار میں شمس الائمہ سے سجدۂ تعظیم کا کفر

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ

اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیرنا باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان اور

الْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ

زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو

مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

اسلام پر اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں ف۱ یہ خبریں ہیں

الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا

غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس ف۲ اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرانے

اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ

لگے اپنا کام اور فریب کرنے لگے ف۳ اور اکثر لوگ نہیں ہیں یقین

لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ

کرنے والے اگرچہ تو کتنا ہی چاہے ف۴ اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ

اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَیِّنْ مِّنْ

بدلا یہ تو اور کچھ نہیں مگر نصیحت سارے عالم کو اور بہتیری

اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ

نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں ف۵ جن پر گذر ہوتا رہتا ہے ان کا اور وہ

عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ

ان پر دھیان نہیں دیتے اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر

اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ

مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں ف۶ کیا نڈر ہو گئے اس سے کہ آ ڈھانکے ان کو ایک آفت

مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ

اللہ کے عذاب کی ف۷ یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو

ع ۱۱ / ۵

موضح قرآن ف۱ علم کامل پایا، دولت کامل پائی۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے کے مراتب کا حضرت یعقوب کی زندگی تک رہے دنیا کے کام میں پیچھے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ ف۲ یعنی یہ مذکور توریت میں اور پہلی کتابوں میں بھی نہیں ف۳ یعنی منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک سب کا وہی ہے پھر اوروں کو پکڑتے ہیں۔

ہونا نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الرموز، فتاوی ملاعلی قاری، تفسیر کبیر، فتاوی بزازیہ ذخیرہ میں بھی سجدۂ تعظیم کو کفر کہا ہے۔ اور ملتقط میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام (عالمگیری ج ۵ ص ۳۶۹)، لہٰذا ملتقط کی طرف جواز کی نسبت غلط ہے اسی طرح تفسیر تیسیر کی طرف بھی جواز کی نسبت غلط ہے کیونکہ تفسیر تیسیر مطبوعہ میں کہیں جواز مذکور نہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ و جواز سجدہ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در ہیچ کتاب حدیث نیامدہ۔ (مکتوبات دفتر اول ص ۲۷۷)۔ **۵۸۴** حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور فوراً کہا اباجان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے اللہ نے سچ کر دکھانا تھا یعنی آپ اللہ کی جانب سے سجدہ کرنے کے مکلف تھے ورنہ مجھے سجدہ کرنا لائق نہ تھا۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لما رای سجود ابویہ واخوتہ ہالہ ذلک واقشعر جلدہ منہ وقال لیعقوب ھٰذا تاویل رؤیای من قبل ..... یا ابت لا یلیق بمثلك علی جلالتك فی العلم والدین والنبوۃ ان تسجد لولدك الا ان ھٰذا امر امرت بہ وتکلیف کلفت بہ (کبیر ج ۱۸ ص ۲۱۴)، **۵۸۵** اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان فرمایا جبکہ قید خانے سے مجھے رہائی دیکر تخت سلطنت عطا فرمایا۔ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شیطان نے جو پھوٹ ڈالی تھی وہ ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو میرے پاس لاکر جدائی کا خاتمہ فرمایا۔ اور تمام واقعات و حوادث میں جو اسرار اور حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر حکمت سے باخبر ہے۔ **۵۸۶** اس سے پہلے حرف ندار محذوف ہے ای یا ربِّ اسی طرح فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ الخ سے پہلے بھی حرف ندار محذوف ہے۔ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یہ مقصود بالندار ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت میں تو ہی کارساز اور یار و مددگار ہے۔ غم و اندوہ کو خوشی اور سرور میں تبدیل کرنا اور رنج و تکلیف کو آرام و راحت میں بدل دینا تیرا ہی کام ہے۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا یہ بھی مقصود بالندار ہے اَلصّٰلِحِيْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی مجھے بھی درجات و منازل اور ثواب میں ان کے ساتھ ملا دے۔ یہ والدین اور بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر ہے جس میں انہوں نے عجیب و غریب انداز میں اپنے خواب کی سچائی، بھائیوں کی ان سے نزاع اور اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات و انعامات کا ذکر فرمایا ہے اور آخر میں نہایت عجز و انکسار سے حسن خاتمہ کی دعا کی ہے۔ **۵۸۷** یہ تیسرا دعوی ہے یعنی آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ذریعہ وحی آپ کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بھی ایک امر غیبی تھا جس کی ہم نے آپ کو ذریعۂ وحی اطلاع دی اور سارا قصہ تفصیل سے بیان کر دیا حالانکہ جب برادران یوسف علیہ السلام اپنا پروگرام بنا رہے تھے اور جب انہوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے۔ المعنی ان ھٰذا النبأ غیب لم یحصل لك الا من جہۃ الوحی لانك لم تحضر بنی یعقوب حین اتفقوا علی القاء اخیہم فی البئر۔ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۴)

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

خبر نہ ہو — کہدے یہ ۵۸۸ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾

میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ

اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ۵۸۹ وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کو

اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لیتے کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ

ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے

لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ

پرہیزگار کرنے والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے — یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے

الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ

رسول ۵۹۰ اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا

مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾

جن کو ہم نے چاہا ۵۹۱ اور پھرتا نہیں عذاب ہمارا قوم گنہگار سے ف۱

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ

البتہ ان کے احوال سے ۵۹۲ اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو کچھ بنائی ہوئی

حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور

تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾ ع

بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ تخویف دنیوی ۱۲
۲؎ جواب سوال مقدر ۱۲
۳؎ یہ چوتھا دعویٰ ہے ۱۲
۴؎ کان بمعنی ماضی نہیں بلکہ محض کلمہ ربط ہے ۱۲
۵؎ کل استغراق اضافی کیلئے ہے ۱۲

ع ۱۲ / ۷

موضح قرآن ف۱ یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول نومید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آوے پیچھے آوے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے۔

۵۸۸ آپ کے سچا ہونے اور اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہونے میں تو کوئی شک نہیں لیکن اسکے باوجود اکثر لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ آپ لاکھ چاہیں مگر وہ نہیں مانیں گے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے آپ کا خیال تھا کہ جب مشرکین کے سوال پر میں یہ قصہ تفصیل سے بیان کروں گا تو وہ ایمان لے آئیں گے مگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلیہ یہ آیت نازل فرمائی۔ ظن ان العرب لما سألته عن هٰذه القصة واخبرهم یومنون فلم یومنوا فنزلت الاٰیة تسلیة للنبی صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۹ ص۲۷۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو ہدایت دینا آپ کے اختیار و تصرف میں نہ تھا ای لیس تقدر علے هدایة من اردت هدایته (قرطبی) وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ الخ یہ قرآن تمام بنی آدم کیلئے ایک تذکرہ ہے جس میں دلائل توحید، رسالت نبوت، معاد، احکام شرائع وغیرہ سب کچھ مذکور ہے اور پھر اس کی تبلیغ پر آپ ان سے کوئی اجرت اور تنخواہ بھی طلب نہیں کرتے مگر اس کے باوجود وہ نہیں مانتے یہ ان کی ضد اور کور باطنی کی انتہا ہے اگر ان میں ذرہ بھر عقل و انصاف ہوتا تو وہ ضرور اسے مان لیتے۔ ان هٰذا القراٰن یشتمل علی هذه المنافع العظیمة ثم لا تطلب منه مالا ولا جعلا فلو کانوا عقلاء لقبلوا ولم یتمردوا (کبیر ج ۱۸ ص۲۲۳) **۵۸۹** اس تفصیلی عقلی دلیل کے علاوہ زمین و آسمان کے عجائب مخلوقات اور عرائب احوال میں توحید کے بیشمار دلائل موجود ہیں جو ہر وقت ان کے سامنے رہتے ہیں مگر وہ ان میں تدبر و تفکر نہیں کرتے۔ وَمَا یُؤْمِنُ الخ اور ان میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ شرک یہ نہیں کہ اللہ کو یا اس کی بعض صفات کو نہ مانا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہوئے غیر اللہ کو اس کی صفتوں میں شریک مانا جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ کے نیک بندوں (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام) کو بھی عالم الغیب، حاضر و ناظر، کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز مانا جائے۔ اس بیماری میں آج بھی بہت سے کلمہ گو مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ ویندرج فیهم کل من اقر باللہ تعالیٰ وخالقیته مثلاً وکان مرتکباً ما یعد شرکاً کیفما کان ومن اولٰئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع و الضر ممن اللہ تعالیٰ اعلم به بحالة فیها وهم الیوم اکثر من الدود (روح ج ۱۳ ص۶۶) **۵۹۰** یہ تخویف دنیوی ہے: یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی توحید سے اس قدر غافل اور معرض ہیں کہ انہیں اس بات کا کوئی اندیشہ ہی نہیں کہ کہیں اچانک ہی اللہ کا عذاب انہیں گھیرے یا اچانک ہی قیامت برپا ہو جائے۔ **۵۹۱** یہ طریق تبلیغ ہے۔ هٰذه یعنی دعوت توحید اَدْعُوا اِلَی اللّٰهِ سبیلی کا بیان ہے۔ بَصِیْرَةٍ دلیل و حجت یا یقین و اذعان یعنی یہ دعوت توحید ہی میری اصل راہ ہے۔ میں اور میرے تمام متبعین پورے شرح صدر کے ساتھ اور دلائل و براہین کی روشنی میں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ ای واقول الخ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس لئے میں اس کے ساتھ ہرگز شرک کرنے کو تیار نہیں۔ هٰذه سبیلی هی توحید اللہ عزوجل ودین الاسلام ۔ ۔ ۔ (الی اللّٰه) یعنی الی توحید اللہ والایمان به (عَلٰی بَصِیْرَةٍ) یعنی علی یقین و معرفة (خازن ج ۳ ص۳۳) بَصِیْرَةٍ ای بیان وحجة واضحة غیر عمیاء (قرطبی)

۵۹۲ جواب سوال مقدر۔ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر ہو اور پھر بشر ہو؟ فرمایا ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ انسانوں کی طرف انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے بشر پیغمبروں کو جن قوموں نے نہیں مانا ہم نے دنیا میں دردناک عذابوں سے ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔ ان برباد شدہ قوموں کے آثار قدیمہ دیکھ لو اس سے تمہیں ان کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ الخ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی۔ **۵۹۳** یہ چوتھا دعویٰ ہے۔ یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر مصائب آئیں گے۔ مگر آخر کامیابی آپ کی ہوگی۔ حتی۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا الخ کے متعلق ہے اور کُذِّبُوْا میں دو قراءتیں ہیں ایک تکذیب سے ماضی مجہول دوم کذب مجرد سے ماضی مجہول پہلی قراءت کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو پیغام توحید دیا یہاں تک کہ کچھ لوگ ایمان لے آئے اور ان پر بہت مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اور مدت مدیدہ تک رہیں اور امداد الٰہی میں تاخیر واقع ہوگئی یہاں تک کہ رسل معاندین کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے اور انہیں گمان ہوا کہ اگر تاخیر نصرت الٰہی کا یہی حال رہا تو مؤمن بھی ہماری تکذیب کرنے لگیں گے تب اللہ کی امداد آپہنچی۔ اس صورت میں ظَنُّوْا کا فاعل اور کُذِّبُوْا کا نائب فاعل الرسل ہوں گے اور تکذیب کرنے والوں سے اتباع الرسل مراد ہوں یہ تقریر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ عن عروة بن الزبیر انه سأل عائشة عن قول اللہ تعالیٰ حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا او کذبوا قالت بل کذبهم قومهم فقلت واللہ لقد استیقنوا ان قومهم قد کذبهم وما هو بالظن فقالت یا عروة اجل لقد استیقنوا بذلك فقلت لعلها قد کذبوا فقالت معاذ اللہ لم تکن الرسل تظن ذلك بربها قلت فما هٰذه الاٰیة قالت هم اتباع الرسل الذین اٰمنوا بربهم وصدقوهم فطال علیهم البلاء واستأخر عنهم النصر حتی اذا استیئس الرسل ممن کذبهم من قومهم وظنوا ان اتباعهم کذبوهم جاءهم النصر عند ذلك

دوسری قراءت کُذِبُوْا بالتخفیف کی صورت میں ظَنُّوْا کا فاعل اور کُذِبُوْا کا نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں بلکہ ان کی اُمم ہیں یعنی رسل علیہم السلام معاندین کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور امم کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرنے لگا کہ رسولوں نے انہیں نصرت الٰہی کے بارے میں جھوٹ بتایا تھا۔ وظن المرسل الیهم انهم کذبوا من جهة الرسل ای کذبتهم الرسل فی انهم ینصرون علیهم ولم یصدق قومهم فیه (مدارک ج ۲ ص۱۸۵)

حضرت علامہ انورشاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخاطب بما لا یلزمہ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے ذمہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیساکہ فرمایا وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گویا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہوگئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزاماً فرمایا۔ فظن ان لن نقدر علیہ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزاماً فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ الخ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کاملہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رُسل علیہم السلام پر غم و تأسف کی کیفیت طاری ہوگئی۔ گویا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ **۹۴** مَنْ نَّشَاۗءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تباہی لا انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الٰہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ **۹۵** كَانَ کا اسم قرآن ہے۔ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (ل) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحۃً خواہ بحوالہ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اسی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ کل شیئ یحتاج الیہ فی الدین (مدارک ج ۲ ص۱۸۵) علامہ قرطبی رقمطراز ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام (قرطبی ج ۹ ص۲۲۲) امام بغوی فرماتے ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامر والنہی (معالم ج ۳ ص۳۲۴) اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای مما یحتاج الیہ فی الدین (روح ج ۱۳ ص۷۲) وَهُدًى وَّرَحْمَةً الخ یہ قرآن انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ھدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الٰہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ یوسف میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (ع۲) نفی استعانت از غیر اللہ۔

۲۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۳۔ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ـــ تا ـــ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی۔

۴۔ وَمَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ـــ تا ـــ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (ع۸) نفی شرک فی التصرف۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔

۵۔ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ ـــ تا ـــ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ۝ (ع۱۱) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔

۶۔ وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (ع۱۲) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔

۷۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ ـــ تا ـــ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (ع۱۲) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے شرک سے بیزار ہیں۔

(آج بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت ۶½ بجے سورۂ یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی جمیع عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔ سجاد بخاری)

سورۂ رعد

ربط سورۂ رعد کو سورۂ یوسف کے ساتھ ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر پوچھنے والوں کو پہلے مسئلہ توحید سمجھایا اور رعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور رعد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی فرشتہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ سورۂ یوسف تک یہ دونوں دعوے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعووں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۂ رعد میں گیارہ دلائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

خلاصہ سورۂ رعد میں مذکورہ بالا دونوں دعووں (یعنی غیب داں اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ دو وحی اور ایک دلیل نقلی مؤمنین سابقین سے۔

پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ — تا — اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (ع۱) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ الخ میں سفلیات مثلاً زمین، پہاڑوں، دریاؤں، میووں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و سفلی میں متصرف ہے وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ الخ منکرین بعث و نشور پر شکوی ہے۔ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ زجر ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یہ شکوی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی۔ آپ کا کام پیغام ہدایت پہنچانا اور نہ ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ برائے نفی علم غیب از غیر خدا۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی — تا — وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ (ع۲) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ، کالا یا گورا، ناقص یا کامل یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے۔ کوئی چھپ کر بات کرے یا علانیہ کرے اسے سب کچھ معلوم ہے۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ الخ تخویف اخروی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ — تا — وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۞ (ع۲) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جو فضاء آسمانی میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیاء پر مؤکل فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کارساز بھی وہی ہے۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ یہ پہلی تینوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الخ یہ مشرکین کے معبودان باطلہ کے عجز اور ان کی بیچارگی کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔

چوتھی عقلی دلیل۔ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ — تا — بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (ع۲) اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق تکوینی طور پر اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے زیر تصرف و اقتدار ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں ہو سکتا۔ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ الخ یہ دوسرا ثمرہ ہے۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کارساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اور اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجریں ہیں۔

چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں معبود حق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہونیوالا اور غیر مفید ہے جبکہ معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی بشارت اخروی۔ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ الخ تخویف اخروی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (ع۳) یہ بشارت و تخویف پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ الخ یعنی جو شخص بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے یہ بشارت پر متفرع ہے کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دل کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تخویف پر متفرع ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ جماعت مبشرہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ — تا — فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (ع۳) یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الخ مستحق عذاب جماعت کے ذکر کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اعادہ تخویف اخروی۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (ع ۴) یہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم ضدی اور معاند ہو تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت برائے مؤمنین۔

پہلی دلیل وحی۔ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ الخ ہم نے آپ کو اس امت میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ آپ اس مسئلہ توحید کی کھول کر تبلیغ فرمادیں جو ہم نے آپ کے پاس ذریعۂ وحی بھیجا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ الخ یہ زجر ہے متعلق بہ شکوی مذکورہ یہ ضدی لوگ یہ تمام معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ تخویف دنیوی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ الخ (ع ۵) تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

آٹھویں عقلی دلیل۔ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ اللہ تعالیٰ ہر ہر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الخ زجر برائے مشرکین۔ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الخ تخویف دنیوی و اخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ بشارت اخروی۔

دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مؤمنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ الخ

دوسری دلیل وحی قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ الخ مجھ پر اللہ کی وحی آئی ہے اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور صرف اسی کو کارساز سمجھ کر مصائب و حاجات میں پکاروں اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کروں وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیانِ کمال کے لئے ہے یعنی قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو یوں ہر قسم کے دلائل سے مدلّل و مبرہن کرکے اور مثالوں سے واضح کرکے بیان کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو تمام دلائل مذکورہ پر متفرع ہے۔ یعنی مذکورہ بالا دلائل عقلیہ و نقلیہ اور دلائل وحی اور تمثیلات کے ذریعہ مسئلہ توحید کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر آپ مشرکین کے خیالات باطلہ کی طرف میلان کریں گے تو پھر ہمارے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ الخ۔ جواب سوال مقدر نمبرا ہے۔ مشرکین کہتے عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا پہلے انبیاء علیہم السلام بھی بیوی بچوں والے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ الخ یہ جواب سوال مقدر نمبر۲ ہے۔ مشرکین کہتے ہم تم پر ایمان لے آئیں گے آپ ہمیں منہ مانگا معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا معجزہ لانا پیغمبر کا کام نہیں، معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر تب ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یہ جواب سوال مقدر نمبر۳ ہے۔ معاندین از راہ عناد کہتے جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ فرمایا عذاب ضرور آئے گا۔ مگر اپنے مقررہ وقت پر کیونکہ ہمارا ہر کام باضابطہ اور اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یہ جواب سوال مقدر نمبر۴ ہے۔ یعنی عذاب آکر ہی رہے گا تو ماننے کا فائدہ، فرمایا محو و اثبات ہمارے اختیار میں ہے جس طرح معاندین کے لئے عذاب مقدر ہے اسی طرح ماننے والوں کے لئے عذاب سے نجات مقدر ہے اس لئے جو لوگ مان لیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ تخویف دنیوی ہے۔ آپ کا کام تبلیغ ہے جو آپ نے سرانجام دیدیا۔ معاندین جو خواہ مخواہ شبہات ڈالتے ہیں اور مانتے نہیں ان کو ہم سخت عذاب دیں گے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ شکوی ہے۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا الخ جواب شکوی ہے یعنی میری رسالت پر تو خود اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور علماء اہل کتاب اور فرشتے بھی میری صداقت کے معترف ہیں۔

مختصر خلاصہ

سورۂ رعد میں سورۂ یوسف کے دونوں دعووں (اللہ کے سوا کوئی غیب داں اور کارساز نہیں) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ — تا — لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (ع ۱) دوسری عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ — تا — وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ — تا — وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ان تینوں دلیلوں کے بعد لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ سے مثال دیگر معبودان باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ پانچویں عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ جب تم اللہ ہی کو زمین و آسمان کا خالق و مالک مانتے ہو تو کارساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ سے دوبارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لازوال ہے۔ اس کے بعد لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا الخ سے ماننے والوں کو بشارت اخروی اور وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا الخ سے نہ ماننے والوں کو تخویف اخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر اَفَمَنْ يَّعْلَمُ کو لف و نشر مرتب کے طور پر بشارت اخروی اور تخویف اخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ الخ سے مستحقین بشارت کے اوصاف اور بشارت اخروی کا اعادہ کیا گیا اور وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ سے مستحقین عذاب کے اوصاف اور تخویف اخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ الخ اس کے بعد كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ الخ سے پہلی دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ الخ اس کے بعد وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ مؤمنین اہل کتاب سے دلیل نقلی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الخ سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا — تا — وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زجریں، بشارتیں اور تخویفیں مذکور ہیں۔

سورۃ الرعد مکیۃ وہی ثلث و اربعون اٰیۃ و ست رکوعات

سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

۲ یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اترا تجھ پر تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ نہیں مانتے ۔ اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ۳ ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت مقرر پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو ۔ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین ۴ اور رکھے اس میں بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے دو دو قسم ڈھانکتا ہے دن پر رات کو اس میں نشانیاں ہیں ان کے واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں ۔ اور زمین میں ۵ کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے سے متصل

۲۔ تمہید مع ترغیب

۳۔ توحید پر گیارہ دلیلیں۔ پہلی عقلی دلیل

۲ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب ۔ تِلْكَ سے اشارہ اس سورت کی طرف ہے اور اَلْكِتَابِ سے قرآن مراد ہے ۔ وَالَّذِیْ الخ موصول مع صلہ مبتدا اور اَلْحَقُّ اس کی خبر ہے خبر کی تعریف مفید حصر ہے ای ھو الحق (معالم) یہ سورت قرآن حکیم کی آیتیں ہیں اور وہ اس کتاب حکیم ہی کا ایک حصہ ہے اور جو قرآن ہم نے آپ پر نازل کیا ہے وہ حق ہے اور اس میں بیان کردہ عقائد و احکام اسقدر محکم، واضح اور ظاہر ہیں کہ ان میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ھو الحق الذی لا شک فیہ (خازن ج ۴ ص ۲)، مگر اس کے باوجود ضدی اور معاند لوگ نہیں مانتے ای مع ھذا البیان والجلاء و الوضوح لا یؤمن اکثرھم لما فیھم من الشقاق و العناد و النفاق (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۸)، ۳ پہلی عقلی دلیل ۔ سورۂ یوسف میں مسئلہ توحید ہر پہلو سے واضح ہو گیا اور سورۂ یوسف میں دلیل نقلی تفصیلی سے ثابت کر دیا گیا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مسئلہ اب بالکل بدیہی ہو چکا ہے ۔ اب مسئلہ کو اور زیادہ کھولنے کے لئے سورۂ رعد میں مزید گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں ۔ آٹھ عقلی، دو وحی اور ایک نقلی ۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے ۔ خبر کی تعریف مفید حصر ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ۔ کائنات دو حصوں میں منقسم ہے علویات اور سفلیات علویات سے وہ عالم مراد ہے جو کرات عناصر سے ماوراء ہے ۔ آسمان، سورج اور چاند وغیرہ اور سفلیات سے کرۂ ارضی کی مخلوق مراد ہے ۔ یہاں بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ تک علویات کا ذکر ہے اور اس کے بعد لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تک سفلیات کا ذکر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی پر اپنا کامل قبضہ و اقتدار اور مکمل تصرف و اختیار بیان کرکے واضح فرمایا کہ ساری مخلوق کا کارساز اور ہر ایک کی پناہ گاہ بھی میں ہی ہوں میرے سوا اور کوئی کارساز نہیں بِغَیْرِ عَمَدٍ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر تھام رکھا ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ محسوس طور پر تخت پر بیٹھنا مراد نہیں بلکہ سارے جہاں پر بلا شرکت غیرے اقتدار و سلطنت مراد ہے استولی ای اقتدار و نفوذ السلطان (مدارک ج ۲ ص ۱۸۶)، اس کی پوری تحقیق سورۂ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ ہو (حاشیہ نمبر ص ۶۳)، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو اس نے جس کام پر لگا دیا ہے وہ باضابطہ اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں اور قیام قیامت تک اسی حال میں رہیں گے ۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ساری کائنات کا نظام اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اس میں کوئی اور دخیل نہیں ۔ ۴ یہ بھی پہلی دلیل ہی کا حصہ ہے اور اس میں عالم سفلی کا ذکر ہے مبتدا کے ساتھ خبر کی تعریف مفید حصر ہے ۔ کلام کے بعض اجزاء میں حصر ہو تو باقی اجزاء بھی حصر پر محمول ہوتے ہیں ۔ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ ۔ اثنین، زوجین سے بدل ہے ۔ پھلوں میں زوجین سے ذائقہ، رنگ اور حجم کے اعتبار سے اس کی مختلف اقسام و اصناف مراد ہیں مثلاً سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، چھوٹا بڑا اور سرد و گرم وغیرہ ۔ ای جعل من کل نوع من الانواع الثمرات الموجودۃ فی الدنیا ضربین وصنفین اما فی اللون کالابیض والاسود او فی الطعم کالحلو والحامض او فی القدر کالصغیر و

موضح قرآن ف چلتا ہے ٹھہری مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے اپنے دورتک سورج ایک برس اور چاند ایک مہینے تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں ۔ ف ہر میوہ کے جوڑے یعنی ایک قسم کا دل ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیر ایک اجالا رنگا رنگ چیزیں بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی ۔

الکبیر او فی الکیفیۃ کالحار والبارد وما اشبہ ذلک (روح ج ۱۳ ص۱۰۰) ۵ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے کہ زمین کے ساتھ ساتھ واقع ٹکڑوں میں اس نے مختلف خاصیتیں ودیعت فرما دی ہیں کوئی زرخیز ہے کوئی بنجر، کوئی سخت ہے اور کوئی نرم۔ صنوان، صنوٌ کی جمع ہے جس سے مراد وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور اس سے بہت سی شاخیں پھوٹ نکلیں۔ یہ بھی قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے کہ ایک ہی زمین میں پیدا ہونے والے کھجور کے درخت بعض شاخدار ہوتے ہیں اور بعض غیر شاخدار پھر سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کا پھل کم و بیش ہوتا ہے اور بُو اور ذائقہ وغیرہ میں بھی مختلف ہوتا ہے پہلی عقلی دلیل ختم ہوئی۔ دلیل کے تمام اجزاء میں حصر ہے یعنی یہ تمام امور صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ ۶ یہ شکوی ہے۔ عجب ای معجب یعنی اے پیغمبرؐ اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذ المشرکین ما لا یضرھم ولا ینفعھم الھۃ یعبدونھا مع اقرارھم بان اللہ تعالیٰ خالق السموٰات والارض وھو یضر وینفع وقد رأوا من قدرۃ اللہ وما ضرب لھم بہ الامثال ما رأوا فعجب قولھم (خازن ج ۴ ص۴) اولئک الاغلل الخ تخویف اخروی برائے منکرین توحید و بعث۔ ۷ زجر مع شکوی۔ سیّئۃ سے عذاب اور حسنہ سے عافیت مراد ہے اور قَبْلَ الْحَسَنَةِ حال ہے ای حال کونھم جاعلیھا قبل الحسنۃ یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزاء کی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈرو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی مکذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں سے ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرکی مکۃ کانوا یطلبون العقوبۃ بدلا من العافیۃ استھزاء منھم الخ (مظہری ج ۵ ص۲۱۶) وَقَدْ خَلَتْ الخ جملہ حالیہ ہے والحال انہ مضت العقوبات الفاضحۃ النازلۃ علی امثالھم من المکذبین المستھزئین (روح ج ۱۳ ص۱۰۶) ۸ باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کرکے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تائبین سے درگذر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تخویف اخروی ہے۔ ۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ضدی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی ہے۔ معجزہ لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔

وَجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ

اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی

غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ

بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے ۔ اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں

بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ

ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب ہے ان کا کہنا

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ

کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ

جو منکر ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤ وَ

اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے برابر اور

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

جلد مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو پہلے بھلائی سے اور

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

گذر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب معاف بھی کرتا ہے

لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑥

لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

۲ شکوی — ۳ تخویف اخروی — ۴ زجر مع شکوی — ۵ بشارت اخروی — ۶ تخویف اخروی — ۷ شکوی

موضح قرآن ف۱ دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں ٹکڑے ہیں ملے ہوئے اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ ف۲ برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پاویں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب دیسے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلہ واحد سزا عذاب۔

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچانا ہے جس طرح پہلے انبیاء اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام دیتے اور انہیں اللہ کی توحید کی طرف بلاتے رہے۔ (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) من الانبياء يهديهم الى الدين ويدعوهم الى الله الخ (مدارک ج ۲ ص۱۸۶) پہلی عقلی دلیل دعوی اولیٰ (اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں) کے لئے تھی اور یہاں تک بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے بھی اسی دعوی سے متعلق تھے۔ ۱۰ھ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسرے دعوے کو ثابت کر رہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اسرار و خفیات کا عالم ہے، اسے معلوم ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ، کالا یا گورا، کامل یا ناقص، سعید یا شقی وغیرہ وغیرہ۔ مَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ۔ غاض اور ازداد دونوں لازم بھی ہیں اور متعدی بھی یہاں دونوں بن سکتے ہیں۔ اگر دونوں لازم ہوں تو ما لامحالہ مصدریہ ہے اور اگر متعدی ہوں تو ما مصدریہ ہوگا یا موصولہ یا موصوفہ (روح)، رحموں کے گھٹانے اور بڑھانے سے یا تو بچوں کی تعداد میں کمی بیشی مراد ہے یا مدت حمل میں کمی بیشی۔ المراد عدد الولد فانها تشتمل على واحد واثنين وثلثة واربعة . . . ومدة الولادة فانها تكون اقل من تسعة اشهر وازيد عليها (مدارک ج ۲ ص۱۸۶)

۱۱ھ جو چیزیں انسانوں پر ظاہر ہیں اور جو ان سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہیں اَلْكَبِيْرُ ایسا عظیم الشان کہ تمام صفات کمال اس میں موجود ہیں اَلْمُتَعَالِ ہر چیز سے برتر اور صفات مخلوقات سے مبرا اور پاک۔ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الخ جو شخص آہستہ باتیں کرتا ہے اور جو شخص بلند آواز سے گویا ہوتا ہے یا جو شخص رات کی تاریکی میں چھپا بیٹھا ہے اور جو شخص دن کو راستہ میں چل رہا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں اور وہ یکساں طور پر سب کو جانتا ہے۔ اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ۱۲ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لہ کی ضمیر کا مرجع مَنْ اَسَرَّ الخ ہے یعنی ہر انسان کی حفاظت کے لئے محافظ فرشتے مقرر ہیں الضمير راجع الى من تقدم ممن اسر بالقول وجهر به (روح ج ۱۳ ص۱۱۱) یا ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں۔ ای لله ملائكة يتعاقبون بالليل والنهار (خازن و معالم ج ۴ ص۔ و قرطبی ج ۹ ص۲۹۱) مُعَقِّبٰتٌ۔ معقبة کی جمع ہے مراد فرشتوں کی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ میں مِنْ سببیہ ہے یعنی وہ اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسببية اى يحفظونه من المضار بسبب امر الله تعالى لهم بذلك (روح ج ۱۳ ص۱۱۳) يحفظونه من اجل امر الله تعالى اى من اجل ان الله امرهم بحفظه (مدارک ج ۲ ص۱۸۷) ۱۳ھ پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ نافرمانی اور معصیت کے وبال سے آگاہ فرما دیا (روح)۔ مَا بِقَوْمٍ میں مَا موصوفہ ہے اور مراد نعمت و عافیت ہے۔ مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں بھی مَا موصوفہ ہے اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی

رَبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ اَللّٰهُ

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا اللہ

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ

جانتا ہے ۱۰ھ جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور

مَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ

اور ظاہر کا ۱۱ھ سب سے بڑا برتر برابر ہے تم میں

مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ

جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ

رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو وف اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آگے سے ۱۲ھ اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ ۱۳ھ

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ

نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اس کے سوا

مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

مددگار وٹ وہی ہے کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو اور امید کو

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور اٹھاتا ہے بادل بھاری اور پڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اس کی

ع ۱ / ۷

موضح قرآن ف۱ یعنی جو اپنا کام رات کو چھپاوے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ ف۲ یعنی اللہ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اس کی طرف سے رہی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔

نعمت و برکت سے نوازا ہوا اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بداعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا استحقاق ضائع نہ کر دیں۔ اور جب کسی قوم کی بداعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرنے کا ارادہ فرما لے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ **ف۱۴** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان (جَوّ و فضا) پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برسانا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے خَوۡفًا وَّطَمَعًا جب بجلی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے ملے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا ہے کہ کہیں بجلی گر کر تباہی نہ مچا دے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعۡدُ رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر مؤکل ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کر دیتا ہے۔ وَهُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ الخ زجر برائے مشرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال و جبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا و یگانہ نہیں مانتے۔ **ف۱۵** یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے ظرف کی تقدیم مفید حصر ہے۔ دعوۃ الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ دعوۃ الحق التوحید قال ابن عباس شهادة ان لا الٰه الا الله (خازن و معالم ج ۴ ص ۔) یعنی دلائل بالا سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف و رجا میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل دعوۃ الحق دعاؤہ عند الخوف فانه لا يدعى فيه الا اياه كما قال ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ قال الماوردی وهو اشبه بسياق الآية (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۰) **ف۱۶** یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت و حاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی پکار اور ان کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔

ثمرہ دلائل مذکورہ

مثال معبودان باطلہ ۱۲

چوتھی عقلی دلیل

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

ثمرہ دلائل مذکورہ بطور زجر

وَالۡمَلٰٓئِكَةُ مِنۡ خِيۡفَتِهٖ ۚ وَيُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک بجلیاں

فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَهُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ ۚ

پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں

وَهُوَ شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعۡوَةُ الۡحَقِّ ؕ وَالَّذِيۡنَ

اور اس کی آن سخت ہے اسی کا پکارنا سچ ہے ف۱۵ اور جن لوگوں کو

يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَسۡتَجِيۡبُوۡنَ لَهُمۡ بِشَىۡءٍ

کہ پکارتے ہیں اس کے سوا ف۱۶ وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيۡهِ اِلَى الۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی

بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ

پہنچے گا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے ف اور اللہ کو

يَسۡجُدُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّ

سجدہ کرتا ہے ف۱۷ جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور

ظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدۃ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

ان کی پرچھائیاں صبح اور شام ف۲ ف۱۸ پوچھ کون ہے رب آسمان

وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ

اور زمین کا ف۱۹ کہہ دے اللہ ہے کہہ ف۲۰ کیا پھر تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا

اَوۡلِيَآءَ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلۡ

ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے کہہ

هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى

کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے

موضح قرآن ف۱ کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیال ہیں بعضے جن ہیں اور بعضے چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کا پکارنا جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ ف۲ جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی او را سزد کہ بجناب او نیاز کنند و مدعا طلبند و او اجابت فرماید ۱۲ ف۲ کافران و منافقان ناخواہان سجدہ میکنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر و فرشتگان و مسلمانان خواہان ۱۲۔

وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ کافروں کا غیر اللہ کو پکارنا سراسر گمراہی ہے اور بالکلیہ بے سود اور رائیگاں ہے۔ ۱۷ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے فرشتے اور جن وانس سب اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھکتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مؤمنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار ومشرکین مجبوراً جب مصائب وشدائد میں گھر جائیں طوعا یعنی الملائکۃ والمؤمنین وکرھا یعنی المنافقین والکافرین فی حال الشدۃ والضیق (مدارک ج ۲ ص ۱۸۹) اور ان کے سائے بھی صبح وشام اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع ومنقاد ہے اور سب اسی کے زیر تصرف واقتدار ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کا کارساز بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۱۸ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اور یہ ماقبل سے اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشھادات ما یشھد بہ الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین وآسمان کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہے قُلِ اللّٰهُ یہاں ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہے قُلْ ءَاللّٰهُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں ۱۹ یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ثمرہ ہے بطور زجر والزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہوگیا کہ ساری کائنات کا خالق ومالک اور متصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور اس کے بےبس بندوں کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا جو تمہیں نفع ونقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے نفع ونقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل کے اندھے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے اَعْمٰی (اندھے) سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کے باوجود توحید کو نہیں مانتے اور بَصِیْرٌ (بینا) سے مراد موحد ہے اسی طرح ظلمات سے کفر وشرک کے اندھیرے اور نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ ۲۰ کیا انہوں نے ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ مشتبہ ہوگیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہیت سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا وہ معبود اور الٰہ ہونے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ۲۱ یہ چھٹی دلیل عقلی ہے۔ اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے یعنی معبودان باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو جائیں گے اور معبود حق باقی رہے گا۔ معبود حق کی مثال پانی اور سونے کی ہے اور معبود باطل کی مثال جھاگ کی ہے۔ جب بارش برستی ہے اور وادیوں سے سیلاب گذرتا

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا

اندھیرا اور اجالا کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک ۲۰ کہ انہوں نے کچھ

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش ان کی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست اتارا اس نے آسمان سے ۲۱

مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ

رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ

پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں ۲۲ آگ میں واسطے زیور کے

اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ

یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق اور

الْبَاطِلَ ڛ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا

باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ

کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

الْاَمْثَالَ ⑰ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۭ وَ

مثالیں ف ۱۔ جنہوں نے ۲۳ مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے اور

الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دیویں اپنے بدلہ میں ان لوگوں کے لئے ہے

۲۱ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے اور معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے

وقف النبی علیہ السلام

۲۳ بشارت اخروی ۱۲

۲۴ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی آسمان سے دین حق اترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل ابھر آتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین میں مل کر یا روپے تانبے کو دھکا کر میل ابھرتی ہے۔ آخر جھاگ کو بنیاد نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔ آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق وباطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

فتح الرحمٰن ۱۲ ف ۱ یعنی لابد است کہ در ہر جنس خیر وشر باشد ہمچنین لابد است کہ در آدمیان نیکوکاران وبدکاران باشند لیکن نیکوکاران را مستقر می سازد وکار ایشان را پیش می برد وبدکاران را ہلاک میکند ۱۲۔

ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل کچیل اوپر آجاتی ہے جو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کارآمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین ضربهما الله للحق فی ثباته والباطل فی اضمحلاله (قرطبی ج ۹ ص۳۰۵)

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ
بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری

الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے ۲۴ کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے

رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
رب سے حق ہے برابر ہوسکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ
جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں ۲۵ اللہ کے عہد کو اور

لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ
ملانا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی ۲۶

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے ہیں سے پوشیدہ اور

عَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ
ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے بدلے میں بھلائی ان لوگوں

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ
کے لئے ہے آخرت کا گھر ۲۸ باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور

مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں

۲۲ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ خبر مقدم زَبَدٌ مِّثْلُهٗ مبتدا مؤخر۔ جُفَآءً بیکار۔ ۲۳ بشارت اخروی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔ اجابوا لما دعاهم الله من التوحید والنبوات (قرطبی)، وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔ ۲۴ یہ بشارت اور تخویف مذکور پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ سراپا حق ہے۔ یہ بشارت پر متفرع ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تخویف پر متفرع ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔ عقلمند اور بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ برابر نہیں ہوسکتے۔ ۲۵ یہ اولوا الالباب کی صفت ہے اور اس میں جماعت مبشرہ کے اوصاف مذکور ہیں عَهْدَ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای بجمیع عهود الله وهی اوامره ونواهیه التی وصی بها عبیده۔۔۔ (قرطبی ج ۹ ص۳۰۸) یا اس سے توحید اور دین حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ میں ودیعت ہیں۔ وعن القفال حمله علی ما فی جبلتهم وعقولهم من دلائل التوحید والنبوات الی غیر ذلك (روح ج ۱۳ ص۱۳۹)۔ ابتغاء مفعول لہ ہے وہ مصائب و بلیات میں جزع فزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ ۲۶ یہ بشارت اخروی کا اعادہ ہے وَمَنْ صَلَحَ الخ مذکورہ بالا اتقیاء کے جو رشتہ دار بحالت ایمان دنیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات عطا فرمائے گا۔ صَلَحَ سے ایمان و تصدیق مراد ہے قال ابن عباس هذا الصلاح الایمان بالله والرسول (قرطبی ج ۹ ص۳۱۲) معنٰی صلح صدق وآمن ووحد (خازن ج ۴ ص۱) سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے يَقُوْلُوْنَ مقدر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بطلب رضائی او ۱۲

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ

اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ

تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر اور جو لوگ

يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

توڑتے ہیں ۲۷ عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے بُرا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

روزی ۲۸ جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ

اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ

کافر ۲۹ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہہ دے

اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا ف

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے ۳۰ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے

تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

۲۷ مستحق وعید جماعت کے اوصاف

۲۸ ساتویں عقلی دلیل

۲۹ اعادہ شکوی مذکورہ ۱۲

ع ۳ / ۹

۲۷ یہ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی جماعت کی ضد ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ الخ یہ تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ ۲۸ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے. ساری کائنات کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے اس پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وَفَرِحُوْا الخ دنیوی مال و دولت کی وجہ سے وہ خوش ہیں اور دولت کے غرور میں حق کا انکار کر رہے ہیں اور آخرت کی پروا نہیں کرتے حالانکہ دنیوی ساز و سامان اور مال و متاع آخرت کے مقابلے میں نہیں حقیر اور قلیل ہے۔ مَتَاعٌ کی تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ ۲۹ یہ پہلے مذکورہ شکوی کا اعادہ ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکابرہ کی وجہ سے کرنے لگے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ الخ جواب شکوی ہے یعنی تمہیں مزید معجزہ دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں تم ضدی اور معاند ہو تم پھر بھی نہیں مانوگے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔ ۳۰ یہ مَنْ اَنَابَ کی صفت ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ ادخال الٰہی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

موضح قرآن

ف یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لاوے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بچلے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی از قسمی کہ درخواست میکردند واللہ اعلم ۱۲۔

۳۱ یہ پہلی دلیل وحی ہے اور کاف بیانِ کمال کے لئے ہے۔ یعنی یہ ہمارا کمال ہے کہ ہم نے آپ کو ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا ہے جن سے پہلے کئی اُمتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو ہمارا وہ پیغام سنا دیں جو ہم نے ذریعۂ وحی آپ پر نازل کیا ہے اور وہ پیغام یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ کفر سے کفران نعمت مراد ہے یعنی خدائے رحمان نے ان کے پاس پیغمبر بھیجا اور اس پر قرآن نازل کیا جس میں ان کی دنیوی اور دینی سعادت تھی مگر انہوں نے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کیا اور انہیں نہ مانا (روح)، یا کفر سے انکار مراد ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کا انکار کرتے ہیں

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مشرکین سے فرمایا رحمٰن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمٰن کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن فنزلت قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۱۸)، ۳۲ یہ زجر ہے اور شکویٰ مذکورہ سے متعلق ہے لو کا جواب كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى کے بعد لَا يُؤْمِنُوْنَ محذوف ہے یہ کفار ضد وعناد اور مکابرہ کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سے پہاڑ چل پڑیں یا زمین میں شگاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ هذا متصل بقوله لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (قرطبی)، ۳۳ يَايْـَٔسِ بمعنی يَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن عباس سے، فراء نے کلبی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے ای افلم یعلموا (خازن و قرطبی وغیرہما)، یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب منیب کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان وابتلا کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۷)، ۳۴ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے کفار مکہ مراد ہیں بِمَا صَنَعُوْا کفر وعناد اور انکار وطغیان کی وجہ سے قَارِعَةٌ دل ہلا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اہل مکۃ علی ما روی عن مقاتل تصیبهم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الکفر والتمادی فیه . . . قارعة الرزیة التی تقرع قلب صاحبها (روح ج ۱۳ ص ۱۵۸)

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ
خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا اسی طرح ۳۱ تجھ کو بھیجا ہم نے ایک
اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ
اُمت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سنا دے تو ان کو
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ
جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے
قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ
تو کہہ وہی رب میرا ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی
مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ
طرف آتا ہوں رجوع کر کے ف۱ اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا ۳۲ کہ چلیں اس سے پہاڑ یا
قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ
ٹکڑے ہوتے اس سے زمین یا بولیں اس سے مردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو
الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ
اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا خاطر جمع نہیں ۳۳ ایمان والوں کو اس پر کہ اگر
يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ
چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا ۳۴
كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا
منکروں کو ان کی کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے
مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ
گھر سے نزدیک ف۲ جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا
الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
اپنا وعدہ ف۳ اور ٹھٹھا کر چکے ہیں ۳۵ کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے

ع ۵ / ۱۰

۳۱ پہلی دلیل وحی ۱۲

۳۲ زجر متعلق بہ شکویٰ سابقہ ۱۲

۳۴ تخویف دنیوی ۱۲

۳۵ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود چھوڑ کر دوسرا پکڑا فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں۔ ف۲ مسلمان چاہتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی آوے تو کافر مسلمان ہو جاویں سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہوئے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیئے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر چاہتا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا ہمسایہ پر جب تک سارے عرب ایمان میں آجاویں وہ آفت یہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید و آن کنایت است از شدتی کہ از دی خوف ہلاک بر ایشان مستولی شود و بآخرت نجات یابند واللہ اعلم ۱۲۔

مشرکین مکہ پرموت سے پہلے ان کے ضد وعناد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہے گی یا ان کے سروں پر منڈلاتی رہے گی جس سے وہ ہر وقت خوف زدہ اور ہراساں رہیں گے۔ مثلاً مسلمانوں کے خوف سے یا کسی دوسرے دشمن کے ڈر سے مرعوب رہیں گے۔ او تحل القارعۃ قریبًا منھم فیفزعون ویتطایر علیھم شررھا فی یتعدی الیھم شرورھا (مدارک ج ۲ ص ۱۹۳) ؁۳۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ یعنی آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی استہزاء و تمسخر کیا گیا ہے میں اپنی حکمت بالغہ کے تحت کافروں کو مہلت دیتا ہوں اور پھر اچانک ان کو پکڑ لیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کے دشمنوں کا انجام نہایت دردناک ہوگا۔ ؁۳۶ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ آخر میں کمن لیس کذٰلک خبر محذوف ہے اور استفہام انکار کیلئے ہے۔ (مدارک) یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر ایک کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (حم سجدہ ع ۶) وہ ان معبودانِ باطلہ کی مانند نہیں ہوسکتا جو نہ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجر ہے مگر اس کے باوجود مشرکین صفاتِ کارسازی سے عاری اور عاجز مخلوق کو خدا کے شریک بناتے ہیں۔ قُلْ سَمُّوْهُمْ یعنی ان خودساختہ معبودوں کے وہ کمالات تو بیان کرو جن کی وجہ سے تم انہیں الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ قل اذکروا صفاتھم انظروا ھل فیھا ما یستحقون بہ العبادۃ ویستأھلون الشرکۃ (روح ج ۱۳ ص ۱۶۱) ؁۳۷ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا۔ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یا ویسے ہی بکواس کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ٹھاکروں کو معبود کہتے ہیں اگرچہ وہ صفات معبودیت سے عاری ہیں۔ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ الخ بلکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان کو اپنی تمام مشرکانہ اور معاندانہ چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اس طرح توفیقِ ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ ؁۳۸ یہ مذکورہ بالا معاندین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الخ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ؁۳۹ یہ مؤمنین اہلِ کتاب سے نقلی دلیل ہے۔ اہلِ کتاب کے علماء جو کتبِ سابقہ کے عالم ہیں وہ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی یہ بھی اس کی سچائی کی ایک دلیل ہے علماء اہلِ کتاب قرآن کی تصدیق اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے تمام بیانات کتبِ سابقہ کے عین مطابق ہیں۔ مراد اہلِ کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں ان میں سے اکثر لوگ نہیں مانتے۔ (روح) یا اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے صحابہ کرام مراد ہیں اور احزاب سے مشرکین مکہ اس صورت میں اَلْکِتَاب سے قرآن مراد ہوگا۔ (قرطبی)

فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَیْفَ
سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا
كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍۭ
تھا میرا بدلہ بھلا ؁۳۶ جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر
بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ
جو کچھ اس نے کیا ہے ف اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو ؁۳۷
اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ
یا اللہ کو بتلاتے ہو ف۲ جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر
مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ
باتیں ف۳ یہ نہیں بلکہ بھلے سجھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور
صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بھٹکا دے اللہ سو کوئی نہیں اس کو
هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
بتلانے والا ان کو مار پڑتی ہے ؁۳۸ دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو
اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ
بہت سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا حال جنت کا
الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں
اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے ہیں
وَّعُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
اور بدلہ منکروں کا آگ ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب

؁۳۶ یہ آٹھویں دلیل عقلی ہے ۔

؁۳۸ تخویف دنیوی و اخروی ۱۲

؁۳۹ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب ۱۲

موضح قرآن ف یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اوصافِ ایشاں را ذکر کنید تا با دصاف خدا مقابلہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد ۱۲ ف۲ یعنی تقلید آبا میکنند در سخن بے اصل ۱۲ -

٤٠ؕ یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اس لئے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ ٤١ؕ کاف بیانِ کمال کے لئے ہے یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپ کے پاس عقل ونقل اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم الیقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ
خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعضے فرقے
مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ ٣٩ؕ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں
اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿٣٦﴾
اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف ہے میرا ٹھکانا
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں ٤٠ؕ اور اگر تو چلے
اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ
ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا
مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیج چکے ہیں ہم
رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ
کتنے رسول تجھ سے پہلے ٤٢ؕ اور ہم نے دی تھیں ان کو جوروئیں اور
ذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ
اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے
بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾
کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا ٤٣ؕ
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗٓ
مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے
اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
اصل کتاب ٤٤ؕ ف۱ اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

ع ۵ | ۱۱

۱۔ دوسری دلیل وحی ۱۲
۲۔ متعلق بجمیع دلائل مذکورہ ۱۲
۳۔ زجر متفرع بر جمیع دلائل مذکورہ ۱۲
۴۔ جواب سوال اول مقدر ۱۲
۵۔ جواب سوال دوم مقدر ۱۲
۶۔ جواب سوال سوم مقدر ۱۲
۷۔ جواب سوال مقدر چہارم ۱۲
۸۔ تخویف دنیوی ۱۲

پھر ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال آپ نے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی تو آپ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ ٤٢ؕ دلائل و تمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدر اول کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے یہ عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی فرمایا آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ الخ یہ سوال مقدر دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لاؤ پھر ہم مانیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دیتا ہے۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یہ سوال مقدر سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پر اڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یہ سوال مقدر چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لامحالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا محو و اثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لوگے تو عذاب ٹل جائے گا۔ ٤٣ؕ تخویف دنیوی ہے آپ نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور بدستور انکار پر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپ کی زندگی میں خواہ آپ کی وفات کے بعد۔ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ دشمنانِ اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا و آخرت میں تکذیب و انکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

موضح قرآن ف۱ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبرم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چوں قضاء الٰہی بوجہی متحقق شود آنرا در عالم ملکوت ثبت میکنند ۱۲ ف۲ صورت حادثہ در عالم ملکوت خلق میفرماید بعد از آن اگر خواہد محو کند و اگر خواہد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنین باشد ہر زمانہ را شریعتی ہست نسخ میکند خدا تعالیٰ آنچہ میخواہد و ثابت میگذارد آنچہ خواہد و نزدیک اوست لوح محفوظ ۱۲۔

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اٹھا لیویں ۴۴ سو تیرا ذمہ تو

الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

ہم چلے آتے ہیں زمین کو ۴۴ گھٹاتے اس کے کناروں سے

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم اور وہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

جلد لیتا ہے حساب ف ۱ اور فریب کر چکے ہیں ۴۵ جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ

ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب جانتا ہے

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ

جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر

لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور کہتے ہیں

كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى

کافر ۴۶ تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ

کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو

عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع

خبر ہے کتاب کی ف ۲ ف ۳

رکوع ۱۲

شکوی ۱۲

۴۴ تخویف دنیوی ہے۔ اَلْاَرْضَ سے ارض کفر و شرک مراد ہے۔ یعنی ارض الشرك . . . قال اکثر المفسرین المراد منہ فتح دار الشرك فان ما زاد فی دار الاسلام فقد نقص فی دار الشرك (خازن ج ۴ ص ۲۹) کیا مشرکین نہیں دیکھ رہے کہ دنیا میں توحید پھیلتی جا رہی ہے اور شرک و کفر گھٹتا جا رہا ہے، مشرکین کے زیر قبضہ علاقے فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے ہیں اس طرح اہل اسلام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ سچے ثابت ہو رہے۔ کیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور محکم ہے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کرنے اور دشمنانِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و مغلوب کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے اس لئے ایسا ہو کر رہے گا۔ وقد حكم لك ولاتباعك بالعز والاقبال وعلى اعدائك ومخالفيك بالقهر والاذلال حسب ما يشاهده ذوو الابصار الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۴)

۴۵ امم سابقہ کے کافروں نے بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئی مکر و فریب کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا یہ مکر و فریب کی سزا دینے سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکر معلوم تھے فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ثم فسر ذلك بقوله يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ (مدارک ج ۲ ص ۱۹۰)

۴۶ یہ شکوی ہے۔ کفار مکہ محض عناداً و مکابرۃً کہتے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں حالانکہ وہ آپ کی صداقت کے دلائل قاہرہ اور آپ کی رسالت و نبوت پر معجزات واضحہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا الخ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے علماء اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) مراد ہیں جو اسلام لا چکے تھے۔ ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے كانت شهادتهم قاطعة لقول الخصوم وهم مؤمنوا اهل الكتاب كعبد الله بن سلام وسلمان الفارسي وتميم الداري والنجاشي واصحابه قاله قتادة و سعيد بن جبير رض (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۵) یعنی اگر مشرکینِ مکہ آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپ فرما دیں تمہارے انکار سے کیا ہوتا ہے میری صداقت پر خداوند تعالیٰ شاہد ہے اور اہلِ کتاب کے وہ علماء جن کی باتوں پر تم اعتماد کرتے ہو وہ بھی میری رسالت و نبوت کے شاہد عدل ہیں۔ اس لئے اب تمہارے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تم محض ضد اور عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے قرآن میں آپ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرما دئیے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ الاٰية (نساء ع ۲۳) وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

موضح قرآن ف ۱ ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا جاتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے۔ ف ۲ اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھاوے اور جھوٹ کو مٹا دے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اتری ہے کتاب۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی روز بروز شوکت اسلام بزمین عرب منتشر میشود و دار الحرب ناقص میگردد و اطراف آن عامہ مفسرین این آیت را مدنیہ دانند و نزدیک مترجم لازم نیست کہ مدنی باشد و مراد از نقصان دار الحرب اسلام اسلم و غفار و جہینہ و مزینہ و قبائل یمن است پیش از ہجرت ۱۲ ف ۲ یعنی احبار یہود میدانند کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح است ۱۲۔

سورۂ رعد میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱ - اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ــــ تا ــــ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۲ - وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ ــــ تا ــــ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۳ - لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ــــ تا ــــ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی دشرک فی التصرف وشرک فی الدعار)۔

۴ - وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ ــــ تا ــــ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۵ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۶ - اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۷ - قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ ــــ تا ــــ وَاِلَیْهِ مَاٰبِ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی دشرک فی الدعار)۔

۸ - وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ ــــ تا ــــ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (ع ۶) نفی تصرف داختیار از رسل علیہم السلام۔

۹ - اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔

۱۰ - اللہ کے سوا جن کو مشرکین کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارنا بے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔

۱۱ - مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لاکر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ الٹے عناد کی وجہ سے بے تکے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔

۱۲ - مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

(آج بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے صبح سورۂ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً)

سورۂ ابراہیم علیہ السلام

ربط سورۂ ابراہیمؑ کو ماقبل کے ساتھ اسی ربط یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے میں بیان سن چکے ہو جو انہوں نے جیل میں قیدیوں کے سامنے دیا، نیز رعد اور دوسرے فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ بھی ہر وقت شرک سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں اب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حال بھی دیکھ لو کہ وہ اپنے اہل وعیال کو بحکمِ الٰہی ایک بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ .... رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (ع ۶)

ربط معنوی ۔ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہوگیا۔ اس کے بعد سورۂ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین پھر بھی نہیں مانتے اب سورۂ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی واخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈرسن کر راہ راست پر آجاتی ہیں۔ وقائع سے تخویفات دنیوی واخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں (دو مختصر اور ایک مفصل) ایک نقلی دلیل اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام ومؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ واخرویہ کا بیان ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ الخ تمہید مع ترغیب یہ قرآن جو دلائل ووقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل ووقائع بیان کرکے لوگوں کو کفر وشرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ۔ اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (ع ۱) کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام کائناتِ سماوی وارضی کا بلاشرکتِ احدے خالق ومالک اور اس میں متصرف علی الاطلاق ہے۔ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ الخ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم نے قوموں میں پیغمبر بھیجے جو ان کی زبان میں ان کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے رہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى الخ دیکھو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم سابقہ اور ہمارے انعامات یاد دلاؤ۔

دوسری عقلی دلیل ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہارِ حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذرے ذرے کو توحید پر دلیل وشاہد بنایا ہے۔

تیسری عقلی دلیل مفصل ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ـــ تا ـــ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع واقسام کے پھل وہی پیدا کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دیئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تھامنے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد وحساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً ـــ تا ـــ يَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) کلمہ طیبہ سے کلمۂ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ واشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ ـــ تا ـــ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔

وقائع دنیویہ واخرویہ

اس سورت کا مقصد وقائع دنیویہ واخرویہ بیان کرکے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے اس لئے اس میں سات وقائع دنیویہ واخرویہ مذکور ہیں۔ دو دنیویہ اور پانچ اخرویہ۔ وقائع سے تخویفات اور انعامات مراد ہیں۔

اوّل ۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ تا ۔ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ع ۳) یہ تخویف دنیوی اور خطاب اہلِ مکہ سے ہے فرمایا گیا تمہیں قوم نوحؑ قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم ! کہ کس طرح ہمارے پیغمبر دلائل و معجزات لے کر ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ توحید ان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قومیں کٹ حجتی اور مجادلہ پر اتر آئیں اور ضد وعناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گوناگون مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر واستقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ وبرباد کر دیا۔ اقوام گذشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد وعناد سے باز آجاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

دوم مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ ۔ تا ۔ عَذَابٌ غَلِيْظٌ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیوی عذاب کے بعد آخرت میں انہیں دردناک سزا دی جائیگی جس کی ہولناکی اور درد انگیزی کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مشرکین کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ کفار ومشرکین کے اعمال ایسے ہیں جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور تند وتیز ہوا کا طوفان اسے اڑا لے جائے اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اسی طرح مشرکین اپنے زعم میں یا فی الواقع جو نیک کام کرتے ہیں وہ بوجہ شرک سب باطل ہیں اور ان کا کچھ ان کو ہاتھ نہ آئے گا۔

سوم ۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

چہارم ۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا (ع ۳) ۔ تا ۔ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ع ۴) یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تابعین اور متبوعین (مشرک لوگ اور ان کے راہنما) اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

پنجم ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ۔ تا ۔ بِئْسَ الْقَرَارُ (ع ۵) تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کرکے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی امر مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ الخ۔

ششم ۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا ۔ تا ۔ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ (ع ۷) تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمالِ مشرکانہ و افعالِ مسرفانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل ورسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ آخر میں هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ سے تمام مذکورہ بالا دلائل و وقائع کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض وغایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورۂ ابراہیم کا مقصد وقائع امم سابقہ اور ایام اللہ تعالیٰ کی تذکیر سے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اس سورت میں سات وقائع مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اَللّٰهُ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (ع ۱) جب ساری کائنات کا مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہے تو کارساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔

تیسری عقلی دلیل ۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ تا ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (ع ۵) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا نظامِ عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کارساز ہے۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام ۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً (ع ۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصدِ زندگی تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ۔ تا ۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

وقائع امم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تخویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تخویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔

اول دنیوی ۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ (ع ۲) معاندین امم سابقہ کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔

دوم اخروی ۔ مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ الخ (ع ۳) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔

سوم دنیوی ۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ الخ (ع ۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔

چہارم اخروی ۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا الخ (ع ۳) آخرت میں تمام مشرکین (اتباع و متبوعین) کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

پنجم اخروی ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا الخ (ع ۵) مشرکین کی سزا نارِ جہنم ہے۔

ششم اخروی ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا الخ (ع ۷) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ (ع ۷) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو رسوا کن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ الخ یہ دلائل و وقائع اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آ جائے۔

---

۲ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں قرآن کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ قرآن ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو شرک وضلالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور ہدایت کی روشنی سے ہمکنار کریں۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ کے بعد ببیان الوقائع مقدر ہوگا۔ یعنی دلائل بیان ہو چکے، تنبیہات کا ذکر ہو چکا اور شبہات کا ازالہ بھی ہو چکا اب آپ ان کے سامنے وقائع بیان کریں تاکہ اس طرح ہی وہ ظلمات سے نور کی طرف آجائیں۔ کیونکہ اس کے بعد اسی رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ۔ یعنی اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم ماضیہ یاد دلاؤ تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ اس لئے اس قرینے سے یہاں ببیان الوقائع یا بتذکیرا یامِ اللہ مقدر ہوگا بِاِذْنِ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی سے ای بتوفیقہ ایاھم ولطفہ بھم (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۸) اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ یہ الی النور سے باعادہ جار بدل ہے ۳ قرات رفع پر یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھو اللّٰہُ الَّذِیْ الخ اور قرات جر پر اَلْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ کے لئے عطف بیان ہے (مدارک) اور یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ وقائع امم سابقہ بیان کر کے آپ اس غالب اور تمام صفاتِ کمال کے مالک اللہ کے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو دعوت دیں جو ساری کائناتِ ارضی وسماوی کا مالک اور اس میں مختار ومتصرف ہے۔ ۴ یہ ان منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے جو امم سابقہ کے انجام بد سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور دین اسلام اور مسئلہ توحید میں طرح طرح کے شبہات نکال کر لوگوں کو اس سے بد راہ کرتے ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والے مولوی اور پیر بھی اس وعید شدید میں داخل ہیں۔ جو اپنی خواہشات فاسدہ اور اغراض خبیثہ کی خاطر شریعت کے احکام کی من مانی تعبیریں کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس آیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے ان اخوف ما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین یعنی مجھے اپنی امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا ہے۔ اور یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای یطلبون لہا زیغا ومیلا لموافقۃ اھوائہم وقضاء حاجاتہم واغراضہم (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۰) ۵ یہ ابتدا سورت یعنی کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم قوموں میں ان کے ہم زبان رسول بھیجتے رہے تاکہ وہ مسئلہ توحید خوب واضح کر کے ان کو سمجھا سکیں اور ان سے پہلی سرکش قوموں کی تباہی کا حال ان کو سنائیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ الخ اللہ کے پیغمبر بیان کرتے ہیں لیکن ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دلوں میں انابت ہو ضدی اور معاند لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

اندھیروں سے اجالے کی طرف ۲ ان کے رب کے حکم سے رستہ پر

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اس زبردست خوبیوں والے اللہ کے جس کا ہے ۳ جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور

مَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

جو کچھ ہے زمین میں اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب ۴

شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

سے جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں

عِوَجًا ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

کجی ۱ وہ راستہ بھول کر جا پڑے ہیں دور اور کوئی رسول نہیں بھیجا

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ

ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ

پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ

ا تفسیر مع تعریفہ ۱۲

۲ دعوی توحید پہلی عقلی دلیل ۱۲ سوم تخویف اخروی ۱۲

۳ متعلق ہے آنزلنہ ۱۲

فتح الرحمٰن ف یعنی شبہات ثابت میکنند کہ کج است ۱۲

ف٦ یہ تخصیص بعد تعمیم ہے اور یہ بھی ابتدار سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے اور کہا اگر تم شکر کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ یاد دلاکر ڈرائیں۔ ف٧ یہ اصل میں تھا واذکر بیان موسیٰ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ الخ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے آپ بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ یہ نِعْمَةَ اللّٰهِ الخ پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ وَقَالَ مُوْسٰى یہ سب وقائع ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد دلائے۔ ف٨ یہ واقعہ اولیٰ ہے جو تخویفِ دنیوی پر مشتمل ہے۔ یہ قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکرایا پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں سے مطعون کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ و برباد کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے واقعات بیان کرنے سے مقصد موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام سے عبرت حاصل کرکے راہِ راست پر آجائیں۔ والمقصود منہ انہ علیہ الصلوٰة والسلام یذکرھم بامر القرون الماضیة والامم الخالیة والمقصود منہ حصول العبرة باحوال من تقدم وھلاکھم (خازن ج ۴ ص ٣٣)

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ

ہے زبردست حکمت والا ف اور بھیجا تھا ہم نے ف٦ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ

نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور یاد دلا ان کو وف

بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٥﴾

دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرنیوالا ہے شکر گزار ف

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر

إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ

جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ

عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنا دیا

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تمہارے رب نے اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کروگے

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا

تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کروگے

أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے

حَمِيدٌ ﴿٨﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

سب خوبیوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے ف٨

ع ٢ — ١٣

(حاشیہ: تخصیص بعد تعمیم — سا وقائع امم سابقہ میں پہلا واقعہ مشتمل بر تخویف دنیوی ۱۲)

موضح قرآن ف کافر کہتے تھے کہ اور بولی میں قرآن اترتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لاتا ہو اس کا یہ جواب ہے ف٢ یاد دلاوں اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی وقائعی کہ از جانب او بود ندا۔

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ

قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے

لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو ف۸ آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر

فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا

پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ف۹ اور بولے ہم

كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا ف۱۰ اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جس

تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ فَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ

کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو خلجان میں ڈالنے والا بولے ان کے رسول ف۱۱ کیا اللہ میں

شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ

شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ تم کو بلاتا ہے

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

تاکہ بخشے تم کو ف۱۲ کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ

مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ

تک جو ٹھہر چکا ہے کہنے لگے تم تو ف۱۳ یہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو

اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا

کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ

کوئی سند کھلی ہوئی ان کو کہا ف۱۴ ان کے رسولوں نے ہم تو

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

یہی آدمی ہیں جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

منزل۳

مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے

ف۹ رَدُّوْا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسل علیہم السلام نے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدتِ غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللّٰہ فی قولہ تعالٰی فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ قال عضوا علیہا غیظاً (قرطبی ج ۹ ص۳۴۵) یا رَدُّوْا کا فاعل کفار ہیں اور اَيْدِيَهُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِهِمْ کی ضمیر مجرور رسل ؑ کے لئے ہے یعنی کفار اپنے ہاتھ رسل علیہم السلام کے مونہوں پر رکھ دیتے تاکہ وہ توحید بیان نہ کریں۔ اِنّھم وضعوا ایدیھم علی فواہ الرسل علیہم السلام منعاً لھم من الکلام (روح ج ۱۳ ص۱۹۳)۔ ف۱۰ ما سے مسئلہ توحید مراد ہے یعنی جس مسئلہ توحید کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ اس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ مِمَّا تَدْعُوْنَنَآ یہاں بھی ما سے مسئلہ توحید مراد ہے من الایمان باللّٰہ والتوحید (مدارک ج ۲ ص۱۹۷)۔ ف۱۱ یہ پیغمبروںؑ کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے، فِی اللّٰہِ میں مضاف محذوف ہے ای فی توحید اللّٰہ یعنی اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے اس کی توحید میں تو شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر شاہد ہے۔ استفہام معناہ الانکار ای لا شک فی اللّٰہ ای فی توحیدہ قالہ قتادۃ (قرطبی ج ۹ ص۳۴۶)۔ ف۱۲ اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمت دیکھو کہ وہ ہمارے ذریعے تم کو سچے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ تم اسے قبول کر لو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچا لے۔ ثم انہ بعد ان اشیر الی الدلیل الدال علی تحقق ما ھم فی شک منہ نبہ علی عظم کرمہ ورحمتہ تعالٰی فقیل یدعوکم الخ (روح ج ۱۳ ص۱۹۵)۔ ف۱۳ مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کونسی فضیلت تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی۔ تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا ہے تو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں ہمیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دئے ہیں مگر منکرین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناداً مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلب کان بعد ما اتیانھم علیہم السلام لھم من الایات الظاھرۃ والبینات الباھرۃ ما تخزلہ الجبال الصم اقدمھم علیہ العناد والمکابرۃ (روح ج ۱۳ ص۱۹۵)۔ عَمَّا میں ما موصولہ سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں۔ ف۱۴ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عدد و صفات ایشان را ۱۲ ف۲ یعنی از نہایت تعجب و انکار انگشت بدندان گزیدند ۱۲۔

اور بشریت اور لوازم بشریت میں تمہاری مانند ہیں مگر بشریت رسالت ونبوت کے منافی نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس بشر کو چاہے رسالت ونبوت کے شرف سے سرفراز فرمادے۔ رسالت ونبوت محض ایک وہبی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمادیا ہے باقی رہا معجزہ دکھانے کا مطالبہ تو یہ ہم پورا کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ معجزہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں لاسکتے۔ والمعنى ان الاتيان بالاية التى قد اقترحوها ليس الينا ولا فى استطاعتنا وانما هو امر يتعلق بمشيئة الله تعالى

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

پر چاہے اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا

اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے ایمان والوں کو اور ہم

لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ

کو کیا ہوا کہ ہم بھروسہ نہ کریں اللہ پر ۱۵ اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ

بھروسے والوں کو اور کہا ۱۶ کافروں نے اپنے رسولوں کو

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے ۱۷ ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو اور آباد کریں گے تم کو

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ

اس زمین میں ان کے پیچھے یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے ۱۸ میرے سامنے اور

خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ

ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے اور فیصلہ مانگنے لگے پیغمبر اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش ۱۹

عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ

ضدی پیچھے اس کے ۲۰ دوزخ ہے اور پلائیں گے ان کو پانی

صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ

پیپ کا گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور چلی آتی ہے اس پر

ع۲ ۱۴

(مدارک ج۲ ص۱۶۹) ۱۵ اللہ کے پیغمبروں نے منکرین کے جواب میں مزید فرمایا کہ تمہاری عداوت وضد کے مقابلہ میں ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صبر واستقامت عطا فرمائے۔ اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور اس کے سوا اوروں کو کیوں پکاریں حالانکہ اسی نے ہم سب کو ہدایت کی توفیق دی اور صراط مستقیم (توحید) کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی۔ اور ضد وعناد سے بے جا معجزات طلب کر کے تم ہمیں جو ایذا دے رہے ہو اس پر ہم اللہ کی توفیق سے صبر کریں گے۔ اور تمہارے ان ہتھکنڈوں سے ہمارے پائے ثبات میں تزلزل نہیں آئے گا اور ہم توحید کی تبلیغ واشاعت کا کام ہرگز ترک نہیں کریں گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ دنیا میں بھروسہ اور اعتماد وتوکل کی لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اس لئے سب کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور حاجات ومشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارنا چاہیے۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ یہ توحید کا خلاصہ ہے اور اسم اعظم ہے۔ ۱۶ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اسے نہ مانا اور الٹے معاندانہ سوالات کرنے لگے جب ان کے سوالات کے معقول اور متین جوابات دے دیئے گئے تو لاجواب ہو کر اور اپنی خفت مٹانے کے لئے تشدد پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرست دنیاداروں کا دستور رہے کہ وہ ہر جائز وناجائز حربے سے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ متمردین کفار نے انبیاء علیہم السلام کو دھمکی دی اور کہا تم ہمارے دین میں آجاؤ اور ہماری طرح تم بھی ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کرو اور انہیں حاجات میں پکارا کرو اور ہماری ہاں میں ہاں ملالو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم تمہیں اپنے

گاؤں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ ۱۷ تو اللہ تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو ضرور ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذائیں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تمام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اڑ جائیں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست ونابود کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل ع۲)۔ ۱۸ ظالموں کو ہلاک کر کے ان کی جگہوں میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ۱۹ اس کا فاعل رسل علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری

موضح قرآن ف۱ یعنی سند دیکھے سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دیئے سے آتا ہے۔

فیصلہ فرمادے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ یا اس کا فاعل مشرکین ہیں. مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہوجائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کردے قال الرسول انھم کذبونی فافتح بینی وبینھم فتحا وقالت الامم ان کان ھؤلاء صادقین فعذبنا وعن ابن عباس ایضا نظیرہ ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۹) اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِنْ وَرَائِهِ

موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ

عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل ہیں

كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا

جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن کچھ

يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ

ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہک کر دور

الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

جا پڑنا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین ٹھیک

بِالْحَقِّ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾

جیسی چاہئے ۲۳ اگر چاہے تم کو لے جائے اور لائے کوئی پیدائش نئی

وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا

اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہونگے اللہ کے سارے

فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

پھر کہیں گے کمزور ۲۴ بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے

فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

سو بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ

قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا

وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو البتہ ہم تم کو ہدایت کرتے اب برابر ہے ہمارے حق

أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢١﴾ وَقَالَ

میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

ع ۳
۱۵

۲۰ یہ وقائع اخرویہ میں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارنا بھی مشکل ہوگا۔ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ موت سے اسباب موت یعنی گونا گون عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے عذاب ہی عذاب ہوگا اور ہر عذاب ایسا شدید اور المناک ہوگا کہ انسان کی موت واقع ہوجائے مگر کفار جہنم میں اس عذاب سے مر نہیں جائیں گے بلکہ ہمیشہ زندہ رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ ای اسباب الموت من کل جھۃ وھذا تفظیع لما یصیبہ من الالام ای لو کان ثمۃ الموت لکان کل واحد منھا مھلکا (مدارک ج ۲ ص ۱۹۵)۔ ۲۱ یہ مشرکین کے نیک اعمال کی مثال ہے ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ شرک تمام اعمال کو باطل کردیتا ہے۔ جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اوپر سے ہوا کا تیز و تند طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑا لے جائیگا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے مشرکین کے اعمال صالحہ کا یہی حال ہے۔ اراد بالاعمال الاعمال التی عملوھا فی الدنیا واشرکوا فیھا غیر اللہ فانھا لا تنفعھم لانھا صارت کالرماد الذی ذرتہ الریح وصار ھباء لا ینتفع بہ (خازن ج ۴ ص ۳۰)۔ ۲۲ دوسری عقلی دلیل برائے توحید۔ بِالْحَقِّ میں بار بمعنی لام ہے اور مجرور مضاف محذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ ای لاظھار الحق یا بار اپنے اصل پر ہے اور ملابست کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔ ۲۳ تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تخویف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کردے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرلے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء تسھل فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شیء وان جل وعظم (معالم ج ۴ ص ۳۸)۔ ۲۴ وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آرہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی اسباب موت بیاید ش ۱۲ ف ۲ اعمال ایشان ہمہ حبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہلِ اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبز باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم ہمارے کسی کام آسکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ہی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ الخ مشرک رؤسا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذابِ الٰہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہرحال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا وہ مذہبی پیشوا اور قومی راہنما جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی باتیں سننے اور اللہ کی توحید کو ماننے سے استکبار کیا اور غرور و تکبر کے ساتھ حق سے اعراض کیا اور اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کو ایمان و توحید سے روکا استکبروا عن عبادۃ اللہ وحدہ لا شریک لہ وعن موافقۃ الرسل (ابن کثیر ج ۲ ص۵۳۳) وھم السادۃ والرؤساء الذین استغووھم وصدوھم عن الاستماع الی الانبیاء علیہم السلام واتباعہم (مدارک ج ۲ ص۱۹۹) حاصل یہ کہ دنیا میں جن بُرے لوگوں کو اپنا راہنما بنایا آخرت میں ان کی پیروی کسی کام نہ آئی۔ ۲۵ کفار و مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو سب ابلیس پر لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کروگے اور میری توحید کو مانوگے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہوا بھی تو یہ تمہارے معبودانِ باطلہ سفارش کر کے تمہیں چھڑا لیں گے (روح)، مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو مجرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریادرسی کر سکتا ہوں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّيْ كَفَرْتُ لغو ظرف اَشْرَكْتُمُوْنِ سے متعلق ہے (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شریک بناتے رہے ہو اور میرے اغوا و اضلال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں میں اس سے بری ہوں ومعنی کفرہ باشراکھم ایاہ تبرؤہ منہ واستنکارہ لہ (مدارک ج ۲ ص۲۰۰)۔ ۲۶ یہ ایمان والوں اور اعمالِ خیر

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

شیطان ۲۵ جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ

وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ

حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو

وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ

اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم

بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ

میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٢﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ

البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک وف اور داخل کئے گئے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک ۲۶ باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں

سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

سلام وٹ تو نے نہ دیکھا کیسی ۲۷ بیان کی اللہ نے ایک مثال بات

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا

ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنے ہیں

فِي السَّمَاۗءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ

آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے

۲۵ بشارت اخروی ۱۲

۲۶ تمثیل برائے توحید و تزیینی دلیل نقلی اجمالی ۱۲

موضح قرآن وف شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت دیتا ہے بُری وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ وٹ دنیا میں سلام دعا ہے سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مبارکباد ہے سلامتی ہو۔

فتح الرحمٰن وف یعنی وقتیکہ بہشتیان بہ بہشت در آیند و دوزخیان بدوزخ ۱۲۔

بجالانیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے پہلے رؤسار مشرکین ، داعیان شرک ، ان کے پیروؤں ، ابلیس اور اس کے متبعین کا المناک انجام بیان کیا گیا یہاں اہل توحید کا نیک انجام بتایا گیا کہ آخرت میں ان کا ابدی اور دائمی ٹھکانا جنت میں ہوگا اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہوں گے اور فرشتوں کی طرف سے انہیں سلام کا تحفہ ملے گا۔ **۲۷ھ** یہ توحید پر پہلی دلیل نقلی ہے اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین کلمہ طیبہ سے مراد توحید اور کلمہ خبیثہ سے مراد شرک ہے۔ توحید ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو نہایت مضبوط ہے جس کی جڑیں بھی محکم اور اس کی ٹہنیاں بھی پائیدار اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔

۲۸ھ یہ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اَلْاٰخِرَۃ سے عالم برزخ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مؤمنین کو دنیا میں اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے ای یثبتھم بالبقاء علی ذلک مدۃ حیاتہم تاحیات ان کو ایمان پر قائم رکھتا ہے وفی الاخرۃ فلا یتلعثمون اذا سئلوا عن معتقدھم ھناک ولا تدھشھم الاھوال (روح ج ۱۳ ص ۲۱۷) اور قبر میں سوال و جواب میں گھبرائیں گے نہیں اس تقریر کے مطابق یہ آیت عذاب قبر کے ثبوت پر دلیل ہے۔ یا اس سے قیامت مراد ہے اس صورت میں اس کا متعلق محذوف ہوگا ای یجیزھم یعنی آخرت میں ان کو ثواب دے گا اس طرح یہ ترکیب علفتھا تبنًا وماءً باردًا کے قبیل سے ہوگی۔ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ) ای عن حجتہم فی قبورھم کما ضلوا فی الدنیا بکفرھم

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ

اور مثال گندی بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ ۲۸ مضبوط کرتا ہے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو ۲۸ مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

جو چاہے ۲۹ تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا ۳۰ اللہ کے احسان کا

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا

ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے داخل ہوں گے اس میں

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

اور وہ برا ٹھکانا ہے ۳۱ اور ٹھہرائے اللہ کے لئے ۳۲ مقابل کہ بہکائیں لوگوں کو

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزے اڑا لو پھر تم کو لوٹنا ہے طرف

النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

آگ کے کہدے میرے بندوں کو ۳۳ جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

رکوع ۱۶

منزل ۳

موضح قرآن ف ۱ مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے۔ اور کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اس سے کچھ نور نہیں۔ ف ۲ قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پاوے گا اور جو بچلی بات کہے گا خراب ہوگا ف ۳ مکے کے سردار مراد ہیں کہ غریبوں کو گمراہ کیا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید یعنی شریعت حق در ملکوت ثابت است و در دنیا ہر روزے رواجی تازہ می یابد و مردماں منتفع شوند و ملت جاہلیت در ملکوت استقرار ندارد یکچند درمیان مردم شائع شود باز برہم کردہ آید واللہ اعلم ۱۲ ف ۲ یعنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر و نکیر قول حق گویا میسازد ۱۲ ف ۳ مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲۔

فلا يلقنهم كلمة الحق فاذا سئلوا فى قبورهم قالوا لا ندرى الخ (قرطبى ج ۹ صفحہ ۳۶۶) وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ انابت کرنے والوں کو توفیق ہدایت سے ہمکنار کرتا ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ) عن تثبيت بعض واضلال بعض اخرين حسبما توجبه مشيئته التابعة للحكم البالغة المقتضية لذالك (ابو السعود ج ۵ صفحہ ۳۳) **۲۹** پانچویں بار وقائع کا ذکر ہے۔ یہ تخویف اخروی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اس طرح اپنی قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا سے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلَمْ تَرَ سے رؤیت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار مکہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تو رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہوگی والمراد مشركوا قريش وان الاية نزلت فيهم عن ابن عباس رضؓ وعلی رضؓ (قرطبی ج ۹ صفحہ ۳۶۴) مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بعثت محمدی کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسكنهم الله حرمه وجعلهم قوام بيته واكرمهم بمحمد صلى الله عليه وسلم فكفروا نعمة الله الخ (بحر ج ۵ صفحہ ۴۲۴) **۳۰** یہ زجر ہے اور لِيُضِلُّوْا میں لام عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحَلُّوْا پر معطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھالو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ **۳۱** دفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (بقرہ) يُقِيْمُوا اصل میں صیغہ امر غائب ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لِيُقِيْمُوْا تھا بقرینہ قُلْ کیونکہ پہلے امر کے قرینہ سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرضی امام کسائی اور زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذهب الكسائى والزجاج وجماعة الى انه مقول القول وهو مجزوم بلام امر مقدرة اى ليقيموا وينفقوا الخ (روح ج ۱۳ صفحہ ۲۲۱)۔ **۳۲** یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی (آسمان، سورج، چاند)، عالم سفلی (زمین، دریا، سمندر، حجر و شجر، بحر و بر) اور فضائے آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور پھل بھی وہی پیدا کرتا ہے سمندروں

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی ف اللہ وہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

نے بنائے ۳۲ آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ

پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے میوے اور

سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ

رکھنے میں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور

سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ

کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور

الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا

اور دیا تم کو ۳۳ ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر گنو

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے

كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۵ اس

الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو ف اس بات سے کہ ہم پوجیں بتوں کو

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ

اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۶ بہت لوگوں کو سو جس

رکوع ۵ / ۱۷ — زبدۃ توحید پر تیسری عقلی دلیل — دوسری نقلی دلیل تفصیلی

موضح قرآن ف یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی بہر ان بے واسطہ ۱۲

میں بحری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، دریا اور ندیاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کارساز اور مالک و مختار ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کر دیا ہے۔ مگر یہ استدلال سراسر باطل ہے اول اس لئے کہ لَکُمْ میں ضمیر خطاب عام ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ تسخیر سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔ **۳۳** جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دینا نہ دینا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ٹلی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ **۳۴** وَاِذْ قَالَ۔۔۔ تا۔۔۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ هٰذَا الْبَلَدَ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اٰمِنًا نسبت کے لئے ہے ای ذا امن یعنی شہر مکہ کو پُرامن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ مجھے اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبتنا علی ما نحن علیہ من التوحید وملة الاسلام والبعد عن عبادة الاصنام فالانبیاء معصومون عن الکفر وعبادة غیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۳ ص ۲۳۴) **۳۵** اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما کانت سببا للاضلال اضاف الفعل الیھن مجازا (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۸) یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ والمعنی انھم ضلوا بعبادتھا کما تقول فتنتھم الدنیا ای افتتنوا بھا

تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ

پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ

مہربان اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں

غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا

کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ

رکھیں نماز کو ۳۶ سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں

اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ

ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ

یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ

شکر کریں ف۱ اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے ۳۷ جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر

وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی

اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

زمین میں اور نہ آسمان میں ف شکر ہے اللہ کا جس نے

وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ

بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں ۳۸ اسمٰعیل اور اسحٰق بے شک

رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ

میرا رب سنتا ہے دعا کو ف۲ اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں

الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا

موضح قرآن ف۱ حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمٰعیل ان کو ساتھ ماں کے لا کر اس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پیچھے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چشمہ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ ہوئے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر مکے میں پہنچیں۔ ف۲ ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح ۔

واغفروا نسب بہا (بحر ج ۵ ص۴۳۱) ۔ ۳۶ لِيُقِيمُوا ۔ أَسْكَنتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا اعادہ بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ تیرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تَهْوِي إِلَيْهِمْ ای تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت والفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرما دے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے اگائیں۔ وانما یکون المراد عمارة القری بالقرب منہا لتحصیل تلک الثمار منہا (کبیر ج ۵ ص۲۶۳) ۔ ۳۷ یہ اسم اعظم ہے یعنی تو سب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح

ع ۶ ۱۸

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾

اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو لله اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا

اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے لله ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف ان کو تو

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِينَ

ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں دوڑتے ہوں گے

مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ

اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل

هَوَاءٌ ﴿٤٣﴾ وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ

اڑ گئے ہوں گے ف اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر لله عذاب

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ

تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا

کہ ہم قبول کر لیں تیرے بلانے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی کیا تم پہلے

أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ

قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ٹلنا اور آباد تھے تم لله

فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیسا

فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ

کیا ہم نے ان سے اور بتلائے ہم نے تم کو سب قصے اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ لله

وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ

اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہو گا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں اس سے

إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ بھی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ع ۱۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ الخ یہ ادخالِ الٰہی ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ ۳۸ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الٰہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ۳۹ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الٰہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دعا ان کے ایمان سے مایوسی اور نہی ربانی سے قبل کی ہو گی ای آدم وحواء او قالہ قبل النهی و الیأس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص۲۰۴) ۔ ۴۰ آخر میں پھر وقائع اُخرویہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تخویف اُخروی بیان کی گئی۔

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ الخ وہ جلدی انہیں اس لئے نہیں پکڑتا کہ وہ قادر نہیں یا ان کے اعمال سے واقف نہیں بلکہ گرفت میں تاخیر اس لئے کرتا ہے تاکہ آخرت میں ان کو ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے۔ تَشْخَصُ الخ قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی مُهْطِعِينَ دوڑتے ہوئے بلانے والے کی طرف جا رہے ہوں گے مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ ان کی نگاہیں بھی اوپر ہی کو اٹھی ہوں گی اور وہ اپنی پلکوں کو نیچے نہیں کر سکیں گے۔ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ان کے دلوں پر حیرت و دہشت طاری ہو گی اور فرطِ خوف و ہیبت کی وجہ سے عقل و فہم سے خالی ہوں گے۔ ۴۱ عذاب سے دنیوی عذاب مراد

موضح قرآن ف قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہو گی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

ہے بقرینہ آخِّرۡنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ الخ ان معاندین کو اس دن سے ڈرائے جو تمام اقوام معاندہ پر آیا ہے جب ان پر اللہ کا عذاب آجاتا تو وہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگتے ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مہلت ہی دیدے اب ہم تیری توحید کو مانیں گے اور تیرے پیغمبروں کا اتباع کریں گے اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡٓا الخ ان کو جواب دیا جاتا کیا تم قسمیں کھاکھا کر نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم پر عذاب آئے گا ہی نہیں۔ زوال سے مراد عذاب ہے یا زوال سے مراد موت ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم بیک وقت تمام نہ مریں گے بلکہ باری باری مریں گے۔ ۴۲ جن ظالموں نے ضد وعناد سے توحید کا انکار کیا اور ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا جن کو عذاب سے ہلاک و برباد کیا انکی تباہی

الۡجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پہاڑ ف۱ سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کریگا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے بیشک اللہ

عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَ

زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن بدلی جائے اس زمین سے اور زمین اور

السَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ

بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے اور دیکھے تو گنہگاروں کو

يَوۡمَئِذٍ مُّقَرَّنِيۡنَ فِى الۡاَصۡفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيۡلُهُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ

اس دن جکڑے باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ان کے ہیں گندھک کے

وَّتَغۡشٰى وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجۡزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفۡسٍ مَّا

اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ ف۲ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی

كَسَبَتۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

کمائی کا بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب یہ خبر پہنچا دینی ہے

لِّلنَّاسِ وَلِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَلِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰـهٌ

لوگوں کو ف۳ تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے

وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۲﴾

ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے

ع ۷ / ۱۱ / ۱۹

سُوۡرَةُ الۡحِجۡرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوۡعَاتٍ

سورۂ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب کی ف۱ اور واضح قرآن کی

ف۱ تخویف اخروی ۱۲

ف۲ یعنی تمام مذکورہ دلائل وقائع ۱۲

ف۳ تنبیہ تبع تخویف

کے بعد ان کے شہروں اور علاقوں میں تم آباد ہوئے اور تم نے ان کی تباہی کے آثار سے معلوم کر لیا کہ ہم نے ان مکذبین کا کیا حشر کیا اور پھر ہم نے مثالیں دے دے کر مسئلہ توحید کو اچھی طرح سمجھا دیا مگر اس کے باوجود تم نے انکار کیا اور مسئلہ توحید کو ماننے کا جو موقع ہم نے فراہم کیا تھا اس سے تم نے فائدہ نہ اٹھایا اس لئے اب اگر تمہیں دوبارہ مہلت دی گئی تب بھی تم نہیں مانوگے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے معاندین کے قصص و واقعات بیان کر کے تم کو تنبیہ کی کہ دیکھو اگر نہیں مانوگے تو ان ہلاک شدہ قوموں کی طرح تم پر بھی ہولناک عذاب بھیجا جائے گا۔ ۴۳ مشرکین نے اسلام کو مٹانے اور کفر و شرک کو فروغ دینے کے لئے اپنی پوری قوت سے بڑے عظیم پروگرام بنائے ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے ان پروگراموں اور ان خفیہ تدبیروں سے اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کر دیں گے قد مکروا فی ابطال الحق وتقریر الباطل مکرھم العظیم الذی استفرغوا فی عملہ المجہود الخ (ابوالسعود ج ۵ ص ۳۶۳) وَعِنۡدَ اللّٰهِ مَكۡرُهُمۡ لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی تمام خفیہ تدبیروں اور سازشوں کا پورا پورا علم ہے اس لئے ان کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہو سکی وَاِنۡ كَانَ مَكۡرُهُمۡ الخ اِنۡ مخففہ من المثقلہ ہے ای انہ کان الخ حالانکہ مشرکین کے اپنے اندازے کے مطابق ان کی سکیمیں اور تدبیریں ایسی محکم اور مکمل تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ یا اِنۡ نافیہ ہے اس صورت میں ان کے مکر کا ضعف بیان کرنا مقصود ہوگا۔ یعنی ان کی تدبیر کوئی پختہ نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ہل جائیں۔ ۴۴ یہ تخویف اخروی ہے یہاں سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ تک قیامت کے ہولناک مناظر اور آخرت کے مختلف انواع عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں سے وعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور آخرت میں ان کو مراتب عالیہ عطا فرمائے گا اور ان کے دشمنوں سے ان کا انتقام لے گا اور دنیا و آخرت میں ان کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ اس لئے کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کئے گئے وعدے کے خلاف کرے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ یہ ماقبل کے لئے علت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور دشمنانِ اسلام سے انتقام لینے والا ہے۔ ۴۵ ظرف مُخۡلِفَ کے متعلق ہے (روح) یعنی جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اور ساری مخلوق ایک صاف میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھہرائیں تھیں حضرت کو سب مل کر قتل کریں یا آپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مکر ایشاں ضعیف است ۱۲ ف۲ قطران چیزی سیاہ بدبوئیست کہ آتش دران زود میگیرد ف۳ یعنی نازل کردہ شدہ است برای تبلیغ ۱۲۔

کے خلاف نہیں کرے گا۔ زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو ہموار کر دیا جائے گا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال هى تلك الارض وانما تغير صفاتها ويزاد فيها وينقص منها وتذهب آكامها وجبالها واوديتها وشجرها وتمد مد الاديم العكاظى وتصير مستوية لا ترى فيها عوجا ولا امتا وتبدل السموات بذهاب شمسها وقمرها ونجومها (روح ج ۱۳ ص ۲۵۴)۔ ۴۶ یہ تُبَدَّلُ پر معطوف ہے اصفاد، صفد کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور پاؤں کا زنجیر قیامت کے دن مجرموں کے گلوں میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی۔ سَرَابِیْلُهُمْ، سربال کی جمع ہے یعنی قمیص۔ قَطِرَانٍ ابہل یعنی درخت دیودار کا عصارہ یہ ایک آتش گیر مادہ ہے جو آگ کو تیزی سے پکڑ لیتا ہے (روح، مظہری) یعنی اس قسم کا کوئی آتش گیر مادہ ہوگا جسے جہنمیوں کے بدنوں پر لیپ دیا جائے گا تاکہ اس آتش گیر مادے کو آگ فوراً پکڑ لے اور ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت پہنچے اس کے علاوہ اس مادے میں تیزی اور حدت ہوگی جو بدن میں جلن پیدا کرے گا اور اپنی بدبو کی وجہ سے ان کے لئے مزید تکلیف کا باعث ہوگا۔ وهو عصارة الابهل ... وهو اسود منتن يشتعل فيه النار بسرعة يطلى به جلود اهل النار حتى يكون طلاؤه لهم كالقميص ليجتمع عليهم لذع القطران ووحشة لونه ونتن ريحه مع اسراع النار (مظہری ج ۵ ص ۲۶۰) یا قَطِرَانٍ سے گندھک مراد ہے کیونکہ یہ بھی ایک آتش گیر مادہ ہے جو جلتے وقت بدبو بھی چھوڑتا ہے۔ لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای یفعل بهم ذلك ليجزى الخ (روح)، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔ ۴۷ آخر میں سورت کے خلاصۂ مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ هٰذَا سے تمام مذکورہ وقائع اور دلائل کی طرف اشارہ ہے۔ وَلِیُنْذَرُوْا کا معطوف علیہ مقدر ہے ای لیؤمنوا یعنی یہ تمام وقائع اور دلائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ایمان لے آئیں اور وقائع امم سابقہ سنا کر ان کو ڈرایا جائے اور وقائع اور دلائل کے بیان سے جو مسئلہ (یعنی مسئلہ توحید) سمجھانا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو مان لیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا کارساز اور ساری کائنات میں اکیلا وہی متصرف و مختار ہے اور وہی پکارنے کے لائق ہے۔ اور تاکہ عقل و فہم اور ہوش و خرد والے لوگ ان (وقائع و دلائل) میں غور و فکر کریں اور ان میں سے جن کے دلوں میں اخلاص و انابت ہو وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور راہ راست پر آجائیں۔

سورۂ ابراہیم علیہ السلام میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ع ۱) خصوصیت سورت ہے یعنی ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو وقائع امم سابقہ سنا کر کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر اسلام اور توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔

۲۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔

۳۔ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) اثبات بشریت انبیاء علیہم السلام و نفی اختیار و تصرف از ایشان علیہم السلام۔

۴۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ اسم اعظم۔

۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) نفی شرک اعتقادی۔

۶۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ (ع ۳) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔

۷۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً ۔۔۔ تا ۔۔۔ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) توحید کی تمثیل۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۹۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَلَا فِی السَّمَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے محفوظ رکھے۔ اور رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ اسم اعظم ہے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والشہادہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

(آج بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۶ء بروز اتوار ۱ بجے دوپہر سورۂ ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً۔)

سُورۃ الحجر

ربط ناقی ربط سورۂ حجر کو سورۂ ابراہیم سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ابراہیم میں دلائل اور وقائع امم سالقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جس طرح اصحاب الحجر نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع بیان کرکے ڈرایا گیا تاکہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورۂ حجر میں یہ بیان ہوگا کہ مان لو ورنہ امم سالقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے۔

خلاصہ سورۂ حجر میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر اور تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں تین گذشتہ قوموں کے اور دو کفار مکہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں۔ الٓرٰ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے امم سالقہ کے حالات تم نے سن لئے لہٰذا اب مان لو ورنہ ان کی طرح پچھتاؤ گے جب عذاب آئے گا تو کہیں گے کاش ہم نے مسئلہ توحید مان لیا ہوتا۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ تخویف دنیوی۔ ہر قوم کو مہلت دی گئی اور پھر ضد و انکار کی وجہ سے مقررہ وقت سے پہلے اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ الخ شکوی ہے مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو دیوانہ کہتے اور فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ کرتے۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ جواب شکوی ہے فرشتے ہمارے خاص پروگرام کے تحت نازل ہوتے ہیں ہر کس و ناکس کے مطالبے پر نازل نہیں ہوتے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ یہ تخویف دنیوی کے لئے تمہید ہے جس طرح آپ پر ہم نے قرآن اتارا ہے اسی طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کئے مگر ان کی قوموں نے تکذیب کی اور مبتلائے عذاب ہوئے مشرکین مکہ بھی اگر قرآن کی تکذیب پر ڈٹے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ جملہ معترضہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ تخویف دنیوی ہے استہزاء و تمسخر سے اللہ کے پیغمبروں کی توہین و تخویف کرنیوالوں کے لئے۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا الخ زجر ہے متعلق بشکوی۔ فرشتے اتارنے کے بجائے اگر خود ان کو آسمانوں پر لے جائیں اور وہ سب کچھ دیکھ لیں پھر بھی نہیں مانیں گے۔

پہلی عقلی دلیل مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ۔ تا ۔ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۲) زمین سے لے کر آسمان تک اور عرش سے لے کر فرش تک سارا کارخانہ عالم اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تمام کائنات ارضی و سماوی کا بنانے والا بھی وہی ہے۔ وہی بارش برساتا اور زمین سے اقسام و انواع کے غلے، پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ اس نے تمہارے لئے بے شمار وسائل رزق پیدا کر رکھے ہیں اور ہر چیز کے بھرپور خزانے اسی کے پاس ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ الخ جمیع ماکان و مایکون کا عالم تو میں ہوں پھر میرے سوا عالم الغیب اور کون ہو سکتا ہے؟۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ (ع ۲) یہ بھی دلیل اول سے متعلق ہے۔ جس اللہ نے اپنی ساری کائنات کو انسان کی معاش مہیا کرنے پر لگا دیا ہے اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ جو انسان کا خالق و رازق ہے وہی اس کا کارساز اور حاجت روا بھی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ الخ اس میں ابلیس کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اولاد آدم ذریت ابلیس کی چالوں اور اس کے مکر و فریب سے خبردار رہے اس کے بعد اگلی سورتوں میں جہاں کہیں یہ قصہ آئے گا اس سے یہی تنبیہ مقصود ہوگی۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ الخ بشارت اخروی ہے۔ اس کے بعد تخویف اخروی کے پانچ نمونے مذکور ہیں۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (ع ۴) یہ نمونہ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ الخ یہ تخویف اخروی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکام خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بستی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

دوسرا نمونہ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الخ ان سے مراد اہل مدین ہیں، حضرت شعیب علیہ السلام ان کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا، شرک و کفر اور دیگر جرائم پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہولناک آواز سے ان کو ہلاک کر دیا۔

تیسرا نمونہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع ۵) یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اللہ کے حکم سے ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ بھی دکھایا مگر بایں ہمہ وہ انکار و عناد سے باز نہ آئے اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دلدوز چنگھاڑ کی صورت میں عذاب نازل کرکے ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تینوں نمونے اقوام گذشتہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کی دوسری عقلی دلیل مذکور ہے۔

دوسری عقلی دلیل مختصر۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۵) زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ تخویف اخروی ہے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ تسلیہ اول برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ الخ تسلی دوم۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ زجر متعلق بہ تسلی دوم۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ تسلی سوم۔ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ مجھ سے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انذار ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تخویف دنیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ الخ مقتسمین مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (معاذ اللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ یہ مشرکین مکہ اور صنادید قریش سے چند آدمی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے تمسخر واستہزاء کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ تسلی پنجم برائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورت کے آخر میں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ سے اصل مقصد بیان کیا گیا کہ آپ دشمنوں کی پرواہ نہ کریں ان کے لئے ہم خود کافی ہیں آپ دن رات اللہ تعالیٰ کی شرک سے تسبیح وتقدیس کرتے رہیں، اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور تادم آخر بس اسی کی عبادت اور پکار میں لگے رہیں۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ②

کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں ؎ کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ

چھوڑ دے ان کو کھالیں اور برت لیں اور ؎ امید میں لگے رہیں سو آئندہ

يَعْلَمُوْنَ ③ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا

معلوم کرلیں گے اور کوئی بستی ہم نے غارت نہیں کی ؎ مگر اس کا

كِتَابٌ مَعْلُوْمٌ ④ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَ

وقت لکھا ہوا تھا مقرر نہ سبقت کرتا ہے کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے اور

مَا يَسْتَأْخِرُوْنَ ⑤ وَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ

نہ پیچھے رہتا ہے اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ تجھ پر اترا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ⑥ لَوْ مَا تَأْتِيْنَا

قرآن ؎ تو بے شک دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس

بِالْمَلٰٓئِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑦ مَا نُنَزِّلُ

فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں اتارتے

الْمَلٰٓئِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْا إِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⑧

فرشتوں کو مگر کام پورا کرکے اور اس وقت نہ ملے گی ان کو مہلت

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ⑨ وَ

ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت ؎ اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں اور

لَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْأَوَّلِيْنَ ⑩

ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں

وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑪

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں اس سے ہنسی

مختصر خلاصہ سورۂ حجر میں چار امور ذکر کئے گئے ہیں (۱) دعوائے سورت (۲) دلائل توحید (۳) تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی۔

دعوائے سورت۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ اب وقت ہے مان لو ورنہ دوسرے کافروں کی طرح پچھتاؤ گے اس کے بعد وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ میں تخویف دنیوی۔ وَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ میں شکوی مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ میں جواب شکوی اور وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ میں زجر متعلق بہ شکوی مذکور ہے۔

دلائل توحید۔ دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ایک مفصل دوم مختصر۔ دلیل عقلی مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ (ع ۱) تا مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۲) اور دلیل عقلی مختصر وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶)

تخویف کے نمونے۔ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ امم سابقہ کے تین نمونے یہ ہیں۔ (۱) قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (ع ۴) قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کا نمونہ۔ (۲) وَإِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ (ع ۵) قوم شعیب علیہ السلام کی ہلاکت کا نمونہ۔ (۳) وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (ع ۶) قوم صالح علیہ السلام کی بربادی کا نمونہ۔ مشرکین مکہ سے دو نمونے یہ ہیں (۱) كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (ع ۶) مشرکین مکہ کے بارہ آدمی جو موسم حج میں مکہ کے راستوں میں بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والوں کو حضور علیہ السلام سے ملنے اور آپ کا وعظ سننے سے روکتے تھے۔ (۲) إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ یہ مشرکین مکہ کے پانچ آدمی تھے جو قرآن اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱) فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ الخ (۳) لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ (۴) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (۵) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۶) إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (۷) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ آخر میں مقصودی مسئلہ کا بیان ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ بس اللہ کی حمد وثنا اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہئے۔ اسی کو سجدہ کیجئے اور اسی کو حاجات میں غائبانہ پکاریئے ۲ یہ اصل مقصد کے لئے توطئہ وتمہید ہے اور اس میں ترغیب دلائی گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سننا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا جس سورت کی ابتداء میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے

بقرینہ مقام تورات وانجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورۂ حجر کی ابتدا میں اَلْکِتَاب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے اَلْکِتَاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے آخری دو نمونے قال مجاهد وقتادة الكتاب هنا ما نزل من الكتب قبل القرآن الخ (روح ج ۵ ص ۲۴۶) ۳ے تمہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو اور عذاب کے ڈر سے مسئلہ مان لو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کر لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھتے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۴ے مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا يَسْبِقُ ... يَسْتَأْخِرُوْنَ تک زجر اور تخویف دنیوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورۂ ابراہیم کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع امم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر شرک سے توبہ کر لیں۔ اب تخویف دنیوی سنائی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر اڑے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر حق سے خوب غافل ہو لیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو آلیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ ۵ے یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کر لیں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوچ بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پا سکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمی تک انکار و عناد پر ڈٹے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ یخبر تعالیٰ انه ما اهلك قرية الا بعد قيام الحجة عليها وانتهاء اجلها وانه

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑫ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دلوں میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے

بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَلَوْ فَتَحْنَا

اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی ف۱ اور اگر ہم کھول دیں

عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ⑭

ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ

تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ف۲ نہیں بلکہ ہم لوگوں پر

مَّسْحُوْرُوْنَ ⑮ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ

جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج ف۱ اور

زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ⑯ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں ف۳ اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان

رَّجِيْمٍ ⑰ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا

مُّبِيْنٌ ⑱ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ

چمکتا ہوا ف۳ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ⑲ وَجَعَلْنَا

اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے ف۱ اور بنا دیئے

لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ⑳ وَ

تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے ف۲

اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ

اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں ف۱ اور اتارتے ہیں ہم

ع ۱۵ ۱

زجر متعلق شکوۂ مذکورہ ۱۲

تخویف دنیوی دلیل عقلی تفصیلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ ف۲ حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ ف۳ فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جاتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ ف۴ یعنی جانوروں کی روزیاں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہر نوع را صورتی وصفتی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۲۔ ف۲ یعنی غلامان و جانوران ۱۲۔

لا یؤخرامة حان ھلاکھم عن میقاتہم ولا یتقدمون عن مدتہم۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۷) یہ اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ انکار و عناد سے باز آجائیں ورنہ ان کا بھی ایسا ہی حشر ہوگا۔ وھذا تنبیہ لاھل مکۃ وارشاد لھم الی الاقلاع عما ھم علیہ من الشرك والعناد والالحاد الذی یستحقون بہ الھلاك (ایضاً) ۶ یہ شکوی ہے۔ مشرکین ماننے کے بجائے الٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے اور آپ کو دیوانہ ہونے کا طعن دیتے اور پھر از راہِ عناد آپ سے مطالبہ کرتے کہ آپ کی تصدیق کرنے کے لئے فرشتے آئیں جو بآواز بلند آپ کی صداقت و رسالت کا اعلان کریں۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ یہ جواب شکوی ہے۔ فرشتوں کا اتارنا ہماری حکمت بالغہ کے ماتحت ہوتا ہے اور فرشتوں کے نازل نہ ہونے ہی میں تمہارا بھلا ہے کیونکہ جب فرشتوں کی آمد کے بعد بھی تم نہ مانو گے تو پھر فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور ہرگز مہلت نہ ملے گی۔ ای لو تنزلت الملائکۃ تشھد لك فکفروا بعد ذلك لم ینظروا۔ (قرطبی ج ۱۰ ص ۶) ۷ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا۔ تا سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ تخویف دنیوی ہے۔ اَلذِّكْرَ سے قرآن مجید مراد ہے نَسْلُكُهٗ کی ضمیر منصوب استہزاء کی طرف عائد ہے جو یَسْتَهْزِءُوْنَ کے ضمن میں مذکور ہے یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم قیامت تک ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ قرآن آپ اپنے پاس سے نہیں بنا کر لے آئے، مشرکین اسے ماننے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا آپ کو مجنون کہتے اور آپ سے استہزاء و تمسخر کرتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ اور یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلی قوموں میں بھی ہم نے اپنے پیغمبر بھیجا اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کئے وَمَا يَاْتِيْهِمْ الخ اور ان قوموں کے سرکش و ضدی لوگوں نے اسی طرح پیغمبروں سے استہزاء کیا كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ پیغمبروں کے ذریعہ مسئلہ توحید واضح اور ہماری حجت تام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں ان کے دلوں پر ہم مہر جباریت ثبت کر دیتے اور ان میں کفر و شرک اور استہزاء و تمسخر کو جاگزیں کر دیتے ہیں اس لئے وہ ایمان لانے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لے کر انکار کرتے اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اور پہلے منکرین و معاندین کے بارے میں ہمارا دستور نافذ ہو چکا ہے کہ انہیں دنیا میں شدید ترین عذاب سے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس لئے مشرکین مکہ اگر ضد و عناد اور کفر و انکار سے باز نہ آئے تو وہ بھی ایسے ہی انجام سے دو چار ہوں گے۔ مضت طریقتھم التی سنھا اللہ فی اھلاکھم حین کذبوا رسلہ وھو وعید لاھل مکۃ علی تکذیبھم (مدارک ج ۲ ص ۲۰۸) ۸ یہ زجر ہے

اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ

اندازہ معین پر اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری

فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ

پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ پلایا اور تمہارے

اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ

پاس نہیں اس کا خزانہ ف۱ اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے

وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے ف۲ اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب

هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا

وہی اکٹھا کر لائے گا ان کو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے

ع ۲

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ ج وَ

آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ف۳ اور

الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ

جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے ف۴ اور جب

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ

کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ف۵ ایک بشر

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ

کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے پھر جب ٹھیک کر دوں اس کو

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ف۶

موضح قرآن ف۱ یعنی اگلے برس کے واسطے دنیا کے غبار اور بھاپ اوپر جمع رہتے ہیں۔ جب باؤ تر چلی بادل ہو گئے۔ پانی کے بھرے ف۲ یعنی ہر کوئی مر جاتا ہے اور اس کی کمائی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ ف۳ مٹی پانی میں تر کی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی لطیف آگ ہوا ہو گئی ابلیس بھی اسی قسم میں ہے ۱۲ منہ رح ف۵ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ منہ رح ف۶ اپنی جان یعنی خاص میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ منہ رح۔

جو نکوۂ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین مکہ کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سموات کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آ رہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لفا لوا لفرط عنادھم وغلوھم فی المکابرۃ الخ (روح ج ۱۴ ص ۲۰)

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ

تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر ۱۲ مگر ابلیس نے

اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے فرمایا اے ابلیس

مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ

کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں کے بولا میں وہ نہیں

لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

کہ سجدہ کروں ایک بشر کو ۱۳ جس کو تو نے بنایا کھنکھناتے سنے ہوئے

مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾

گارے سے فرمایا تو نکل یہاں سے تجھ پر مار ہے ف

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا اے رب

فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ

ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا

رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

اے رب ۱۵ جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھو دیا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین

وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

میں اور راہ سے کھو دوں گا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿٤١﴾

بندے ہیں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی ۱۶ ف۲

جیسا کہ سورۂ رعد ع ۴ میں مشرکین کے عناد و مکابرہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى الی لا یؤمنون **۹** حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا تسکیر سے مراد ہے نظر بندی کرنا یعنی کسی چیز پر ایسا اثر ڈالنا جس سے دیکھنے والوں کو وہ چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آئے مثلاً رسی یا لاٹھی جو نظر بندی کی وجہ سے تمام دیکھنے والوں کو سانپ نظر آئے۔ اور جادو سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کی آنکھوں پر اثر ڈالا جائے جس سے اس شخص کو مثل سانپ کے نظر آئے لیکن باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ خاص ہم پر جادو کر دیا گیا ہے یا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا سے آنکھوں پر جادو کرنا اور مَسْحُوْرُوْنَ سے عقل و فہم پر جادو کرنا مراد ہے یعنی نہ صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو کر دیا گیا ہے کہ (عیاذاً باللہ) یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں ٹھوس اور واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں۔ دیکھئے قولہ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ انتقالٌ الی درجۃ عظمٰی من سحر العقل (بحر ج ۵ ص ۴۴۹) اور اِنَّمَا سُكِّرَتْ میں اِنَّمَا کا معنی مَا اِلَّا نہیں بلکہ یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں تو مطلب ہو ما سکرت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ اَبْصَارُنَا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

۱۰ وَلَقَدْ جَعَلْنَا ۔ تا ۔ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ مستثنیٰ منقطع ہے اس دلیل سے دو دعوے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتدا دلیل سے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملأ اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر دیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق تم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ **۱۱** حرف نفی اور حرف استثناء مفید حصر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت

موضح قرآن ف۱ شاید یہی مراد ہو کہ انگارے پھینکتے ہیں اور نکالا زمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا ۱۲ منہ رح

غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ الخ ہم ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے جوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوتی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وارسلنا الریح حوامل بالسحاب لانہا تتحمل السحاب فی جوفہا (مدارک ج ۲ ص ۲۰۹) وَمَآ اَنْتُمْ الخ خطاب جن مخلوق سے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام مخلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں نَحْنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۲ یہ دوسرا دعوی ہے یعنی سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ المستقدمین اور المستأخرین جمیع ما کان وما یکون سے کنایہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوگا کیونکہ دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کیچڑ سے پیدا کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شیاطین ابلیس کی ذریت واولاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو۔ تمہیں عقل وفکر جیسی نعمتیں دی ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارِ السَّمُوْمِ میں اضافت بیانیہ ہے السموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر جائے۔ من نار الحر الشدید النافذ فی المسام الخ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفت ہے یعنی آتش سوزاں۔ ۱۳ اس قصہ سے آدم اور اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی پرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم ان کو اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہو گا اس سے یہی مقصود ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ہیں

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ

جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو

اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں اور دوزخ پر ان سب کا وعدہ ہے

اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ

ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾

ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا ف۱ پرہیزگار رہیں باغوں میں اور چشموں میں کہیں گے

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ

ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے ف۲ اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیوں

مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ

میں تھی خفگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے ف۳ نہ پہنچے گی ان کو

فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ

وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے

عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ

میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا مہربان ۱۴ اور یہ بھی کہ میرا عذاب

هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ

وہی عذاب دردناک ہے ف۴ اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے مہمانوں

اِبْرٰهِیْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ

کا ۱۵ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا

اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف۵ بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

ع ۱۹ / ۳

وقف لازم

موضح قرآن ف۱ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعضے لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ رح ف۲ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرامی نہیں یا سلام علیک سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرت کے اصحاب ف۴ اگلا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دیتے اور ایک پر پتھر برساتے۔ تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفتیں پوری ہیں بندے نہ دلیر ہوں نہ آس توڑیں ف۵ ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈر کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔

آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نقوش اور اس کے اعضاء کو مکمل کر لوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجری اللہ العادۃ بان یخلق الحیٰوۃ فی البدن مع ذلک الجسم حقیقتہ اضافۃ خلق الی خالق فالروح خلق من خلقہ اضافہ الی نفسہ تشریفا وتکریما (قرطبی ج۱۰ ص۲۴) **۱۴** تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اسلئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ مستثنیٰ منقطع ہے

بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ

ایک ہوشیار لڑکے کی۔ بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا

فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿٥٤﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

اب کاہے پر خوشخبری سناتے ہو ف۱ بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی سچی سو مت ہو تو

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

نا امیدوں میں۔ بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٧﴾

مگر جو گمراہ ہیں ف۲ بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری اے اللہ کے بھیجے ہوؤ

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہگار پر مگر لوط کے گھر والے

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا وہ ہے

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾

رہ جانے والوں میں ف۳ پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا

بولا تم لوگ ہو اوپرے۔ بولے نہیں پر ہم لے کر آئے ہیں تیرے پاس

كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے ف۴ اور ہم لائے ہیں تیرے پاس پکی بات اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ

سچ کہتے ہیں سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے اور تو چل

اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں

کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جیسا کہ سورہ کہف ع۷ میں ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تغلیبًا اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اسطرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ کان جنیا مفردا مغمورا بالوف من الملائکۃ فعد منھم تغلیبا (روح تغلیبا (روح ج۱۴ ص۳۴) حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (اعراف ع۲) لیکن یہاں تعبیر میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے جیسا کہ کوئی واعظ کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توحید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کر دیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کر دیا گیا ہے۔ **۱۵** ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایانِ شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہرحال مٹی سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اراد ابلیس انہ افضل من اٰدم لان اٰدم طینی الاصل وابلیس ناری الاصل والنار افضل من الطین (خازن ج۴ ص۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تا قیامت اس کو ملعون و مغضوب کر دیا۔ **۱۶** بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ میں مَا مصدریہ ہے۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تو نے مجھے راندۂ بارگاہ تو کر دیا ہے اب میں بھی تیرے

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ کامل بھی ظاہر اسباب پر بولتے ہیں۔ ف۲ عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامیدی دونوں کفر کی باتیں ہیں۔ یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ ف۳ وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تقصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اُس سے نہ ہو سکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ ف۴ یعنی ہم اوپرے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔

بندوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا اور بُرے اعمال، ناجائز اور بے حیائی کے کاموں کو نہایت خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کروں گا کہ وہ خود بخود ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اِلَّا عِبَادَكَ الخ البتہ تیرے ان مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا جن کو تو نے اپنی خالص عبادت و اطاعت کے لئے چن لیا ایک قرأت میں اَلْمُخْلِصِيْنَ بصیغہ اسم فاعل ہے یعنی جو خالص تیری رضا جوئی کے لئے نیک کام کریں گے اور ان کے اعمال جلی اور خفی شرک سے پاک ہوں گے۔ ای الذین اخلصوا العمل لك ولم يشركوا معك فيه احدا (روح ج ۱۴ صفہ)، ۱۷ھ ھٰذَا سے اخلاص کی طرف اشارہ ہے

تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ

تم کو حکم ہے اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ اُن کی جڑ

هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

کٹے گی صبح ہوتے اور آئے شہر کے لوگ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾

خوشیاں کرتے ف۲۱ لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾

جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے ف۲۲

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

قسم ہے تیری جان کی ف۲۳ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں ف۱ ف۲ پھر آ پکڑا ان کو

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت ف۲۴ پھر کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور

اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ

برسائے ہم نے ان پر پتھر کھنگر کے ف۳ بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾

اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ

البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو ف۴ اور تحقیق تھے بن کے رہنے

الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا

والے ف۵ گنہگار سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں

وقف لازم

جو المخلصین بصیغۂ اسم فاعل کے ضمن میں مذکور ہے یعنی عبادت اور عمل میں اخلاص اور شرک و ریاکاری سے تبری ہی وہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچا سکتی ہے اور جو ابلیس اور اس کی ذریت کے اغوار و اضلال سے میرے بندوں کو حفظ و اماں میں رکھ سکتی ہے۔ اس صورت میں علی بمعنی الی ہوگا وقال الحسن معنی علیّ الیّ (بحر ج ۵ ص۴۵۴) قال الحسن معناه هذا صراط الیّ مستقیم (خازن ج ۴ ص۶۰) والمعنی ان الاخلاص طریق یؤدی الی کرامتی و رضوانی (ایضا) یا ہذا سے مضمون مذکور کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ میرا دستور ہے جس کی میں رعایت کروں گا کہ تو میرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا اور تجھے ان پر غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ معنی پہلی قرأت یعنی المخلصین بصیغۂ اسم مفعول کی صورت میں ہوں گے۔ والاشارة الی ما تضمنه الاستثناء وهو تخليص المخلصين من اغوائه (ابو السعود ج ۵ ص۸۰)، ۱۸ھ یہ تخویف اخروی ہے۔ ابلیس، اس کی ذریت اور اولاد آدمؑ میں سے جو ان کی پیروی کریں گے ان سب کا جہنم ہی ٹھکانا ہوگا۔ یعنی ابلیس ومن اتبعه (قرطبی ج ۱۰ ص۳۰)، ۱۹ھ یہ شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ ادخلوها الخ اس سے پہلے یقال لهم محذوف ہے یعنی ان سے کہا جائے گا کہ جنات میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وَنَزَعْنَا الخ مومنین کے درمیان دنیا میں جو لڑائی جھگڑے ہوئے اور ان کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بغض اور ناراضی کے جو جذبات پیدا ہو گئے جنت میں ان کے دلوں کو ایسے تمام جذبات بغض و عداوت سے پاک و صاف کر دیا جائے گا اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھ کر پیار اور محبت سے باتیں کریں گے۔ لَا يَمَسُّهُمْ الخ دنیا مومن کے لئے محنت و مشقت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے لیکن اس کیلئے جنت سراسر آرام و آسائش اور سراپا عیش و راحت کا مقام ہوگا اور وہاں کوئی تکلیف اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نکالے نہیں جائیں گے۔ ۲۰ھ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے۔ قسم ہے تیری جان کی وہ قوم لوط اپنی مستی میں ان کی بات نہیں سنتے ف۲ مکے سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر قضائے شہوت خواہید نکاح بنات من انسب است واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید این کلمہ در وسط قصہ حضرت لوط زیادہ کردہ شد تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ برحال قوم لوط و امثال ایشان واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی گل پختہ مثل سنگ شدہ واللہ اعلم ۱۲۔

مایوس نہ ہوں اور مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید ترین عذاب ہوگا۔ **ف ۲۱** یہ ابتدار سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتدار سورت میں فرمایا مسئلہ مان لو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین امم سابقہ کی طرح پچھتاؤ گے اب یہاں سے تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جارہے ہیں تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ اِنَّا مِنۡكُمۡ وَجِلُوۡنَ سے پہلے ادماج ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اٹھ کر اندر چلے گئے اور مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کر کے اور تل کر لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورۂ ہود اور ذاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالُوۡا بَشَّرۡنٰكَ بِالۡحَقِّ الخ فرشتوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ **ف ۲۲** قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ ــــ تا ــــ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (ع ۵) یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اپنی واقعی ترتیب کے ساتھ سورۂ ہود میں مذکور ہے یہاں قصہ کی مختلف کڑیوں میں تقدیم و تاخیر ہے فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ اۨلۡمُرۡسَلُوۡنَ یہ قصہ کا ابتدائی حصہ ہے قَالُوۡا بَلۡ جِئۡنٰكَ الخ سے پہلے حذف ہے ای ماجئناك لضرك یعنی ہم تیرے پاس تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہم تیری سرکش قوم کے لئے وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس سے تم ان کو ڈراتے رہے ہو اور جس کی آمد میں وہ شک کرتے رہے ہیں فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ لہٰذا تم اپنے اہل وعیال اور مؤمنین کو لے کر راتوں رات شہر سے باہر چلے جاؤ کیونکہ صبح ہوتے ہی اس سرکش قوم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ فرشتوں کا یہ جواب اور یہ کلام ترتیب قصہ میں متاخر ہے کیونکہ فرشتوں نے اس بات کا اظہار قوم کی شرارت کے بعد کیا تھا وَقَضَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ الخ یہ ادخال الٰہی ہے **ف ۲۳** واو مطلق جمع کے لئے ہے یہاں سے یَعۡمَهُوۡنَ تک ترتیب واقعہ میں قَالُوۡا بَلۡ جِئۡنٰكَ الخ سے پہلے ہے۔ اَوَلَمۡ نَنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ جب فرشتوں کو خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں دیکھ کر قوم کے بدمعاش لوگ بری نیت سے ان کی طرف بڑھے تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور شرم کرو، یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو پناہ دے کر ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہٰذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ای عن اجارة احد منهم وحيلولتك بيننا وبينهم الخ (روح ج ۱۴ ص ۷۲) **ف ۲۴** یہ ادخال الٰہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَمۡرُكَ مبتدا ہے اور قسمی اس کی خبر وجوبًا

لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ؕ﴿۷۹﴾ وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ

داقع ہیں کھلے راستہ پر وا۔ اور بے شک جھٹلایا **ف ۲** حجر والوں نے

الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ اٰيٰتِنَا فَكَانُوۡا عَنۡهَا

رسولوں کو **ف ۳** اور دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سو رہے ان سے

مُعۡرِضِيۡنَ ۙ﴿۸۱﴾ وَكَانُوۡا يَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ

منہ پھیرتے اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے

بُيُوۡتًا اٰمِنِيۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ ۙ﴿۸۳﴾

گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے صبح ہونے کے وقت

فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ؕ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقۡنَا

پھر کام نہ آیا ان کے **ف ۲۸** جو کمایا تھا اور ہم نے بنائے نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ

آسمان **ف ۲۹** اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بغیر حکمت اور

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ ﴿۸۵﴾

قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ **ف ۳**

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ

تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار اور ہم نے دی ہیں تجھ کو **ف ۳۰**

سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ ﴿۸۷﴾ لَا

سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا **ف ۳** مت

تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ

ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں

وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۸﴾

کو اور نہ غم کھا **ف ۳۱** ان پر اور جھکا اپنے بازو **ف ۳۲** ایمان والوں کے واسطے

موضح قرآن **ف ۱** بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ **ف ۲** حجر والے فرمایا ثمود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ **ف ۳** پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان خالی نہیں پڑا سر پر ایک مدبر ہے ہر چیز کا تدارک کرنے والا اور آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا چکے اور کافر ضد پر آئے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

محذوف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگانی کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم کوئی شخصیت پیدا نہیں فرمائی اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ما خلق اللہ تعالیٰ وما ذرأ وما برأ نفسًا اکرم علیہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما سمعت اللہ سبحانہ اقسم بحیاۃ احد غیرہ (روح) میرے پیغمبر مجھے تیری زندگانی کی قسم وہ اپنی گمراہی میں مست اور سرگردان تھے یا یہ فرشتوں کا قول ہے اور حضرت لوط علیہ السلام سے خطاب ہے۔

وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ

اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر ف۱ جیسا

اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیْنَ

ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر ۳۳ جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ

کیا ہے ۳۳ قرآن کو بوٹیاں ف۲ سو قسم ہے تیرے رب کی

لَنَسْــٴَـلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا

ہم کو ان سب سے پوچھنا ہے جو کچھ وہ

یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ

کرتے تھے ف۳ سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور

اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَیْنٰكَ

پروا نہ کر مشرکوں کی ہم بس ہیں تیری طرف سے ۳۵

الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ

ٹھٹھے کرنے والوں کو جو کہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ

ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقریب معلوم کرلیں گے اور

لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا

ہم جانتے ہیں کہ تیرا ۳۶ جی رکتا ہے ان کی

یَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ

باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو

السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ﴿۹۹﴾

سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات ف۴

ع ۶

(حاشیہ:) تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ از زلزلہ — تسلی حضور اور — تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ — تسلی بجسم

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور رقادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ من حلف بغیر اللہ فقد أشرك (۲) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر و بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ مندرجہ ذیل مصرع بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع

قسم بلب مے گون تو و زلف شبگون تو کہ تو محبوب دلربائی۔ یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (۳) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضہ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ؎

ثکلت بنیتی ان لم تروھا
تثیر النقع من طرفی کداء

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو کدار پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے (مکہ کو فتح کرنے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے) نہ دیکھو چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام کدار پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہو تاکہ حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ثکلت بنیتی کو قسم قرار دیا ہے۔ (۴) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے، اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگانی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگانی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَمْرُكَ اسی نوع کی قسم ہے **۲۵** ترتیب قصہ میں یہ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ کے بعد ہے۔ مُشْرِقِیْنَ یہ اَخَذَتْهُمُ میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سورج چمکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتدا صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی تیرا کام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لاوے تو غم نہ کھا۔ ف۲ کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لوں گا یا مائدہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ ف۳ یعنی موت کہ بے شک ہے

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی بر اہل کتاب کہ بر بعض آیات عمل میکردند و بر بعض نہ واللہ اعلم ۱۲۔

قیل اول العذاب کان عند الصبح وامتد الی شروق الشمس فکان تمام الہلاک عند ذلک (قرطبی ج ۱۰ ص۴۲) اَلْمُتَوَسِّمِیْنَ ای المتفکرین یعنی دھیان دینے اور غور وفکر کرنے والے اصل میں اس کے معنی ہیں الناظرین الی سمۃ الشیٔ یہاں سوچ بچار سے کنایہ ہے۔ سَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ شاہراہ عام جرنیلی سڑک، قائم اور ثابت راستہ جو ابھی تک موجود ہے اور لوگ اس پر آمد ورفت رکھتے اور قوم لوط کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ (لبسبیل مقیم) ثابت یسلکہ الناس لم یندرس بعدُ وھم یبصرون تلک الاٰثار وھو تنبیہ لقریش الخ (مدارک ج ۲ ص۲۱۳)۔ اہل مکہ! دیکھو قوم لوط نے ہمارا پیغام نہ مانا تو ہم نے ان کا کیا حشر کیا تم ان کی بستی کے پاس سے گذرتے ہوئے ان کی تباہی کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور عناد والحاد سے باز آجاؤ۔ **۲۶ھ** یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم الایکۃ درختوں کے جھرمٹ کو کہتے ہیں یہ درختوں کے جھرمٹوں میں آباد تھے اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے اصحاب الایکۃ ھم قوم شعیب علیہ السلام (کبیر ج ۵ ص۴۲۲) ان لوگوں نے بھی پیغام توحید کی تکذیب کی اور ہلاک کر دئے گئے یہ دونوں آبادیاں (یعنی قوم لوط اور قوم شعیب کی) شاہراہ اعظم پر واقع ہیں تم اپنے سفروں میں ان کے پاس سے گذرتے ہو پھر عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔ **۲۷ھ** یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اَلْحِجْرُ ایک وادی کا نام ہے جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود آباد تھی۔ قال المفسرون الحجر اسم واد کان یسکنہ ثمود (کبیر) قوم ثمود کے پاس بھی ہم نے اپنا پیغام بھیجا مگر انہوں نے ماننے کے بجائے اس سے اعراض کیا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹ کر رہنے کے لئے مکان بنا لیتے تھے اور نہایت پُر امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر مسئلہ توحید کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عتاب کے مورد ٹھہرے۔ **۲۸ھ** مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ سے شرک اور اعمال مشرکانہ (معبودان باطلہ کو پکارنا وغیرہ) اور افعال خبیثہ مراد ہیں۔ ما کانوا یکسبون من الشرک والاعمال الخبیثۃ (معالم وخازن ج ۴ ص۷۰) یعنی جب ہمارا عذاب آگیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے مزعومہ کارسازوں نے ان کی مدد اور دستگیری کی مشرکین مکہ! تمہارا بھی یہی حشر ہوگا اور جن کو تم نے خدا کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے آڑے وقت میں ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہی مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ مثلاً فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ھود ع ۹) اور دوسری جگہ ارشاد ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (الاحقاف ع ۴) **۲۹ھ** تخویف دنیوی کے تین نمونے امم سابقہ سے بیان کرنے کے بعد دوسری مختصر عقلی دلیل کا ذکر فرمایا۔ یعنی ہم نے زمین وآسمان کو اظہار حق اور اثبات توحید کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری قدرت کاملہ پر شہادت دے وَاِنَّ السَّاعَةَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی تسلی ہے کہ معاندین استہزاء کرتے ہیں تو آپ درگذر فرمائیں استہزاء کا بدلہ ہم ان کو دے دیں گے۔ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ۔ الخلاق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنا اس پر کوئی دشوار نہیں اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اللہ کے لئے یکساں ہے چنانچہ ارشاد ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان ع ۳) **۳۰ھ** یہ دوسری تسلی ہے۔ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اور اَلْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ کا عطف تفسیری ہے اور اس سے بھی سورۂ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ رب العلمین ھی السبع من المثانی والقراٰن العظیم الذی اوتیتہ ــــ اخرجہ البخاری (روح ج ۱۴ ص۸۰) یعنی ہم نے آپ پر سورۂ فاتحہ جیسا عظیم الشان انعام فرمایا ہے اس لئے آپ کافروں کی دنیوی ٹھاٹ کی طرف توجہ نہ دیں۔ یا عطف تغیر کے لئے ہے اور القراٰن العظیم سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ الخ یہ زجر ہے متعلق بماقبل اَزْوَاجًا ای اصنافا من الکفار کالیھود والنصاریٰ والمجوس (مدارک ج ۲ ص۲۱۴) یعنی ہم نے آپ کو سورۂ فاتحہ اور قرآن ایسی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے اس لئے کفار کی مختلف جماعتوں کو ہم نے جو دنیوی دولت وثروت دے دی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ یہ دنیوی ساز وسامان محض چند روزہ ہے قد اغنیتک بالقراٰن عما فی ایدی الناس (قرطبی ج ۱۰ ص۵۶) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (اٰل عمران ع ۲۰) **۳۱ھ** یہ تیسری تسلی ہے فرط رحمت وشفقت کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ تمام مشرک ایمان لے آئیں اور دوزخ سے بچ جائیں اس لئے بطور تسلی آپ سے فرمایا کہ آپ مشرکین کے متواتر انکار اور مسلسل عناد کی وجہ سے بھی آپ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام تبلیغ رسالت ہے جسے آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا ہے اگر وہ نہیں مانتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ حیث انھم لم یؤمنوا وکان صلی اللہ علیہ وسلم یود ان یؤمن کل من بعث الیہ ویشق علیہ علیہ السلام لمزید شفقتہ بقاء الکفرۃ علی کفرھم (روح ج ۱۴ ص۸۰) **۳۲ھ** آپ نہ کافروں کی ظاہری شان وشوکت اور دنیوی مال ودولت کی طرف دیکھیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کریں بلکہ آپ اپنی توجہ مومنوں کی طرف رکھیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اور جو معاندین معجزات طلب کرتے ہیں ان سے صاف صاف فرما دیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میرے قبضہ میں نہیں ہیں میں تو کھلا کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا ہوں کہ اگر نہیں مانوگے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ **۳۳ھ** یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے جس میں مشرکین مکہ کی ایک جماعت کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ (بانٹنے والا) یہ مشرکین مکہ کے حسب ذیل سولہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ کے دروازوں کو آپس میں تقسیم کر کے ان پر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر اور بدظن کرتے تاکہ وہ آپ کے پاس نہ جائیں اور آپ سے قرآن نہ سن پائیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابوجہل،

عاصؔ بن ہشام، ابوقیسؔ بن الولید، قیسؔ بن الفاکہ، زہیرؔ بن امیہ، بلالؔ بن عبدالاسود، سائبؔ بن صیفی، نضرؔ بن حارث، ابوالبختریؔ بن ہشام، زمعہؔ بن حجاج، امیہؔ بن خلف، اور اوسؔ بن مغیرہ (روح ج ۱۴ ص ۸۱) ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا۔ جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ سنبھال لیتا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔ قال مقاتل والفراء ھو ستۃ عشر رجلا بعثھم الولید بن المغیرۃ ایام الموسم فاقتسموا اعقاب مکۃ وانقابھا وفجاجھا یقولون لمن سلکھا لا تغتروا بھذا الخارج فینا یدعی النبوۃ فانہ مجنون وربما قالوا سحر وربما قالوا شاعر وربما قالوا کاھن (قرطبی ج ۱۰ ص ۵۸) ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ **۳۴** یہ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ کی صفت کاشفہ ہے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فلنسألنھم یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ صَدَعٌ کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور برملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزاء و تمسخر کی پرواہ نہ کریں۔ یا یہ صدع الزجاجۃ سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح شیشے کو توڑ کر اس کے اجزاء کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں (روح) **۳۵** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چوتھی بار تسلی کا ذکر اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستھزئین سے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولیدؔ بن مغیرہ، عاصؔ بن وائل، اسودؔ بن مطلب، ابو زمعہ، اسودؔ بن عبد یغوث (بحر ج ۵ ص ۴۷) مقتسمین اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھینکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ کے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خبثاء کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پرواہ نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ یہ اَلْمُسْتَھْزِئِیْنَ کے لئے صفت کاشفہ ہے۔ ان بدبختوں نے صرف استہزاء پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انھم لم یقتصروا علی الاستھزاء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل اجترءوا علی العظیمۃ التی ھی الاشراک بہ سبحانہ (روح ج ۱۴ ص ۸۶) **۳۶** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزاء سے آپ آزردہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثناء میں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں، ہر قسم کی عبادت (زبانی، بدنی اور مالی) اسی کے لئے بجا لائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ اَلْیَقِیْنُ سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخریں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منہ واعبد ربك فی زمان حیاتك ولا تخل لحظۃ من لحظات الحیاۃ عن ھذہ العبادۃ (کبیر ج ۵ ص ۴۷) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالاختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔

سورۂ الحجر میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ (ع ۱) خصوصیت سورت، وقائع امم سابقہ سے عبرت حاصل کر کے مسئلہ مان لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۔ تا ۔ مِنْ نَارِ السَّمُومِ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم۔

۳۔ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ (ع ۴) نفی علم غیب از ابراہیم علیہ السلام۔

۴۔ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ (ع ۴) نفی تصرف واختیار از لوط علیہ السلام۔

۵۔ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ (ع ۴) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔

۶۔ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (ع ۶) نفی اختیار وتصرف از معبودان باطلہ۔

۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۝ (ع ۶) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔

۸۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (ع ۶) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ۔ دعا، سجدہ، نذر ومنت تمام اقسام وانواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۹۔ اس سورت میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

(آج بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے سورۂ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا وآخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ دائما ابدا)

سُورَةُ النَّحل

ربط سورۂ نحل کو سورۂ حجر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ اصحاب حجر (قوم ثمود) کا حال تم نے سن لیا کہ ضد وعناد اور تکذیب و انکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ اگر اصحاب حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آؤ نحل (شہد کی مکھی) کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہد ایسی بےنظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا اہم کام انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کر لو اور مسئلہ توحید کو مان لو۔

معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورۂ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے اب سورۂ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعویٰ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد و عناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو لو عذاب الٰہی آیا سمجھو اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ الخ شروع میں سورۂ حجر کے تعلق و ربط سے فرمایا سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی نہیں مانتے ہو تو تیار ہو جاؤ اللہ کا عذاب آگیا ہے اب جلدی نہ کرو چنانچہ اہل مکہ اسکے فوراً بعد قحط کے شدید عذاب میں مبتلا کر دئے گئے جیسا کہ آخر میں اس کا بیان ہے وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرۡیَۃً الخ (۱۵۶)

مضمون کے اعتبار سے سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر بِمَا كَانُوۡا یَصۡنَعُوۡنَ (۱۵۶) تک ہے اور دوسرا حصہ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡهُمۡ سے لے کر لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (۱۵۶) تک ہے۔

پہلا حصہ ۔ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف)

پہلے حصے میں تین بار دعوائے توحید کا ذکر ہے۔ جسے نہ ماننے کی وجہ سے منکرین پر عذاب آیا اور توحید (نفی شرک فی التصرف) پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی قائم کی گئی ہے۔ اس حصے میں ضمناً بطور زجر دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آگیا ہے اور مسئلہ توحید کی خاطر ہجرت کرنے کی فضیلت بھی مذکور ہے یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ۔ تا۔ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ میں پہلی بار دعوائے توحید کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں لہٰذا مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو غائبانہ پکارو۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ زمین و آسمان کو اللہ ہی نے مسئلہ توحید کی خاطر پیدا فرمایا اور انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا پھر انسانوں کے آرام و آسائش کے لئے طرح طرح کا ساز و سامان مہیا فرمایا۔ چوپائے پیدا کئے جن میں انسانوں کے لئے بے شمار منافع ہیں کچھ چوپائے ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے اور اون سے گرم لباس بناتے ہیں اور کچھ چوپائے ان کی سواری اور بوجھ لادنے کے لئے ہیں۔ جو اللہ ان تمام اشیاء کا خالق ہے وہی سب کا مالک و مختار اور کارساز ہے۔

ھُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (۲۶) توحید یعنی نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل۔ بارش برسانا اور گوناگوں غلے، میوے اور پھل پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے دن رات کو، سورج، چاند اور ستاروں کو اسی نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔ اس نے دریا اور سمندر بنائے جن سے انسانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اَفَمَنۡ یَّخۡلُقُ کَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ الخ یہ دونوں مذکورہ دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب معلوم ہو گیا کہ عرش سے لیکر فرش تک ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تمہارے مزعومہ معبودوں نے کائنات کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو اب تم ہی بتاؤ کہ خالق و مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و مختار ہے اور جو مخلوق ہے وہ عاجز و بے بس ہے۔

وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ الخ (۲۶) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کارساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ۔ تا۔ یُبۡعَثُوۡنَ۔ یہ ثمرہ تینوں دلیلوں پر متفرع ہے لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ۔ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے، اور اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں؟ اِلٰـہُكُمۡ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ الخ (۴۶) یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ یہ شکوی ہے منکرین از راہ عناد و تعنت قرآن کو جو سراپا ہدایت ہے قصوں اور کہانیوں کی کتاب کہتے لِیَحۡمِلُوۡۤا اَوۡزَارَہُمۡ الخ لام عاقبت کا ہے اور اس میں تخویف اخروی ہے۔ قَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ الخ (۴۶) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنیوالوں کیلئے تخویف دنیوی

ہے۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ تا۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا۔ تا۔ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قبول کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ امم سابقہ کے منکرین نے ضد و عناد سے عذاب کا مطالبہ کیا تھا تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو انہیں دنیا ہی میں المناک عذاب کا مزہ چکھا دیا جائے گا۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا الخ (ع ۵) یہ مشرکین کی کٹ حجتی پر شکوی ہے مشرکین کہتے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا کسی قسم کا شرک نہ کرتے نہ شرک اعتقادی اور نہ شرک فعلی۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ الخ جواب شکوی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے مشرکین بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ یہ تمام انبیاء سابقین سے توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے ان سب کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اپنی امتوں کو حکم دیں کہ صرف خدائے واحد کی بندگی بجالاؤ اور اس کے سوا کسی کو کارساز اور حاجت روا مت سمجھو اور ہر غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ الخ مشرکین پر شکوی ہے کہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الخ یہ حشر و نشر کی حکمت ہے۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ الخ یہ جواب شکوی ہے مشرکین حشر و نشر کو کیوں بعید از عقل اور مشکل سمجھتے ہیں۔ ہماری قدرت تو اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہی کر لیں تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ تو قیامت بپا کرنا اور مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہمارے لئے کونسا مشکل کام ہے؟ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ الخ (ع ۶) یہ درمیان میں مہاجرین رضی اللہ عنہم کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے جنہوں نے محض مسئلہ توحید کی خاطر اپنے وطن سے ہجرت کی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ (ع ۶) سوال مقدر کا جواب ہے۔ ہم اس توحید کو مان لیتے اگر فرشتے ہمیں آ کر یہ پیغام دیتے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہم انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر انسانوں کے پاس بھیجتے رہے اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ الخ ترغیب الی القرآن ہے۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا۔ تا۔ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ تخویف دنیوی ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ الخ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی پابند اور مطیع ہے اور ہر ذی روح مخلوق اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے عزور نہیں کرتے اور ہر وقت اس سے ترساں و لرزاں رہتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ الخ (ع ۷) یہ دعوی توحید کا دوسری بار اعادہ ہے نیز دلیل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے نظام تکوینی میں جکڑی ہوئی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے احکام کا مطیع و فرمانبردار ہے، جانور اور فرشتے بھی اسی کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں تو اے بنی آدم تم نے اللہ کے ساتھ اوروں کو کیوں کارساز بنا رکھا ہے تم بھی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو کیونکہ عبادت اور پکار کے لائق صرف وہی ایک ہی ہے۔ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہ دلیل مذکور ہی سے متعلق ہے۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ الخ یہ زجر ہے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں مصیبتیں بھی وہی دور کرتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ مصیبتیں دور کر دیتا ہے تو تم اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہو اور انعامات الٰہیہ کو غیروں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہو۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ یہ بھی زجر ہے اور اس میں مشرکین کو شرک فعلی پر زجر کیا گیا کہ وہ ظالم غیر اللہ کی نذریں دیتے ہیں۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ الخ۔ یہ بھی زجر ہے۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں حالانکہ جب ان کے اپنے گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے تو وہ اسے بہت بڑی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ الخ (ع ۸) تخویف دنیوی ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ان کی گرفت کا اس کے علم میں ایک وقت مقرر ہوتا ہے اس سے پہلے انہیں نہیں پکڑتا اور نہ اس کے بعد مزید مہلت دیتا ہے۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ الخ یہ زجر ثانی کا اعادہ ہے۔ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ۔ تخویف اخروی ہے۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ الخ زجر مع تخویف اخروی تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لوگوں میں ہم نے انبیاء بھیجے، لوگوں نے شیطان کے ورغلانے سے ان کی تکذیب کی اور مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی وجہ سے وہ مستحق عذاب ٹھہرے اب آپ کو آخری ہدایت نامہ دے کر بھیجا گیا ہے آپ مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کریں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ مشرکین شیطان کے پیچھے چل کر مسئلہ توحید کا انکار کر رہے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۸)۔ تا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (ع ۹) توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر کے قابل کاشت و زرخیز بنا دیتا ہے۔ چوپایوں کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکالتا ہے جو ہر ایک کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی کو دیکھو ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے جس میں لوگوں کے لئے شفا رہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ الخ موت و حیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الخ مثال برائے معبودیت معبود حق و بطلان معبودیت معبودان باطلہ جب تم اپنے غلاموں کو یہ اختیار نہیں دیتے ہو کہ وہ تمہاری طرح تصرف کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر اپنے اختیار و تصرف میں شریک کر سکتا ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الخ تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں اس نے پیدا کیں اور تمہیں بیٹے اور پوتے بھی اسی نے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی لیکن تمہارے خود ساختہ معبودان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ع ۱۰) زجر بطور ثمرہ۔ یعنی سب کچھ بنانے والا اور سب کچھ دینے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے

مگر نادان مشرکین اللہ کی ایسی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ یعنی فرشتوں کو بیٹیوں کی مانند قرار دیکر خدا کے یہاں سفارشی مت بناؤ یہ مثال غلط ہے صحیح مثالیں یہ ہیں۔ اس کے بعد معبودانِ باطلہ کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہوجائے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا الخ (ع ۱۰) معبودان باطلہ کی مثال عبد مملوک کی سی ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں اور معبود حق مالک و مختار ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ معبودان باطلہ کی مثال ایک گونگے اور عاجز آدمی کی سی ہے جو دوسروں پر بوجھ ہے مگر معبود حق قادر وقیوم ہے اور سارا انظام عالم اس کے ہاتھ میں ہے۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دعوے کا دوسرا جز ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا واو تعلیلیہ ہے اور ماقبل کی علت ہے یعنی کارساز وہی ہے کیونکہ عیب دان وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ تخویف اخروی ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ الخ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں عطا کیں۔ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ الخ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ چوپایوں کو تمہارے گوناگون فائدوں کے لئے اس نے پیدا کیا۔ یہ سارے انعامات اس نے اس لئے تمہیں دیئے لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور اسکی جزا محذوف ہے یعنی اگر ان دلائل کے باوجود بھی نہ مانیں تو ان پر تف ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ۔۔ تا ۔۔ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (ع ۱۲) تخویف اخروی ہے اس میں قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ اعادہ برائے بعد عہد۔ یعنی دو چیزیں زائد بیان کرنے کے لئے اعادہ کیا گیا اول یہ کہ ان کے اعضاء گواہ ہوں گے دوم یہ کہ حضور علیہ السلام بھی ان پر گواہی دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ دلائل عقلیہ کے بعد آخر میں دلیل وحی کا ذکر کیا گیا یعنی مسئلہ توحید آپ اپنی رائے اور اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہے بلکہ ذریعہ وحی آپ پر کتاب نازل کی گئی ہے جس میں مسئلہ توحید بیان کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ عذاب نازل کرنے سے پہلے دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کی تکمیل فرما دی۔ توحید کو پہلے مدلل کر کے بیان کر دیا گیا اور دو باتیں یہاں ذکر کر دی گئیں یعنی کسی پر ظلم نہ کرو اور لوگوں پر احسان کرو۔ عہد سے یا عہد توحید مراد ہے یا تمام احکام شریعت بجا لانے کا عہد تفصیل آگے آ رہی ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ الخ یہ عہد توڑنے والوں کی مثال ہے۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ الخ تاکید و اہتمام کے لئے ایفاء عہد کے حکم کا اعادہ ہے۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ الخ تزہید فی الدنیا و ترغیب فی الآخرہ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا بشارت اخروی ہے۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ متعلق بدلیل وحی جب آپ آسمانی کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائیں گے تو شیطان وسوسے ڈالنے کی کوشش کرے گا اس لئے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً الخ (ع ۱۴) شکوی ہے متعلق بدلیل وحی۔ مشرکین قرآن میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کیسا قرآن ہے کہ ایک آیت آتی ہے اور پھر اسکی جگہ دوسری آیت آجاتی ہے۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ کا افتراء ہے۔ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ الخ یہ شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و مصلحت جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ الخ یہ دوسرا شبہہ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں فلاں شخص آکر محمدؐ کو یہ کلام سکھا جاتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں۔ لِسَانُ الَّذِیْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے یعنی جس شخص کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن صاف اور شستہ عربی میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔۔ تا ۔۔ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (ع ۱۴) تخویف اخروی ہے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مہاجرین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵) یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ ابتداء میں فرمایا جلدی مت کرو اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے یہاں اہل مکہ پر عذاب واقع ہونیکا ذکر کیا۔ مشرکین مکہ کئی سال تک شدید قحط میں مبتلا رہے۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ الخ عذاب آنیکی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اللہ کا رسول آیا تو انہوں نے اسکی تکذیب کی اسلئے ان پر عذاب الٰہی آگیا۔

دوسرا حصہ ــــ نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۵) تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ الخ تحریمات مشرکین کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں سے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام مت ٹھہراؤ مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ نذر غیر اللہ کی نفی ہے مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی کے لئے جو نذریں نیازیں دیتے ہیں وہ حرام ہیں انہیں حلال مت سمجھو اور انہیں مت کھاؤ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ یہ مذکورہ بالا دونوں حکموں پر متفرع ہے بطور لف و نشر غیر مرتب یعنی نذر غیر اللہ حرام ہے اسے حلال مت کہو اور تحریمات غیر اللہ باطل ہیں لہٰذا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام مت سمجھو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں جواب دیا گیا بیشک حلال جانوروں کی خود ساختہ تحریم باطل ہے۔ حلال جانوروں کے بعض حصوں کو یہودی حرام سمجھتے ہیں وہ انکی سرکشی کی پاداش میں ہم نے خود ہی ان پر حرام کئے تھے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ بشارت اخروی

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً ۔۔ تا ۔۔ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ع ۱۶) دونوں حصوں میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو واضح کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی کسی قسم کا شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہو۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ دلیل وحی دونوں دعووں پر۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی حکم دیا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کروں جو تمام باطل مذاہب سے بیزار اور ہر قسم کے شرک (شرک اعتقادی و شرک فعلی) سے پاک دامن تھے۔ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں تو انہیں

جمعہ کے بجائے سبت (یوم شنبہ) کی تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام یوم شنبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف تعظیم سبت کی نسبت سراسر غلط ہے یوم السبت کی تعظیم تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرض کی گئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد ہوئی۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ الخ آخر میں طریق تبلیغ کی تعلیم ہے یعنی دلائل عقل ونقل اور وحی سے مسئلہ توحید کو واضح کرکے پیش کرو اور انداز گفتگو میں نرمی اور حسن اخلاق سے کام لو۔ اگر مخالفین کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا ان سے بدلہ لینا چاہو تو اس میں حد سے تجاوز نہ کرو اور ان کو اسی قدر تکلیف پہنچاؤ جس قدر تم نے ان کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو اور درگذر سے کام لو تو اس میں تمہاری بہت بہتری ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ الخ یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ مشرکین کی شرارتوں پر صبر کریں اور ان کے مسلسل انکار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں اور نہ ان کے مکر وفریب کی وجہ سے بے چینی کا اظہار کریں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار اور مخلص بندوں کا حامی و ناصر ہے وہ مشرکین کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور ہر موقع پر آپ کی حمایت اور مدد فرمائے گا۔

مختصر خلاصہ

مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا سورت سے لیکر بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ تک ہے۔ اس حصے کی ابتدا میں اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ سے مشرکین کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آپہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعوی توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید سے ایک پہلو یعنی نفی شرک فی التصرف پر چھ عقلی دلیلیں ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ اس حصے میں دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔

دعوای توحید کا پہلی بار ذکر۔ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ہ یعنی میرے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں اور پکارنے کے لائق نہیں۔ دوسری بار ذکر دعوی۔ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (ع ۳) تیسری بار دعوی توحید کا ذکر۔ وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـھَیْنِ الخ (ع ۷) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو صفات کارسازی سے متصف مت سمجھو اور حاجات میں اس کے سوا مافوق الاسباب کسی کو مت پکارو۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ (ع ۱) جو انسان اور زمین وآسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوپائے پیدا کئے وہی سب کا کارساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ الخ (ع ۲) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز وشاداب کھیتیاں اور باغات اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات، بحر وبر ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے لہٰذا مختار وکارساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ الخ (ع ۳) اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودانِ باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے۔ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعوای کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ الخ (ع ۴) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع وفرمانبردار ہے لہٰذا سارے عالم میں متصرف ومختار بھی وہی ہے وَلَا تَتَّخِذُوْٓا الخ اعادہ دعوی توحید وثمرہ دلیل مذکور۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۸) ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (ع ۹) یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور سارے عالم میں وہی متصرف ومختار ہے وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ الخ متعلق بما قبل۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ زجر بطور ثمرہ ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ (ع ۱۱) ۔ تا ۔ لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ (ع ۱۰) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کارساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا الخ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

دلیل نقلی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا الخ (ع ۵) تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کے درمیان دلیل نقلی ذکر کی گئی یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ صرف اللہ کو پکارو اور معبودانِ باطلہ کی پکار سے اجتناب کرو۔

دلیل وحی

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ الخ (ع ۱۲) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جسمیں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔ مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواقع زجر، شکوی، تخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ

کرو اور عہد توحید کو پورا کرو اور اسے توڑو مت (۱۳) کے بعد وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ الخ (۱۳۶) سے ایک مثال بیان کر کے عہد شکنی کی قباحت کو واضح کیا گیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (۱۵۶) آخر میں اہل مکہ پر نزول عذاب کا ذکر ہے۔

دوسرا حصہ

دوسرا حصہ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد ہے۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا میں تحریمات مشرکین اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لف ونشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہے هٰذَا حَلٰلٌ سے نذر لغیر اللہ اور وَهٰذَا حَرَامٌ سے تحریمات غیر اللہ۔

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً الخ (۱۳۶) آخر میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ الخ یہ نفی ہر دو شرک پر دلیل وحی ہے۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ الخ طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

حصہ اول — نفی شرک فی التصرف

۲ہ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور عذاب مانگتے ہو لو تیار ہو جاؤ عذاب الٰہی آنے کو ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ یعنی اللہ کا عذاب۔ وامر اللہ عقابہ لمن اقام علی الشرك وتكذيب رسوله (قرطبی ج ۱۰ ص ۶۵)۔ **۳ہ** اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہٰذا تم بھی اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے۔ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور اس کے بعد فَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ اَحَدًا محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے لہٰذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ **۴ہ** یہ دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا۔ الرُّوْحُ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا کہ اَنْ اَنْذِرُوْٓا سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہی مضمون

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّ عَشَرَ رُكُوْعًا

لے سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

آپہنچا ۲ہ حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو ۳ہ وہ پاک ہے اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ

ان کے شریک بتلانے سے اتارتا ہے فرشتوں کو ۴ہ بھید دے کر

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا

اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کر دو

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو ۵ہ بنائے آسمان ۶ہ

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ

اور زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے ان کے شریک بتلانے سے بنایا

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَ

آدمی کو ۷ہ ایک بوند سے پھر تبھی ہو گیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا اور

الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے اس میں جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو

تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ

کھاتے ہو ۸ہ اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور

حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ

جب چرانے لے جاتے ہو ۹ہ اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک

لے بیان مقصود سورت

۲ہ ذکر دعوی توحید ۳ہ یعنی مسئلہ توحید ۴ہ تفسیر روح

۵ہ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل

ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے يُلْقِى الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (مومن ع ۲) وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مردہ دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالیٰ دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشہ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگان اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ **۵ہ** یہ الرُّوْحِ سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح) اور انذار بمعنی اعلام ہے والمعنے

موضح قرآن ف ۱ یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی غلبۂ دین اسلام و تعذیب کفار بیقین شد نیست چرا شتابی میکنید ۱۲

اعلموا الناس قولی لا الٰہ الا انا فاتقون (مدارک ج ۲ ص۲۱۶) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الٰہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر دیا گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعویٰ اولیٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلۂ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ ۶ یہ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب غیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماورا ہیں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل

لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ

تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب

لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ⑦ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ

بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے

لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ⑧ وَ

کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور

عَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ

اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ ۱۰ اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے

لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ⑨ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

تو سیدھی راہ دے تم سب کو وہی ہے جس نے اتارا ۱۱ آسمان سے

مَاءً ۖ لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ⑩

تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو

يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ

اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور

وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

اور ہر قسم کے میوے اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کو جو

يَتَفَكَّرُونَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَ

غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ

سورج اور چاند کو ۱۲ اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ⑫ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں ۱۳ اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے

ع ۹ ۸

۷ دوسری عقلی دلیل

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی متصرف و کارساز ہے اور صفات کارسازی میں وحدہ لاشریک ہے۔ بِالْحَقِّ یعنی یہ ساری کائنات اس نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور و فکر کرکے سمجھ لیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بالحق ای للدلالۃ علی قدرتہ وان لہ ان یتعبد العباد بالطاعۃ وان یحیی الخلق بعد الموت (قرطبی ج ۱۰ ص ۶۸) تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف و مختار ہے۔ ۷ انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے۔ مگر انسان ایسا جھگڑالو اور ناشکر گذار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خسیس اور حقیر نطفہ سے پیدا کرکے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ الٹا اللہ کی توحید اور حشر و نشر میں جھگڑتا ہے۔ ۸ یہ چوپائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم ملبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ چوپایوں کی پیدائش ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں وحدہ لاشریک ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف و قادر بھی وہی ہے اور منعم و محسن بھی وہی ہے تو شکر بھی اسی کا لازم ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ ۹ مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ چوپائے تمہاری زینت اور شوکت و عزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑوں بکریوں کے ریوڑ اور گائے بھینسوں کے انبوہ صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حِينَ تُرِيحُونَ جب شام کو چرا کر لاتے ہو وَحِينَ تَسْرَحُونَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم بار برداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ الخ گھوڑے، خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت و آرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِينَةً یہ مفعول لہ ہے اور لِتَرْكَبُوهَا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای وجعلہا زینۃ یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای ولتتزینوا بہا زینۃ (روح)۔ ۱۰ قَصْدُ بمعنی قَاصِدٌ ہے یعنی سیدھا اور مستقیم۔ سیدھا راستہ یعنی توحید جو

موضح قرآن ف ۱ یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے ف ۲ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر نہیں ان کو کام نہیں ان کو جدا فرمایا۔

دلائل سے مدلل اور واضح ہوچکا ہے یہی وہ راستہ ہے جو اللہ تک پہنچاتا ہے۔ والمعنی ان قصد السبیل ومستقیمہ موصل الیہ تعالیٰ ومارعلیہ سبحانہ (روح ج ۱۴ ص ۱۰۳) وَمِنْهَا جَآئِرٌ سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے وہ تو صرف توحید کا راستہ ہے اس کے سوا باقی سب ٹیڑھے راستے ہیں۔ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اگر وہ چاہتا تو جبراً سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس سے حکمت ابتلاء فوت ہو جاتی جیسا کہ فرمایا وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے دلائل سے حق کو واضح کر دیا تاکہ جو بھی ایمان لائے سوچ سمجھ کر ایمان لائے نیز مطیع و عاصی اور مومن و معاند کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے **۱۱** دوسری عقلی دلیل۔ پہلی دلیل میں انسان، زمین و آسمان اور چوپایوں کی پیدائش کا ذکر تھا اب

فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اس میں نشانی ہے

لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ⑬ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ

ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں ف۱ اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو

لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

کہ کھاؤ اس میں سے گوشت ۱۳ تازہ اور نکالو اس میں سے

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ

گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو کہ چلتی ہیں پانی پھاڑ کر

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑭ وَ

اور اس واسطے کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ احسان مانو اور

اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا

رکھ دیئے زمین پر ۱۴ بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تم کو لے کر اور بنائیں ندیاں

وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ

اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ ف۳ اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے

هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا

لوگ راہ پاتے ہیں ف۴ بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا

تَذَكَّرُوْنَ ⑰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

تم سوچتے نہیں ۱۵ اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو تو پورا نہ کر سکو گے ان کو

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑱ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ

بے شک اللہ بخشنے والا ۱۶ مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور

مَا تُعْلِنُوْنَ ⑲ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جو ظاہر کرتے ہو ف۵ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے ۱۸

دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تسخیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے نیز اس سے زمین میں گھاس اور چارہ اگتا ہے جس میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الخ علاوہ ازیں بارش سے غلے، میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ یہ تنبیہ ہے تاکہ سامعین ان امور میں غور و فکر کر کے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں۔ یعنی علامۃ دالۃ علی قدرتنا ووحدانیتنا (خازن ج ۴ ص ۸۳) **۱۲** سارا نظام شمسی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ الخ زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و شجر وغیرہ سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جداگانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت کی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات کے گہرے مطالبہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ای یتعظون ویعلمون ان فی تسخیر ھذہ المکونات لعلامات علی وحدانیۃ اللہ تعالیٰ وانہ لا یقدر علی ذلک احد غیرہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۸۵) **۱۳** سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور اس سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ مچھلی کا تازہ گوشت اس سے حاصل کرتے ہو، سمندر سے قیمتی جواہرات نکال کر زیب تن کرتے ہو۔ سفر کی سہولتوں کے لئے سمندر میں جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں سمندری راستوں سے اپنا مال لے جاتے ہو اور دوسرے ملکوں کی مصنوعات اپنے یہاں درآمد کرتے ہو۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لتعتبروا ولعلکم تشکرون۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کرو اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقومون بحق نعمۃ اللہ تعالیٰ بالطاعۃ والتوحید (روح ج ۱۴ ص ۱۱۱) **۱۴** زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت و اضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اگر صرف سُبُلًا کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

مذکورہ دونوں دلیلوں پر تفریع اور ان کا ثمرہ ہے ۱۷
تیسری عقلی دلیل ۱۷
مذکورہ دلائل ۱۷

موضح قرآن ف۱ شاید اس سے مراد جانور ہیں ف۲ تلاش کرو اس کے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں ف۳ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو ف۴ یعنی راہ میں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں ف۵ شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر پکڑتا ہے۔

علاقوں کوایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں ویجوز ان یکون تعلیلا بالنظر الی جمیع ما تقدم ان تلک الاٰثار العظام تدل علی بطلان الشرک (روح ج ۱۴ ص ۱۲۱) (لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) الی مقاصدکم او الی توحید ربکم (مدارک ج ۲ ص ۲۱۳) وَعَلٰمٰتٍ یہ بھی رَوَاسِیَ پر معطوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جا سکے۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ **۱۵ف** یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ

کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مردے ہیں

غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾

جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے ف

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

معبود تمہارا ف معبود ہے اکیلا سو جن کو ف یقین نہیں آخرت کی زندگی کا

قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ

ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں ف ٹھیک بات ہے کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا

اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں

يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

پسند کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب کہے ف۱۲ ان سے کہ کیا اتارا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ ۙ لِيَحْمِلُوْٓا

تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ

بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو

يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ

بہکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے برا ہے بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ

مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ

دغا بازی کر چکے ہیں ف۲۲ جو تھے ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ

بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر

متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہو اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں!! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کارساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو **۱۶ف** اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے، چہ جائیکہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے باہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً نہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگذر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ **۱۷ف** یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ **۱۸ف** دونوں دعووں پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ یہ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگانِ خدا کو بزعم خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں وجوز ان یکون المراد من المخبر عنہ بما ذکر ما یتناول جمیع معبوداتھم من ذوی العقول وغیرھم فیرتکب فی (اموات) عموم المجاز لیشمل ما کان لہ حیاۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰے والملائکۃ علیھم الصلوٰۃ والسلام وما لیس من شانہ الحیاۃ اصلا کالاصنام (روح ج ۱۴ ص ۱۲۳) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضح قرآن میں اس

موضح قرآن ف شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

آیت کے تحت لکھتے ہیں "شاید یہاں کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں"۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:۔ یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ خواہ دوامًا مثلاً بت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مرچکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہٰذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ **۱۹ف** یہ اصل دعوی کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ثمروں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود برحق اور کارساز صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دعا اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) لا یشارکہ شئ فی شئ وھو تصریح بالمدعی وتمخیص للنتیجۃ عقب اقامۃ الحجۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۲۸)۔ **۲۰ف** فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ تا۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ **۲۱ف** توحید پر تین عقلی دلیلوں اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الٰہی ماننے کے بجائے اسے اگلوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ قرآن کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔ اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھا کر سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ **۲۲ف** یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ الخ یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر سے گر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر جائیں۔ کحال قوم بنوا بنیانا وعمدوہ بالاساطین فاتی البنیان من الاساطین بان ضعضعت فسقط علیھم السقف وماتوا وھلکوا الخ

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی ۲۱ف پھر قیامت کے دن

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

رسوا کرے گا ۲۳ف ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر

اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠

جن کی ۲۴ف جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى

تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ برائی کیوں نہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا

اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے سو داخل ہو

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

غرور کرنے والوں کا اور کہا ۲۵ف پرہیزگاروں کو کیا اتارا

رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

تمہارے رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ

دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب

ل۔ او دخال الہی ۱۲

۲۔ بشارت دنیوی و اخروی ۱۲

(مدارک ج ۲ ص ۲۱۲) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ **۲۳ف** تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سرِ محشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ اہل علم سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوتِ توحید

موضح قرآن **ف** چنائی پر پہنچایا نیوسے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا اکھاڑ مارے۔

فتح الرحمٰن **ف** این تمثیل است انساد مکر ایشانرا بابلغ وجوہ ۱۲۔

دیاکرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوتِ توحید کورد کیا کرتے تھے اور غیراللہ کو کارساز اور عنداللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ۲۴ یہ الکافرین کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ تک ادخال الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ یہ تَتَوَفّٰىهُمْ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک شرک پر ڈٹے رہے۔ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ

گھر ہے پرہیزگاروں کا باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ

ان کے نیچے نہریں ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ایسا

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

بدلہ دیگا اللہ پرہیزگاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا

فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے کیا کافر اب اس کے منتظر ہیں

اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ

کہ آئیں ان پر فرشتے ۲۸ یا پہنچے حکم تیرے رب کا ۲۹

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ

ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ

ٹھٹھا کرتے تھے اور بولے شرک کرنے والے ۳۰ اگر چاہتا

اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ

اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

ع ۵ ۱۰

تخویف دنیوی ۲

شکوی ۳

مامور ہیں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں حاضر ہو کر لوگوں کی جانیں قبض کرسکتا ہے تو پھر حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ الخ تخویف اخروی ۲۵ کفار کا حال اور ان کے لئے تخویف اخروی ذکر کرنے کے بعد اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی و اخروی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار دیتے ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا خبر مقدم۔ حَسَنَةٌ مبتدا مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ طَيِّبِيْنَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی درآنحالیکہ وہ شرک کی نجاست سے پاک تھے۔ ۲۶ تخویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کردیا گیا ہے مگر اس کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ گذشتہ سرکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب نازل کرکے ہلاک کردیا اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَاَصَابَهُمْ الخ وہ انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے، دعوت توحید کو ٹھکراتے اور بطور استہزاء و تمسخر ان سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کرکے ان کو ان کے مشرکانہ اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھادیا مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ ۲۷ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ تا۔ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ شکوہ ہے۔ یعنی ہم نے اس قدر دلائل سے ثابت کردیا کہ غیراللہ کی عبادت نہ کرو اور حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غیراللہ کو مت پکارو مگر یہ احمق ان دلائل قاطعہ کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ ہمیں غیراللہ کی عبادت اور غیراللہ کے لیے تحریمات نہ کرنے دیتا۔ اس سے پہلے نفی شرک فی التصرف پر دلائل ذکر کئے گئے اب یہاں سے اس کے ساتھ نفی شرک فعلی کا ذکر بھی کیا گیا۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ جواب شکوی ہے یعنی یہ کوئی بات نہیں۔ ان سے پہلے مشرکین بھی بطور استہزاء یوں ہی کہا کرتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید خدا تعالیٰ این دو سورت برائے بیان قال و حال و مآل اہل سعادت و اہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی عذاب او ۱۲۔

لَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ
نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو۔ اسی طرح

فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ
کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ
مگر پہنچا دینا صاف صاف ف۱ اور ہم نے اٹھائے ہیں ۲۸ہر امت میں

رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ
رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑدنگے سے ۲۹

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ
پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی

الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ
گمراہی سو سیر کرو ۳۰ ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ
انجام جھٹلانے والوں کا ف۲ اگر تو طمع کرے ان کو راہ پر لانے کی

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾
تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ
اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں ۳۱ کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی

یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ
نہیں جانتے اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

۲ جواب شکوی و دلیل نقلی اجمالی ۱۲

۳ تخویف دنیوی ۱۲

۴ شکوی ۱۲

۵ رد بر قول مشرکین ۱۲

۲۸ یہ توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے نیز جواب شکوی ہے۔ ہم اس سے پہلے ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں اور ہر رسول کو ہم نے یہی وحی بھیجی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ جب ہم نے ہر پیغمبر کے پاس اسی مضمون کی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو تو تمہارا یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم اسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے تحریمات کی جائیں۔ ۲۹ طاغوت ہر وہ معبود ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔ الطاغوت وھو اسم لکل معبود من دون اللہ (خازن ومعالم ج ۴ ص ۹۰) المراد بہ اجتنبوا عبادة ما تعبدون من دون اللہ فسمی الکل طاغوتاً (کبیر ج ۵ ص ۴۵۴) یا طاغوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاغوت ھو الشیطان وکل من یدعوا الی الضلالۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۴۶)

۳۰ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ اِنْ تَحْرِصْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل ضد اور عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ۳۱ یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو متصرف وکارساز جان کر غائبانہ پکارتے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لامحالہ پورا کرے گا۔ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الخ اس میں حشر و نشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر و نشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جا سکے کیونکہ جب اہلِ حق کو جنت میں اور اہلِ شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے بپا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے۔ اس میں کافروں کے لئے تخویف اخروی بھی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ ف۲ ہڑدنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعوٰی کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سلف ما اجماع کردہ اند و آن بدون رضائے خدا منعقد نمیشود ۱۲۔

۳۲ یہ مشرکین کے قول لَا یَبۡعَثُ مَنۡ یَّمُوۡتُ الخ کا رد ہے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہوجاتا ہے۔ اعلمهم سهولة الخلق عليه اى اذا اردنا ان نبعث من يموت فلا تعب علينا ولا نصب فى احيائهم ولا فى غير ذلك مما نحدثه (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۲) ۳۳ مہاجرین کے لئے بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہؓ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ هم رسول الله واصحابه ظلمهم اهل مكة ففروا بدينهم الى الله منهم من هاجر الى الحبشة ثم الى المدينة فجمع بين الهجرتين ومنهم من هاجر الى المدينة (مدارک ج ۲ ص ۲۲۱) اللہ تعالیٰ نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اَلَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا الخ یہ اَلَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا کی صفت ہے۔ یہ گویا مذکور الصدر اجر و ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی کے برداشت کیا اور دین اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت پر بھروسہ کیا۔ ۳۴ یہ ایک شبہہ یا سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہم دعوئ توحید کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس دعویٰ کو لانے والا انسان اور بشر ہے۔ نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بشر تھے۔ قال الزجاج فَاسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ الذين يعرفون معانى كتب الله تعالىٰ فانهم يعرفون ان الانبياء عليهم السلام كلهم بشر (کبیر ج ۵ ص ۴۷۰) ۳۵ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَكَرُوا الخ ازالہ شبہہ اور ترغیب کے بعد معاندین کو تخویف دنیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الٰہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ فَاِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً نہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰذِبِيۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا

اور تاکہ معلوم کرلیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے ۱ ہمارا

قَوۡلُنَا لِشَىۡءٍ اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۴۰﴾

کہنا کسی چیز کو ۳۲ جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اسکو ہو جا تو وہ ہوجائے ۲

وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا

اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے ۳۳ بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا

لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً ‌ ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ

البتہ ان کو ہم ٹھکانا دینگے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو

اَكۡبَرُ‌ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى

بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا

اپنے رب پر بھروسہ کیا ۱ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے ۳۴ بھی

رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ‌ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ

مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو

لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۴۳﴾ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ‌ ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ

معلوم نہیں ۳ ۲ بھیجا تھا ان کو نشانیاں دیکر اور ورقے اور اتاری ہم نے ۳۵ تجھ پر

الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ

یہ یادداشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے اور تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيۡنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ

غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو برے فریب کرتے ہیں ۳۶ کہ

يَّخۡسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ يَاۡتِيَهُمُ الۡعَذَابُ

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب

ع ۵ / ۱۱ — وقف لازم — النصف

ردّ بر قول مشرکین ۱۲

مہاجرین کے لئے دنیوی و اخروی بشارت ۱۲

جواب سوال مقدر ۱۲

ترغیب الی القرآن ہے ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پاویں ف ۲ یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ ف ۳ یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ و این وعدہ متحقق شد و مہاجران را بمدینہ جائی داد ۱۲ ف ۲ یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ ف ۳ یعنی در حق پیغامبران و مؤمنان ۱۲

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ

جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے

فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ

سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے یا پکڑ لے ان کو ڈرانے کے بعد ف۱

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا

سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان کیا نہیں دیکھتے ۳۶ وہ جو کہ

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ

اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کی داہنی طرف سے اور

الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ

بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ف۲ اور اللہ کو

يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ

سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ

اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے ف۳ ڈر رکھتے ہیں

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدة

اپنے رب کا اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں ف۴

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ

اور کہا ہے اللہ نے ۳۷ مت پکڑو معبود دو وہ معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي

ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ

آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے ہمیشہ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

توحید پر چوتھی عقلی دلیل

۳۶ توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ کے قانون تکوینی کے تحت گھٹتے بڑھتے ہیں اس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ الخ لفظ مَا صورۃً مفرد ہے اس لئے اس کی رعایت سے یمین مفرد لایا گیا اور مَا معنیً جمع ہے کیونکہ اس سے تمام سایہ دار مخلوق مراد ہے اس لئے اسکی رعایت سے شمائل جمع استعمال کیا گیا۔ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اس سے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب مراد ہیں لیکن تغلیباً ضمیر عقلاء کی استعمال کی گئی ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ الخ زمین و آسمان کی ہر جاندار مخلوق اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ الخ فرشتے باایں قرب و منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ مِنْ شَيْءٍ کی تعبیر مفید استغراق ہے۔ ۳۷ یہ دعویٰ توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمرہ ہے یعنی جب تکوینی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ الٰہ یعنی کارساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو اِلٰهَيْنِ کے بعد اثْنَيْنِ اس لئے فرمایا کیونکہ جنس الٰہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعداد آلہہ کی نفی مقصود ہے۔ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ الخ یہ چوتھی دلیل سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاصِبًا اي دائما (قرطبی) ربیع بن انس سے منقول ہے وَاصِبًا اي خالصًا (روح)، اور اَلدِّيْنُ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَلدِّيْنُ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن جبیر العبادۃ وقال عکرمۃ شهادۃ ان لا اله الا اللہ واقامة الحدود والفرائض (بحر ج ۵ ص ۵۰۴) یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کرو اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہٰذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے خلوص کیساتھ پابندی کرو اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ یہ زجر ہے۔ فرمایا تمہیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب کا کارساز ہے مگر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو اور تم نے غیروں کو کارساز اور حاجت روا بنا رکھا ہے۔

دعویٰ توحید کا دوبارہ اعادہ اور دلیل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف ف۲ پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ ف۳ ہر بندے کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھتا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اقامت قرائن ہلاک ۱۲۔

تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا

ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت ۳۸ سو اللہ کی طرف سے پھر جب

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ

پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے

الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾

سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بنانے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ

تاکہ منکر ہو جائیں ۳۹ اس چیز سے جو کہ ہم نے ان کو دی ہے سو مزے اڑا لو آخر

تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا

معلوم کر لو گے اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ۴۰ ایک حصہ

مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ

ہماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے ۴۱ جو تم

تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ

بہتان باندھتے ہو اور ٹھہراتے ہیں ۴۲ اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى

اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ف۱ ط۱ اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی ۴۳

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارٰى

سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے چھپتا پھرے

مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ

لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے

عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ

ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں سنتا ہے برا

منزل ۳

۱ امتنان بطور زجر ۱۲

۲ اشارہ بہ تخویف اخروی ۱۲

۳ زجر اور دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ۱۲

۴ تخویف اخروی ۱۲

۳۸ یہ امتنان ہے بطور زجر۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الخ پھر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرما دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرما دیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مانی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے مٹی لا کر مریض کو پلائی تھی تو وہ چنگا بھلا ہو گیا وغیرہ۔ والفریق ھنا ھم المشرکون المعتقدون حالة الرجاء ان الھتھم تنفع وتضر وتشفی (بحر ج ۵ ص۵۰۲) سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آجکل اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں ان کی گمراہی تو پہلے گمراہوں سے بھی بدتر ہے۔ وفی الاٰیة ما یدل علی ان صنیع اکثر العوام الیوم من الجؤار الی غیرہ تعالیٰ ممن لا یملک لہم بل ولا لنفسه نفعا ولا ضرا عند اصابة الضر لہم واعراضہم عن دعائه تعالیٰ عند ذلك بالکلیة سفه عظیم وضلال جدید لکنه اشد من الضلال القدیم (روح ج ۱۴ ص۱۶۶) ۳۹ لام عاقبت کا ہے یعنی ان کے اس رویئے کا انجام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔ فَتَمَتَّعُوْا الخ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھا لو اور ناشکری کر لو کب تک ایسا کرو گے آخر اپنی تمام بداعمالیوں کا انجام بد اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور اپنی غلطی معلوم کر لو گے ۴۰ یہ زجر ہے اور اس میں دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ یعنی تم غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھتے ہو اور ان کی خاطر نذریں دیتے اور تحریمات کرتے ہو۔ اور جو نعمتیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے غیر اللہ کے لئے حصے نکالتے ہو شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو پھر اپنے بدلے ثواب کسی اور کو دلوا دے۔ المراد من ھذا النصیب البحیرة والسائبة والوصیلة والحام وھو قول الحسن (کبیر ج ۵ ص۴۷۳) ۴۱ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شرک فعلی کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ ۴۲ یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحٰنَهٗ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی صلبی بیٹیاں نہیں مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور رد نہیں کرتا جیسا کہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ کی تعبیر

موضح قرآن ف۱ یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں مواشی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو پھر اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوا دے ف۲ یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پسران ۱۲

مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ
فیصلہ کرتے ہیں جو نہیں مانتے ۴۴ آخرت کو ان کی بُری

السَّوْءِ ۚ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾
مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر اور وہی جو زبردست حکمت والا

ع ۱۲

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا
اور اگر پکڑے ۴۵ اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر

مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ
ایک چلنے والا ۴۶ لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَ
پھر جب آپہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور

لَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ
نہ آگے سرک سکیں گے ۴۷ اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے دل ۴۸

وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ
اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے ۴۹

لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ
آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور وہ بڑھائے جارہے ہیں ۵۰ قسم اللہ کی

لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ
ہم نے رسول بھیجے ۵۱ مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کرکے دکھلائے انکو

الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ
شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے واسطے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا
عذاب دردناک ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے

تخویف دنیوی ۱۲

بنا رہی ہے یعنی وہ اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورۂ زخرف ع ۲ میں مشرکین کا قول اس طرح بیان کیا گیا ہے اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ اتخاذ بنات یعنی بیٹیاں بنالینا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ وہ فرشتوں کو صلبی بیٹیاں نہیں بلکہ بیٹیوں کی مانند سمجھتے تھے۔ ۴۲ یہ مشرکین کے مذکورہ بالا قول کا الزامی جواب ہے کہ انکا اپنا حال تو یہ ہے اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوجائے تو غم واندوہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ الخ اور کئی کئی دن وہ لوگوں سے چھپا رہتا ہے اور مارے شرم کے کسی کو منہ نہیں دکھاتا اور پھر سوچتا ہے کہ کیا ذلت ورسوائی برداشت کرکے اسے زندہ رکھوں یا اسے زندہ ہی کو زمین میں دفن کردوں۔ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ یہ کس قدر بری اور شرمناک بات ہے کہ جس چیز کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں ۴۴ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں مشرکین کے قول مذکور کی شناعت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشرکین جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں آخرت کی جواب دہی کا ڈر نہیں وہ بہت بری صفتوں کے مالک ہیں۔ مثلاً لڑکوں کو پسند کرنا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا اور شرم وعار اور تنگدستی کے ڈر سے ان کو زندہ درگور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ بلند صفات کا مالک ہے اور ان گھٹیا صفتوں سے منزہ ہے۔ صفۃ السوء وهى الحاجة الى الاولاد الذكور وكراهة الاناث ووأدهن خشية الاملاق (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى) وهو الغنى عن العالمين والنزاهة عن صفات المخلوقين (مدارک ج ۲ ص ۲۲۳) اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ اور اولاد سے مستغنی ہے۔ اسے نہ کسی نائب اور معاون کی حاجت ہے اور نہ وہ کسی کی سفارش کا تابع ہے۔ اَلْعَزِيْزُ فى الاخذ والحكيم فى التاخير یعنی وہ پکڑنے میں زبردست ہے اور ڈھیل دینے میں بھی اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے ۴۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین کفر وافترا میں انتہار کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پکڑنے میں عجلت سے کام نہیں لیتا اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً پکڑ لیتا تو اب تک زمین پر کوئی جاندار زندہ باقی نہ رہتا اور سب ہلاک ہوچکے ہوتے اور زمین زندگی سے خالی ہوچکی ہوتی۔ کیونکہ معصوم تو صرف انبیاء علیہم السلام ہیں باقی سب لوگ (مؤمن وکافر) کسی نہ کسی درجہ میں ظالم وخطاکار ہیں، جب تمام بدکار اور خطاکار لوگ ہلاک کردیئے گئے تو اب انبیاء معصومین کو زمین پر بھیجنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی جب زمین تمام نیک وبد انسانوں سے خالی ہوگئی تو پھر دیگر حیوانات کو زمین پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ووجه الملازمة انه تعالىٰ لو اخذهم بما كسبوا من كفر ومعصية لعجل هلاكهم وحينئذ لا يبقى لهم نسل ومن المعلوم ان لا احد الا وفى ابائه من يستحق العقاب واذا هلكوا جميعا وبطل نسلهم لا يبقى احد من الناس وحينئذ يهلك الدواب لانها مخلوقة لمنافع العباد ومصالحهم الخ (روح ج ۱۴ ص ۱۷۱) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ یہ کنایہ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر جاسکتا ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ۴۶ اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اجل مسمیٰ (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا

موضح قرآن ف ۱ یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مریں ف ۲ یہ انکو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز بروز دوزخ میں بڑھتے ہیں۔
فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی دختران ۱۲۔

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً

کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی ۴۵

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اس میں

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ

نشانی ہے ان لوگوں کو جو سنتے ہیں ۵۱ اور تمہارے واسطے چوپایوں میں

لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ

سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور

وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ

لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے اور

ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ

میووں سے کھجور کے اور انگور کے ۵۲ بناتے ہو اس سے

سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

نشہ اور روزی خاصی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے

يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ

جو سمجھتے ہیں اور حکم دیا تیرے رب نے ۵۳ شہد کی مکھی کو کہ بنالے

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾

پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں ۵۴

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ

پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل راہوں میں اپنے رب کی

ہے تاکہ انہیں اصلاح حال کا موقع مل جائے۔ لیکن جب عذاب کا وقت معین آپہنچتا ہے تو انہیں عذاب سے ہلاک کردیا جاتا ہے۔ عذاب نہ اجل معین سے پہلے آسکتا ہے نہ اس میں تاخیر ہوسکتی ہے۔ فَاِذَا کی جزا محذوف ہے ای فاذا جاء اجلھم یعذبون اور لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ الخ جملہ مستقلہ ہے جو ماقبل کی تفسیر کرتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ یونس حاشیہ نمبر ۶۷۔ ۴۷ یہ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ کا اعادہ برائے بعد عہد ہے۔ مشرکین کے ایک جھوٹے دعوے کی قباحت وشناعت کو واضح کرنے کے لئے ان کی مذکورہ بالا شرارت کو دوبارہ بیان کیا گیا یعنی ایک طرف تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاکیزہ پر اتنا بڑا بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں حالانکہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں معبودانِ باطلہ کو شریک کرتے ہیں حالانکہ اپنے دائرہ اقتدار میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے مَا یَکْرَھُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ من البنات ومن شرکاء فی ریاستھم الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۴) اور دوسری طرف یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جنت کے وارث ہوں گے یعنی اگر بالفرض قیامت آبھی گئی تو انہیں آخرت میں بھی جنت ملے گی کیونکہ دنیا میں بھی انہیں جنت کی سی عیش حاصل ہے۔ اَنَّ لَھُمُ الْحُسْنٰی عند اللہ وھی الجنۃ ان کان البعث حقا (مدارک) انکار علیھم فی دعوٰھم مع ذلک ان لھم الحسنی فی الدنیا وان کان ثم معاد ففیہ ایضا لھم الحسنی (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۳) ۴۸ یہ تَصِفُ اَلْسِنَتُھُمُ الْکَذِبَ میں الْکَذِبَ کا بیان ہے۔ لَاجَرَمَ الخ یہ تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے دعویٰ باطلہ کا رد ہے یعنی ان کے لئے جنت نہیں بلکہ لامحالہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور انہیں سب سے پہلے دوزخ میں داخل کیا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعجل بھم یوم القیمۃ الی النار وینسون فیھا ای یخلدون (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۴) ۴۹ زجر مع تخویف اخروی آپ سے پہلے ہم نے امم سابقہ کے پاس بہت سے رسول پیغام توحید دے کر بھیجے، جس طرح آپکی قوم شیطان کے ورغلانے سے آپ کی تکذیب کررہی ہے اسی طرح اقوام سابقہ کو بھی شیطان نے بہکایا پھسلایا اور مشرکانہ اعمال کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انہیں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر اکسایا۔ لہٰذا قیامت کے دن ان سب کا حامی شیطان ہوگا مگر وہ ان کی ذرہ بھر حمایت نہیں کرسکے گا اور وہ سب دردناک عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے ہم نے آپکو کتاب دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید اور حشر ونشر وغیرہ کو کھول کر لوگوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ واشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس کی پرواہ نہ کریں ع ہیچ مارا باقبولے کار نیست۔ ۵۰ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ اور ناکارہ زمین کو سرسبز وشاداب بنا دیتا ہے۔ سمجھ رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گوبر اور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور پاکیزہ دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور مبرا ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے چوپائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں ہضم معدے کے بعد جگر اس کے کارآمد اجزاء اپنی طرف جذب کرلیتا ہے اور گوبر معدہ میں رہ جاتا ہے۔ جگر اس سیال مادے کو مزید طبخ دینے کے بعد خون کے اجزاء الگ کرکے دل کی طرف بھیج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کرکے دودھ کی نالیوں کے ذریعہ تھنوں میں

موضح قرآن ف یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے ف۲ یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو۔

پہنچادیتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ لَعِبْرَةً ای دلالة علی قدرة اللہ ووحدانیته وعظمته (قرطبی ج۱۰ صـ۱۲۳) **ف۵۱** کھجور اور انگور سے تم شراب کشید کرتے ہو جو تمہارا بہت ہی مرغوب اور دلپسند مشروب ہے اور اس کے علاوہ ان میووں سے تم کھانے پینے کی عمدہ اور اچھی چیزیں بھی تیار کرتے ہو مثلاً شربت، نبیذ اور سرکہ وغیرہ۔ یہ سورت مکی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ میں جب شراب کی حرمت کا اعلان ہوگیا تو پھر کسی مسلمان نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سَكَرًا کے بعد رِزْقًا حَسَنًا کا علیحدہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ شراب رزق حسن نہیں یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ الآیة سابقة علی تحریم الخمر فتکون منسوخة (مدارک ج ۲ صـ۲۲۴) **ف۵۲** شہد کی مکھی کو وحی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کے دل میں ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا چھتہ بنائے اور ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے ذُلُلًا - ذلول کی جمع ہے یعنی تابع اور مطیع اور یہ سُبُلَ رَبِّكِ سے حال ہے۔ شہد کی مکھی جب گشت سے واپس ہوتی ہے تو بھولے بھٹکے بغیر اپنے چھتہ پر آجاتی ہے گویا کہ تمام راستے اس کے فرمانبردار ہیں وہ جس راستہ سے چاہے سیدھی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں سے رس چوس لیتی ہے تو سیدھی اوپر کو اڑتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی سمت خط مستقیم میں اڑتی ہوئی چھتے پر پہنچ جاتی ہے۔ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ شہد کا رنگ موسمی تغیرات اور ماحول کے مختلف الالوان پھولوں اور پھلوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے سفید، زرد اور سرخ وغیرہ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے بیماریوں سے شفاء ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شہد کو جس طرح چاہیں استعمال کرلیں اس میں شفاء ہے اور ضرر نہیں۔ شہد کی مقدار خوراک مزاج مریض اور نوعیت مرض کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ شہد کے شفاء ہونے پر قدیم وجدید تمام اطباء متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مرکبات طبیہ میں شہد شامل کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواع رزق اور اقسام مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قادر وحکیم اور منعم ورحیم کے ساتھ غیروں کو صفات کارسازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت بجالانا عقل وخرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق ومالک اور

ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ

صاف پڑے ہیں وف نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَ

دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ف۵۳ پھر تم کو موت دیتا ہے اور

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے نکمی عمر کو کہ سمجھنے کے

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع وَاللّٰهُ

پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا ف۳ اور اللہ نے

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا

بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں ف۵۴ سو جن کو

الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا

بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ

مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

نعمت کے منکر ہیں ف۵۵ ف۴ ملا اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

تمہاری ہی قسم سے عورتیں اور دیئے تم کو ف۵۶ تمہاری عورتوں سے

بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو ستھری چیزیں

ع ۱۵

موضح قرآن **ف۱** یعنی وہ راہیں صاف ہیں اور فتح الرحمن اور تفسیر حسینی میں یوں ترجمہ کیا اور چل راہوں میں اپنے رب کی فرمانبردار ہو کر **ف۲** تین پنے بتائے بڑے میں سے بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشا کے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی حضرت کے وقت یہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی **ف۳** یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے **ف۴** رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکائے گرمی اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچاوے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

فتح الرحمٰن **ملا** یعنی ہیچ کس نمی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔

متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہوگیا کہ چوپایوں، پھلوں اور شہد میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ ۵۳ موت وحیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلعت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچپن میں موت سے ہمکنار فرما دیتا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے. جس طرح وہ نطفۂ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے، یہ منکرینِ قیامت پر احتجاج ہے۔ ۵۴ یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال مجاهد هذا مثل الآلهة الباطلة (ابن کثیر)۔ اللہ تعالیٰ نے رزق اور دنیوی دولت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے. بعض لوگ بڑے دولتمند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بیچارے ان کے نوکر اور کارندے ہیں. جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم وقدرت اور ملک وتصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنا لے. اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک ومملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفاتِ کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالیٰ منکرا علیهم (ای علی المشرکین)، انتم لا ترضون ان تساووا عبیدکم فیما رزقناکم فکیف یرضی هو تعالیٰ بمساواة عبید له فی الالوهیة والتعظیم (ابن کثیر ج۲ ص۵۷۷) فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ یہ منفی پر متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النفی کان فیستووا (بحر ج۵ ص۵۱۶) ۵۵ یہ تمام مذکورہ بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتیوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو
يَكْفُرُونَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
نہیں مانتے ف۱ اور پوجتے ہیں ۵۷ اللہ کے سوا ایسوں کو جو
لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے
شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ
کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں ف۲ سو مت چسپاں کرو اللہ پر ۵۸
الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۳
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى
اللہ نے بتلائی ایک مثال ۵۹ ایک بندہ پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی
شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ
چیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ
يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۗ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۚ
خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر ہوتے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ
سب تعریف اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۴ اور
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ
بتائی اللہ نے دوسری مثال ۶۰ دو مرد ہیں ایک گونگا
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ أَيْنَمَا
کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

پہلی مثال

دوسری مثال

۵۶ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام وسکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ لیکن یہ ناشکر گذار انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یسترون نعمة

موضح قرآن ف۱ یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو بیچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں ف۲ یعنی نہ آسمان سے مینہہ برسا ویں نہ زمین سے اناج نکالیں ف۳ مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اسکی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے انکو پوجئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں ف۴ یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سو دے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ہے۔

اللہ علیہم ویضیقو نہا الی غیرہ (ابن کثیر) روزی وہ دیتا ہے مصیبتیں وہ دور کرتا ہے اور اولاد وہی عطا کرتا ہے۔ مگر وہ اسے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی عطا سمجھنے لگتے ہیں جیسا کہ ان کے مشرکانہ ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً عطا محمد محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، علی بخش، میراں بخش، پیراں دتہ، گوراں دتہ وغیرہ۔ شاہ عبدالقادر رح فرماتے ہیں "یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں ۔"

يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ ۙ وَمَنْ

اس کو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو

يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٦﴾ ع

حکم کرتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی راہ پر ف۱

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا أَمْرُ

اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا

السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

کام تو ایسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب اور اللہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٧٧﴾ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن

ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا

بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا ۙ وَجَعَلَ لَكُمُ

تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیئے تم کو

السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم

تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ

احسان مانو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان

السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

کی ہوا میں کوئی نہیں تھام رہا ان کو سوائے اللہ کے اس میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٧٩﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن

نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف۲ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے

بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّن جُلُودِ الْأَنْعَامِ

گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا بھی عجب معاملہ ہے کہ ان کا خالق میں ہوں مگر وہ عبادت غیروں کی کرتے ہیں اور ان کا رازق میں ہوں مگر وہ شکر اوروں کا ادا کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انی والجن والانس فی نبأ عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری (مظہری ج ۵ ص ۳۵۲) ۵۷ یہ بطور زجر دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوگیا کہ قادر مطلق، مالک الملک اور سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی مستحق عبادت ودعاء ہے مگر یہ مشرکین اس قادر ومحسن کے ساتھ عبادت اور پکار میں اس کے عاجز وبے بس بندوں کو شریک بناتے ہیں جو مذکورہ کاموں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے، نہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں نہ زمین سے روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کاموں میں سے کچھ بھی توان کے اختیار میں نہیں۔ ۵۸ یہ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سے متعلق ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے بیٹیوں کی مانند اللہ کو پیارے ہیں اور وہ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اس لئے ہم فرشتوں کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں نیز مشرکین کہتے تھے اصل میں مالک ومختار اور متصرف علی الاطلاق تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ کے برگزیدہ اور نیک بندے اللہ کی سرکار میں مختار بالاذن ہیں اس لئے ہم ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے ایسی مثالیں نہ بیان کرو جن سے شرک کی راہ نکلتی ہو یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے شریک اور مثیل نہ بناؤ یعنی اپنے معبودان باطلہ کو خدا کے شریک مت ٹھہراؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یقول سبحانہ لا تجعلوا معی الٰہا غیری فانہ لا الٰہ غیری (روح ج ۱۴ ص ۱۹۴) شاہ عبدالقادر رح فرماتے ہیں "مشرکین کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اللہ کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجتے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں۔" ۵۹ تم نے اپنے معبودوں کے لئے جو مثال بیان

موضح قرآن ف۱ یعنی خدا کے دو بندے ایک بت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتادے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے اسکے تابع ہونا بہتر یا اسکے ف۲ یعنی ایمان لائے ہیں بعضے اٹکتے ہیں معاش کی فکر سے سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر ہیں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حاصل این دو مثل آنست کہ آنچہ در عالم تصرف ندارد با خدا برابر نیست چنانچہ مملوک ناتوان با مالک توانا برابر نیست وچنانکہ گنگ بی تمیز با صاحب ہدایت واقتدار برابر نیست واللہ اعلم ۱۲

گی ہے وہ صحیح نہیں. تمہارے خود ساختہ معبودوں کی صحیح مثالیں یہ ہیں. پہلی مثال. ایک غلام ہو جو دوسرے شخص کا مملوک ہو، وہ اپنے مالک کے رحم وکرم پر اور اس کا محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی اختیار بھی نہ ہو. اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو آزاد ہے اور ہم نے اسے حلال کمائی سے بہت سی دولت دی ہو جسے وہ اپنے اختیار سے جب چاہے، جہاں چاہے آزادانہ خرچ کرتا ہو. اب تم خود ہی بتاؤ کیا یہ دونو برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، تمام صفات کارسازی اللہ تعالٰے کے ساتھ مختص ہیں. جس طرح ایک عاجز و بے بس غلام اور ایک با اختیار آقا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالٰی جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اور تمہارے تمام معبودوں کا آقا ہے، تمہارے معبود جو اسکے مملوک ومحکوم ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اس کے برابر نہیں ہو سکتے. لیکن یہ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی. ۶۰ یہ دوسری مثال ہے. دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں. گونگا بہرہ مملوک ہو، اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو، وہ الٹا اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جدھر بھی اسے بھیجے وہ کوئی کام نہ بجا لا سکے اور ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل وانصاف تلقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس طرح اس کا قول اور عمل دونوں ہی سراپا خیر و برکت ہیں. یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے. جس طرح ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح معبود برحق اور تمہارے معبودانِ باطلہ میں فرق ہے. معبود حق مالک و مختار اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے مگر تمہارے معبود محض عاجز و بے بس ہیں اور ان کی عبادت اور پکارے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں. وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ اَبْكَمُ کے مقابلہ میں ہے اور وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ الخ یعنی باقی تینوں صفتوں کے مقابلے میں ہے. ۶۱ واؤ تعلیلیہ ہے اور اس میں دعوٰی توحید مذکورہ کی علت بیان کی گئی ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالٰی ہی ہے کیونکہ غیب داں وہی ہے. اگر واؤ استینافیہ ہو تو یہ دوسرے دعوے کا بیان ہوگا یعنی جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ تعالٰی ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ یہ تخویف اخروی ہے. قیامت بپا کرنا اللہ تعالٰی کے لئے کوئی مشکل نہیں. جب اسکا معین وقت آجائیگا تو وہ آن واحد میں سارے جہان کو زیر و زبر کر دیگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے. ۶۲ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے. جب اللہ تعالٰی نے تمہیں پیدا کیا اسوقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اس نے تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور غیر اللہ کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو اور اس کی عطا کردہ قوتوں کو علم دین اور معرفت الٰہی کی تحصیل میں خرچ کرو. اجتلاب لعلم والعمل به من شکر المنعم وعبادته والقیام بحقوقه (مدارک ج ۲ ص ۲۲۰). ۶۳ یہ بھی اللہ تعالٰی کی قدرت کاملہ کی ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے جس طرح انسانوں کو مختلف قوتیں بخشی ہیں اسی طرح اس نے پرندوں

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ

ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر پر ہو اور جس دن گھر میں

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا

اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی برکیوں سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے

وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا

اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک ف۱ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی

خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا

بنائی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنا دیں تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں

وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ

اور بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں ف۲ اور کرتے

تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

جو بچاؤ ہیں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ

تاکہ تم حکم مانو ف۲ پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ

کھول کر سنا دینا پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر

يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ

منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں اور جس دن

نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ

کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا

منکروں کو ف۳ اور نہ ان سے توبہ لی جائے ف۴ اور جب

ع ۱۱ / ۱۷

موضح قرآن ف۱ اون بھیڑ کی پشم بکریوں سے یعنی اونٹ کی پشم. ف۲ جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی بہت تھی اسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے ف۳ حکم نہ ملے یعنی بولنے کا.

فتح الرحمن ف۱ یعنی واز سردی نیز ۱۲ ف۲ و آن نبی آن قوم باشد ۱۲ ف۳ یعنی تا عذر خود کنند ۱۲.

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کے تابع ہیں۔ ۶۴ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ چوپائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چمڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، نمدے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۶۵ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنا دیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفان باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اون اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سایوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی نہ۔ ہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جا سکتی ہے۔ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ لوہے کی زرہیں جو جنگ میں پہنی جاتی تھیں تاکہ بدن پر تلوار یا تیر اثر نہ کر سکے۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ یہ ساری نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ منعم (نعمت دہندہ) کو پہچانو، اس کا شکر بجا لاؤ، اس کی پوری پوری اطاعت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور اسی کو منعم سمجھو اور اسی کو متصرف و کارساز سمجھ کر حاجات میں پکارو۔ یعنی لعلکم یا اھل مکۃ تخلصون للہ الوحدانیۃ و الالوھیۃ والعبادۃ والطاعۃ وتعلمون انہ لا یقدر علی ھذہ الانعامات الا اللہ (خازن ج ۴ ص ۱۰۸) ۶۶ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور اِنْ کی جزا محذوف ہے ای فان تولوا بعد ھذہ الدلائل الواضحۃ والبینات القاھرۃ فَاُفٍّ لھم یعنی یہ معاندین اگر ایسے واضح دلائل و بینات کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانیں تو تف ہے ان کی عقلوں پر۔ اگر وہ نہ مانیں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ آپ کا فرض تبلیغ ہے جو آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا۔ صاحب مدارک نے فلا تبعۃ علیک جزا مقدر مانی ہے

رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہوگا ان سے

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

اور نہ ان کو ڈھیل ملے اور جب دیکھیں مشرک لوگ

شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ

اپنے شریکوں کو ؎ بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ

ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات

اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ

کہ تم جھوٹے ہو ؎ اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن عاجز ہو کر

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ

عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم

فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ

ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا ان پر انہی میں کا ؎ اور

جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ

تجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر

الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّ

کتاب کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

الثلثۃ

۸۸ عادہ توحید ... سے دلیلوں کی جزا نفی شرک فی التصرف

ای فلا تبعۃ علیک وفی ذلک لان الذی علیک ھو التبلیغ الظاھر وقد فعلت (مدارک ج ۲ ص ۲۲۸) ۶۷ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود عملاً ان کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے اور از راہ عناد و تعنت ان نعمتوں کو اپنے معبودان باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای یعرفون ان اللہ تعالیٰ ھو المسدی الیھم ذلک وھو المتفضل بہ علیھم ومع ھذا ینکرون ذلک ویعبدون معہ غیرہ ویسندون النصر والرزق الی غیرہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۰) ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہوگا نہ امتنان کا

موضح قرآن ف ۱ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی معبودان باطل خود را ۱۲ ف ۲ و آن نبی آن قوم باشد ۱۲

۶۸ھ تخویف اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں ماننے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطورِ گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوت حق کے ساتھ کیسا سلوک کیا، اس دن ان منکرین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ الخ انبیاء علیہم السلام کی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نہ ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دی جائے گی۔ **۶۹ھ** قیامت کے دن جب مشرکین ان خاصانِ خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہمارے حمایتی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ "جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو"۔ فَاَلْقَوْا الخ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بتا رہے ہو نہ ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (یونس ع) **۷۰ھ** قیامت کے روز مشرکین سرافگندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہوں گے اور جن خودساختہ حمائیتیوں اور سفارشیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ماننے دیتے تھے انہیں دوگنا تگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے مخلوقِ خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ ای عذابًا بکفرھم و عذابًا بصدھم عن سبیل اللّٰہ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹)

۷۱ھ اعادہ بوجہ بعدِ عہد برائے بیان امر زائد مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ کھڑا کریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِكَ الخ اور آپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اقول کما قال العبد الصالح الخ میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک

ع ۱۲ / ۱۸

بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے ۔ اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا

وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ

اور بھلائی کرنے کا ف۱ اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ

یاد رکھو ف۲ اور پورا کرو عہد اللہ کا ف۳ جب آپس میں عہد کرو

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ

اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن ف۱ اللہ جانتا ہے جو تم

تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا

کرتے ہو اور مت رہو ف۲ جیسے وہ عورت کہ توڑا اپنا سوت اس نے کاتا ہوا

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا

محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دخل دینے کا بہانہ

بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا

ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے فرقے سے ف۳ یہ تو

يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا

اللہ پرکھتا ہے تم کو ف۴ اس سے اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات

كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

میں تم جھگڑ رہے تھے ف۵ ف۶ اور اللہ چاہتا تو کر دیتا تم سب کو

موضح قرآن ف۱ غیر کے مقدمہ میں انصاف چاہیئے یعنی برابر رکھنا اور اپنی طرف سے بھلائی ف۲ کوئی قول دیکر دغا کرتا ہے اس واسطے کہ زبردست کو گرا دے اور کمزور کو چڑھا لے یہ اللہ نے آزمانے کو رکھا ہے کسی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا اور ہارے اقبال وہی لاوے تو آوے اور بدقولی کا خیال تب ہی آتا ہے جب ادبار آتا ہوتا ہے۔ دوسرے کا گرایا نہ گرا اول آپ گرتا ہے اپنے بنے کام کو خراب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مالدار سارے برس سوت کاتتی کہ جڑ اول دوں گی اقرار کو جب جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نام او را دہ قسم مذکور کردہ اید ۱۲ ف۲ یعنی برائے منفعت دنیا تا مال و منال زیادہ بدست آید ۱۲ ف۳ مترجم گوید مراد تحریم یمین غموس و حاصل مثل آنست کہ اعمال خود را حبط مکنید چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کرد واللہ اعلم گویا اینجا اشارہ است بآنکہ یمین غموس حبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ۱۲۔

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ

ایک ہی فرقہ کر دیتا لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

جس کو چاہے اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام تم کرتے تھے ف۱

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ

اور نہ ٹھہراؤ ف۲ اپنی قسموں کو دھوکا آپس میں کر ڈگ نہ جائے کسی کا

قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا

پاؤں جمنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ

صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ

تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور تم کو بڑا

عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

عذاب ہوگا ف۱ اور نہ لو ف۲ اللہ کے عہد پر مول تھوڑا سا

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو ف۳

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ

جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا اور ہم بدلہ میں دینگے

الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

کرتے تھے جس نے کیا نیک کام ف۴ مرد ہو یا عورت ہو

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور وہ ایمان پر ہے تو اسکو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی ف۵ اور بدلے میں دینگے ان کو

بندے عیسیٰ علیہ السلام دیں گے۔ یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ الآیہ یعنی جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کے حال کو جانتا تھا مگر بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے۔ لفظ شَهِيْدًا کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۳۰۲ ص ۔۔۔ ۲۷ ۵ پہلے حصہ میں نفی شرک فی التصرف پر چھ دلائل عقلیہ اور ایک دلیل نقلی کے بعد یہ دلیل وحی ہے۔ یعنی ایک طرف تو عقل سلیم کی واضح شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی لئے مبعوث کئے گئے اور یہ مسئلہ بذریعہ وحی آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے جس میں عقائد سے لے کر اعمال تک اور اخلاق سے لے کر معاملات تک کے بارے میں تمام بنیادی اور ضروری احکام بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے یعنی ما کان وما یکون اور حضور علیہ السلام قرآن مجید کو کماحقہ سمجھتے تھے لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ما کان وما یکون کا کلی اور تفصیلی علم تھا۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ان کا استدلال اس پر مبنی ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہو اور یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ میں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے۔ اور اس سے دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں جیسا کہ مفسرین نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ تبیانا لکل شیء من امور الدین (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) قال مجاھد تبیانا للحلال والحرام (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۶۴) لکل شیء یحتاج الیہ من الامر والنہی والحلال والحرام والحدود والاحکام (معالم ج ۴ ص ۱۱۰) تبیانا لکل شیء یعنی من امور الدین (خازن) والمراد من کل شیء علی ما ذھب الیہ جمع ما یتعلق بامور الدین (روح ج ۱۴ ص ۲۱۴) (تبیانا) بیانا بلیغا (لکل شیء) یتعلق بامور الدین (ابو السعود ج ۵ ص ۵۰۰) قال الزمخشری المعنی انہ بین کل شیء من امور الدین الخ (بحر ج ۵ ص ۵۲۷) (تبیانا) بیانا بلیغا (لکل شیء) یحتاجون الیہ من امور الدین

(جامع البیان ص ۲۳۶)

ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ مفسرین کرام (شکر اللہ مساعیہم) نے یہاں لفظ کُلّ استغراق اضافی پر محمول کیا ہے اور استغراق حقیقی کسی نے بھی مراد نہیں لیا لہٰذا مبتدعین کا استدلال باطل ہے اور اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام احکام دین کا بیان ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ احکام قرآن میں صراحۃً مذکور ہیں اور کچھ بحوالہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بدقولی سے نہ مارئیے کفران باتوں سے مٹتا نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے ف۲ یعنی مسلمانی کو بدنام نہ کرو کہ یقین لانے والے شک میں پڑیں اور تم پر یہ گناہ چڑھے ف۳ پہلے مذکور تھا آپس کے قول توڑنے کا اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑنے کا یعنی مال کی طمع سے حکم شرعی کے خلاف نہ کرو وہ مال وبال لاویگا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید در جہاد عہد کردہ و قسم خوردہ دغا کردن سبب آنست کہ کافران من بعد قول ایشان را معتبر ندانند و با ایشان صحبت ندارند بلکہ مسلمانان در شبہہ افتند واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا نعمت دہیم ۱۲۔

جیسا کہ فرمایا مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ٣٤ه دلائل توحید اور تخویفات دنیوی یہ اخرویہ کے بعد عذاب سے بچنے کا علاج بتایا کہ شرک نہ کرو انصاف کو اپنی زندگی کا دستور بناؤ، ظلم و عدوان سے اجتناب کرو، احسان و تفضل سے کام لو، بے حیائی اور برے کاموں سے باز آجاؤ۔ اگر تم ان امور پر عمل کروگے تمہارے دلوں میں نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوگی جو آخر تمہاری استقامت کا باعث ہوگی اَلْعَدْلِ سے مراد توحید ہے العدل التوحید قالہ ابن عباس قرآن مجید کی یہ آیت اس قدر جامع ہے کہ اس میں تمام ابواب خیر اور تمام ابواب شر کو جمع کر دیا گیا ہے قال ابن مسعود ھٰذہ اجمع اٰیۃ فی القراٰن لخیر یمتثل ولشر یجتنب (قرطبی ج ۱۰ ص۱۶۵) قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب دینے کا ذکر ہو وہاں دفع عذاب کے لئے تین امور بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اس سورت میں اہل مکہ کے لئے عذاب کی دھمکی تھی اس لئے امور ثلاثہ کو ذکر کیا گیا۔ ٤٧ه یہاں عہد سے ایمان و اسلام کا عہد مراد ہے جو ہر آدمی اسلام قبول کرتے وقت یا بالغ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اسلام کے تمام احکام و حدود کی پابندی کرنا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر دین اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی تھی۔ اس میں مسلمانوں کو اس عہد بیعت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی۔ عہد اللہ ھی البیعۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاسلام لقولہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الخ (کبیر ج ۵ ص۱۵، مدارک ج ۲ ص۲۲) بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا یعنی اپنے عہدوں کو مضبوط اور پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے۔ ۵٤ه یہ عہد توڑنے والوں کے لئے تمثیل ہے۔ کہتے ہیں کہ مکہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں خلل تھا وہ سوت کاتتی تھی مگر کاتنے کے بعد سوت کو نوچ ڈالتی (ابن کثیر) فرمایا عہد کو توڑنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ کم عقل عورت سوت کات کر توڑ دیتی تھی۔ اَنْكَاثًا ٹکڑے ٹکڑے یہ غَزْلَهَا سے حال ہے۔ تَتَّخِذُوْنَ، لَا تَكُوْنُوْا کے فاعل سے حال ہے۔ دَخَلًا سے مراد غدر و خیانت ہے اور یہ تَتَّخِذُوْنَ کا مفعول ثانی ہے۔ (روح) اَنْ تَكُوْنَ ای بسبب ان تکون (مدارک) اُمَّةٌ اول سے جماعت مشرکین اور اُمَّةٌ ثانی سے جماعت مؤمنین مراد ہے اَرْبٰى تعداد اور مال و دولت میں زیادہ، ازید عددا و اوفر مالا (مدارک ج ۲ ص۲۲) یعنی مشرکین کی کثرت تعداد اور فراوانی مال و زر کی وجہ سے اپنے عہد و میثاق کو اپنے بھائیوں سے غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بنانا۔ المعنی لا تغدروا بجماعۃ بسبب ان تکون جماعۃ اخرٰی اکثر منہا و اعز بل علیکم الوفاء بالایمان (روح ج ۱۴ ص۲۲۳) ٦٤ه کفار کو کثرت مال عطا کرنے کی حکمت بیان فرمائی کسی قوم کی کثرت

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ

حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے ف سو جب تو پڑھنے لگے

الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

قرآن ف تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی پر ہے جو

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع وَاِذَا

اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک مانتے ہیں ف اور جب

بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ

بدلتے ہیں ف ایک آیت کی جگہ دوسری ف اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اتارتا ہے ف

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

تو کہتے ہیں تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں پر اکثروں کو ان میں خبر نہیں ف

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

تو کہہ اس کو اتارا ہے پاک فرشتے نے ف تیرے رب کی طرف سے بلاشبہ

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾

تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے واسطے ف

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ

اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں ف اس کو تو سکھلاتا ہے ایک آدمی

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا

جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی اور یہ قرآن

موضح قرآن ف۱ اچھی زندگی قیامت کو جلاویں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں ف۲ دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اس کے رجوع نہ ہووے اور سر چڑھتا ہے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے اس کا کلام ہے اور اُسی کے نام ہیں ف۳ اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اکثر نسخ فرمایا ہے تو کافر شبہ کرتے اس کا جواب سمجھا دیا یعنی ہر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی ہوکہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے۔ ف۴ یعنی ہر حال میں اسکے موافق راہ سوجھاوے اور ہر کام پر ویسی خوشخبری سنا دے

فتح الرحمن ف۱ یعنی یک آیت را بآیت دیگر نسخ کنیم ۱۲۔

تعداد اور دولت تمہارے لئے عہد شکنی کا باعث نہ بنے کیونکہ یہ ایک آزمائش ہے جس سے تمہارا امتحان مقصود ہے کہ کون اپنے عہد پر قائم رہتا ہے اور کون عہد کو توڑتا ہے۔ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ الخ قیامت کے دن تم پر خوب واضح ہو جائے گا کہ عہد توڑ کر تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ **۷۷ف** اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، ان میں کوئی اختلاف نہ ہوتا اور سب ہی اللہ کے عہد پر قائم ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ ان میں کون ضد کرتا ہے اور کون اللہ کی طرف انابت اور رجوع کرتا ہے۔ وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ چنانچہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں انہیں ہدایت کی توفیق نہیں ملتی وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ اور جو لوگ نیک نیتی سے حق کی جستجو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور انہیں قبول حق کی توفیق دے دیتا ہے۔ **۷۸ف** امر زائد مرتب کرنے کے لئے مضمون مذکور کا بصورت نہی اعادہ کیا گیا۔ نیز اعادہ سے تاکید مقصود ہے اپنی قسموں اور اپنے عہدوں کو غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ اس (عہد شکنی) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے پاؤں دین اسلام کی راہ سے پھسل جائیں گے اور تم میں سے جو لوگ عہد بیعت توڑ کر دوبارہ کفر میں چلے جائیں گے انکا یہ عمل دوسروں کے لئے بھی بیعت توڑ کر اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہوگا اس لئے تمہیں دنیا اور آخرت میں اس عہد شکنی کا سخت ترین عذاب جھیلنا پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں عہد اور ایمان سے مراد عام نہیں بلکہ بیعت اسلام کا عہد مراد ہے کیونکہ اتنی سخت وعید ترک اسلام ہی پر ہوسکتی ہے۔ اور اس کے بعد مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ الخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عہد اسلام مراد ہے۔ **۷۹ف** اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین کی ظاہری شان و شوکت، مال و دولت اور افراد کی کثرت کو دیکھ کر عہد اسلام کو مت توڑو کیونکہ یہ دنیا کا تمام ساز و سامان اور مال و دولت آخرت کے مقابلے میں نہایت حقیر اور بے وقعت ہے۔ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہاری جو قدر و منزلت اور تمہارے لئے جو اجر و ثواب ہے وہ اس دنیوی مال، سامان اور عیش سے کہیں بہتر ہے۔ **۸۰ف** دنیا کی تحقیر کا بیان مقصود ہے یعنی دنیوی ساز و سامان کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ آخرت کی فکر کرو۔ کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی اور ختم ہو جانیوالی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں منکرین کے لئے جو عذاب ہے اور مؤمنین کے لئے جو ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا جو لوگ دنیا میں عہد اسلام پر قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے احکام و حدود کی پابندی کریں گے آخرت میں ان کے تمام اعمال کا انہیں پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جہاں دولت دنیا کے فریب میں آنے سے ڈرایا جاتا ہے وہاں عام طور سے تین باتیں مذکور ہوتی ہیں (۱) دولتِ دنیا

لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

زبان عربی ہے صاف ف۱ وہ لوگ جن کو ف۲ اللہ کی باتوں پر یقین

اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا

نہیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۳ جھوٹ تو

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ

وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

وہی لوگ جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہوا اللہ سے ف۴ یقین لانے

اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

کے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

ولیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو اس پر غضب ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے ف۵ یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھا

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دنیا کی ف۶ زندگی کو آخرت سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا منکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ

لوگوں کو ف۷ یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور

اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ

آنکھوں پر اور وہی ہیں بیہوش خود ظاہر ہے کہ

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ

موضح قرآن ف۱ ایک شخص کا غلام رومی نصرانی مکے میں تھا حضرت کے پاس آ بیٹھتا محبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے ف۲ یعنی جتنا سمجھائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں ف۳ پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہے اب فرمایا کہ جو کوئی شبہہ سن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم زبردستی سے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہوا دے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر مرنا قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے ف۴ اور جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ و استغفار کر کے ثابت ہو جاوے۔

قلیل وحقیر ہے۔ (۲) اس کی وجہ سے دنیا میں عذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی عذاب ہوگا امر اول مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ سے امر دوم وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ سے اور امر سوم وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ **۱۸۱** جو مرد و زن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہوگی کیونکہ مؤمن موحد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر و قناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہانِ دنیا کو تخت و تاج اور بے شمار سامان تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حَيٰوةً طَيِّبَةً سے اخروی زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور پر لطف ہونا کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں۔ والمراد بالحياة الطّيّبة الحياة التى تكون فى الجنة اذ هناك حياة بلا موت وغنى بلا فقر وصحة بلا سقم وملك بلا هلك وسعادة بلا شقاوة (روح ج۱۴ ص۲۲۶)

۱۸۲ یہ دلیل وحی یعنی وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمام ضروریاتِ دین کی پوری تفصیل موجود ہے اور جس میں مذکورالصدر امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو پس جب آپ اس کی تلاوت فرمانے لگیں تو اس کی ابتدا میں شیطان سے استعاذہ ضرور کر لیا کریں کیونکہ وہ دورانِ تلاوت وسوسے ڈالنے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ آپ پر اس کا کوئی مکرو فریب اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ مؤمنین صادقین جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا البتہ اس کے ورغلانے اور وسوسے ڈالنے کا ان لوگوں پر اثر ہوتا ہے جو وسوسوں پر عمل کرتے اور اس کے گمراہ کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ بِهٖ میں بار سببیہ ہے والمعنى بسببه .... اى من اجله ومن اجل حمله اياهم على الشرك بالله صاروا مشركين (کبیر ج ۵ ص ۵۰۵) تلاوتِ قرآن سے پہلے استعاذہ کو مشہور الفاظ جو حدیثوں میں وارد ہیں یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ **۱۸۳** یہ مشرکین پر شکوی ہے جو قرآن مجید پر شیطانی وسوسوں سے بے جا شبہات وارد کرتے تھے یہ ان کا پہلا شبہہ ہے جو دلیل وحی سے متعلق ہے قرآن مجید میں جو احکام ابتدا میں وقتی مصالح کی بنا پر نازل کئے گئے تھے جب ان کی ضرورت باقی نہ رہی تو انہیں منسوخ کر دیا گیا اس پر مشرکین طعن کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بات کہے پھر اسے واپس لے لے

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ

انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ

بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ف۱ جس دن آئے گا ف۲

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

ہر جی جواب و سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۳ اور بتلائی اللہ نے ف۴ ایک مثال ایک بستی کی

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ

تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ

پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے

الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے ف۵ اور ان کے پاس پہنچ چکا

رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا

گنہگار تھے ف۶ سو کھاؤ ف۷ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ

اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف۸ اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

تم پر ف۹ مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

موضح قرآن ف۱ مکے میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچ گئے تھے یا زبانی لفظ کہہ لیا تھا اس کے پیچھے جب اتنے کام کئے ایمان کے وہ تقصیر بخشی گئی ایک بزرگ تھے عمار ان کے باپ یاسر اور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مر گئے پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں ف۲ یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ ف۳ ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا مکہ کا کہ کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگے ف۴ یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمٰن: ف۱ این قصہ اجمالی انتزاع کردہ شدہ است از قصہائے بسیار و منطبق است بر واقعہائے بے شمار و لہذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است دو تشبیہ در یک سیاق ۱۲۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (عیاذاً باللہ) یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ محمد کا کلام ہے جسے وہ غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ مشرکین ظالم ایسے بیباک تھے کہ حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے پورے وثوق سے کہنے لگے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ اے محمد بات صرف یہی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا ہے یعنی اللہ نے یہ کلام نازل نہیں فرمایا (اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ متقول علی اللہ تعالیٰ تأمر بشئ ثم یبدو لك فتنهٰی عنہ (روح ج ۱۴ ص ۲۳۱) **۸۴** یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے جس میں نسخ کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اس کی مصلحتوں اور اس کے مواقع کو وہ خوب جانتا ہے یہ کور باطن محض نادانی سے اعتراض کرتے ہیں۔ **۸۵** یہ جواب شکوی ہے اور شبہ اولیٰ کا رد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افتراء نہیں بلکہ یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مؤمنوں کا امتحان کرے۔ چنانچہ جب کوئی آیت منسوخ کی جاتی ہے تو مؤمنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب منسوخ کے بجائے ناسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیبلوھم بالنسخ حتی اذا قالوا فیہ ھو الحق من ربنا والحکمۃ لانہ حکیم لا یفعل الا ما ھو حکمۃ وصواب حکم لھم بثبات القدم وصحۃ الیقین وطمانیۃ القلب (مدارک ج ۲ ص ۲۳۱) **۸۶** یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے مکہ مکرمہ میں ایک رومی غلام بلعام نامی رہتا تھا یہ اسلام لا چکا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ الخ یہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبث باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف، شستہ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجمی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشرکین کا یہ طعن کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض ازراہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت معقول دیا گیا۔ **۸۷** یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِیْ الخ یہ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افتراء وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اس لئے جھوٹے اور مفتری یہ خود ہی ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر علیہ السلام پر قرآن اپنی طرف سے بنانے کا افتراء کرتے ہیں۔ **۸۸** یہ فَاِذَا قَرَاْتَ سے متعلق ہے قرآن مجید کی آیات سے ایمان والوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور انہیں ثبات و استقامت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ ایمان لانے کے بعد شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے پھر جائیں ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور وہ شدید ترین عذاب میں مبتلا

لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ

اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ

بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو **۹۵** اپنی زبانوں کے

الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ

جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان

الْکَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ

باندھو بے شک جو بہتان باندھتے ہیں **۹۶** اللہ پر

لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۠ وَّلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾

ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے

وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ ۚ

اور جو لوگ **۹۷** یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سنا چکے

وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف پھر بات یہ ہے

اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ

کہ تیرا رب **۹۸** ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی نادانی سے پھر توبہ کی اس

بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ

کے پیچھے اور سنوارے اپنے کام سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا ۭ

مہربان ہے ف اصل میں تو ابراہیم تھا **۹۹** راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک طرف ہو کر

وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ ۭ

اور نہ تھا شرک والوں میں **۱۰۰** حق ماننے والا اس کے احسانوں کا

۱۵ ع ۲۱

۸۴ تخویف اخروی ۔ ۸۵ جواب سوال شبہ ۔ ۸۶ تعقیب ذکری ۔ ۸۷ فائدہ ۔ ۸۸ دلیل نقلی ابراہیم علیہ السلام بر نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فعلی

موضح قرآن ف۱ سورۂ انعام میں ذکر ہو چکا ف۲ یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بخشے گئے ف۳ یعنی حلال اور حرام میں اصل ملت ابراہیم ہے اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپ کو حنیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حنیف آں را گویند کہ حج وختنہ وغسل جنابت میکرد باشد واللہ اعلم ۱۲

ہوں گے۔ اور یہ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ سے بھی متعلق ہے اور عہد توڑنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ کفر بعد الاسلام سے عہد اسلام کو توڑنا مراد ہے اس طرح یہ بھی قرینہ ہے کہ وہاں عہد سے عہد ایمان و اسلام مراد ہے عام نہیں۔ مَنْ كَفَرَ الخ شرط ہے اور فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ الخ اس کی جزاء مقدر ہے جس کی تقدیر پر مَنْ شَرَحَ الخ کا جواب دال ہے۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ جزائے مقدر کے مضمون سے مستثنیٰ ہے وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ الخ ماقبل سے استدراک ہے اور فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ الخ مَنْ شَرَحَ کا جواب ہے۔ (مدارک، روح، بحر) یعنی جس شخص نے ایمان لانے کے بعد عہد اسلام کو توڑ دیا اور رسنہ سے کلمۂ کفر کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے البتہ جس شخص کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر اس سے کلمۂ کفر کہلوایا جائے مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ غضب الٰہی سے مستثنیٰ ہے البتہ جس نے شرح صدر کے ساتھ اور کفر کو صحیح سمجھ کر اس کا اقرار کیا ہو اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کے لئے شدید ترین عذاب ہے۔ **۸۹** شرح صدر کے ساتھ کفر کو قبول کرنے پر یہ سزا اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور بوجہ عناد انہیں ہدایت کی توفیق کبھی نصیب نہ ہوگی۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ الخ ان کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے کے لئے دل، سننے کے لئے کان، اور دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں مگر انہوں نے ان سے کام نہ لیا اور ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اور ان کی ہدایت کی توفیق سلب کر لی۔ یہ لوگ وسائل علم کو استعمال نہ کرنے کی بنا پر حق سے بالکلیہ غافل ہیں اور آخرت میں ان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے **۹۰** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے اور یہ مہاجرین اور مجاہدین کیلئے بشارت اخروی ہے۔ یعنی اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ جن لوگوں نے محض دین حق کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں اور وطن سے بے وطن ہوئے، اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ ان کے حق میں بڑا ہی مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ **۹۱** یہ ظرف غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سے متعلق ہے۔ نصب على الظرفية برحيم (روح ج ۱۴ ص ۲۴۷) اور يَوْمَ سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت کے دن جب کہ ہر شخص اپنی نجات کے لئے کوشش کر رہا ہوگا اور اپنے دفاع میں مصروف ہوگا اور جس دن ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزاء و سزا دی جائے گی اور کسی پر بھی ظلم نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ مہاجرین و مجاہدین فی سبیل اللہ پر نہایت مہربان ہوگا۔ **۹۲** قرآن مجید میں لفظ مثل چار معنوں میں آیا ہے۔ کہانی، صفت، شئی عجیب اور عبرت یہاں آخری معنی مراد ہے۔ لغت میں

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی ہم نے اس کو دنیا میں

حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے ف۱ پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو ۸۹

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا

کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں ف۲ ہفتے

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

کا دن جو مقرر کیا ۹۰ سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کریگا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى

ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف۳ ف۴ بلا اپنے

سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ

رب کی راہ پر ۹۱ پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس

هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ

طرح بہتر ہو تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو بھول گیا اس کی راہ اور وہی

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ

بہتر جانتا ہے ان کو جو راہ پر ہیں ف۵ اور اگر ۹۲ بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی

بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ

جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو ف۶ اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے

اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

ع ۱۶ / ۲۲

مزید بیان دعوی نفی شرک کا اعتقادی و ترک قتال ۱۲ ۔ جواب سوال مقدر

تعلیم طریق تبلیغ

تسلی برائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ دنیا کی خوبی آسودگی اور قبولیت سارے جہان میں ف۲ یعنی درمیان میں یہود و نصاریٰ کو موافق ان کے حال کے اور حکم بھی ہوئے آخر پیغمبر پھر اسی ملت پر آئے ف۳ یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ف۴ الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قضیہ نہ بڑھے ف۵ پہلے جو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بری نہیں پر صبر اور بہتر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی یہود بحث میکردند در شنبہ طائفہ گفتند کہ خدا تعالیٰ روز شنبہ از خلق فارغ شد پس در شنبہ عبادت باید کرد و طائفہ سکوت کردند خدا تعالیٰ تعظیم روز شنبہ باین سبب بر ایشان واجب گردانید واللہ اعلم ۱۲۔

صرف پہلے دو معنوں میں مستعمل ہے۔ ضَرَبَ بمعنی جَعَلَ، قَرْيَةً مع صفت جعل کا مفعول اول مؤخر مَثَلًا مفعول ثانی مقدم یعنی کر دیا اللہ نے مکہ کو جائے عبرت جس کے اہل بڑے مالدار اور خوشحال تھے پھر شرک کی وجہ سے ان پر قحط کا عذاب پڑا اور رزق تنگ ہو گیا۔ یہاں سے وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک سورت کی ابتداء یعنی اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے متعلق ہے ابتدائے سورت میں مشرکین مکہ سے فرمایا جلدی نہ کرو بس میرا عذاب آیا ہی سمجھو یہاں فرمایا ہم نے مکہ والوں پر عذاب ڈال دیا۔ قَرْيَةً سے مکہ مکرمہ مراد ہے پہلے اہل مکہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے میوے، پھل اور غذائی اجناس فراوانی کے ساتھ ان کے پاس پہنچتی تھیں مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کا پیغمبر جو پیغام توحید لے کر ان کے پاس آیا اس کی تکذیب کی اللہ کے پیغمبر نے انہیں غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا سمجھ کر مشکلات میں پکارنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان پر قحط مسلط کر دیا۔ جو سات برس رہا۔ اس دوران میں مشرکین اس حد کو پہنچ گئے کہ اگر انہیں کہیں کتے کا مردار اور گوبر مل جاتا تو اسے بھی خوشگوار طعام کی طرح چٹ کر جاتے۔ لَمَّا ابتلوا بالجوع سبع سنین وقطع العرب عنهم المیرۃ بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکلوا العظام المحرقۃ والجیفۃ والکلاب المیتۃ والجلود والعھن بالوبر یعالج بالدم (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۵) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مشرکین قریش پر بد دعا کی تھی کہ اے اللہ ان پر اپنی گرفت سخت کر دے اور قحط مصر کی طرح ان پر قحط مسلط کر دے اَللّٰهُمَّ اشدد وطأتك علی مضر واجعلها علیهم سنین کسنی یوسف (روح ج ۱۴ ص ۲۴۲) مشرکین مکہ جب بے بسی اور بیچارگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو ابو سفیان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلہ رحم اور قرابت کا واسطہ دیا کہ صلہ رحمی اور عفو و درگذر کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی یہ قوم تو ہلاک ہو رہی ہے اس پر آپ نے بتقاضائے شفقت و رحمت ان ظالموں کے لئے دعا کی اور لوگوں کو آگے غلہ پاس لے جانے کی بھی اجازت دیدی۔ (قرطبی)۔ مکہ میں قحط پڑنے کا واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا۔ یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصۂ دوم — نفیِ شرکِ فعلی

اس حصہ میں شرکِ فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے۔ تحریماتِ غیر اللہ اور نذرِ غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہٰذا اب فَكُلُوْا سے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذریں ماننے سے بھی باز آجاؤ۔ اس میں تحریماتِ غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال وطیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بحیرہ، سائبہ وغیرہ نہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورۂ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ ۱۲۷ ص ۲۹۸ یہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارا۔ معبودانِ باطلہ کی تحریمات کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجالاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذریں دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ **۹۴** اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے مردار، دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون)، خنزیر اور نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ بقرہ حاشیہ ۱۴۷ ص ۲۱ ۔ **۹۵** یہ ماقبل پر متفرع ہے بطور لف ونشر غیر مرتب هٰذَا حَلٰلٌ یہ نذر غیر اللہ پر اور هٰذَا حَرَامٌ تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم وتحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے کیونکہ تحلیل وتحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریم انما ھو للہ عز وجل ولیس لاحد ان یقول او یصرح بھذا فی عین من الاعیان الا ان یکون الباری تعالیٰ یخبر بذلك عنہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۶) لہٰذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بتاتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

مشرکین نے اپنی طرف سے محرمات اور محللات میں اضافہ کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے شدید انکار فرمایا۔ انھم کانوا یحرمون البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام وکانوا یقولون مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا فقد زادوا فی المحرمات وزادوا ایضاً فی المحللات وذلك لانھم حللوا المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ تعالیٰ فاللہ تعالیٰ بین ان المحرمات ھی ھٰذہ الاربعۃ وبین ان الاشیاء التی یقولون ان ھٰذا حلال وھٰذا حرام کذب وافتراء علی اللہ (کبیر ج ۵ ص ۵۳۰) **۹۶** اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ تا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو اللہ پر افتراء کرتے اور خواہش نفس سے از خود تحریمات کرتے ہیں وہ آخرت میں فلاح نہیں پائیں گے اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ **۹۷** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو پھر یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں۔ یہود پر اونٹ کا گوشت حرام تھا اور یہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام سب اونٹ ہی کی قسمیں ہیں۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ چیزیں اصل میں تھیں تو حلال مگر ہم نے یہود کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے یہ جانور ان پر حرام کر دیئے۔ مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ سے سورۂ انعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الآیۃ (انعام ع ۱۸) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ الخ اور یہ حلال چیزیں ان پر حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ یہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا ہے جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور سورۂ نساء (ع ۲۲) میں فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ **۹۸** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی پھر یہ بات بھی سن لو اور یہ بھی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے متعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مشرکین مکہ کو عذاب سے بالکلیہ ہلاک نہیں کر دیا بلکہ انہیں سوچنے، سمجھنے اور عبرت پکڑنے کے لئے مزید مہلت دی اس لئے جو لوگ نادانی اور بے سمجھی سے کفر و شرک کرتے رہے ہیں اگر وہ اب بھی یعنی عذاب قحط اٹھ جانے کے بعد بھی صدق دل سے توبہ کر کے دین اسلام قبول کر لیں، کفر و شرک سے باز آجائیں اور اعمال صالحہ بجا لائیں تو اللہ تعالیٰ ایسا

مہربان ہے کہ ان کے تمام سابقہ گناہ معاف کردے گا۔ اَلسُّوْٓءَ سے مراد شرک ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ السوء الشرک قالہ ابن عباس رضؓ (قرطبی ج ١٠ ص١٩٠)۔

خاتمہ

٩٩ۃ جب دونوں حصوں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریق پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمَّۃً بروزن فُعْلَۃ بمعنی مفعول ہے ای ما موماً اور تا مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمَّۃً بمعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس قدر خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عندہ علیہ السلام من الخیر ما کان عند امۃ وھی الجماعۃ الکثیرۃ... وقیل الامۃ ھنا فعلۃ بمعنی مفعول کالرحلۃ بمعنی المرحول الیہ (روح ج ١٤ ص٢٤٩) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قَانِتًا لِّلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حَنِيْفًا تمام باطل دینوں سے منحرف ہو کر صرف دینِ توحید کو ماننے والے۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ہر قسم کا شرک (شرک فی التصرف اور شرک فعلی) کرنے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَبٰىهُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرما لیا اور صراط مستقیم (راہ توحید) کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی۔ وَاٰتَيْنٰهُ الخ دنیا میں ہم نے ان کو یہ رتبہ بلند عطا کیا کہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ **١٠٠ۃ** دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اے مشرکین مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی کروں اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اسے مان لو۔ غیر اللہ کو پکارنا بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے بھی باز آجاؤ۔ **١٠١ۃ** یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملت ابراہیمی کے تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سَبْت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجا لاتے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فیہ علی نبیہم حیث امرھم بالجمعۃ فاختاروا السبت وھم الیھود (روح ج ١٤ ص٢٥٥) حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں فِيْهِ میں فِيْ بمعنی لام اجلیہ ہے ای اختلفوا لاجل تعظیم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا۔ **١٠٢ۃ** نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و محکمہ جن سے دعویٰ خوب واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تخویف و انذار کے ساتھ ترغیب و تبشیر بھی ہو۔ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ (روح و مدارک) آپ دلائل و براہین کے ساتھ نصح و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستہ انداز گفتگو سے دعوتِ توحید پیش کرتے رہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پرواہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ الخ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یعنی انما علیک یا محمد تبلیغ ما ارسلت بہ الیہم ودعائہم بہذہ الطرق الثلاثۃ وھو اعلم بالفریقین الضال والمھتدی فیجازی کل عامل بجملہ (خازن ج ٤ ص١٢٥)۔ **١٠٣ۃ** اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لے لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجر و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ **١٠٤ۃ** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے ضد و عناد پر ڈٹے رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمال صالحہ بجا لائیں یا محسنین سے مخلصین مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام تگ و دو محض رضائے الٰہی کے لئے ہو ای ھو ولی الذین اجتنبوا السیئات وولی العاملین بالطاعات قیل من اتقی فی افعالہ واحسن فی اعمالہ کان اللہ معہ فی احوالہ ومعینہ تصحیح فی المامول وعصمتہ فی المحظور (مدارک ج ٢ ص٢٣٦) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجۂ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لامحالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہو گی۔ لہٰذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت توحید اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

سورۂ نحل میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔

۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ تا ۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ تا ۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ (ع ۲)

۵۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ (ع ۳) } نفی شرک فی العلم۔

۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ط مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔

۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ (ع ۶) ۔ تا ۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ نفی شرک فعلی۔ دیتا خدا ہے لیکن اللہ کے دیئے سے نذریں غیر خدا کی دیتے ہیں۔

۹۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (ع ۸) ۔ تا ۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ (ع ۱۰) نفی شرک فی التصرف۔

۱۰۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا ۔ تا ۔ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تمثیل برائے معبودِ برحق ومعبودِ باطل۔

۱۱۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ع ۱۱) نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔

۱۲۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۔ تا ۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ ۔ تا ۔ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (ع ۱۲) نفی شرک فی التصرف والاختیار۔ مزعومہ سفارشی قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔

۱۴۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۔ تا ۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (ع ۱۵) نفی شرک فعلی۔

۱۵۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً ۔ تا ۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فی التصرف وشرک فعلی۔

۱۶۔ مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دنیوی تخویف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعوی توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ ونقلیہ اور وحی ذکر کر کے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔

۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

(آج بتاریخ ۷ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر ۲۵ منٹ پر سورۂ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید السادات وعلی آلہ وصحبہ مادامت الارض والسموات)

سُورۂ بنی اسرائیل [۱]

ربط : سورۂ بنی اسرائیل کو سورۂ نحل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نحل یعنی شہد کی مکھی الہام الٰہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کارساز ہونے کا پتہ چلتا ہے اس لئے تم یہ بات مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کر کے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب خداوندی سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۔

معنوی ربط : سورۂ نحل میں مشرکین کے مطالبۂ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا ۔ مشرکین ازراہ عناد و استہزاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین قحط میں مبتلا کر دیا جس کا سورہ نحل کی آیت ذیل میں ذکر کیا گیا ۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً الخ (ع ۱۵) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا تاکہ انہیں مشرکانہ اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں ۔ اس کے بعد ان سے قحط کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موقع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور شرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھا لینے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد و عناد اور انکار و جحود پر اڑے رہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہو جائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے ۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (رعد ع ۱)

اب سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا ہم نے تمہیں معجزہ اسراء دکھا دیا ہے ۔ اگر یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہیں مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے کیونکہ معجزات تخویف کیلئے ہی دکھائے جاتے ہیں اور یہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہیں مانتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ قوم ثمود نے معجزۂ ناقہ دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور قوم فرعون نے معجزۂ عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا ۔

خلاصہ : اس سورت میں معجزۂ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے ۔ معجزۂ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں ۔ ایک وہ جو مسئلہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا ، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تخویف ہے ۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا ۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے ۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ – تا – وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (ع ۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمٰن کہہ کر ۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو ۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو ۔ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں ۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ میں پکار کا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکار تاکہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکار تاکہ صحابہؓ کو تعلیم ہو جائے ۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ الخ کی دلیل ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو ، اس لئے کہ تمام صفات کارسازی کا مالک وہی ہے ، اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیاتِ توحید دس اور آیاتِ معجزہ پانچ ہیں ۔

آیاتِ توحید | ایک دلیل وحی —— تین دلائل نقلیہ —— چھ دلائلِ عقلیہ

دلیلِ وحی : سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ الخ یہ امر محذوف کا مفعول مطلق ہے ۔ ای سبحوا سبحانًا اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو ۔ اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا کہ مجھے ہر شریک سے پاک سمجھو ۔ تورات میں بھی یہی حکم دیا ۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے ۔

دلائل نقلیہ : (۱) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ — تا — اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا (ع ۱) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب (تورات) نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا ۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بناؤ ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو ۔

(۲) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ — تا — كَانَ مَحْذُوْرًا (ع ۶) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دور کر سکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ۔

(۳) دلیل نقلی از علماءِ اہل کتاب اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ — تا — وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (ع ۱۲) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لا چکے ہیں ۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرتے اور اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہیں تو یہ بھی قرآن ، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے ۔

دلائل عقلیہ : (۱) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو ۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی وحی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے ۔

(۲) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ — تا — وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (ع ۲) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے ۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے ۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبر سب کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پکار کے

لائق بھی وہی ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ ۔ تا ۔ خَبِيْرًا بَصِيْرًا (ع ۳) توحید پر تیسری عقلی دلیل۔ رزق اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ زمین و آسمان سے روزی کے اسباب وہی مہیا کرتا ہے اور تمام انواع و اقسام رزق وہی پیدا کرتا ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے اور بھر خبیر و بصیر یعنی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی وہی ہے۔ لہٰذا اس کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کے نام کی خیرات کرو اور اسی کی رضاجوئی کیلئے نذریں منتیں دو اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔

(۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو بیشک بڑی فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے لیکن سب کچھ جاننا ساری مخلوق کے تمام حالات سے باخبر رہنا، مخلوق سے مصائب و مضرات دفع کرنا اور ان کی حاجات و مشکلات میں کام آنا ان کے بس میں نہیں۔ یہ صفات کارسازی ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ ۔ تا ۔ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (ع ۷) دریاؤں اور سمندروں کی خوفناک لہروں میں سے کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سلامت گذار کر کنارے لگانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کی واضح دلیل ہے۔ لہٰذا اس قادر و رحیم کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں۔

(۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ ۔ تا ۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (ع ۱۸) اس آیت میں خطاب تمام مخلوق سے ہے خواہ انسان ہوں یا فرشتے یا جن۔ اے انسانو، فرشتو اور جنو! اگر رحمت خداوندی کے خزانے تمہارے قبضہ و تصرف میں دے دیئے جائیں تو تم بخل سے کام لینے لگو گے اور مخلوق خدا کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچا سکو گے اس لئے اللہ کے سوا کوئی جگ داتا اور کارساز نہیں۔

آیاتِ معجزہ یا آیاتِ تخویف

ان سے مقصود یہ ہے کہ اگر معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ آیات معجزہ پانچ ہیں۔

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى الخ (ع ۱) معجزۂ اسراء اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا اعجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔ مشرکین مکہ اب اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانیں گے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ الخ معجزۂ اسراء کی طرح قرآن مجید بھی ایک معجزہ ہے اور یہ قرآن بھی اسی مسئلہ توحید کو بیان کرتا ہے جس کی تائید کے لئے معجزۂ اسراء ظاہر کیا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ الخ (ع ۶) ہم معاندین کے منہ مانگے معجزے اس لئے ظاہر نہیں کرتے کہ مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد مہلت نہیں دی جاتی بلکہ فوراً عذاب سے منکرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے چنانچہ قوم ثمود کو ان کا مطلوبہ معجزہ دیا گیا مگر پھر بھی انہوں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ الخ یہ معجزۂ معراج بھی ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں، ان کے معبودان باطلہ کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کر لیتے تو وہ آپ کو جان و دل سے دوست بنا لیتے۔ مشرکین نے تو راہ راست سے ہٹانے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ان کی باطل آرزو کی طرف آپ کو ذرا سا بھی جھکنے نہیں دیا۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسراء دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں لیکن یاد رکھیں آپ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ ہم ان میں بھی اپنی سنت قدیمہ جاری کریں گے۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں ہماری یہی سنت جاری رہی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں نے جب بھی انہیں اپنے شہر وطن سے نکلنے پر مجبور کیا تو ان کے بعد ان قوموں کو بھی وہاں ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔

(۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى الخ (ع ۱۱) جس طرح پہلی قوموں کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے معجزات باہرہ دیکھ کر پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور مسئلہ توحید کو تسلیم نہ کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی معجزات دیکر قوم فرعون کے پاس بھیجا تو قوم فرعون نے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ پیغام توحید نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔ اب معجزۂ اسراء کے بعد اگر مشرکین مکہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام توحید نہ مانا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

معجزۂ اسراء دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ توحید نہ ماننے پر چونکہ عذاب کی تخویف سنائی گئی اس لئے رکوع ۳ و ۴ میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ امر اول وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں ذکر کیا گیا اور وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ تا ۔ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا میں امر ثانی کا ذکر کیا گیا اور وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ۔ تا ۔ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا میں امر ثالث کا ذکر کیا گیا۔ مسئلہ توحید کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کے شروع میں اور پھر آخر میں بڑی شدت کے ساتھ شرک سے منع کیا گیا۔ امور ثلاثہ کے شروع میں فرمایا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور آخر میں فرمایا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

درمیان میں طریق تبلیغ کی تعلیم فرما دی کہ تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور سخت کلامی نہ کرو کیونکہ شیطان معمولی باتوں سے لوگوں کو بھڑکا کر انکے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر دیتا ہے وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ شیطان چونکہ انسان کا پرانا دشمن ہے اس لئے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا الخ میں قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے بنی آدم کو اس کے مکر و فریب سے آگاہ کیا گیا۔ معجزۂ اسراء اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ اسے دیکھ کر تم مسئلہ توحید مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا۔ مبادا وہ مکر و فریب سے تمہارے دلوں میں شبہات ڈال کر تمہیں مسئلہ توحید سے متنفر کر دے۔

معجزۂ اسراء کے بعد مشرکین ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ میں امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا تاکہ مصائب پر صبر و استقامت کی صفت پیدا ہو کیونکہ نماز سے صبر و استقامت اور رجوع الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں نیز رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ دل مطمئن رہے۔ اور ساتھ ہی ہجرت کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے مکہ سے نکلنا رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ اس کے علاوہ سورت میں حسب مواقع بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

مختصر خلاصہ

عذابِ قحط ہم نے اٹھالیا ہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزۂ اسرا ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئیے جاؤ گے۔ معجزۂ اسرا چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ اول آیات توحید دوم آیاتِ معجزہ۔ سورت کا دعویٰ جس کے لئے معجزۂ اسرا ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل سے مذکور ہے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ یعنی حاجات میں جب بھی پکارو، صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ الخ پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ دلیل ماقبل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کارسازی کا مالک ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

آیات توحید

ایک دلیل وحی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ سے ذکر کی گئی۔

دلائل نقلیہ

دلائل نقلیہ تین ہیں اول شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ دوم درمیان میں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ الخ سوم آخر میں علماء اہل کتاب سے اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ (۱۲۶)

دلائل عقلیہ

دلائل عقلیہ چھ ہیں۔ (۱) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا وہی ہے۔ (۲) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ سارا نظام شمسی اللہ کے تصرف میں ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ (۳۶) تمام کارازق چونکہ وہی ہے اس لئے وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے۔ (۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۶۲) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ (۵) رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ (۶۷) سمندروں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی کے تکوینی احکام نافذ ہیں لہٰذا خشکی میں بھی وہی حاکم و متصرف ہے۔ (۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ الخ (۱۰) ساری کائنات کا رب اور جگ داتا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے۔

آیات معجزہ

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی الخ مسئلہ توحید کی خاطر معجزۂ اسرا پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئیے جاؤ گے۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ معجزہ اسرا کی طرح قرآن بھی ایک معجزہ ہے اور اس میں وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کے لئے معجزۂ اسرا دکھایا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (۶۶) منہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد نہ ماننے پر فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ آپ کو اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ نرم کرلیں مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ میں ان کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسرا کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں

(بقیہ تحقیق مسئلہ وسیلہ)

البتہ بحرمت فلان دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔

اگر بحرمت فلاں کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سنتے ہیں اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں۔ اور اگر اس کا عقیدہ شرکیہ نہ ہو اور اس کی تمام کتابیں تردید شرک و بدعت سے پُر ہوں اور اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آگئے ہوں تو ان کی توجیہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی وجہ سے معاف کردے۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کرے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیشن جج سے کہہ دے میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کردیں۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمالِ صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران میں واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ اور سورہ انعام میں پارہ ساتواں پہلے صفحہ میں ہے یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاھدین ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اس طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل شہید اور مجدد الف ثانی وغیرہم۔ پس ایسے بزرگانِ دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کردی گئی ہے لہٰذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی عبادت سے خالی ہیں ــــــ ہذا تحقیق شیخی و سندی مولانا حسین علی مرحوم

رک سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کرنیوالے خود بھی وہاں نہیں رہ سکتے (۵) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی الخ (ع ۱۲) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہم نے معجزات دے کر بھیجا قوم نے انکار کیا تو اسے غرق کر دیا گیا۔ معجزہ اسراء کے بعد مشرکین مکہ نے بھی نہ مانا تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ (ع ۴۶) ــ تا ــ عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْھًا (ع ۴) میں دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ مسئلہ توحید کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کو بیان سے پہلے اور آخر میں صراحۃً شرک سے منع کیا گیا۔ وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (ع ۶) میں طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی

سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

ل سورہ بنی اسرائیل مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ② ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ③ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ④ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىھُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو چڑھا لیا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ حق ماننے والا اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کروگے ملک میں دو بار اور سرکشی کروگے بڑی سرکشی پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

ربط: ۱ دعویٰ توحید و دلیل وحی — ۲ پہلی بار و دلیل — بیان توحید — ۳ معجزہ — ۴ بعد انکار معجزہ — ۵ معراج — ۶ پہلی عقلی و دلیل — ۷ پہلی نقلی و دلیل — شکر گزاری کا نمونہ — تخویف دنیوی کا نمونہ

کہ نرمی سے دعوت توحید پیش کرو درشتی سے کام نہ لو۔ پھر وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا (ع ۸) سے قصۂ آدم و ابلیس بیان کر کے متنبہ کیا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے معجزہ اسراء کے بعد بھی یہ تمہیں مسئلہ توحید سے روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس کے فریب سے خبردار رہو۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ الخ (ع ۹) امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معجزۂ اسراء کے بعد مشرکین مسئلہ توحید ماننے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے آپ صبر و استقامت کے لئے نماز قائم کریں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہیں۔ اور بوقت ہجرت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ ۹ اس آیت میں معجزۂ اسراء کا ذکر ہے۔ معجزۂ اسراء یعنی معجزۂ معراج کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ روحانی تھا کہ جسمانی۔ بعض صحابہؓ اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر خواب میں کرائی گئی اور تمام ملکوت کا آپ نے حالت خواب میں مشاہدہ فرمایا۔ لیکن جمہور صحابہؓ اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بجسد عنصری تھا اور حالت بیداری میں تھا۔ مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے لے کر ساتوں آسمانوں کے اوپر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو عجائب ملکوت کا بجسد عنصری بحالت بیداری بچشم سر مشاہدہ کرایا۔ وذھب معظم السلف والمسلمین الی انہ کان اسراء بالجسد وفی الیقظۃ الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۵) والاصح بل الصحیح ان الاسراء فی الیقظۃ بعد البعثۃ مرۃ واحدۃ الخ (جامع البیان ص ۲۴۱) معراج کے دو حصے ہیں ایک مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک دوم مسجد اقصیٰ سے لے کر الیٰ ماشاء اللہ معراج کا پہلا حصہ یہاں مذکور ہے اور دوسرا حصہ سورۃ النجم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دونوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر جمہور کا قول یہی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ وانہ رکب البراق بمکۃ ووصل الی بیت المقدس وصلے فیہ ثم اسری بجسدہ الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین مکہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورۂ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ

موضح قرآن ف حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکے سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی خدا تعالیٰ در شب معراج پیش از صعود بر آسمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد المقدس رسانید ۱۲۔

لائے بلکہ معجزہ کا مطالبہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج ظاہر کر کے ان کو ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا کہ اگر اس کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے چنانچہ جنگ بدر کبریٰ میں ان منکرین کو قتل کر دیا گیا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ الخ سُبْحَانًا تَسْبِیْحًا کے معنوں میں ہے، اور وہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای سبحوا سبحانًا الذی الخ یعنی ہر عیب سے پاک سمجھو جس طرح کہ پاک سمجھنے کا حق ہے اس ذات پاک کو جس نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو سیر کرائی۔ تسبیح کے معنی ہر عیب اور برائی سے پاک اور منزہ کہنے کے ہیں ومعناہ التنزیہ والبراءۃ للّٰہ عزو جل من کل نقص الخ (قرطبی ج۱۰ ص۲۰۳) شرک ایک بہت بڑا عیب ہے جو ذات باری تعالیٰ کے لائق نہیں اور اس کی ذات اس سے پاک ہے جیسا کہ فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اور سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اسی طرح اس میں دعویٰ سورت کا ذکر ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ نیز یہ دلیل وحی ہے یعنی میں تمہیں اللہ کی وحی سنا رہا ہوں کہ اللہ کو شرک سے پاک سمجھو یہ پہلی آیت معجزہ بھی ہے جس میں معجزۂ معراج کا ذکر کیا گیا ہے آیات معجزہ سے مقصود تخویف ہے یعنی اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ ف۳ عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ واقعہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا شرف ہے جو کسی اور پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ایسے نام یعنی عبد سے یاد فرمایا جو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔ قال العلماء لو کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسم اشرف منہ لسماہ بہ فی تلک الحالۃ العلیۃ (قرطبی ج۱۰ ص۲۰۵) نیز آپ کی امت کو تواضع کا سبق دینا تھا اور یہ بتانا تھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بایں شرف و اعزاز اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں اور صفت بندگی کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لَیْلًا کی تنکیر تقلیل کے لئے ہے یعنی ہم نے رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندے کو سیر کرائی۔ ف۴ لام عاقبت کے لئے ہے۔ اور مِنْ اٰیٰتِنَا سے وہ عجائب قدرت مراد ہیں جو آپ کو اس سیر کے دوران میں دکھائے گئے۔ من عجائب قدرتنا وقد رأی ھناک الانبیاء والاٰیات الکبریٰ (معالم ج۴ ص۱۲۵)

حضرت شیخ رح فرماتے ہیں کہ مِنْ اٰیٰتِنَا سے مشرکین کی ہلاکت مراد ہے یعنی ہم یہ عظیم معجزۂ معراج اپنے بندۂ خاص کو اس لئے دکھایا تاکہ اس کے بعد اگر مشرکین مکہ مسئلہ توحید کا انکار کریں تو ہم ان معاندین کی ہلاکت میں آپ کو اپنی قدرت کا ایک عظیم اور حیرت انگیز نشان دکھائیں۔ چنانچہ

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ

اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

الدِّیَارِ ۭ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ

کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا ف۱ پھر ہم نے پھیر دی تمہاری

الْکَرَّۃَ عَلَیْھِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَ

باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ﴿۶﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

اس سے زیادہ کر دیا تھا تمہارا لشکر ف۲ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لِاَنْفُسِکُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ

اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا ف۳ وعدہ

الْاٰخِرَۃِ لِیَسُوْۗءٗا وُجُوْھَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

دوسرا بھیجے اور بندے کہ اداس کر دیں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں

کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ﴿۷﴾

جیسے گھس گئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں ف۴ جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ

بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے

وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّ

اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ ف۵ ف۶ بیشک

ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ

یہ قرآن ف۷ بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ

ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے

وقف لازم — دوسری آیت معجزہ — بشارت اخروی

موضح قرآن ف۱ توراۃ میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ پکڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھیر کر دے، اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے، یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ دایں وعدہ متحقق شد بتسلط جالوت بادشاہ عمالقہ ۱۲ ف۲ وایں معنی در خلافت حضرت داؤد ظاہر شد ۱۲ ف۳ دایں وعدہ متحقق شد وقتیکہ حضرت یحییٰ را کشتند پس بخت نصر را مسلط ساخت ۱۲ ف۴ وایشان عود کردند بفساد و تکذیب حضرت پیغامبر ما و جنگ کردند با او پس خدا تعالیٰ عود فرمود در تعذیب ایشان بقتل و اسر و جزیہ ۱۲۔

جب مشرکین نے معجزۂ اسراء کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں بے ساز و سامان مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کے مسلح اور کئی گنا بڑے لشکر کو ذلت و خواری کے ساتھ معجزانہ طور پر شکست دی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَىٰ (طٰہٰ ع۲) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دیا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ اس کے بعد اس مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ عصا اور ید بیضا عطا فرمایا کہ قوم فرعون کے سامنے مسئلہ توحید پیش کرو، اپنی سچائی اور مسئلہ کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے یہ معجزات دکھاؤ۔ اگر انہوں نے ان معجزات کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو ہم فرعون اور اس کی قوم کو آپ کے سامنے اس طرح ہلاک کریں گے کہ ان کی ہلاکت بھی ہماری قدرت کا ایک عجیب کرشمہ اور اعجاز ہوگی چنانچہ قوم فرعون کو سمندر کے خشک راستوں میں، جو بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے معجزانہ طور پر بنائے گئے تھے، داخل کر کے ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے صبح اٹھ کر واقعہ معراج کا پہلا حصہ مشرکین کے سامنے بیان کیا کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آگیا ہوں تو سب نے تعجب کیا اور نہ مانا۔ مشرکین میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابوبکرؓ کیا اب بھی محمدؐ کو مانو گے؟ فرمایا بات کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا اس میں کونسی تعجب کی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے ہم تو آپ کی آسمانوں والی باتیں مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں گے۔ مشرکین نے آزمائش کے لئے آپ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں اس سے آپ کو بہت غم ہوا کیونکہ آپ بیت المقدس کی نشانیاں یاد کرنے کے لئے تو وہاں نہیں گئے تھے جو لوگ سالہا سال کسی جگہ رہیں اس جگہ کی ساری علامتیں تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے حاضر کر کے آپ کا غم دور فرما دیا۔ چنانچہ مشرکین نے جو بات پوچھی آپ نے صحیح بتا دی۔ راستہ میں آپ کو جو قافلے ملے ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا وہ بھی بالکل درست ثابت ہوا (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۲۷–۱۲۸) مگر ان تمام باتوں کے باوجود مشرکین مکہ نے اس اعجاز قدرت کو جادو کہہ کر رد کر دیا اور نہ مانا آخر جنگ بدر میں عذاب قتل سے ہلاک کئے گئے۔ ۵ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے ھو ضمیر فصل اور خبر کا معرفہ ہونا افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور وہی سب کچھ دیکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا نہیں لہٰذا عبادت میں، دعاء اور پکار میں اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ انه ھو السمیع لاقوال جمیع خلقه البصیر بافعالهم (خازن ج۴ ص۱۲۵) ۶ توحید پر پہلی نقلی دلیل۔ اس میں دعوی توحید پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات سے نقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ فرمایا ہم

أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ ع وَيَدْعُ الْإِنسَانُ

ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب دردناک اور مانگتا ہے آدمی ۱۳ف

بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ

برائی ف۱ جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان

عَجُولًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ

جلد باز ف۲ اور ہم نے بنائے رات اور دن کو دو نمونے

فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو

لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ

تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور تاکہ معلوم کرو گنتی

السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾

برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر ف۲

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ

اور جو آدمی ہے ف۱۵ لگا دی ہے ہم نے اسی کی بُری قسمت اس کی گردن سے اور نکال دکھاوینگے

لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾

اس کو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی ف۳

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

پڑھلے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا

حَسِيبًا ﴿١٤﴾ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ

حساب لینے والا جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو

موضح قرآن ف۱ یعنی گھبرایا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں قبول نہیں ہوتی، اور اس کی دعا بعضی اس کے حق میں بُری ہے۔ اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو، سو ہر طرح اللہ بہتر دانا ہے، چاہئے کہ اسی کی رضا پر شاکر رہے۔ ف۲ گھبرانے سے فائدہ نہیں، ہر چیز کا وقت و اندازہ مقرر ہے، جیسے رات اور دن، کسی کے گھبرانے۔ اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ ہی صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونہ اسی کی قدرت کا ہے۔ ف۳ یعنی بُری قسمت کے ساتھ بُرے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آویں گے قیامت میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حالت تنگدلی بر خود و اولاد و خود دعائی بد میکند ۱۲۔

نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا اس میں ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ وَكِيلًا کارساز، تمام کاموں میں جس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے معاملات جس کے سپرد کئے جائیں ای ربا تکلون الیہ امورکم الیہ (کبیر ج ۵ ص۵۴۳) ای ربا تکلون الیہ امورکم (مدارک ج ۲ ص۲۳۷) ربًّا یتوکلون علیہ فی امورھم (قرطبی ج ۱۰ ص۲۱۲) وقال الشیخ (روح اللہ روحہ) ای لا تعبدوا الا اللہ ولا تدعوا غیرہ فی الحوائج غائبًا اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز مت بناؤ تو اس سے دعویٰ سورت کی سچائی واضح اور ثابت ہوگئی۔ ے یہ منادیٰ ہے اور اس سے قبل حرف ندا محذوف ہے۔ ای یا ذریۃ الخ اس کا مقصود بالندا محذوف ای اشکروا یعنی اے اولاد نوح شکر گذار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکر گذار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکر گذار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوح شکور اور موحد بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کروگے تو قوم نوح کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کونوا موحدین شاکرین لنعم اللہ مقتدین بنوح الذی انتم ذریۃ من حمل معہ (بحر ج ۶ ص۷) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا، کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہو جاتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِيْ الخ میں فرمایا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزۂ اسراء دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی یہی تعلیم ہے لہٰذا اے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو مان لو جو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ۸ تخویف دنیوی کا

تخویف دنیوی ۱۲

مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ۱۲

وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی برے کو اور کسی پر نہیں پڑتا

وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ

بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا ٹلہ جب تک نہ بھیجیں

رَسُولًا ﴿١٥﴾ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا

کوئی رسول ف اور جب ٹلہ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیجا یا

مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

اس کے عیش کرنیوالوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہوگئی ان پر بات

فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ

پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرن

مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ

نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ

خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿١٧﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ

جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو ٹلہ پہلا گھر

عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے

لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ

اس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اس میں اپنی برائی سن کر دھکیلا جا کر اور جس نے

أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے

فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُمِدُّ

سو ایسوں کی دوڑ ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں

ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شر و فساد بپا کروگے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انعام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین مکہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزۂ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کروگے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ الخ فساد فی الارض سے احکام تورات کی مخالفت مراد ہے یرید المعاصی وخلاف احکام التوراۃ (کبیر ج ۵ ص۵۴۶) ۹ پہلی بار جب بنی اسرائیل نے احکام تورات کی مخالفت کی، توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے، محرمات کو حلال کر ڈالا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر مجوسی بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے

موضح قرآن ف یعنی برے عمل آفت لاتے ہیں۔ پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔

یاسنر ہزار اسرائیلی قتل کر دیئے۔ باقیوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور بیت المقدس کو مسمار کر دیا۔ فَجَاسُوْا - یعنی بخت نصر کا لشکر اسرائیلیوں کے گھروں کے اندر گھس گیا اور خوب خون خرابہ کیا (کبیر)۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ الخ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے تمہیں غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد میں برکت دی اور تمہاری تعداد میں خوب اضافہ کیا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ الخ اب اگر تم نیک کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر برے کام کرو گے تو ان کی سزا بھی تم ہی بھگتو گے۔ فلھا ای فعلیھا اساءتھا (خازن)۔ ۱۱ دوسری بار جب بنی اسرائیل نے شر و فساد بپا کیا، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فردوس شاہِ بابل کو ان پر مسلط کر دیا جس نے لشکر بھیج کر

هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ

اِن کو اور اُن کو ۹ تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا

بخشش کسی نے نہیں روک لی دیکھ ۱۰ کیسا بڑھا دیا ہم نے

بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ

ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں

وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

اور بڑی فضیلت مت ٹھہرا ۱۱ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع وَقَضٰى رَبُّكَ

پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر اور حکم کر چکا تیرا رب

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ

کہ نہ پوجو ۱۲ اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ۱۳

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا

اگر پہنچ جائے تیرے سامنے ۱۴ بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا

تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے

قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ

بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر

مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ

نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو

صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ

چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

بخت نصر کی طرح بنی اسرائیل میں خون خرابہ کیا (قرطبی)۔ لِيَسُوْٓءُا مقدر کے متعلق ہے ای بعثنا علیکم عبادا لنا لیسوءُا الخ ۱۲ اس کے بعد اگر تم ٹھیک راہ پر چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے گا اور تمہیں دنیا میں اقتدار اور غلبہ دے گا لیکن اگر پھر تم نے راہ فساد اختیار کی تو پھر دنیا میں ویسا ہی عذاب دیں گے اور آخرت میں جہنم میں قید کئے جاؤ گے۔ یہ یہودی کب باز آنے والے تھے چنانچہ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ پر جادو کرنے کی کوشش کی اور کھانے میں آپ کو زہر دیا تو دنیا میں یہ سزا ملی کہ کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور باقیوں نے ذلت سے جزیہ دینا قبول کیا۔ وعاد بنو قریظۃ وبنو النضیر واشباھہم فارادوا قتل النبی صلے اللہ علیہ وسلم وسحروہ وجعلوا السم فی طعامہ وحاربوہ فعاد اللہ علیہم بالانتقام فقتل بنی قریظۃ واجلی بنی النضیر وضرب علیہم الجزیۃ یؤدونھا عن ید وھم صاغرون (مظہری ج ۵ ص ۴۰۸)۔ ۱۳ یہ دوسری آیت معجزہ ہے معجزہ اسراء کی طرح یہ قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس میں وہی مسئلہ توحید کھول کر بیان کیا گیا جس کی خاطر معجزۂ اسراء دکھایا گیا۔ لہٰذا اب مسئلہ توحید پر ایمان نہیں لاؤ گے تو سخت ترین عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے اور اگر مان لو گے اور اس کے مطابق عمل بھی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ اس طرح یہ آیت دعویٰ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی اور دعویٰ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بشارت اور وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ تخویف ہے۔ ۱۴ شکویٰ ہے، معجزۂ اسراء دکھایا گیا تاکہ مشرکین مسئلہ توحید مان لیں ورنہ اللہ کا عذاب آئے گا مگر وہ کیسے احمق اور عجلت پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الٹا کہتے ہیں لاؤ ناں وہ عذاب۔ اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاءہ منصوب بنزع الخافض ای کدعاءہ انسان سے کافر انسان مراد ہے کہ وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہئے جیسا کہ نضر بن حارث کے بارے میں ابن عباس رض سے منقول ہے اس نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن، مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ھو النضر بن الحارث قال اللّٰھم ان کان ھٰذا ھو الحق من عندک الاٰیۃ فاجیب فضربت عنقہ صبرا (مدارک)۔ انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آنے کا مطالبہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔ ۱۵ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا۔ رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمد و رفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات

دن کا نظام ہمارے اپنے قبضہ و تصرف میں ہے جو ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل ہے۔ ای علامتین علی وحدانیتنا و وجودنا وکمال علمنا وقدرتنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۲۷) یہ تمام چیزیں ہم ہی نے تمہارے نفع کے لئے پیدا کی ہیں ہمارے سوا کوئی اور خالق نہیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ تو پھر اوروں کو کیوں کارساز سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہو؟ ف۱۵ یہ تخویف اخروی ہے۔ طٰئرہ اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرے گا۔ مَنِ اهْتَدٰى الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں

إِنْ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ

اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ

بخشتا ہے ف۱ اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ

اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا ف۲ بے شک

الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ ۖ وَكَانَ

اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور

الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ

شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر ف۳ اور اگر کبھی تغافل کرے تو

عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ

ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے

لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

ان کو بات نرمی کی ف۴ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

إِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے

مَلُومًا مَحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

الزام کھایا ہوا ف۵ ہارا ہوا ف۶ تیرا رب کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا

جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا

بَصِيرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ

دیکھنے والا ف۷ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

ع ۸ / ۳

نہیں پکڑا جائے گا۔ ف۱۶ تخویف دنیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرلے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجاتے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کر دے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور وحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا) لاقامة الحجة و قطعًا للعذر وفيه دليل على ان ما وجب انما وجب بالسمع لا بالعقل (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۵۳) ف۱۷ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظہ حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سرمست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیدیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کرلیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہوگئے ای امرناهم بالطاعة اعذارا وانذارا وتخويفا و وعيدا ففسقوا اى فخرجوا عن الطاعة عاصين لنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۳) ——— دیکھو لو

موضح قرآن

ف۱ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمادیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے ف۲ یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کرو ف۳ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ف۴ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں امیدوالے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو میٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ ف۵ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ف۶ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تقید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی درصورت بخل ۱۲ ف۲ یعنی درصورت اسراف ۱۲۔

نوح علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی ہی سرکش اور نافرمان قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا مسئلہ توحید کو نہ مانا اور ان معجزات کا انکار کیا۔ اے مشرکین مکہ اگر تم نے یہ معجزات باہرہ اور آیات قاہرہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اقوام سابقہ کے سے انجام کے لئے تیار رہو۔ **۱۸ف** یہ مشرکین کے ایک شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اگر یہ مسئلہ توحید حق ہوتا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت اور یہ انواع و اقسام رزق کیوں دیتا حالانکہ ہم اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دنیا میں ہم عطا اور داد و دہش کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتے۔ دنیا میں روزی سب کو دیتے ہیں خواہ فرمانبردار ہوں خواہ نافرمان۔ ہاں جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دے اور دنیا کا طالب اور خواہشمند ہو تو ہم اس کو دنیا میں دولت دیدیتے ہیں لیکن آخرت میں ذلت، رحمت خدا سے محرومی اور عذاب جہنم کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ بشارت اخروی۔ لیکن جو لوگ آخرت کے متلاشی ہیں اور تلاش آخرت کے جذبہ صادقہ کے تحت وہ نیک اور بھلے کام کر کے آخرت کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں اور ساتھ اللہ کی توحید اور دیگر ضروریات دین پر ان کا ایمان بھی ہے تو ان کی کوشش کامیاب اور بارآور ہوگی۔ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اس کے لئے کما حقہ کوشش کی یعنی اللہ کے اوامر کو بجالایا اور منہیات سے باز رہا اور دین میں اختراع و احداث سے اجتناب کیا۔ ای السعی اللائق بھا وھو الاتیان بما امر والانتھاء عما نھی لا التقرب بما یخترعون بارائھم (ابو السعود ج ۵ ص ۵۶۵) **۱۹ف** طالبانِ دنیا ہوں یا طالبانِ آخرت اللہ کے رزق سے سب اپنا اپنا حصہ پائیں گے دنیا میں رزق سے کوئی بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ **۲۰ف** یہ آخرت کی ترغیب ہے۔ جواب شبہہ کے بعد آخرت کے لئے کوشش کرنے کی ترغیب فرمائی۔ دنیا میں مؤمن و کافر کے درمیان مال و دولت کے اعتبار سے بہت تفاوت و تفاضل ہے مگر یہ کچھ معتبر نہیں اصل فضیلت کا مدار تو درجات آخرت پر ہے اور درجات آخرت اعمال صالحہ سے متعلق ہیں اس لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ درجات آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا میں کافر اگرچہ اکثر اوقات مؤمن سے کثرت دولت میں بازی لے جاتا ہے لیکن درجات آخرت مؤمن کے ساتھ مختص ہیں اور کافر ان سے محروم ہوگا۔ المراد ان الاٰخرۃ اعظم واشرف من الدنیا والمعنی ان المؤمنین یدخلون الجنۃ و الکافرین یدخلون النار فیظھر فضل المؤمنین علی الکافرین (کبیر ج ۵ ص ۵۶۷) **۲۱ف** جواب شبہہ اور ترغیب الی الآخرہ کے بعد دعوی توحید کا اعادہ کیا گیا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کو مارنا

خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ

بڑی خطا ہے ف اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے

فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

بے حیائی اور بری راہ ہے ف۲ اور نہ مارو اس کو

الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَـقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ

تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور ف۳ سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں

اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

اس کو مدد ملتی ہے ف۲ اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے

اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوْفُوْا

مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا

عہد کو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی ف۴ اور پورا بھر دو

الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ

ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا

یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام ف۵ اور نہ پیچھے پڑ جس بات

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل

موضح قرآن **ف۱** کافر بیٹیوں کو مارتے تھے کہ اُن کا خرچ کہاں سے لاویں گے۔ **ف۲** یعنی اگر یہ راہ نکلے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی اور اس کی عورت پر کرے **ف۳** یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، نہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے۔ یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اُس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔ **ف۴** مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اس کے مال کو اگر سنوار دے تو مضائقہ نہیں، اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول قرار صلح کا دیکر بدی کرنی، اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔
ف۵ سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اور اچھا انجام یعنی دغابازی اوّل چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملے نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی حق قصاص ۱۲۔

سے ہے اور مراد ساری مخلوق ہے یا خطاب ہر سامع سے ہے بقاعدۂ خطاب خاص ومراد عام۔ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں میں ایسا ہے۔ والخطاب فی لا تجعل للسامع غیر الرسول وقال الطبری وغیرہ الخطاب لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم والمراد لجمیع الخلق (بحر ج ۶ ص۲۲)، فتقعد مذموما مخذولا تخویف دنیوی یا اخروی ہے اور یہ نہی کا جواب ہے یعنی اگر تو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز اور حاجت روا بنائے گا تو دنیا میں ذلت کے ساتھ کس مپرسی کی زندگی گذارے گا اور جن کو تو نے اپنے مددگار سمجھا ہے وہ تیری مدد نہیں کر سکیں گے (کشاف) یا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ذلیل وخوار اور بے یار ومددگار ہوگا۔ ای لا ناصر لك ولا ولیا (قرطبی ج ۱ ص۲۳۶)

كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ

ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی ف۱ اور مت چل

فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

زمین پر اتراتا ہوا تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ

اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہوکر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب

سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ

میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف۲ یہ ہے ان باتوں میں سے جو

اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ

وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ ٹھہرا

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ

دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دیے تمہارے رب نے بیٹے اور

اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ

اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو

قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

بھاری بات اور پھیر پھیر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں

لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ

تاکہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا کہہ اگر

كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى

ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

ع ۴

دعوی توحید کا تیسری بار ذکر

ربط

من اشرك بالله كان مذموما مخذولا.. لانه لما اثبت شريكا لله تعالى استحق ان يفوض امره الى ذلك الشريك فلما كان ذلك الشريك معدوما بقي بلا ناصر ولا حافظ ولا معين ذلك على الخذلان (کبیر ج ۵ ص۶۶۵) ۲۲ وَقَضٰى رَبُّكَ ــــ تا عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (ع ۳) چونکہ معجزہ اسراء کے بعد انکار توحید پر عذاب الٰہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کر۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہ دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل عقل ونقل اور وحی سے ثابت ہوگیا کہ کارساز اور متصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اس کے سوا کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت بجا نہ لاؤ اور نہ اس کے سوا حاجات ومصائب میں مافوق الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۲۳ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو چار جماعتوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدین دوم باقی تمام رشتہ دار سوم مساکین وغرباء اور چہارم مسافر پردیسی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجاتے ہیں۔ والدین کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق وآداب قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اِحْسَانًا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای احسنوا بالوالدین احسانا (مدارک ج ۲ ص۲۴۷) یعنی والدین کے ساتھ کماحقہٗ احسان کرو، حسن سلوک اور ادب واحترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل بلافصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورۂ لقمان (ع ۲) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ ۲۴ والدین کے حقوق وآداب کی قدرے تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہوجائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا ذرا سی بات سے ان کا دل آزردہ اور دکھی ہوسکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہوگا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کرو جس میں ذرا

موضح قرآن ف۱ یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اُس کا دعویٰ کرکر نہ کہئے کہ یوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی، ف۲ یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا اُن کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا

صاحب عرش کی طرف راہ ۱ وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی

یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ

باتوں سے بے نہایت اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں

السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ

آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں

اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ

جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا

اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

بے شک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا ۲ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن

جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان لوگوں کے جو نہیں مانتے

بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ جَعَلْنَا عَلٰی

آخرت کو ایک پردہ چھپا ہوا ۳ اور ہم رکھتے ہیں ان کے

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

دلوں پر پردہ کہ وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ

وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی

اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ

اپنی پیٹھ پر بدک کر ۱ ہم خوب جانتے ہیں جس واسطے وہ سنتے ہیں

بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤی اِذْ

۲ جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب

بھی تکلیف اور ایذا کا کوئی پہلو نکل سکتا ہو تاکہ اس بڑھاپے میں ان کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ وَلَا تَنْهَرْهُمَا اور ان سے ڈانٹ کر اور جھڑک کر بات مت کرو وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا بلکہ نہایت نرمی اور ادب واحترام کے ساتھ ان سے بات کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا الآیۃ شفقت اور مہربانی سے کنایہ ہے ھٰذہ استعارۃ فی الشفقۃ والرحمۃ بھما (قرطبی ج۱۰ ص۲۴۳) اور والدین کے ساتھ بالکل اسی طرح شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ جس طرح وہ تمہارے ساتھ بچپن میں شفقت اور مہربانی کیا کرتے تھے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا میں کاف تشبیہ کے لئے ہے یا تعلیل کے لئے اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر مہربانی اور رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں شفقت سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت وشفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں۔ **ف۲۵** اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تم صدق نیت سے اور دلی محبت واحترام سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی ڈھونڈنے والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے ادائے حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ غفورًا لما وقع منهم من نوع تقصیر او اذیۃ فعلیۃ او قولیۃ (ابو السعود ج۵ ص۲۴۵) والدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر دعا کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں تھیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک کا حکم دیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں۔ **ف۲۶** والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو، صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو۔ غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو، اگر کوئی مسافر بحالت سفر تمہاری اعانت کا مستحق ہو تو اس سے ہمدردی کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اور فضول اور بیجا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے عذاب ہوگا۔ تَبْذِیْر یہ ہے کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ مثلاً شرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص وسرود، شراب وکباب، عیاشی سینما بینی ایسے کاموں میں خرچ کرنا تبذیر میں داخل ہے۔ سئل عن ابن مسعود عن التبذیر فقال انفاق مال فی غیر حقه (مظہری ج۵ ص۴۳۳) **ف۲۷** کیونکہ مال ودولت کو ناجائز اور خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے والے شیطان ہیں جس طرح شیاطین کا کام ہے شر وفساد پھیلانا اسی طرح مبذرین بھی شرک اور فواحش ومنکرات کو عام کر کے ملک میں شر وفساد پیا کرتے ہیں اذ المبذر ساع فی افساد کالشیاطین (قرطبی ج۱۰ ص۲۴۸) شیطان اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان فراموش اور ناشکر گذار ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں کفران وطغیان ہی کی راہ دکھائیگا

موضح قرآن ف۱ یعنی پوجا لگو مورہنا کیوں قبول کرتے تخت کے مالک کو آٹ ڈالتے **ف۲** یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا **ف۳** یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اس کے حساب میں کہیں نہیں۔

فتح الرحمٰن **ف۱** مترجم گوید درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ایشان بقرآن و مواعظ واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** یعنی قصد استہزاء وعیب جوئی ۱۲۔

۲۸ اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور وہ رحمتِ خداوندی کا امیدوار اور فراخیٔ رزق کا منتظر ہو اور یہ بات تقریباً ہر شخص میں پائی جاتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درشتی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور ھو الرّد بالطریق الاحسن (کبیر ج ۵ ص۲۷۵) قولا میسورا سھلا لینا وعدھم وعدا جمیلا من یسر الامر (ابو السعود ج ۵ ص۶۶۰) ۲۹ خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کنجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دریا دلی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو اور اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو اور آخر خالی ہاتھ ندامت و حسرت سے کف افسوس ملتے رہو بالکل خیر الامور اوسطہا کے مطابق دونوں حدوں یعنی افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ ۳۰ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر دولتمند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو سب کا رازق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، اسی کی نذریں منتیں دو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۳۱ دفع عذاب کے لئے امر سوم کا ذکر یعنی مخلوقِ خدا پر ظلم نہ کرو یہاں چھ امورِ ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگدستی اور تنگیٔ رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ آخر تم بھی رزق کھا رہی رہے ہو تمہیں روزی کون دیتا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے تنگیٔ رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی نہیں کما سکتی اور والدین اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتلِ اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ آیت اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا، اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ ۳۲ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں لَا تَزْنُوْا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تأتوا بدواعیہا من العزم علیہ او علی بعض مقدماتہ فضلا ان تباشروہ (مظہری ج ۵ ص۴۳۳) ۳۳ یہ تیسرا ظلم ہے۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا الخ

يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

دیکھ لے کیسے کیسے جماتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا

راہ نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

ہڈیاں اور چورا چورا کیا پھر اٹھیں گے نئے بن کر

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو

يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ

مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائے گا ہم کو

قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب مٹکائیں گے

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى

تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہوگا یہ تو کہہ شاید

اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ

نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَ

اس کی تعریف کرتے ہوئے اور اٹکل کرو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی سی اور

قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو شیطان

ع ۵

منزل ۴

مر ۱۱ شرکی، مر ۱۲ بر رسول، مر ۱۳ تخویف اخروی، مر ۱۴ طریق تبلیغ

موضح قرآن ف یعنی اب شتابی کرتے ہو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

فتح الرحمٰن ف یعنی ملزم خواہید شد ۱۲۔

مقتول کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیساکہ جاہلیت میں رواج تھا۔ ۳۴ یہ چوتھا ظلم ہے۔ یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کرلے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلاوجہ یتیم کا مال غصب کرلینا اور ناحق اس پر قبضہ جمالینا صریح ظلم ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو واوفوا بالعھد باوامر اللہ تعالیٰ ونواھیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴۲)

يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ
جھگڑپ کرواتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا
عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝۵۳ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ
دشمن صریح ف۱ تمہارا رب جانتا ہے تم کو ۳۳ اگر چاہے
يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے
عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝۵۴ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
ان پر ذمہ لینے والا ف۲ اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں
وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي
اور زمین پر ۳۴ اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو
بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ
بعضوں پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور ف۳ کہہ پکارو جن کو ۳۵
زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ
تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف
عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝۵۶ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
کو تم سے اور نہ بدل دیں ف۴ وہ لوگ ف۵ جن کو یہ پکارتے ہیں
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
ڈھونڈھتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ
اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بے شک
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ف۶ اور کوئی بستی نہیں ۳۸

۳۵ یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کرکے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری روزی حرام کے شبہ سے پاک ہوگی۔ تمہارے کاروبار میں برکت ہوگی اور دیانت وامانت کی وجہ سے لوگوں کا تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پاؤ گے۔ ۳۶ یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن وتخمین پر عمل نہ کرو اور بلاتحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے کسی کو نشانۂ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القتبی لا تتبع الحدس والظنون (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۷) جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات ع ۲) آدمی کو چاہئے کہ بلاتحقیق کوئی بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل ودماغ، آنکھیں اور کان دئیے ہیں ان سے کام لینا چاہئے۔ سوچ بچار اور غور وفکر کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں کو سنی یا دیکھی بتانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جاننے کا دعویٰ کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ الخ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچنے سمجھنے اور دیکھنے سننے کے لئے حواس عطا فرمائے ہیں ان کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا کہ ان سے ہم نے کیا کام لیا اور ان کو بے موقع تو استعمال نہیں کیا۔ ۳۷ جب دنیوی مال ودولت اور جاہ وحشم کی وجہ سے انسان میں غرور وتکبر پیدا ہوجاتا ہے تو پھر وہ ہر قسم کے ظلم وستم اور عصیان وطغیان پر آمادہ ہوجاتا ہے اس لئے غرور واستکبار سے منع فرمایا کہ اپنی حقیقت دیکھو تم ایک عاجز اور بےبس انسان سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ نہ تم زمین کو پاؤں کی ٹھوکر سے پھاڑ سکتے ہو اور نہ گردن اونچی کرکے اور

۳ ثمرہ دلیل مذکورہ ۱۲

۴ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھتا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ ف۲ مذاکرے میں حق والا جھنجلاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانتا سو فرمادیا کہ تم پر ذمہ ان کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھادے۔ ف۳ یعنی بعضے نبی تھے کہ جھنجلا گئے تیرا حوصلہ اُن سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ ف۴ یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ف۵ یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمٰن ف۱ واین کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ ف۲ یعنی عیسیٰ و عزیر و ملائکہ ۱۲۔

سینہ تان کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم مائیگی کے باوجود اکڑ اکڑ کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ ؟ ۳۸ھ مذکورہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ مذکورہ برائیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ ۳۹ھ مذکورہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام مذکورہ سراپا حکمت الٰہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کے ذکر سے پہلے بھی دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور پھر امور ثلثہ کے بعد بھی دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔ مخلوق خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم کرنا بہت برا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کرر لانہ المقصود والتوحید رأس کل حکمۃ (جامع البیان ص۲۴۵) انہ تعالٰی بدأ فی ھذہ التکالیف بالامر بالتوحید والنھی عن الشرک وختمھا بعین ھذا المعنی والمقصود منہ التنبیہ علی ان اول کل عمل وقول وفکر وذکر یجب ان یکون ذکر التوحید واٰخرہ یجب ان یکون ذکر التوحید تنبیھا علی ان المقصود من جمیع التکالیف ھو معرفۃ التوحید والاستغراق فیہ الخ (کبیر ج۵ ص۵۹۳) ۴۰ھ یہاں سے لیکر فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا (ع ۵) تک زجریں ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے تھے مگر فرط تعنت وعناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ان کی سفارش رد نہیں فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ ۴۱ھ زجر ہے۔ مسئلہ توحید اور نفی شرک کو ہم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر الٹا ان کی نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ ضد وعناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو، شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں میں نہ اتر سکیں۔ وذلک لانھم اعتقدوا فی القراٰن انہ حیلۃ وسحر وکھانۃ وشعر (قرطبی ج ۱۰ ص۲۶۵) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۴۲ھ یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔

اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ف

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ

اور ہم نے اس لئے ف۲ موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے

بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

ان کو جھٹلایا اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی ان کو سمجھانے کو

فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں ف۲ جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا

اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے ف۳ کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ

جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں

فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا

تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت ف۳ اور جب ہم نے کہا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

فرشتوں کو ف۵ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس

قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ

بولا کیا میں سجدہ کروں اس شخص کو جس کو بنایا تو نے مٹی کا کہنے لگا بھلا دیکھ تو

موضح قرآن ف۱ یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ف۲ یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ ف۳ یعنی جب کہہ دیا کہ تجھے گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے پھر نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھاویں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ ف۴ یعنی اللہ کے حکم میں شبہے نکالنے جو کافروں کی چال ہے۔ وہ چال ہے ابلیس کی۔

هٰذا متصل بقوله تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مشرکین کا خیال ہے کہ ان کے مزعومہ معبود الوہیت اور صفات کارسازی میں اللہ کے شریک ہیں۔ اور خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہیں تو وہ خدا کے یہاں قرب حاصل کر کے سفارش سے بچاریوں کے کام کر دیا کریں اور ان کے پجاری اپنی حاجات و مشکلات میں ان سے سفارش کرا کر خداوند تعالیٰ سے اپنے تمام کام حسب مرضی کرا لیا کریں حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان کی تمام حاجتیں بر آئیں وقیل معناہ لطلبوا الی ذی العرش سبیلا بالتقرب الیه (معالم) عن مجاهد وقتادة ان المعنی اذا لطلبوا الزلفی الیه تعالی والتقرب الخ (روح ج ۱۵ ص ۸۷) ۴۳ھ مشرکین کے ان اقوال باطلہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ اس کے سامنے کوئی شفیع غالب ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ الخ زمین و آسمان کی تمام مخلوق اور کائنات کا ذرہ ذرہ زبانِ حال سے یا زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے اور شرک سے اللہ کی تنزیہ بیان کرنے میں لگا ہوا ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے تو پھر اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرنا اور شریک بنانا بہت بری بات اور شرمناک گستاخی ہے جمادات کی تسبیح کے بارے میں دو قول ہیں بعض کا خیال ہے کہ حیوانات اور جمادات بھی زبان قال ہی سے تسبیح پڑھتے ہیں مگر ہم ان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قالت فرقة المراد به تسبیح الدلالة وکل محدث یشهد علی نفسه بان اللّٰه عزوجل خالق قادر وقالت طائفة هذا التسبیح حقیقة وکل شئ علی العموم یسبح تسبیحًا لا یسمعه البشر لا یفقهه الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۶۶) ۴۴ھ اللہ تعالیٰ ایسا حلیم اور معاف کرنے والا ہے کہ ساری مخلوق اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور مشرکین اس کے لئے شرکا اور شفعاء تجویز کرتے ہیں ایسی بڑی گستاخی پر بھی وہ انہیں جلدی ہلاک نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور اگر توبہ کر لیں تو معاف فرما دیتا ہے۔ ۴۵ھ یہ مشرکین کے حق کو نہ ماننے اور مسئلہ توحید کا انکار کرنے کی علت ہے۔ جب آپ قرآن مجید کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں تو آپ کے اور ان کے درمیان پردہ لٹکا دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ قرآن سن ہی نہیں پاتے۔ پردہ سے ضد و عناد کا معنوی پردہ مراد ہے مشرکین محض ضد و حسد اور تعصب و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ سے دور رہتے اور نفرت کرتے تھے یہی معنوی پردہ درمیان میں حائل تھا جو انہیں حضور علیہ السلام کے قریب آنے نہیں دیتا تھا وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً الخ ضد و عناد اور انکار و جحود کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہو چکی ہے اس لئے اہل لسان ہونے کے باوجود قرآن کو سمجھ نہیں سکتے اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ای کراهة ان یفقهوه (قرطبی) وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ الخ جب قرآن میں اللہ کی توحید کا ذکر آتا ہے اور آپ توحید کی آیتیں ان کو پڑھ کر سناتے ہیں تو وہ نفرت سے دور بھاگتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ان کے معبودانِ باطلہ کا بھی ذکر کیا جائے ای یحبون ان تذکر معه اٰلهتهم لانهم مشرکون فاذا سمعوا بالتوحید نفروا (مدارک ج ۲ ص ۲۴۳) جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر ع ۵) ۴۶ھ مشرکین بعض دفعہ حضور علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے تاکہ ان سے قابلِ اعتراض اور طعن و تشنیع کے پہلو نکال سکیں آپ کی باتیں سن کر پھر باہم مشورے کرتے کہ اس پر کیا اعتراض کریں اور کیا طعن دھریں۔ آخر فیصلہ کیا کہ یہ شخص مسحور ہے یعنی اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا اور بہکی بہکی باتیں کرتا ہے (العیاذ باللہ) اللہ نے فرمایا میں سب کچھ جانتا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جس نیت اور مقصد سے وہ پیغمبر علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور مطاعن تراشنے کے لئے جو مشورے کرتے ہیں وہ سب مجھے معلوم ہیں اور ان تمام شرارتوں کی ان کو پوری سزا دی جائے گی۔ ۴۷ھ آپ کو کبھی جادوگر اور شاعر کہتے ہیں اور کبھی مسحور و مجنوں۔ ان کا یہ رویہ بھی قابلِ تعجب ہے کہ آپ پر طعن و تشنیع کی کوئی ایک راہ متعین نہیں کر سکتے وہ اپنے ہر طعن میں گمراہ اور صراطِ مستقیم سے دور ہیں۔ وہ مختلف مطاعن سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایک بات پر مستقل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے (فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا) ای حیلة فی صد الناس عنك (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۳) ۴۸ھ یہ شکوی ہے۔ آپ کو ساحر و شاعر اور مجنون و مسحور کہنا اور آپ کے لائے ہوئے پیغام توحید کا انکار کرنا اور شرک کرنا تو قابل تعجب تھا ہی یہ لوگ تو حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں اور دوبارہ جی اٹھنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر ہمیں دوبارہ پیدا کر لیا جائیگا۔ یہ تو بالکل ہی ناممکن بات ہے۔ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً الخ جواب شکوی ہے یعنی مرنے کے بعد اگر تم پتھر یا لوہا بن جاؤ یا ان سے بھی کوئی سخت چیز بن جاؤ جس میں جان ڈالنا تمہیں بہت ہی مشکل نظر آتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کر لیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کونسا دشوار ہے۔ ۴۹ھ تعجب سے سوال کریں گے کہ ایک بار نیست و نابود ہو جانے کے بعد ہمیں دوبارہ کون زندہ کریگا آپ فرما دیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا جب تم کچھ بھی نہیں تھے۔ اس لئے جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے فمن قدر علی الانشاء قدر علی الاعادة (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۶۳) فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ الخ اس پر وہ استہزاء و تمسخر سے کہیں گے ارے بھائی وہ کب ہو گی؟ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا دوبارہ جی اٹھنے کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے۔ ۵۰ھ یہ تخویف اخروی ہے۔ یعنی جس وقت خدا کی طرف سے آواز دی جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر زمین سے باہر آ جائیں گے اور اس وقت ہر انسان اللہ تعالیٰ کا مطیع و منقاد ہو گا اور ہر ایک کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری ہو گی اور جب اٹھیں گے تو ہزاروں سالوں کی مدت کو بہت کم سمجھیں گے۔ ۵۱ھ شکوہ، جواب شکوہ اور تخویف اخروی کے بعد طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ مشرکین اگر سختی اور بد زبانی سے پیش آئیں تو بھی تم نرمی اختیار کرو کیونکہ شیطان بنی آدم کا علانیہ دشمن ہے وہ معمولی باتوں سے فساد بپا کرا دے گا اور توحید کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کو دلائل سے واضح کرتے وقت انداز گفتگو نرم اور ناصحانہ اختیار کرو۔ اذا اردتم ایراد الحجة علی المخالفین فاذکروا تلك الدلائل بالطریق الاحسن وهو ان یکون ذکر الحجة مخلوطا بالتشتم والسب (کبیر ج ۵ ص ۶۰۲) ۵۲ھ اس میں التفات ہے غیبت سے خطاب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مراد مشرکین مکہ ہیں مگر تعمیم کے لئے صیغۂ خطاب سے تعبیر کیا گیا کہ اے ایمان والو! اور اے مشرکینِ مکہ! تم سب کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ۵۳ھ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جب وہی عالم الغیب ہے تو مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ہم نے انبیاء علیہم السلام کو بزرگی عطا کی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور دی جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی دعا اور پکار ہی کا ذکر تھا۔ الزبور کتاب لیس فیها حلال ولا

حراموا احد و دوا نما هو دعاء و تحميد و تمجيد (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داؤد بالذکرههنا لان الله تعالیٰ ذکر فی الزبور ان محمداً خاتم الانبیاء وان امته خیر الامم (بحر ج ۶ ص ۵۴) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو حاجات ومشکلات میں مت پکارو۔ اگر اطمینان نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا حاجت روا اور کارساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا۔ جن انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کارساز اور مختار و متصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی تلاش کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں اَيُّهُمْ میں اَیّ موصولہ ہے اور يَبْتَغُوْنَ کی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ الخ سے وہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام مراد ہیں جن کو مشرکین پکارتے تھے ای اولئك الذين ای المعبودون يطلب من هو اقرب منهم الوسيلة الى الله تعالىٰ بطاعته فكيف بالابعد الخ (روح ج ۱۵ ص ۹۲) یہ آیت حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور ملائکہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی یہود حضرت عزیر کو، عیسائی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں اور دیگر بزرگوں کو کارساز سمجھتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی وهم الملائكة او عيسىٰ وعزير الخ (مدارك ج ۲ ص ۲۳۹) ای دعوا الذين تعبدون من دون الله وزعمتم انهم الهة وقال الحسن يعنى الملائكة وعيسىٰ وعزيرا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۹) قال ابن عباس فی عزير والمسيح وامه .... والمعنى ادعوهم فلا يستطيعون ان يكشفوا عنكم الضر من مرض وفقر او عذاب ولا ان يحولوه من واحد الى واحد او تبديلوه (بحر ج ۶ ص ۵۵)

تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلۃ بروزن فعیلۃ سے اعمال صالحہ اور اطاعتِ خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابوالسعود فرماتے ہیں (الوسیلۃ) القربۃ بالطاعۃ والعبادۃ (روح ج ۱۵ ص ۹۵، ابوالسعود ج ۵ ص ۱۷۰) حضرت قتادہ رحمہ سے بھی یہی منقول ہے والوسيلة هى القربة كما قال قتادة (ابن كثير ج ۳ ص ۴۴) قال قتادة ای تقربوا اليه بطاعته والعمل بما يرضيه (ايضاً ج ۲ ص ۵۲) علامہ آلوسی رحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ هى فعيلة بمعنى ما يتوسل به و يتقرب الى الله عزوجل من فعل الطاعات وترك المعاصى من وسل الى كذا اى تقرب اليه بشیٔ (روح ج ۶ ص ۱۲۴)

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ۔۔ نا ۔ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا الآية (اٰل عمران ع ۲۰) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (مؤمنون ع ۶) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (اٰل عمران ع ۵) اس آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے، بارش شروع ہوگئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہوگئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھکا کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن هذا الباب حديث الثلثة الذين اصابهم المطر فاووا الى الغار وانطبقت عليهم الصخرة ثم دعوا الله باعمالهم الصالحة ففرج عنهم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانة بمخلوق وجعله وسيلة بمعنى طلب الدعاء منه لاشك فى جوازه ان كان المطلوب منه حيا .... واما اذا كان المطلوب منه ميتا او غائبا فلا يستريب عالم انه غير جائز وانه من البدع التى لم يفعلها احد من السلف ... ولم يرو عن احد من الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم ۔۔۔ وهم احرص الناس على كل خير ۔۔۔ انه طلب من ميت شيئا الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۵)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ الآیۃ سے زندگی میں دعا کرانا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑتے بلکہ سیدھے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمر رض حضرت عباس رض کو باہر لیجاتے دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمر اللہ سے التجا کرتے اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبيك صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبيك فاسقنا فيسقون اللہ! پہلے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباس رض کی دعا سے توسل نہ کرتے لو كان التوسل به عليه الصلوٰة والسلام بعد انتقاله من هذه الدار لما عدلوا الى غيره الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۹) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے

لوگ آمین کہتے تھے ان العباس کان یدعو وھم یؤمنون لدعائہ حتی سقوا (روح ج ۶ ص۱۲۷)

اسی طرح بحق فلاں دعا مانگنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللھم انی اسئلک بمحبتی لہ و باتباعی ایاہ اسی طرح توسل بالذات بھی ثابت نہیں۔
وانت تعلم ان الادعیۃ الماثورۃ عن اھل البیت الطاھرین وغیرھم من الائمۃ لیس فیھا التوسل بالذات المکرمۃ صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۶ ص۱۲۶)

توسل بالاموات پر بعض حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث ۔ جاء اعرابی الی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال جئت لتستغفرلی فنودی من القبر انہ قد غفرلک یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی ہیثم بن عدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب و وضاع کہا ہے کان کذابا یضع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحیٰی بن معین نے اس کے بارے میں کوفی لیس بثقۃ کان یکذب امام ابوداؤد نے کذاب امام ابوحاتم رازی، نسائی، دولابی، ازدی نے متروک الحدیث اور حاکم ابواحمد نے ذاھب الحدیث کہا (الصارم المنکی ص۲۱۳)

ابن عبدالہادی نے اپنی کتاب الصارم المنکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو مخاطب کرکے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابوالجوزا حضرت عائشہ رضہ سے راوی ہے لیکن ابوالجوزا کا سماع حضرت عائشہ رضہ سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبدالبر فی التمھید ابوالجوزاء لم یسمع من عائشۃ شیئاً

دوسری حدیث ۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضہ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب یا ہمیشہ حاضر و ناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایھا النبی اسی طرح قبرستان میں جاکر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا انا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون حضرت عمر نے حجر اسود سے مخاطب ہوکر فرمایا انی لاعلم انک حجر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعون رضہ کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کرکے فرمایا لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ الخ علی ہذا یہ خطابات ہیں یا ظبیات القاع قلن لنا یا ایھا اللیل الطویل۔ یا قبر معن کیف واریت جودہ ۔ جس طرح ان خطابات سے خطاب مقصود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث ۔ مستدرک حاکم کتاب الدعا ص۵۱۹ ج۱ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک صلے اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ۔ الحدیث ص۵۲۶ پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص۱۳۸ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔

لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انھوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابوجعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ھذا الحدیث لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ من حدیث ابی جعفر وھو غیر الخطمی (ج۲ ص۱۹۷) امام مسلم بن حجاج ابوجعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبداللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتھم بوضع الاحادیث وتولید الاخبار (خطبۂ صحیح مسلم ص۵) اسی طرح ص۱۶ پر فرماتے ہیں ان ابا جعفر الھاشمی المدنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابوجعفر مدنی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابوجعفر ھذا ھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابوجعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص۱۶۷)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی ہمیں عبداللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبداللہ بن المسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر الھاشمی المدائنی لیس بثقۃ، عن رقبۃ ان عبداللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، قال احمد ترکت انا حدیثہ وکان ابن مھدی لا یحدثنا عنہ وقال النسائی والدارقطنی متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص۸۲) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص۱ پر لکھتے ہیں اما ابو جعفر ھذا فھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین امام بخاری فرماتے ہیں ھو عبداللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر القرشی الھاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہوگیا ائمہ جرح وتعدیل نے ابوجعفر کو کذاب و وضاع قرار دیا ہے۔ لہذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس

روایت سے عموم استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے۔ نیز وہ عثمان بن حنیف رض کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف رض نے بھی حضور علیہ السلام کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

در صواعق الہیہ است از ابن تیمیہ۔ در جواز استشفاع از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاع نیست۔ و در روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از آن بیان کنند ضعیف است از جہت ضعف روح (نام راوی) و مع ہذا آن رائے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آن نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

علاوہ ازیں حرف ندا سے ہر جگہ خطاب اور منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف ندا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی متعدد مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف ندا کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ التحیات میں کہا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف رض نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس دعا کی تلقین کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رض کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔

چوتھی حدیث۔ توسل آدم بعلی و فاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنہم (مجمع الزوائد) یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلے سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی دارقطنی نے تخریج کی ہے اس میں عمرو بن ثابت بن ہرمز متفرد ہے جو غالی شیعہ اور کذاب و وضاع تھا۔ تفرد بہا عمرو بن ثابت بن ہرمز وہو من الشیعۃ الغلاۃ الکذابین الوضاعین امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا تحدثوا عن عمرو ابن ثابت فانہ کان یسب السلف یحیٰی بن معین کہتے ہیں ہو غیر ثقۃ۔ امام بخاری: لیس بالقوی امام ابو داؤد: رافضی خبیث، کان من شرار الناس امام نسائی: متروک لیس بثقۃ ولا مامون (تہذیب التہذیب)

پانچویں حدیث۔ اصابہم قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق لامتک فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ ائت عمر فقل لہ ان الناس یسقون (بیہقی، ابن ابی شیبۃ)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ قبر پر جانے والا کون ہے۔ وہ مجہول الحال والاسم ہے معلوم نہیں ثقہ ہے غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لیجا کر بارش کے لئے ان سے دعا نہ کراتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور علیہ السلام

هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ؗ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو ڈھیل دیوے قیامت کے دن تک

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ
تو میں اس کی اولاد کو ڈھاٹی دے لوں مگر تھوڑے سے فرمایا جا پھر جو کوئی

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾
تیرے ساتھ ہوا ان میں سے سو دوزخ ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ
اور گھبرا لے ان میں جس کو تو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور لے آ

عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ
ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر ان سے مال اور

وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا
اولاد میں اور وعدے دے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر

غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ
دغا بازی ف وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تیری حکومت ف

وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ
اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے

الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ
کشتی ف دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ
ہے تم پر مہربان ف اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں

ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ
بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوائے پھر جب بچا لایا تم کو خشکی میں

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ ف۲ مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا۔ ف۳ اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی۔ سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہانکنا ہے یعنی دریا میں دبنا زور نہیں چلتا بلی یا چپو کر مگر باؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔

تم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سوم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر ضبی ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندقہ ہے۔ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں ھو کالواقدی امام ابوداؤد نے کہا لیس بشیئ ابوحاتم رازی نے کہا متروك ابن حبان، اتهم بالزندقة ابن عدی: عامة حديثه منكر امام ابن نمیر: كان سيف يضع الحديث وقد اتهم بالزندقة (میزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ اما دعاء الرسول

أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ

پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم بے ڈر ہو گئے اس سے کہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا

دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تم پر آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ

لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً

اپنا کوئی نگہبان یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں دوسری

أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم

بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اس کا کوئی باز پرس کرنے والا اور

كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم

ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے

تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ

بڑائی دے کر ۱ جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ۲ ان کے سرداروں کے ساتھ سو جس کو

أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ

ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا

وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ

اور ظلم نہ ہوگا ان پر ایک تاگے کا اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِن كَادُوا

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے ۳ اور وہ لوگ تو چاہتے تھے

منزل

تخویف دنیوی ۱۲ — بشارت و تخویف اخروی ۱۲ — ع ۷ — تیسری آیت معجزہ ۱۲

وطلب الحوائج منه صلى الله عليه وسلم وطلب شفاعته عند قبره بعد موته فهو مالم يفعله احد من السلف (القاعدة الجليلة ص۵۶)

بعض صحابہ رض و تابعین رض سے جو یہ منقول ہے۔ اللهم انى اسئلك بنبيك محمد اس سے مراد ہے اسئلك بايمانى بنبيك محمد یعنی اس میں ایمان بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

پانچویں حدیث۔ اذا اعيتكم الامور فعليكم باهل القبور فاستعينوا باهل القبور جب تم مشکلات سے عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں۔ هو حديث مفترى على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم باجماع العارفين بحديثه لم يروه احد من العلماء ولا يوجد فى شئ من كتب الحديث المعتمدة (روح ج ۶ ص۱۲۸)

(بقیہ ص۶۲۰ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے یہ فیصلہ بالکل حتمی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ قیامت سے پہلے ہم ہر بستی کو تباہ و برباد کریں گے یا سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں گے تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے اور مؤمنین کو شرح صدر اور اطمینان نصیب ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور مصیبتوں سے بچانیوالا نہیں اور جن کو مشرکین اپنی بستیوں کے محافظ اور پناہ دہندے تصور کرتے ہیں وہ عاجز ہیں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں " ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں کہ ہم اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا" لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ

۵۶ وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ الخ یہ تیسری آیت معجزہ اور تخویف ہے اور سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین بار بار معجزے طلب کرتے ہیں مگر ہم معجزات اسلئے نہیں دکھاتے کہ معجزات تخویف کے لئے ہوتے ہیں اگر معجزہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیسا کہ پہلی قوموں نے معجزات کے بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا چنانچہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپکو مان لیں گے اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے معجزہ معراج ظاہر کیا ہے اب اگر اسکے بعد بھی نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے

موضح قرآن ف۱ جانوروں کو سواری نہیں زمین پر نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میوؤں کا چھلکا دور کرنا اور اناج کی بھوسی اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی کو سکھایا۔ ف۲ اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے۔ نیکوں کے ہاتھ آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے۔ یہ نشانی دیکھ کر نیک خوشی سے پڑھنے لگیں گے۔ ف۳ یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔

فانلم یؤمن قومك بعد ارسال الایات اهلکنا هؤلاء من سنتنا فی الامم اذا سألوا الآیات ثم لم یؤمنوا بعد اتیانها ان نهلکهم ولا نمهلهم الخ (خازن ج ۳ ص ۱۰۳) ۵۷ الآیات سے معجزات مراد ہیں یعنی معجزات ڈرا دے اور تخویف کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب سے ڈرایا جائے۔ ۵۸ ہم نے آپ سے کہہ دیا اب ان مشرکین پر عذاب آنے کو ہے کیونکہ وہ ایک عظیم الشان معجزۂ اسرار دیکھ کر بھی ایمان لانے پر تیار نہیں ہوئے اس لئے انکی ہلاکت کا وقت اب بہت قریب ہے۔ الرؤیا سے واقعۂ معراج مراد ہے۔ واقعہ معراج چونکہ عالم بالا سے تعلق رکھتا ہے جو اس عالم دنیا کے اعتبار سے خواب اور رؤیا ہے اس لئے اسے رؤیا کہا گیا لہذا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ معراج جسمانی نہیں تھا بلکہ روحانی تھا۔ محاورات عرب میں یہ استعمال موجود ہے کہ جو کچھ عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھا جائے اس پر رؤیا کا اطلاق کر دیا جائے۔ عن ابن عباسؓ قال هی رؤیا عین اریها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اسری به الی بیت المقدس (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۸۲) والعرب تقول رأیت بعینی رؤیة ورؤیا (خازن) والمراد بالرؤیا ما عاینه علیه الصلوة والسلام لیلة المعراج من عجائب الارض والسماء حسبما ذکر فی فاتحة السورة الکریمة والتعبیر عن ذلك بالرؤیا اما لانه لا فرق بینها وبین الرؤیة او لانها وقعت باللیل الخ (ابوالسعود ج ۵ ص ۲۶۰) یعنی معجزۂ معراج ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ الشجرة الملعونة یعنی تھوہر کا درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ كَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ (۶ ۴) وہ بھی لوگوں کیلئے ایک آزمائش ہے مؤمنین اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار معاندین کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کہتا ہے کہ دوزخ کی آگ پتھروں کو بھی جلا دے گی۔ جعلوها سخریة وقالوا ان محمدا یزعم ان الجحیم تحرق الحجارة ثم یقول تثبت فیه الشجرة (مدارك ج ۲ ص ۲۴۳) ۵۹ قصۂ آدم و ابلیس ذکر کرکے بتایا گیا کہ شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے اسلئے مکر و فریب سے خبردار رہنا، اس کی پیروی کرکے شرک میں مبتلا نہ ہو جانا معجزۂ اسرار اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ تم مسئلہ توحید کو مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا مبادا وہ تمہارے دلوں میں وسوسے اور شبہات ڈال کر تمہیں راہِ توحید سے بہکا دے قَالَ اَرَءَیْتَكَ الخ اس سے آدم علیہ السلام اور انکی اولاد سے شیطان کی انتہائی دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے اللہ! اگر تو مجھے قیامت تک مہلت عطا کرے تو میں یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر برتری اور بزرگی دی ہے اسکی اولاد کو گمراہ کرکے اس کا ستیاناس کر دوں اور بہت ہی کم لوگ میرے مکر و فریب سے محفوظ رہیں۔ لَاَحْتَنِكَنَّ لاستأصلنهم بالاغوائهم (مدارک) یعنی گمراہ کرکے انہیں تباہ کر دوں۔ ۶۰ اللہ نے فرمایا جا تجھے مہلت ہے لیکن تیری اور تیری پیروی کرنیوالوں کی جزا جہنم ہے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ جا انہیں ہر طرح سے گمراہ کرنے کی کوشش کر دیکھ بِصَوْتِكَ طبلہ سارنگی اور دیگر آلات لہو و لعب۔ مجاهد الغناء والمزامیر واللهو۔ الضحاك۔ صوت المزمار (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۸۸) ان شیطانی

لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا

کہ تجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے تو ہم پر

غَیْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ

وحی کے سوا اور تب تو بنا لیتے تجھ کو دوست ف۱ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھ کو سنبھالے رکھا

لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

تو تو لگ جاتا ۶۱ جھکنے ان کی طرف تھوڑا سا تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو

ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے

عَلَیْنَا نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

ہم پر مدد کرنے والا اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو اس زمین سے

لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾

تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

دستور چلا آتا ہے ۶۲ ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو

لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی

ہمارے دستور میں تفاوت قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے ۶۳ رات

غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے

مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ

رو برو ۷ اور کچھ رات ۶۴ جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ

قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں ف۲ اور کہہ اے رب ۶۵

ع ۸

موضح قرآن ف کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں۔ مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے یہ بدل ڈال تو ہم اُس کو سنیں ف۲ یعنی نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کر خلق کو چھڑا دیں گے تکلیف سے۔

اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ

داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا

وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ

اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد ف۱ اور کہہ ف۲

جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ

آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے

زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ

نکل بھاگنے والا ف۳ اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت

لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَلَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ

ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے ف۳ اور جب

اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ

ہم آرام بھیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بچائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو

الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ كُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ

برائی تو رہ جائے مایوس ہو کر ف۴ تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب

اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰی سَبِیۡلًا ﴿۸۴﴾ وَیَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ

خوب جانتا ہے کس نے خوب پا لیا راستہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو ف۵

قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا

کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے

قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنۡ شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ

تھوڑا سا ف۵ اور اگر ہم چاہیں ف۶ تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیۡنَا وَكِیۡلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ

پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لا دینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی

اولادوں سے ان کو بہلائے وَاَجۡلِبۡ عَلَیۡهِمۡ الخ اور اپنے پیادوں اور سواروں کیساتھ ان پر حملہ کرلے یعنی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وہ مکر وفریب استعمال کرلے جو تو کرسکتا ہے فالمعنی اجمع علیہم کل ما تقدر علیہ من مکایدك (قرطبی) وَشَارِكۡهُمۡ الخ اور ان کے مال و اولاد میں اپنا حصہ مقرر کرکے انہیں شرک پر آمادہ کرنے کی کوشش کرلے مال میں شرک سے غیر اللہ کی نذریں نیازیں اور غیر اللہ کے نام کی تحریمیں مراد ہیں اور اولاد میں شرکت یہ ہے کہ اولاد کے عطیہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے یہ چونکہ سب شیطانی اغوار سے ہوتا ہے اس لئے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "مال میں سا جھا کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا" حضرت ابن عباس قتادہ اور عطاء سے منقول ہے کہ شارکہم فی الاموال ھو ما کان المشرکون یحرمونه من الانعام کالبحیرة والسائبة والوصیلة والحام وقال الضحاك وما کانوا یذبحونه لالهتهم (مظہری ج ۵ ص ۴۶۰ وقرطبی) اور اولاد میں شرکت کے بارے میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ھو تسمیة الاولاد عبد الحارث وعبد الشمس وعبد العزیٰ وعبد الدار ونحوھا (مظہری) وَعِدۡهُمۡ۔ اور ان کو طرح طرح کے سبز باغ دکھالے اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں کے چکر میں انہیں ڈال دے مثلاً یہ بزرگان دین جنکو تم پوجتے ہو اور جن کی نذریں نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن یہ تمہارے کام آئینگے اور اللہ کے عذاب سے تمہیں چھڑالیں گے وغیرہ وغیرہ۔ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیۡطٰنُ یہ ادخال الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ وہ سراسر مکر وفریب اور بے حقیقت ہیں اے اولاد آدم! ان پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا۔ ف ٦١ اے ابلیس! تو اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے کیلئے اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرلے اور مکر وفریب کے تمام جال پھیلا لے مگر یاد رکھ میرے مخلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔ میں اپنے بندوں کے لئے کافی کارساز ہوں میرے جو بندے مجھ پر بھروسہ کرینگے اور تیرے مکر وفریب سے میری پناہ ڈھونڈیں گے میں انہیں تیرے دام تزویر سے محفوظ رکھوں گا۔ ف ٦٢ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ سمندروں اور دریاؤں میں تمہاری کشتیاں محض اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ ہی چلاتا اور طوفان سے بچا کر کنارے لگاتا ہے وہ تو ہر حال میں تم پر مہربان ہے۔ اور سمندروں اور دریاؤں میں وہی کارساز ہے تو خشکی میں بھی وہی کارساز ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارتے ہو وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ یہ زجر ہے جب دریاؤں میں طوفان کا سامنا ہوتا ہے تو اپنے مزعومہ معبودوں کو چھوڑ کر خالص اللہ کو پکارتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سلامت کنارے پر پہنچا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے اور معبودان باطلہ کو کارساز سمجھنے لگتے ہو۔ یہ کس قدر ناشکری ہے ف ٦٣ یہ تخویف دنیوی ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خشکی میں تم مصائب و بلیات سے محفوظ اور اپنے خود ساختہ کارسازوں کی پناہ میں ہو مگر یاد رکھو اگر اللہ چاہے تو نیچے سے زمین کو چیر کر تم کو اس میں دھنسا دے یا اوپر سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں نیست و نابود کردے تو اس وقت بھی تمہارا کوئی خود ساختہ کارساز ہرگز تمہاری مدد نہیں کرسکے گا اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ یُّعِیۡدَكُمۡ الخ وہ یوں بھی کرسکتا ہے کہ تمہیں اپنی ضرورتوں کے تحت پھر سے بحری سفر پر گامزن کردے اور عین وسط سمندر میں ایک ہولناک طوفان باد بھیج کر تمہیں غرق کردے اس وقت بھی تم کسی کو اپنا غمخوار اور ناصر و مددگار نہیں پاؤ گے۔ یعنی

موضح قرآن ف۱ اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے، وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوئی۔ ف۲ یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگ نکلے میں سے اور تمام عرب میں سے۔ ف۳ روگ جتنے ہوں دل کے شبہے اور شک مٹیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ ف۴ بازو ہٹاوے یعنی بندگی سے سرکتا جاوے ف۵ حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی مر گیا۔

انا صرًا ینصرکم و یصونکم من عذاب اللہ ..... ولا تجدوا من یتبعنا یا نکارما نزل بکم بان یصرفہ عنکم (کبیر ج ۵ ص۴۱۱) ۶۴؎ یہ دعوت توحید کو قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ اولاد آدم کو انعامات بے پایاں یاد دلا کر مسئلہ توحید ماننے کی ترغیب دی گئی۔ اے بنی آدم میں نے تمہیں ساری مخلوق پر فضیلت اور بزرگی عطا کی۔ خشکی اور تری پر تمہیں اقتدار عطا کیا اور پاکیزہ روزی کے بے شمار وسائل تمہیں دئیے اب تمہارا فرض ہے کہ میرا احسان مانو اور میرے نعامات کا شکر کرو۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور میرے سوا کسی کو عبادت اور پکار کے لائق نہ سمجھو۔ ۶۵؎ بشارت و تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہر گروہ اپنے پیشوا کے ساتھ میدان حشر میں حاضر ہوگا۔ ہر امت کے نیک و موحد مومنین اپنے انبیاء علیہم السلام کیساتھ حاضر ہوں گے اور ہر امت کے مشرک اور بدکار اپنے مشرک پیشواؤں کے ساتھ حاضر ہوں گے۔ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ الخ یہ اصحاب الیمین کا ذکر ہے یعنی مومنوں کو اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دئیے جائینگے وہ انہیں پڑھ کر خوش ہوں گے اور انہیں انکی تمام نیکیوں کی پوری پوری جزا دیجائیگی۔ ای ولا ینقصون من ثواب اعمالھم ادنی شیء (خازن ج ۳ ص۱۶۱) وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى الخ یہ اصحاب الیمین کے مقابلے میں اصحاب الشمال کا ذکر ہے۔ اور جو دنیا میں اندھا رہا اور راہ توحید کو نہ دیکھا وہ آخرت میں راہ جنت سے اندھا ہوگا اور اس سے بہت دور ہوگا کیونکہ دنیا میں تو اسکے راہ راست پر آجانیکا امکان تھا مگر آخرت میں یہ امکان بھی ختم ہوجائے گا۔ ۶۶؎ وَاِنْ كَادُوْا ــــ تا ــــ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ یہ چوتھی آیت معجزہ ہے اور سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى سے متعلق ہے اور اس میں تین امور مذکور ہیں۔ امر اول تسلی وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ قریب تھا کہ مشرکین اپنی پرفریب اور چکنی چپڑی باتوں سے آپکو سیدھی راہ سے اور ہماری توحید سے ذرا سا ہٹا لیتے مگر ہم نے آپکو راہ توحید پر ثبات و استقلال عطا فرمایا۔ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ان کے خود ساختہ معبودوں کے بارے میں ذرا نرمی سے کام لیں۔ ان کی مذمت نہ کریں اور کم از کم صرف یہی کہہ دیں کہ ہر دین اچھا ہے جو جس دین پر ہے ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کرلیں تو وہ آپکے گہرے دوست بن جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ (القلم ع ۱) مگر یہ میری ذات پر سراسر افترا ہے کہ ہر دین اچھا ہے کیونکہ دین کو اچھا قرار دینا صرف میرا ہی کام ہے اس لئے جو شخص ہر دین کو اچھا کہتا ہے وہ مجھ پر افترا کرتا ہے میں نے تو صرف اس توحید والے دین اسلام ہی کو اچھا اور سچا قرار دیا ہے۔ ۶۷؎ اگر ہم آپکو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ذرا سا انکی طرف جھک جاتے لیکن اگر بفرض محال آپ ذرا بھی انکی طرف جھک جاتے تو ہم دنیا و آخرت میں آپکو عذاب کا مزہ چکھاتے اور کوئی آپکی مدد نہ کرسکتا۔ یہ امر ثانی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور زجر خطاب ہے۔ ۶۸؎ یہ امر ثالث ہے۔ معجزہ معراج ظاہر کردیا گیا مگر مشرکین مکہ اسکے باوجود مسئلہ توحید کو ماننے پر تیار نہیں ہوئے بلکہ اب آپ کو مکہ سے نکالنے کے منصوبے بنائیں گے۔ مگر آپکے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ جب سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو ستایا اور وطن سے نکالا تو خود بھی چین سے اپنے وطنوں میں نہ رہ سکے بلکہ جلد ہی ہلاک کر دیئے گئے مکہ والوں سے بھی اب یہی سلوک کیا جائے گا چنانچہ ہجرت کے بعد دو سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ جنگ بدر میں صنادید کفر اور اساطین شرک کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍ الخ (ع ۱۲) اسکی ایک مثال آرہی ہے۔ ۶۹؎ سُنَّةَ منصوب ہے اور سَنَّ مقدر کا مفعول مطلق ہے یعنی مشرکین مکہ سے اللہ تعالیٰ وہی سلوک کریگا جو اس نے پہلی امتوں سے کیا ہے۔ ای سن اللہ سنة والمعنیٰ ان کل قوم اخرجوا رسولھم من بین اظھرھم فسنة اللہ ان یھلکھم بعد اخراجہ ربنا اصلھم ولا یقیمون بعدک الا قلیلا (بحر ج ۶ ص۶۶) ۷۰؎ یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں امر مصلح نماز اور تلاوت قرآن کا ذکر ہے۔ معجزہ

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ

اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے کہہ اگر جمع ہوں

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا

آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہرگز نہ

یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾

لائیں گے ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

اور ہم نے پھیر پھیر کر سمجھائی ہیں لوگوں کو اس قرآن میں ہر

مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ

مثل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے اور بولے ہم نہ

نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾

مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کر دے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ

یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے

خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا

بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے

كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ

ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا ہو جائے

لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ

تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے

لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ

تیرے چڑھنے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں تو کہہ

لا تسکوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ فتح الرحمٰن میں یوں ترجمہ ہے اگرچہ ہو ایک اُن کا ایک کو مدد کرنے والا۔

سرا ہے کہ بعد مشرکین مسئلہ توحید کو ماننے کے بجائے آپکو مکہ سے نکالیں گے اسلئے آپ نماز قائم کریں قرآن مجید کی خاص طور سے تلاوت فرمائیں اور نماز تہجد کا التزام کریں کیونکہ یہ امور صبر و استقامت میں مدد ہیں۔ ان سے مصائب و بلیات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ یعنی زوال آفتاب سے رات کو اندھیرا چھا جانے تک نماز قائم کرو ان دونوں وقتوں کے درمیان جس قدر نمازیں ہیں انہیں اپنے اپنے وقتوں میں قائم کرو اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے ظہر عصر مغرب اور عشاء وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ یعنی نماز فجر کو بھی قائم کرو۔ مَشْهُوْدًا یعنی نماز فجر میں رات اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں یشهده ملائكة الليل و ملائكة النهار (ابوالسعود ج ۵ ص ۱۶۳) لکہ نَافِلَةً لَّكَ سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز تہجد پانچ نمازوں کے علاوہ امت کی نسبت زائد آپ پر فرض کیگئی جو امت پر فرض نہیں۔ ای نافلة لك ای زیادة لك یرید فریضة

ع ۹ / ۱۰

سُبْحٰنَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ

سبحان اللہ ۱ؕ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا اور لوگوں کو روکا

النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ

نہیں ۱ؕ ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات نے

قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي

کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام دے کر کہہ اگر ہوتے

الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ

زمین میں فرشتے پھرتے بستے تو ہم اتارتے ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا

آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾

میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ

اور جس کو راہ دکھلائے اللہ وہی ہے راہ پانے والا ۱ؕ اور جس کو بھٹکائے پھر تو نہ پائے

لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي

ان کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سوائے اور اٹھائیں گے ہم ان کو دن قیامت کے

وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا

چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب لگے گی

خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ

بجھنے اور بھڑکا دیں گے ان پر یہ ان کی سزا ہے ۱ؕ اس واسطے کہ

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کو

(حاشیہ) ۱ حجاب تشکوی ۱۲ / ۲ جواب شکوی ۱۲ / ۳ جواب شکوی ۱۲ / ۴ تخویف اخروی ۱۲ / التخویف

زائدة علی سائر الفرائض التی فرضها اللہ علیك الخ (خازن ج ۵ ص ۱۶۵) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر منسوخ ہوگیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفلی حیثیت باقی رہی۔ (خازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کرینگے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء حمد و ثنا کرینگے اور گڑگڑا کر شفاعت کا اذن طلب کرینگے آخر آپکو شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد ارفع رأسك اشفع تشفع اسکے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے مخلوق کو عذاب سے نجات دلائیں گے اسوقت ہر شخص آپکی تعریف و ثنا سے رطب اللسان ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھی آپکی تعریف فرمائے گا گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اسوقت ہوگا یہی وہ مقام ہے جس میں لواء الحمد (اللہ کی حمد کا جھنڈا) آپکے مبارک ہاتھ میں ہوگا۔ (مدارک، کبیر وغیرہ) ۲ لکہ یہ امر ثالث یعنی وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین آپکو مکہ سے نکالتے ہیں تو آپ غم نہ کریں اور مکہ سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ میں آپکے مکہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونیکو آپکے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپکو غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر مکہ میں واپس لاؤں گا۔

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور
کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۳ لکہ یہ غلبۂ اسلام کی بشارت اور پیشگوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۴ لکہ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے زجر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی بیماریوں کیلئے پیام شفاء ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جحود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۵ لکہ یہ زجر ہے انسان مشرک پر۔ اسکا حال بھی عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری شکر سے منہ موڑ لیتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہوگیا تو ان کارسازوں سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے اور معبود حقیقی جل مجدہٗ کے سامنے گڑگڑا کر عاجزی کرنے لگتا ہے اسکی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ ہود ص۔ حاشیہ نمبر ۱۳۔ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۶ لکہ شکوی ہے۔ یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپکی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزۂ اسراء کافی نہیں ہے؟ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہود مدینہ کے سکھانے پر مشرکین مکہ نے کیا تھا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ الخ فرمایا جواب میں صرف یہی کہہ دو کہ روح ایک امر ربی ہے جو اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا اسکی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ای من الامر الذی لا یعلمه

الا اللہ (قرطبی ج ۱۰ ص۳۲۴) من امر اللہ ای مما استأثر بعلمہ (مدارک ج ۲ ص۱۵۳) روح کی حقیقت اور کنہ کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آج تک کسی نے بھی نہیں پایا اور نہ کوئی پا سکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے منقول ہے مضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح (مدارک) علامہ ابو السعود قمطراز ہیں کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ مختص ہے۔ ای ھو من جنس ما استأثر اللہ بعلمہ من الاسرار الخفیۃ التی لا یکاد یحوم حولہا عقول البشر (ابو السعود) علامہ خازن لکھتے ہیں والقول الاصح ھو ان اللہ عزوجل استأثر بعلم الروح (خازن ج ۴ ص۱۶۳) ۷۷ یہ زجر ہے مشرکین مکہ از راہ عناد و تعنت

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ

اٹھائیں گے نئے بنا کر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا

اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک وقت بے شبہ سو نہیں رہا جاتا بے انصافوں سے بن

كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا

ناشکری کے کہہ اگر ۷۸ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور

لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع

بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اور ہم نے دیں ۷۹ موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے

اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اٹکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

بولا تو جان چکا ہے ۸۰ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور

الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

زمین کے مالک نے سجھانے کو اور میری اٹکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ

پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس

مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا

کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے پیچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

منزل ۴

۱۔ دلیل عقلی بر حشر

۲۔ دلیل عقلی بر توحید

۳۔ پانچویں آیت معجزہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فور شفقت کی بنا پر اس بات کے متمنی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوبہ معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپکی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزۂ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن وانس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے یہ قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنایا ہے اگر ہم یہ قرآن آپکے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لا سکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپکی مدد کر کے آپکو واپس دلا سکتا ہے اِلَّا رَحْمَةً الخ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر مہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن لا نشاء ذلک رحمۃ من ربک (قرطبی ج ۱۰ ص۳۲۵) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپکو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپ کو مقام محمود، شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا۔ ۷۸ آپ ان معاندین سے فرما دیں کیا معجزۂ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں؟ یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح و مشورہ کر کے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں، حسن و جمال نظم و تالیف میں، اخبار بالمغیبات اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے ای لو تظاھروا علی ان یأتوا بمثل ھذا القراٰن فی بلاغتہ وحسن نظمہ وتالیفہ لعجزوا عن الاتیان بمثلہ (مدارک ج ۲ ص۱۵۴) ۷۹ یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا مبدا ہے۔ ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقدہ لاینحل نہیں چھوڑا مسئلہ توحید، رد شرک، حشر و نشر، رسالت و نبوت، ترغیب و ترہیب، اوامر و نواہی، امثال و واقعات غرضیکہ ایک متلاشی حق کیلئے جن وہ تمام امور کو قرآن میں بیان کر دئیے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے۔ مگر اسکے باوجود معاندین کفر و انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات و مطالبات محض ضد و عناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے حیلے اور بہانے ہیں۔ ۸۰ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے محض ضد و تعنت سے حیلے تراشتے ہیں وقال کفار مکۃ تعنتا واقتراحا بعد ما الزمتہم ببیان اعجاز القراٰن وانضمام غیرہ من المعجزات لن نؤمن لک الخ (مظہری ج ۵ ص۴۹۵) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہرایا کرتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے۔ مشرکین نے کہا اے محمد جبتک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر دے اس وقت تک ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ (۱) تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو۔ (۲) اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ الخ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں۔ (۳) اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ الخ یا ہماری سرکشی اور انکار و جحود کی وجہ

موضح قرآن: وا شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔

سے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہمارے اوپر گرادے۔ (۴) اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الخ یا اللہ کو اور فرشتوں کو اپنی صداقت پر گواہی دینے کیلئے لے آ۔ (۵) اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ الخ یا تیرا گھر سونے کا ہو۔ (۶) اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ یا ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمانوں پر چڑھ جاوے، مگر تیرے صرف آسمان پر چڑھ جانے ہی سے تجھ پر ایمان نہیں لے آئینگے جبتک کہ تو آسمان سے ہمارے نام اللہ کی طرف سے ایک کتاب نہ لے آئے جس میں اللہ کی طرف سے ہمیں حکم دیا گیا ہو کہ ہم آپکو مان لیں۔ ای کتابا من اللّٰہ تعالٰی الی کل رجل منا کما قال اللّٰہ تعالٰی بَلْ یُرِیْدُ کُلُّ امْرِیءٍ مِّنْھُمْ اَنْ یُّؤْتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَۃً (قرطبی ج۱۰ ص۳۳۱) اسکا جواب سورۂ انعام ع۱ میں دیا گیا ہے وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ الایۃ یعنی اگر انکی مرضی کے مطابق لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کریں تو یہ پھر بھی نہیں مانینگے اور کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے **۸۱ھ** یہ جواب شکوہ ہے یعنی اللہ تعالٰی تو عجز سے پاک ہے وہ یہ سارے کام کرنیکی قدرت رکھتا ہے مگر کسی میں اس پر جبر کرنیکی طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور میں تو ایک انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن باتوں کا تم نے مطالبہ کیا ہے وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماوراء ہیں یعنی لیس ما سألتم فی طوق البشر بل لو اراد اللّٰہ ان ینزل ما طلبوا لفعل (مظہری ج۵ ص۴۹۳) اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنیکی طاقت نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی نہیں کیونکہ ہم اللہ تعالٰی کی وحی کے پابند اور اسکے احکام کے بندے ہیں صرف اسی چیز کو ظاہر کرسکتے ہیں جس کو ظاہر کرنیکا اللہ نے حکم دیا ہو۔ ای انا رسول کسائر الرسل بشر مثلھم وکان الرسل لا یأتون قومھم الا بما یظھرہ اللّٰہ علیھم من الاٰیات فلیس امر الاٰیات الی انما ھو الی اللّٰہ (مدارک ج۲ ص۳۵) **۸۲ھ** یہ بھی شکوہ ہے پہلے شکوہ کے جواب میں کہا گیا هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا تو مشرکین نے کہا ہم بشر کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ الخ یہ جواب شکوہ ہے اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم انکی ہدایت کیلئے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن زمین میں چونکہ انسان آباد ہیں اسلئے انکی ہدایت کیلئے لامحالہ انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا قرین عقل و مصلحت ہے۔ **۸۳ھ** تم نہیں مانتے تو نہ مانو۔ اللہ تعالٰی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اسے معلوم ہے کہ میں نے اسکا پیغام من وعن تمہیں پہنچا دیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے محض ضد و عناد سے اسکا پیغام ٹھکرا دیا ہے وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ **۸۴ھ** یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالوں اور تلاش حق کا سچا جذبہ رکھنے والوں کو اللہ تعالٰی سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اسلئے انہیں کوئی راہِ راست پر نہیں لا سکتا۔ قیامت کے دن انکو جہنم کی آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائیگا اور وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہونگے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے، کہنے اور سننے سے اندھے، گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہونگے، نہ راحت کی کوئی بات سننا نصیب ہوگی اور نہ ایسی بات منہ سے نکالنے کی توفیق ملیگی جو قبول کیجا سکے۔ لا یبصرون ما یقر اعینھم ولا ینطقون ما یقبل منھم ولا یسمعون ما یلذ اسماعھم لما قد کانوا فی الدنیا لا یستبصرون بالاٰیات والعبر ولا ینطقون بالحق ولا یستمعون (ابو السعود ج۵ ص۷۶۶) **۸۵ھ** یہ عذاب جہنم انکو اسلئے دیا جائیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کردیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ حشر و نشر کا

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ

زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا لے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر اور سچ کے ساتھ ف۱

اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ

اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانے کو ف۲ اور

قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے ف۳ کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا ف۴

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ

کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو ف۵ جن کو علم ملا ہے ف۶ اس کے پہلے سے

اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ

جب ان کے پاس اس کو پڑھیے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے

رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا ف۷ اور گرتے ہیں ف۸ ٹھوڑیوں پر

يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ

روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی ف۹ کہہ اللہ کہہ کر پکارو ف۱۰ یا رحمٰن کہہ کر

اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ

جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز ف۱۱

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ

اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈلے اس کے بیچ میں راہ ف۱۲ اور کہہ سراہیے

لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

اللہ کو جو نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

اور نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر ف۱۳

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ یعنی جیسا اترا ویسا بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ ف۲ بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھنے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں اور تھوڑا تھوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ ف۳ یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ ف۴ نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ ف۵ رحمٰن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں، بیچ کی چال پسند ہے۔ ف۶ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت، یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ

انکار کرتے ہیں حالانکہ اسکی دلیل بالکل ظاہر اور واضح ہے اَوَلَمْ یَرَوْا الخ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے جس ذاتِ پاک اور قادر و قیوم نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر لیا کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ؟ سب کے دوبارہ جی اٹھنے کی اللہ تعالیٰ نے ایک اجل مقرر کر دی ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسی ظاہر و باہر دلیل کے باوجود ان ظالموں نے اللہ کی توحید اور حشر و نشر کا انکار ہی کیا اور ماننے پر نہ آئے۔ (اِلَّا کُفُوْرًا) جحودا لما اتی بہ الصادق من توحید اللہ وافرادہ بالعبادۃ وبعثھم یوم القیامۃ للجزاء (بحر ج ۶ ص ۸۳) ۸۶ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اَنْتُمْ کا خطاب عام ہے، جن و بشر اور فرشتوں کو شامل ہے حاصل یہ ہے کہ متصرف و مختار اور تمام خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر رزق کے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے دئے جائیں تو تم بخل کرو اور کسی کو کچھ بھی نہ دو کہ کہیں خزانے ختم نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی اس کا استحقاق نہیں رکھتا کہ اسے کارخانۂ عالم میں تصرف کا اختیار دیا جائے۔ قَتُوْرًا بخیل اور کنجوس۔ ۸۷ یہ پانچویں آیت معجزہ ہے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح معجزے دیئے بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھ لیجئے وہ اس بات کی تصدیق کرینگے۔ لیکن بجائے اسکے کہ فرعون اور اسکی قوم ان معجزات واضحہ کو دیکھ کر ان پر ایمان لاتے انہوں نے ان معجزات کو جادو اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا اور اللہ کی توحید کو ٹھکرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعونیوں کو غرق کر دیا گیا۔ اب اے مشرکین مکہ! اگر تم نے بھی معجزۂ معراج، معجزۂ قرآن اور دیگر معجزات دیکھنے کے بعد مسئلہ توحید کو نہ مانا تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ اس طرح یہ آیت ابتدائے سورت سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا سے متعلق ہے یعنی جس طرح فرعون بنی اسرائیل کو اور موسیٰ علیہ السلام کو ملک سے نکال کر خود بھی وہاں نہ رہ سکا اسی طرح مشرکین مکہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکے سے نکالنے کے بعد زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے ہماری سنت جاریہ یہی ہے۔ مَسْحُوْرًا اسم مفعول بمعنی اسم فاعل ہے ای ساحرا بغرائب فعالک (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۳۶) نو معجزات سے حضرت ابن عباس اور ضحاک کے مطابق حسب ذیل معجزات مراد ہیں۔ عصا، ید بیضا، زبان کی لکنت کا دور ہونا، سمندر کا پھٹ جانا، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون۔ (خازن و قرطبی وغیرہا) ۸۸ فرعون کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ جادو نہیں بلکہ یہ معجزات ہیں جو آسمان و زمین کے مالک نے اپنی قدرت و احدیت اور میری صداقت پر بطور دلائل ظاہر فرمائے ہیں۔ اے فرعون! اس لئے مجھے یقین ہے کہ تو تباہ و برباد ہوگا اسلئے کہ تو نے معجزوں کو جادو کہا اللہ کی توحید کا انکار کیا اور میری تکذیب کی۔ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّھُمْ الخ اسکے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکالنے کی ٹھان لی تو ہم نے اسکو مع لاؤ لشکر غرق کر دیا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا تم ملک شام میں رہو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔ قیامت کے دن تم سب کو حساب کیلئے اکٹھا کرونگا۔ ۸۹ یہاں سے اہل مکہ کی طرف التفات ہے قرآن مجید کو نازل کرنے کا طریقہ یہی تھا کہ وہ ایک ایسے رسول پر نازل کیا جائے جو بشیر اور نذیر ہو اور اسکے تمام مضامین سراسر حق ہوں۔ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ الخ یعنی قرآن مجید کے تمام مضامین و مسائل حق ہیں ان میں باطل کا شائبہ تک نہیں قرآن کے نازل کرنے سے ہمارا مقصد حق کو واضح اور ثابت کرنا تھا تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ویسا ہی وہ نازل ہوا انا ما اردنا بانزال القران الا تقریرہ للحق فلما اردنا ھذا المعنی فکذلک وقع وحصل (خازن ج ۴ ص ۱۵۸) اور آپکو ہم نے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور نہ ماننے والوں کو ہمارے عذاب سے ڈرائیں۔ منوانا آپکا کام نہیں۔ ۹۰ قرآن مجید ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اسلئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو دھیرے دھیرے پڑھ کر سنائیں کیونکہ ہم نے حسب مواقع تھوڑا تھوڑا کر کے اسی لئے نازل کیا ہے تاکہ لوگ بالتدریج آسانی سے اس کو اپنا سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ انما فرقہ لیکون حفظہ اسھل ولیکون الاحاطۃ والوقوف علی دقائقہ وحقائقہ اسھل (کبیر ج ۵ ص ۶۹۵) ۹۱ آپ مشرکین سے کہہ دیں قرآن سراپا حق اور اللہ کی سچی کتاب ہے جو تمام احکام شریعت کو دلائل سے واضح اور ثابت کر رہی ہے۔ حق واضح ہو چکا ہے اور مسئلہ توحید مدلل ہو چکا ہے اب تم مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی، مؤمنین اہل کتاب تو اس قرآن اور اس کے تمام مضامین پر ایمان لا چکے ہیں۔ ۹۲ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے۔ از علماء اہل کتاب۔ اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے یہود و نصاریٰ کے وہ علماء مراد ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے وھم مؤمنوا اھل الکتاب (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۴۱) یعنی انکا حال تو یہ ہے کہ جب وہ قرآن کی آیتیں سنتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ خدایا تو نے جو تورات و انجیل میں آخری رسول مبعوث کرنیکا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو چکا یعنی ما وعد اللہ تعالیٰ فی الکتب المنزلۃ وبشر بہ من بعثۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانزال القرآن علیہ کان منجزا (مظہری ج ۵ ص ۴۸۹) ۹۳ مزید وصف یعنی یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا بیان کرنے کیلئے بعد خرید کو جہ سے وصف اول کا اعادہ کیا گیا۔ ۹۴ آخر میں پوری سورت کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو جس نام سے چاہو پکارو اسی کو پکارو کیونکہ تمام صفات کارسازی اور اچھے نام صرف اسی کیساتھ مختص ہیں فَلَہُ الْاَسْمَاءُ الخ تعلیلیہ ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے جیسا کہ سورۂ اعراف ع ۲۲ میں فرمایا فَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا یہاں فا فصیحہ ہے یعنی چونکہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کیساتھ خاص ہیں اسلئے اسکے ناموں کیساتھ صرف اسی کو پکارو۔ ۹۵ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ سے متعلق ہے اور اس میں پکارنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو اللہ کو بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء کریں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو تاکہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ حضرت عائشہ رضی سے منقول ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے رواہ مسلم ایضا عن عائشۃ فی قولہ عزوجل (وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا) قالت انزل ھذا فی الدعاء (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۴۳) کذا فی المظہری والمعالم وغیرہما) یہ حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی منقول ہے واخرج نحوہ ابن ابی شیبۃ عن مجاھد و روی ذلک عن ابن عباس ایضا ابن جریر الخ (روح ج ۱۵ ص ۱۹۱) علاوہ ازیں آیت کا سیاق و سباق بھی قرینہ ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے پہلے قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ میں خالصۃً اللہ کو پکارنے کا حکم دیا گیا اور آخر میں وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سے خالصۃً اللہ کو پکارنے کی دلیل اور علت بیان کی گئی اسلئے قرین قیاس اور موافق سیاق و سباق یہی ہے کہ درمیان والے حصے کو بھی دعا ہی سے متعلق کیا جائے۔ اَیًّا حرف شرط ہے اور فھو حسن اسکی جزا محذوف ہے اور فَلَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی جزا کے قائم مقام ہے جو حقیقت میں شرط کی علت بیان کر رہی ہے وجملۃ فَلَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی واقع موقع جواب الشرط وھی فی الحقیقۃ تعلیل لہ وکان اصل الکلام ایا ما تدعوہ بہ فھو حسن لان لہ سبحانہ الاسماء الحسنیٰ التی منھا ھذان (روح ج ۱۵ ص ۱۹۱) اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ سے نماز میں قرأت قرآن مراد ہے جب آپ مکہ میں دار ارقم میں چھپ کر صحابہ کیساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے فرماتے، مشرکین سنکر بدزبانی کرنے لگتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ تو اسقدر بلند آواز سے تلاوت فرمائیں کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں اور نہ اسقدر آہستہ پڑھیں کہ صحابہ کرام سنکر اخذ نہ کر سکیں بلکہ دونوں کے مابین متوسط روش اختیار کریں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی ۔۔ تا ۔۔ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی۔ ۲۔ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ ۔۔ تا ۔۔ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝ نفی شرک فی التصرف پر دلیل نقلی موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۳۔ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّھَارَ ۔۔ تا ۔۔ فَصَّلْنٰہُ تَفْصِیْلًا ۝ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی۔ ۴۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔ ۵۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔ ۶۔ اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ ۔۔ تا ۔۔ خَبِیْرًا بَصِیْرًا ۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔ ۷۔ قُلْ لَّوْ کَانَ مَعَہٗٓ اٰلِھَۃٌ ۔۔ تا ۔۔ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف سے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۂ کہف

نام ۔ اس سورت میں چونکہ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اس سورت کو سورۂ کہف سے موسوم کیا گیا ہے۔

شانِ نزول ۔ مشرکین مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علماء یہود کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان کے پاس جا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے ان کو آگاہ کریں۔ اور اس کے بارے میں ان سے پوچھیں کہ کیا واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ اور ان کو انبیاء کی پہچان ہے وہ مدینہ میں احبار یہود کے پاس پہنچے۔ اور حضور علیہ السلام کے بعض احوال و اقوال سے ان کو آگاہ کیا۔ علماء یہود نے ان سے کہا۔ تم واپس جا کر تین باتیں اس سے پوچھو۔ اگر اس نے صحیح جواب دے دیا۔ تو وہ سچا پیغمبر ہے۔ اور اگر وہ ان کا صحیح جواب نہ دے سکا۔ تو جھوٹا ہے۔

اوّل اس سے یہ پوچھو۔ کہ گذشتہ زمانے میں جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کے ساتھ کیا بیتی ؟ دوم اس سے اس شخص کا حال دریافت کرو۔ جو گذشتہ زمانے میں زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا تھا۔ سوم اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ نضر اور عقبہ واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور احبار یہود کے بتائے ہوئے تینوں سوال آپ کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوالوں کا جواب میں کل دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ آپ "انشاءاللہ" کہنا بھول گئے۔ مشرکین واپس چلے گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ اور آپ کو یقین تھا کہ کل تک اس بارے میں ضرور وحی سے اطلاع مل جائے گی۔ اس لئے کل کا وعدہ فرما دیا۔ مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی۔ جس سے آپ کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی۔ آخر پندرہ یوم کے بعد سورۂ کہف نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین کے سوالوں کا جواب مذکور ہے اور ساتھ ہی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ کے ساتھ "انشاءاللہ" نہ کہنے پر تنبیہ فرمائی۔ (من القرطبی باختصار)۔

ربط ۔ سورۂ کہف کو ماقبل سے کئی طرح کا ربط ہے۔ اوّل ۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے کہ مضامین کے اعتبار سے سارا قرآن مجید چار حصوں میں منقسم ہے۔ اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے پہلا حصہ سورۂ فاتحہ سے لے کر سورۂ مائدہ کے آخر تک ہے۔ اس میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا حصہ سورۂ انعام سے سورۂ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصہ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کی پرورش کرنے والا اور ہر چیز کو بالتدریج حد کمال تک پہنچانے والا اور ساری مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ سورۂ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے بعد اس حصہ میں اس کی حاکمیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا مالک اور سب پر حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام تصرفات اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اور اس نے اپنے اختیارات میں سے کوئی اختیار کسی پیغمبر، کسی ولی یا کسی جن کے حوالے نہیں کیا۔ وہی قادر مطلق اور قیوم برحق ہے۔ اور وہی برکات کا سرچشمہ اور وہی برکات دہندہ ہے۔

دوسرا ربط ۔ مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے۔ اوّل فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ یعنی جس عذاب کی تہمیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر سچا ہے۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ۔ اُن کا دوسرا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ (اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورۂ نحل کے ابتداء میں فرمایا۔ أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ اللہ کا عذاب آ کر رہے گا۔ تم اس کی آمد کا عجلت سے مطالبہ نہ کرو۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ جس مسئلہ توحید کو تم نہیں مانتے ہو۔ وہ اس قدر ضروری اور مہتم بالشان ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اسی مسئلہ کی خاطر دنیا میں بھیجا گیا۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ اس آیت میں روح سے مراد مسئلہ توحید ہے جیسا کہ آیت کے آخری حصہ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا سے اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ مشرکین مکہ کے مطالبۂ عذاب کو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کو مسلط کر کے پورا فرما دیا۔ چنانچہ سورۂ نحل کے رکوع ۱۵ میں ارشاد ہے فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورۂ بنی اسرائیل کی ابتداء میں فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى یہ تو میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے تھوڑے

سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اور مسجد اقصیٰ سے جہاں تک میں نے چاہا) سیر کرائی۔ مذکورہ عذاب اور اس معجزۂ معراج کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا (جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا) لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منکرین کی مکمل تباہی اور ہلاکت سے پہلے محض اپنی مہربانی اور رحمت سے ان کو سنبھلنے کا ایک اور موقع دے دیا۔ اور سورہ کہف نازل فرما کر ان کے ان شبہات کا جواب دے دیا جن کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا تھے۔ گویا کہ سورہ کہف میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا ربط:۔ جس مسئلہ توحید کو سورۂ نحل کی ابتداء میں رُوح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفتیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الخ یہ ماقبل پر متفرع ہے اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دعویٰ ہے۔ یعنی تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی کجی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی۔ یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید سے ڈرانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعیم مقیم کی خوشخبری سنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا۔ لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا۔ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ پہلی شق میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مومنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بُعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کر کے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورۂ مریم بھی سورۂ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورۂ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بالا دعویٰ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا الخ (مریم ع ۶) اور آخر میں سورت کا ماحصل اسی طرح بیان فرمایا۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا سورہ کہف کی ابتداء میں جن دو جماعتوں کو الموٴمنین اور الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورۂ مریم کے آخر میں بطور لف و نشر مرتب ان کو الْمُتَّقِيْنَ (پرہیزگار اور شرک سے بچنے والے) اور قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

خلاصہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجھنوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک و مختار اور متصرف و کارساز سمجھتے تھے۔ اس سورت میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہہ:۔ اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور رئیسوں کے لڑکے تھے۔ "تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصے میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثناء میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت و طاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شبہہ:۔ کچھ لوگ بعض حالات میں جنوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے تکوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ الخ (جن)

تیسرا شبہہ:۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چوتھا شبہہ:۔ یہود میں ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کارساز اور متصرف تھے۔

چنانچہ وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورۂ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔

پہلے شبہہ کا جواب

پہلے اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَهۡفِ ــ تا ــ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہۂ اولیٰ کا بالاختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کہف کا واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کہف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستی معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحاب کہف متصرف و کارساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موحد بندے تھے۔

اس کے بعد نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ ــ تا ــ وَ كَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ (ع ۲) میں پہلے شبہہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعۂ اصحاب کہف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھ امور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا ــ تا ــ هُوَ خَیۡرٌ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ عُقۡبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر مغرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے چھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوةِ ــ تا ــ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دی جائے۔ امر سوم وَ یَوۡمَ نُسَیِّرُ الۡجِبَالَ ــ تا ــ وَ لَا یَظۡلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۶) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو وہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہو گی۔

دوسرے شبہہ کا جواب

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ ــ تا ــ وَ لَمۡ یَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذریں منتیں دیتے اور ان کے مقابر سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ در اصل یہ لوگ جنوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کارساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ ــ تا ــ وَجَعَلۡنَا لِمَهۡلِكِهِمۡ مَّوۡعِدًا (ع ۸) میں زجر اور تخویفیں ہیں۔

تیسرے شبہہ کا جواب

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىهُ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَ مَا فَعَلۡتُهٗ عَنۡ اَمۡرِیۡ (ع ۱۰) سے شبہہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ اور اس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

چوتھے شبہہ کا جواب

وَ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنۡ ذِی الۡقَرۡنَیۡنِ ــ تا ــ وَ كَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دیئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا ــ تا ــ لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کارساز نہیں تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جا سکتی ہے۔ قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ الخ تیسرے جواب پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرما دیں کہ میں بھی غیب داں اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعے یہی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنۡ كَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقاء ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کے ساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کہف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کارساز سمجھ کر نہ پکارے۔ اور شرک جلی اور خفی سے دور رہے۔

تمہید

پہلے بیان ربط کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔ کہ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصّہ شروع ہوتا ہے یہ سلسلہ سورہ احزاب کے آخر تک چلا گیا ہے اور باقی حصوں کیطرح یہ حصّہ بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع ہوا ہے اس حصے میں بھی زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ سارے جہان کا مالک اور کارگاہ عالم میں متصرف ومختار صرف اللہ تعالے ہے۔ اور ملک وتصرف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ اس حصے میں اور بھی کئی ایک مضمون مذکور ہوں گے مگر وہ بالتبع آئیں گے **۲؎** سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور تمہید میں دو باتیں مذکور ہیں۔ (۱) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض وغایت ابتدائے سورت سے اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا تک یعنی مشرکین کے شبہات کا ازالہ کرنا کہ اللہ تعالے نے اپنے پیارے بندوں کو کچھ اختیارات دے کر اپنے نائب بنا رکھا ہے۔ اور (۲) انکار مشرکین پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور غم پر آپ کو تسلی دی گئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ــ تا ــ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا **۳؎** اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ جملہ (الحمدللہ) واقع ہوا ہے۔ وہاں حمد (تعریف) سے اللہ تعالے کی صفات اُلوہیت یا بالفاظ دیگر صفاتِ کارسازی مراد ہیں۔ مثلاً خالق ومالک اور رازق ہونا، عالم الغیب کارساز اور متصرف ومختار ہونا، مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکلکشا ہونا وغیرہ تو اس جملے کا حاصل یہ ہے۔ کہ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کی ذات منبعِ برکات کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمان میں رہنے والوں، زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فروکش ہونے والوں) میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ الحمدللہ میں جو دعوی کیا گیا ہے اس کا ماحصل دو جملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف ومختار ہے۔ **۴؎** اَلَّذِیْ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وَفِی وصفه تعالٰی بالموصول اشعارٌ بعلیة مَا فی حیز الصلة لاستحقاق الحمد (روح۔ج۱۵ ص۲۰۰) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس میں دو خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عِوَج (کجی) نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ ومعانی میں اصول فصاحت وبلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شیئًا من العوج باختلال اللفظ من جهة الاعراب ومخالفة الفصاحة وتناقض المعنی وکونه مشتملًا علی ما لیس بحق اوداعیًا لغیرالله تعالٰی (روح ج۱۵ ص۲۰۰) (۲) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے منکرین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قَیِّمًا ای مستقیمًا کما اخرجه ابن المنذر عن الضحاك وروی ایضًا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کا علم محیط کل ہو۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ کہف ؁ مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ؁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۞ (۱) قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا (۲) مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا (۳) وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (۴) مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (۵) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (۶) اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

سب تعریف اللہ کو ؁ جس نے ؁ اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ رکھی اس میں کچھ کجی ٹھیک اتاری تاکہ ڈر سنادے ؁ ایک سخت آفت کا اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں رہا کریں ہمیشہ اور ڈر سنادے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہیں ان کو اس بات کی ؁ اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات ؁ نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں سو کہیں تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے ؁ اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو پچتا پچتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے ؁ اس کی رونق

اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکورکا ایک حصہ ثابت ہوگیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض وغایت بیان فرمائی۔ لِیُنْذِرَ بَأْسًا شَدِیْدًا قرآن اس لئے نازل کیا تاکہ منکرین کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت وتصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ ۵ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ لِیُنْذِرَ بَأْسًا شَدِیْدًا الخ میں لام اَنْزَلَ سے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تخویف وانذار دوم تبشیر پہلے لِیُنْذِرَ سے تخویف پھر یُبَشِّرَ سے بشارت اس کے بعد پھر وَیُنْذِرَ سے تخویف کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تخویف کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المؤمنین) اور اجر دونوں مذکور ہیں اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بُعد عہد کی وجہ سے وَیُنْذِرَ کا اعادہ کرکے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ان لوگوں کا انذار مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے ولد تجویز کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتخاذ ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی مُتَبَنّٰی بنالے کے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا (قصص ع ١۔ ویوسف ع ٣) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا تجویز نہیں کرتے تھے۔ نفی اتخاذ الولد ظاهر فی التبنی (روح ج ١۵ ص ١٩۵) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں (انبیاء علیہم السلام، اولیاء اور ملائکہ کرام) کو اپنے مُتَبَنّٰی اور نائب بنا یا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف واختیار دے دیا ہے، جیسا کہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ومنهم من اعتقد ان الله هو السید وهو المدبر لکنه قد یخلع علی بعض عبیده لباس الشرف والتألّه ویجعله متصرفا فی بعض الامور الخاصة ویقبل شفاعته فی عباده بمنزلة ملك الملوك یبعث علی کل قطر ملکا یقلد تدبیر تلك المملکة فیما عدا الامور العظام فیتلجلج لسانهم ان یسمیهم عباد الله فیسویهم وغیرهم فعدلوا عن ذلك الی تسمیتهم ابناء الله ومحبوبی الله (حجۃ اللہ البالغہ ج ١ ص ۶١) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں۔ جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنا دیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقے پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کرکے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیتا ہے باستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھڑاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے) کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ ٦ یہ ان کے قول باطل کا رد ہے بہٖ میں ضمیر مجرور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعوی کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ وذکر الاٰباء لان تلك المقالة قد اخذوها عنهم وتلقوها منهم (بحر ج ٦ ص ٩٧) اٰبَآء (باپ دادا) سے مراد عام ہے خواہ جسمانی ہوں یا روحانی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا لاٰبآئھم ای اسلافھم (قرطبی ج ١٠ ص ٣۵٣ ابن کثیر ج ٣ ص ٧٢) ٧ کَبُرَتْ کَلِمَةً الخ کَلِمَةً منصوب ہے۔ اور کَبُرَتْ کی ضمیر سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کفر وافترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آتی ہے۔ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یہ جملہ ماقبل ہی کی تاکید اور قول مذکور کی مزید قباحت وشناخت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی ان کا قول صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے اور اس میں سچائی اور واقعیت کا شائبہ تک نہیں ای ما یقولون فی ذالك الشان الا قولا کذبا لا یکاد یدخل تحت امکان الصدق اصلا (روح ج ١۵ ص ٢٠۴، ابو السعود ج ۵ ص ٦٧٦) ٨ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَلَّ یہاں ترجی کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَلَّ محبوب چیز کے ساتھ ترجی کے لئے ہوتا ہے اور محذور (یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو) کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے (بحر ج ٦ ص ٩٧) آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ بَاخِعٌ کا مفعول لہٗ ہے اور اسف کے معنی شدت غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی۔ کہ مشرکین کفر وانکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت وتبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور مؤثر انداز کے باوجود کفر وانکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض از راہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج وغم دامنگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضۂ تبلیغ وانذار وتبشیر کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں۔ کیونکہ دولت ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار وقدرت میں ہے المقصود ان یقال للرسول لا یعظم حزنك واسفك بسبب کفرهم فانا بعثناك منذرا ومبشرا فاما تحصیل الایمان فی قلوبهم فلا قدرة لك علیه والغرض تسلیة الرسول صلے الله علیه وسلم عنه (کبیر ج ۵ ص ٦٧٧) ٩ اِنَّا جَعَلْنَا الخ مشرکین کیوں نہیں مانتے؟ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان وشوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہیئے۔ زمین پر ہم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زر وجواہر، حیوانات کی انواع

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ

تاکہ جانچیں لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف۱ اور ہم کو کرنا ہے ۱۱ؑ

مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٨ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ

جو کچھ اس پر ہے میدان چھانٹ کر ف۲ کیا تو خیال کرتا ہے ۱۲ؑ کہ

الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩ اِذْ اَوَى

غار اور کھوہ کے رہنے والے ۱۳ؑ ہماری قدرتوں میں عجیب اچنبھا تھے جب جا بیٹھے

الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ

وہ جوان پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے

رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا

بخشش اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی پھر تھپک دئے ہم نے

عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١ ثُمَّ

ان کے کان اس کھوہ میں چند برس گنتی کے پھر

بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا

ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت

اَمَدًا ۝١٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ

وہ رہے ف۳ ہم سنادیں تجھ کو ۱۴ؑ ان کا حال تحقیقی

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝١٣

وہ کئی جوان ہیں ۱۵ؑ کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے ان کو سوجھ ف۴

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ

اور گرہ دی ہم نے ان کے دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ

آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے

ع ۱۲ ۱

منزل ۴

وانسام، سرسبز و شاداب کھیتیاں، رنگارنگ پھول اور میوے یہ سب زمین کے لئے چند روزہ زینت ہے اور سب کچھ محض بنی آدم کی آزمائش وامتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ کون اس دنیوی ساز و سامان کو معرفت خالق اور ادائے حقوق شریعت کا ذریعہ بناتا ہے اور کون اس کو شہوات نفسانیہ اور اغراض فاسدہ کی تکمیل میں صرف کرتا ہے (من الروح ج ۱۵ ص ۲۰۰) حضرت شیخ نے فرمایا کہ زِیْنَةً میں تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ یعنی یہ زینت چند روزہ اور فانی ہے۔ ۱۱ؑ صَعِيْدًا مٹی۔ جُرُزًا ایسا میدان جس میں کوئی سبزہ نہ ہو۔ یعنی زمین کی یہ رونق و زینت ہمیشہ رہنے والی نہیں اسے ایک دن (قیامت کے دن) ہم تباہ کر دیں گے۔ اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ اس لئے یہ بھروسے کی چیز نہیں نہ اس پر اس قدر مغرور ہونا چاہئے۔ یہاں تک تمہید ختم ہو گئی اس کے بعد چار شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے شبہہ کا جواب

۱۲ؑ یہاں سے لے کر اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا تک پہلے شبہہ کا اجمالی رد ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اصحاب کہف عرصہ دراز تک غار میں سوئے رہے۔ اس دوران میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ سورج جب غار کے سامنے آتا تو رخ بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف فی الامور اور مختار تھے۔ اس بنا پر لوگوں نے ان کو کارساز اور غیب داں سمجھ کر پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیا چنانچہ وہ سات روٹیاں ان کے نام پر اور ایک ان کے کتے کے نام پر دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں کئی طریقوں سے مذکورہ شبہہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اول و دوم كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ اَمْ حَسِبْتَ میں استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا واقعہ بہت ہی عجیب ہے اس لئے کہ کافروں نے اس واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں اس سے کہیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تقریر له علیه السلام علی حسبانه ان اصحب الکهف کانوا عجبا بمعنی انکار ذلک علیه ان لا یعظم ذلك بحسب ما عظم علیك السآئلون من الکفرة فان سائر اٰیات الله اعظم من قصتهم (بحر ج ۶ ص ۱۰۱) استفہام انکاری سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو غیب داں اور کارساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصۂ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض

مقام سے حاشیہ: ۱۲ پہلے شبہہ کا اجمالی جواب ۱۳ پہلے شبہہ کا تفصیلی رد

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے ف۲ یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر ف۳ دو فرقے یا تاریخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بیٹھے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے یعنے کہنے لگے اس سے کم ف۴ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کیا۔

اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

سوم۔ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ الخ جب اصحاب کہف اپنا دین و ایمان بچا کر شہر سے نکل بھاگے تو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ ان کے عجز و بیچارگی کی واضح دلیل ہے اگر وہ متصرف و کارساز ہوتے تو انہیں بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ چہارم۔ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ جب وہ غار میں پناہ گزین ہو چکے تو اللہ تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعا کی رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَۃً۔ رَحْمَۃً میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی طرف سے اپنی خاص رحمت سے نواز رحمت سے مراد عام ہے۔ یعنی معرفت حق، توحید پر ثبات، استقلال، رزق اور دشمنوں سے حفاظت وغیرہ وھی الھدایۃ بالمعرفۃ والصبر والرزق والامن من الاعداء (کبیر ج ۵ ص۶۸۱) وَھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اور ہمارے اس معاملہ ہجرت میں ہماری صحیح راہنمائی فرما۔ اصحاب کہف تو خود اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب متصرف و کارساز اور خزائن رحمت کا مالک سمجھ کر اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بھلا وہ کس طرح الٰہ (معبود) بننے کے لائق ہو سکتے ہیں۔ پنجم۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ الخ جب وہ غار میں داخل ہوئے اور سستانے کی غرض سے لیٹ گئے تو ہم نے ان پر نیند طاری کر دی اور ان کو سینکڑوں برس اسی حالت میں پڑا رہنے دیا۔ اصحاب کہف کو اسبات کا خیال تک نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایسا عجیب و غریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور انہیں تین سو سال تک حالت خواب میں رہنا ہوگا اس سے بھی ان کے متصرف و کارساز ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ ششم۔ ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ الخ عرصہ دراز کے بعد ہم نے ان کو بیدار کیا۔ انہیں بیدار ہونے کا اختیار نہیں تھا۔ ہفتم۔ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ الخ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ محیط کل ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے علم سے یہاں اظہار مراد ہے تسمیۃ للمسبب باسم المسبب۔ اَلْحِزْبَیْنِ سے اصحاب کہف کی دو جماعتیں مراد ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہم تو ایک دن سے بھی کم سوئے ہیں۔ دوم وہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہم کتنا عرصہ سوئے ہیں وھم القائلون لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ والقائلون (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ) (روح ج ۵ ص۲۱۳) ہم نے کئی سو سال بعد ان کو بیدار کیا۔ تاکہ ہم ظاہر کریں کہ ان میں سے کس کو ٹھہرنے کی صحیح مدت یاد رہی۔ اصحاب کہف تو خود اپنے حال سے بے خبر تھے اور انہیں حالت خواب کی صحیح مدت بھی یاد نہ رہی تو وہ غیب داں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ۱۲؎ اصحب الکھف والرقیم۔ کہف پہاڑ میں اس غار یا کھوہ کو کہتے ہیں جو فراخ ہو۔ الکھف النقب المتسع فی الجبل (قرطبی ج ۱۰ ص۳۵۶) الرقیم۔ میں مفسرین کے اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ الرقیم سے مراد وہ پتھر کی تختی ہے جو ان کے غار پر نصب کر دی گئی تھی جس پر ان کے نام کندہ تھے۔ قیل نسبوا الی حجر رقم فیہ اسمآء ھم (مفردات راغب ص۲۰۲) قال الفرآء الرقیم لوح کان فیہ اسمآء ھم وصفاتھم (کبیر ج ۵ ص۶۸۰) اس صورت میں الرّقیم بمعنی المرقوم فیہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں الرّقیم اصحاب کہف کے گاؤں کا نام تھا۔ زعم کعب انھا قریۃ خرجوا منھا (قرطبی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مشرک بادشاہ دقیانوس نامی تھا جو خود بھی بت پرست تھا اور رعیت کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اصحاب کہف کا واقعہ اسی دور میں پیش آیا چند نوجوان جو خوشحال اور امیر گھروں کے چشم و چراغ تھے۔ انھم اولاد عظمآء تلك المدینۃ (قرطبی ص۳۶۵) بلکہ دقیانوس کے درباریوں اور خواص امراء کی اولاد تھے۔ وکانوا من خواص دقیانوس (مدارک ج ۳ ص۶) اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بصیرت عطا فرمایا وہ شرک سے بیزار ہو گئے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے۔ اگرچہ انہوں نے اخفاء حال سے کام لیا مگر پھر بھی کسی نہ کسی طرح کچھ لوگوں کو ان کا حال معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے بادشاہ سے ان کی شکایت کر دی۔ بادشاہ نے ان موحد نوجوانوں کو دربار میں طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے دین کا اتباع کریں۔ اسکے معبودوں کی عبادت کریں، اور انکے ناموں کی نذریں نیازیں دیا کریں۔ اور ساتھ ہی انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اسکے دین سے سرتابی کی تو انہیں قتل کر دیا جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کو دولت استقامت سے مالا مال فرما دیا۔ اور وہ سر دربار بول اٹھے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الاٰیۃ ہمارا رب اور معبود تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ہم تو اسکے سوا کسی اور کو ہرگز نہیں پکاریں گے یہ سن کر بادشاہ نے ان نوجوانوں کو مہلت دی اور کہا ابھی تم عقل کے خام ہو۔ اسلئے اپنے معاملہ میں غور و فکر کر لو۔ نوجوانوں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھا اور اپنا دین و ایمان بچانے کیلئے شہر سے نکل کر کہیں چل دیئے۔ راستے میں انہیں ایک چرواہا ملا جو انکی طرح موحد تھا۔ وہ بھی انکے ساتھ ہو لیا۔ چرواہے کا کتا بھی ان کے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ وہ ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے جب وہ سستانے کیلئے لیٹے تو اللہ تعالیٰ نے عرصہ دراز کے لئے ان پر نیند کو مسلط فرما دیا کئی سو سال کے بعد وہ بیدار ہوئے تو ایک ساتھی کو کھانا لانے کیلئے بازار بھیجا۔ جب دوکاندار کو رقم ادا کی تو وہ پرانے سکے دیکھکر حیران ہوا اور خود اس آدمی کی شکل و صورت بھی ایسی اجنبی سی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اسے بادشاہ وقت بیدروس کے سامنے پیش کر دیا گیا جو مومن اور موحد تھا جب اس نوجوان کے بتانے سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ انہیں نوجوانوں میں سے ہے جو دقیانوس کے زمانے میں روپوش ہو گئے تھے تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت سے شہریوں کو ساتھ لیکر اس نوجوان کے ہمراہ غار پر پہنچا اور باقی نوجوانوں سے ملاقات کی۔ جب نوجوانوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اور بہت سی رعایا توحید قبول کر چکے ہیں تو بہت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد اصحاب کہف اسی غار میں خلوت گزیں ہو گئے۔ اور وہیں انکا انتقال ہو گیا۔ من القرطبی وغیرہ۔ ۱۳؎ اب یہاں سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے گویا کہ پہلے شبہۂ اولیٰ کا اجمالی جواب ذکر کیا گیا اور یہاں اسے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ شروع فی تفصیل ما اجمل فیما سلف ای نحن نخبرك بتفصیل خبرھم الذی لہ شان وخطر (روح ج ۱۵ ص۲۱۶ ابوالسعود ج ۵ ص۶۶۵) ۱۴؎ پہلے اجمالی ذکر میں اصحاب کہف کے مومن و موحد ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ یہاں ان کے ایمان، توحید پر ان کی استقامت اور شرک سے ان کی بیزاری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس تفصیل میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ ۱۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئے۔ ۲۔ وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی انہیں ایمان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے کر ان کو ہدایت میں اور ترقی دیدی۔ ۳۔ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا ظرف رَبَطْنَا سے متعلق ہے۔ جب ظالم و جابر اور مشرک بادشاہ کی طلبی پر وہ اس کے دربار میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور بادشاہ نے ان کو دین توحید چھوڑنے اور بت پرستی اختیار کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر انہیں قتل کی دھمکی دی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط و مطمئن کر دیا۔ اور انہیں اپنے دین پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائی۔ اِذْ قَاموا بین یدی الجبار وھو دقیانوس چنانچہ انہوں نے سر دربار علی رؤس الاشہاد توحید کا اعلان اور شرک سے بیزاری کا اظہار کر دیا اور صاف کہہ دیا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہمارا پروردگار اور مالک وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـھًا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہو وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہو سکتا ہے اور وہی عبادت و پکار کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہم اللہ کے سوا کسی خود ساختہ معبود اور کسی جھوٹے ٹھاکر کو کبھی پکارنے کے لئے تیار نہیں ہیں لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو یہ نہایت ہی بے جا

اور حد سے بڑھی ہوئی بات ہوگی ہم۔ هٰؤُلَآءِ قَوْمُنَا الخ ہماری قوم کے ان مشرکوں نے خود ساختہ ٹھاکروں کو اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی واضح ثبوت ہے۔ تو کیوں پیش نہیں کرتے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا بھلا شرک جیسی بُری اور قبیح لذاتہ بات کے حق میں کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے۔ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اصحاب کہف کے ایمان و اعتقاد کی اس تفصیل سے معلوم ہوگیا۔ کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و کارساز سمجھتے تھے۔ اس کی عبادت کرتے اور اسی کے نام کی نذریں دیتے۔ اور اسے ہی پکارتے تھے۔ وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے سخت بیزار تھے۔ وہ اپنے اس ایمان پر اتنے مضبوط تھے۔ کہ ایک ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے بھی انہوں نے اس کا اعلان کردیا۔ بھلا جن کا اپنا یہ حال ہو پھر ان کی عبادت کرنا۔ ان کو پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا سراسر حماقت اور عقل کے خلاف ہے۔ ۱۵ یہ اِذْ اَوَی الْفِتْيَةُ الخ کی تفصیل ہے اصحاب کہف کے رئیس یملیخا یا مکسلمینا نے ان سے کہا۔ جب تم ان مشرکوں سے اور ان کے ان ٹھاکروں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو کسی غار میں گھس جاؤ۔ ھو من قول رئیسھم یملیخا فیما ذکر ابن عطیۃ وقال الغزنوی رئیسھم مکسلمینا (قرطبی ج۱۰ ص۳۶۶) ینشر لکم ربکم من رحمتہ یہ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً سے متعلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے اس کام میں آرام اور آسانی کا سامان بہم پہنچا دے گا۔ مِرْفَقًا مفعل کے وزن پر مصدر ہے۔ جس کے معنی رفق اور آسانی کے ہیں۔ قال ابو زید ھو مصدر کالرفق علی مفعل (بحر ج۶ ص۱۰۱) اس تفصیل سے معلوم ہوا۔ کہ اصحاب کہف خود باطل معبودوں اور ان کے پوجاریوں کے پاس سے بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں مگر اس کے باوجود

إِذًا شَطَطًا ⑭ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

بات عقل سے دور ف۱ یہ ہماری قوم ہے ٹھہرالئے انھوں نے اللہ کے سوا

اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ

اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ⑮ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ

بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ کرلیا ف۲

وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

ان سے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلادے تم پر

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ

رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنادیوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں

مِّرْفَقًا ⑯ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ

آرام ف۳ اور تو دیکھے ف۴ دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ

ان کی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا کر جاتی ہے

الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ

ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے جس کو

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر ف۵ اور جس کو وہ بچلائے پھر تو نہ پائے اس کا

وَلِيًّا مُّرْشِدًا ⑰ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ

کوئی رفیق راہ پر لانے والا ف۶ ف۷ اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں ف۸ اور وہ سوتے ہیں

وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ڰ وَكَلْبُهُمْ

اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم ان کو داہنے اور بائیں اور کتا ان کا

ع ۲ / ۱۴

موضح قرآن ف۱ ایک شہر کا بادشاہ تھا ظالم جو اس کے بتوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا یا بت پجاتا۔ یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے۔ کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چغلی کی۔ اس نے روبرو بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرہ دی۔ یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کراؤں تو ان سے بت پوجنا قبول کراؤں۔ یا عذاب کروں وہ گیا اور شہر کو یہ چھپ کر نکل گئے ف۳ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورہ کرکے وہاں جا بیٹھے۔ نیند غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے ف۴ حق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں ان پر دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ اور خفیہ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید بخاطر فاتر می رسد کہ دیوار جنوبی کہف آنقدر بلند است کہ سایۂ اصلی او در تمام سال محل خفتن ایشان را می پوشاند و دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند تر است و پایہ بپایہ منحط شدہ و این جماعہ سر بجانب شمال و پا بجانب جنوب کردہ خفتہ اند پس وقتیکہ آفتاب طلوع کند ضور آفتاب بر دیوار غربی و بعضی صحن غار افتد و ہر چند ارتفاع زیادہ گردد و بلندی دیوار شرقی از وصول ضور بایشان مانع آید از جانب راست منتقل شود بجانب سر کہ جہت شمال است در وقت استواء بجز سایۂ اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چون آفتاب مائل بغروب شود ضور آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آن جانب جیب ایشانست واللہ اعلم ۱۲۔

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ⑱ وَ

تو پیٹھ دے کر بھاگے ان سے اور بھر جائے تجھ میں ان کی دہشت ف۱ اور

كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَاۗءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗئِلٌ

اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں پوچھنے لگے ۱۹ ایک بولا

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ

ان میں کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ

بولے تمہارا رب ہی خوب جانے جتنی دیر تم رہے ہو اب بھیجو ۲۰ اپنے میں سے ایک کو

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

یہ روپیہ دیکر اپنا اس شہر میں پھر دیکھے کونسا کھانا ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا

سو لائے تمہارے پاس اس میں سے کھانا اور نرمی سے جائے اور

يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ⑲ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو ف وہ لوگ اگر خبر پالیں تمہاری

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

پتھروں سے مار ڈالیں تم کو یا لوٹا لیں تم کو اپنے دین میں اور تب تو بھلا نہ ہو تمہارا

اِذًا اَبَدًا ⑳ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا

کبھی اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے ۲۱ ان کی تاکہ لوگ جان لیں

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ

کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکہ نہیں

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بان التاء فی بعد الباء من النصف الاول واللام الثانیہ من النصف الاخیر ۱۲

نادان لوگوں نے ان کو معبود بنا رکھا ہے اور پھر اصحاب کہف وہاں سے بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی ٹھان چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور آرام و کشائش کے امیدوار اور متمنی ہیں۔ جس سے ان کی اپنی عاجزی، درماندگی اور حاجت مندی ظاہر ہو رہی ہے تو جو خود محتاج اور عاجز و لاچار ہو۔ وہ دوسروں کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ ۱۶ یہاں سے لے کر ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ تک كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کی تفصیل ہے۔ وَتَرَى سے خطاب ہر مخاطب سے ہے تَزٰوَرُ اصل میں تَتَزَاوَرُ تھا۔ ایک تا تخفیفاً حذف کر دی گئی تَزٰوَرُ ای تَمِيْلُ ایک طرف ہو جاتا ہے تَقْرِضُهُمْ ای تَعْدِلُ عَنْهُمْ یعنی غار کے دہانے سے کترا کر گذرتا ہے فَجْوَةٍ ای متسع من الکهف غار کے اندر فراخ جگہ۔ دونوں جملوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ غار کچھ اس طرح واقع تھا۔ کہ غار کے اندر سونے والوں پر دن کے کسی وقت بھی دھوپ نہیں پڑ سکتی۔ مگر تازہ ہوا ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ تو غار میں عرصہ دراز تک سوئے رہنا اور ہر قسم کی تکلیف اور گزند سے محفوظ رہنا۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں ان پر سورج کی کرن تک نہیں پڑی اس میں اصحاب کہف کی قدرت اور ان کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات ہیں۔ ۱۷ اللہ تعالیٰ نے تو توحید کے دلائل واضح فرما دیئے ہیں۔ اب ہدایت اور ایمان کی توفیق صرف اسی کو ملے گی جو طلب صادق سے راہ ہدایت کا متلاشی ہوگا۔ اور جو جان بوجھ کر عناداً گمراہی اختیار کرے گا۔ اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۱۸ یہ فَضَرَبْنَا عَلٰٓي اٰذَانِهِمْ الخ سے متعلق ہے اس آیت میں اصحاب کہف کے غار میں سونے کی کیفیت اور غار کے اندرونی ہیبتناک منظر کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ جب وہ غار میں سو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان کو کوئی دیکھتا۔ تو نیند کے ظاہری آثار نہ پا کر ان کو بیدار سمجھ لیتا۔ حالانکہ ان پر نیند طاری ہو چکی تھی۔ اور اگر کوئی شخص غار میں ان پر جھانکتا تو ان کے رعب و جلال کی تاب نہ لا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا۔ جب وہ سو رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی کروٹیں بدلتا رہا۔ تاکہ بدن کے تمام حصوں کو تازہ ہوا لگتی رہے اور وہ گزند سے محفوظ رہیں۔ مگر اس دوران میں اصحاب کہف کا اپنا حال یہ تھا۔ کہ وہ اپنے حال و ماحول سے بالکل بے خبر اور دنیا و مافیہا سے کلیۃً غافل پڑے تھے۔ تو وہ کس طرح معبود بننے اور عبادت و پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔ ۱۹ یہ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ کی تفصیل ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کَذٰلِكَ میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی اس قدر طویل عرصہ کے بعد یوں ہم نے ان کو بیدار کیا۔ یہ ہماری قدرت کا کمال تھا اس میں ان کے اختیار و تصرف کا دخل نہیں تھا۔ لِيَتَسَاۗءَلُوْا میں لام بَعَثْنٰهُمْ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے ان کو عرصہ دراز کے بعد بیدار کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ انہیں سوئے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے۔ تو کسی بولا کم لَبِثْتُمْ باقیوں نے کہا اللہ ہی بہتر

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جاتے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے لوگ تماشہ نہ بکریں کہ وہ بے آرام ہوں ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے۔ لیکن لاکھ میں ایک بھلا بھی ہے ف۲ سینکڑوں برس رہنا انکو ایک دن معلوم ہوا مردہ اور سوتا برابر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ چنانچہ خفتن ایشانرا نشانہ ساختیم ۱۲۔

جانتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوتے ہو۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا۔ کہ اصحاب کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا۔ تو وہ دوسروں کی پکاریں اور فریادیں کیونکر سن سکتے تھے۔

نکتہ:۔ حبرالامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے ایک نے سوال کیا قَالُوْا لَبِثْنَا الخ اس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوْا جمع ہے اور عرفِ جمع کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوْا جمع ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ (مدارک ج ۳ ص ۶)۔ **۲۰** یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس کے ساتھ ان کے مختار و متصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار ہو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآری کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی۔ کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے کہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانوروں

اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا

جب جھگڑ رہے تھے ۲۳ آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ

عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

ان پر ایک عمارت ف ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ

غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾

جن کا کام غالب تھا ۲۴ ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ ف۲

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں ۲۵ چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

وہ پانچ ہیں ۲۶ چھٹا ان کا کتا بدوں نشانہ دیکھے پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ

وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۟ۙ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً

ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو مت جھگڑ ان کی بات میں ۲۷ مگر سرسری

ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا

جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے ف۳ اور نہ

تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ

کہنا کسی کام کو ۲۸ کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى

اللہ چاہے ف۱ اور یاد کر لے اپنے رب کو جب بھول جائے ۲۹ ف۲ اور کہہ امید ہے

اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

کہ میرا رب مجھ کو دکھلائے ۳۰ اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ف۴

ع ۳ / ۱۵

مترجم جلد معتبر ۱۲

موضح قرآن

ف۱ ایک ان میں روپیہ لے کر گیا شہر کو وہاں سب چیز اُپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا آخر بادشاہ تک پہنچا اس سے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اسوقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا، بادشاہ منصف تھا، چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے، اللہ نے یہ سند بھیج دی، بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا، ہر ایک سے احوال سن آیا، تب اس شہر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ **ف۲** اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور پاس مکان زیارت بنا دیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سو گئے۔ **ف۳** یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابنِ عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا، اور اس کو نہیں کہا۔ **ف۴** اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی، کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا، اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کریئے بغیر انشاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی بگوئی خواہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ **ف۲** یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

کو ذبح کرتے تھے۔ عَنِ ابنِ عباسٍ فی قولہٖ اَذۡکیٰ طَعَامًا قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان عیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلۡيَتَلَطَّفۡ وَلَا يُشۡعِرَنَّ بِكُمۡ اَحَدًا اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

وَلَبِثُوا فِي كَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازۡدَادُوا

اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ میں ۲۰ تین سو برس اور ان کے اوپر

تِسۡعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهٗ غَيۡبُ

نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گذری اسی کے پاس ہیں چھپے بھید

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ ؕ مَا لَهُمۡ

آسمان اور زمین کے کیا عجب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِيٍّ ز وَّلَا يُشۡرِكُ فِي حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

بندوں پر اس کے سوائے مختار ۳۲ اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِيَ اِلَيۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا

اور پڑھ جو وحی ہوئی ۳۳ تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾

بدلنے والا نہیں اس کی باتیں ۳۴ اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوائے چھپنے کو جگہ

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو ۳۵

بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِيِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ

صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں

عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ ۚ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ

تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی ۳۶ دنیا کی

وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ

اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے

هَوٰىهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ

اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے ۳۷

اِنَّهُمۡ اِنۡ يَّظۡهَرُوۡا عَلَيۡكُمۡ یہاں اِنَّ تعلیلیہ ہے کیونکہ اگر لوگوں کو تمہارا علم ہو گیا۔ تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر تمہیں دوبارہ اپنے دین شرک میں لوٹا لیں گے۔ اصحاب کہف کا یہ خوف و ہراس ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے وہ کارساز بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ۲۱ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے اس زمانہ میں اصحاب کہف پر قرب و جوار کے لوگوں کو مطلع کیا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کی آمد میں کوئی شک نہیں۔ جس وقت اصحاب کہف بیدار ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ ایک مسئلہ پر دو فریق ہو چکے تھے۔ اس وقت کا بادشاہ مومن موحد تھا۔ وہ اور اسکے طرف دار کہتے تھے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ لیکن مشرکین قیامت کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کے سینکڑوں برس سونے کے بعد بیدار ہونے کا واقعہ پیش آگیا۔ جس سے بادشاہ اور اس کے ہم خیال لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہیں اپنے دعوے پر ایک دلیل مشاہدہ ہاتھ آگئی۔ اس سے ایک طرف ان کے اپنے ایمان و یقین میں قوت اور مضبوطی پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف انہوں نے مشرکین کو لاجواب کر دیا۔ ۲۲ یہ آیت اصحاب کہف کے دوبارہ غار میں واپس جا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جانے کے بعد سے متعلق ہے۔ قرآن مجید چونکہ قصوں کو محض قصوں کی حیثیت سے ذکر نہیں کرتا بلکہ استشہاد کے لئے ذکر کرتا ہے اس لئے قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ قصوں کے اصل مسئلہ سے غیر متعلق حصوں کو حذف کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں چلے گئے تو اس کے بعد ان پر کیا گذری قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں پہنچ کر عبادت اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے۔ کہ اصحاب کہف چونکہ ابتدا میں ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا انھم کانوا علی دیننا فنتخذ علیھم بنیانا (کبیر ج ۵ ص ۶۷۲) وروی ان طائفۃ کافرۃ قالت نبنی بیعۃ او مضیفا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۷۹) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضح قرآن ف جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ بتا دے، یہاں تک قصہ ہو چکا۔ ف ۲ ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رذالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس بیٹھیں، رذالہ کہا غریب مسلمان کو اور سردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔

سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بھم (مظہری ج ٦ ص٢٣) یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بمکا نھم (مدارک ج ٣ ص٣) لنتخذن علیھم مسجدًا نعبد اللہ فیہ و نستبقی آثار اصحاب الکھف بسبب ذلک المسجد (کبیر ج ۵ ص٤٦٤) رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کہف کی عبادت وپوجا شروع کردی۔ ان کے نام کی نذریں منتیں دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ **۲۳ف** اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین وملکھم (مدارک) **۲۴ف** س استقبال کے لئے ہے اور یقولون کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہود کی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کہف کی تعداد میں علماء یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔ الضمیر فیہ وفی الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیۃ وبعض المحققین للیھود المعاصرین لہ صلے اللہ علیہ وسلم الخائضین فی قصۃ اصحاب الکھف (روح ج ۵ ص٢٤٢) یعنی جب آپ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علماء ان کی تعداد کتے کے علاوہ تین بتائیں گے۔ **۲۵ف** یہ سیقولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کہف کی تعداد کتے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ رَجْمًا بِالْغَیْبِ لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ وَیَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ الخ اور کچھ لوگ ان کی تعداد کتے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علماء یہود ہی کی ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِھِمْ آپ فرما دیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو انقطعت العدۃ ای لم یبق بعدھا عدۃ عاد یلتفت الیھا وثبت انھم سبعۃ وثامنھم کلبھم علی القطع والبتات (روح ج ۵ ص٢٤٢) تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد رجمًا بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن وتخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک وشبہہ سے بالاتر ہے۔ (کبیر ج ۵ ص٤٦٧) **۲۶ف** آپ اصحاب کہف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث وتمحیص نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسْتَفْتِ فِیْھِمْ الخ اور اصحاب کہف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ **۲۷ف** یہ جملہ معترضہ ہے ہر واعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات متفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کیطرف متوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد کھ لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرما دیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور "انشاء اللہ" نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاددھانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کہف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ھذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت الٰہی کے سپرد فرما دیا کریں۔ **۲۸ف** یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی "انشاء اللہ" کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آ جائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے تبرک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا تغییر حکم کے لئے انشاء اللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔ وھذا محمول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المغیر حکما فلا یصح الا متصلا (مدارک ج ٣ ص٥)۔ **۲۹ف** آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے معلق فرمایا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اچھی تدبیر سجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرما دے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل ومعجزات عطا فرما دے جو اصحاب کہف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت ورسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ (کبیر ج ۵ ص٤٦٩) **۳۰ف** یہ امر متفرع ذکر کرنے کے بعد اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا میں بالاجمال ذکر کی تھی یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی اصحاب کہف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاھد ھو بیان لمجمل قولہ تعالیٰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا (بحر ج ٦ ص١١٦) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبِثُوْٓا بھی یَقُوْلُوْنَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ حائل ہے۔ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا الخ ازالۂ شبہہ کے بعد واقعہ اصحاب کہف پر چھ امور متفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر متفرع ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اصحاب کہف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ

ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ھو اعلم من الذین اختلفوا فیھم بمدۃ لبثھم و الحق ما اخبرك بہ (مدارک ج ۳ ص۹) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصے کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف غار میں کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کارساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

ثمرۂ واقعہ

۳۱ ف اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کر کے اس کے ہر پہلو سے مشرکین کے شبہہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرمادیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا۔ کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار، عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے لَهٗ خبر کو مقدم کر کے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا۔ کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا۔ کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف عیب داں نہیں ہیں۔ **۳۲ ف** حضرت شاہ عبدالقادرؒ وَلِیٍّ کا ترجمہ لفظ مختار سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کارساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖٓ اَحَدًا اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں منفرد و لاشریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی نبی یا ولی نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالٰے ھو الذی لہ الخلق والامر الذی لا معقب لحکمہ و لیس لہ وزیر و لا نصیر و لا شریک و لا مشیر تعالٰے و تقدس (ابن کثیر ج ۳ ص۸۰) بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا و قیل الحکم ھھنا بمعنی علم الغیب ای لا یشرك فی علم غیبہ اَحَدًا (مظہری ج ۶ ص۲۵) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ما کان و ما یکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

دلیل وحی

۳۳ ف اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعویٰ ہے جو دو شقوں پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے اُتْلُ امر ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقاء فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پڑھ کر سنانا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لازم تلاوۃ ذلك علی اصحابك (روح ج ۱۵ ص۲۵۷) امرہ علیہ السلام بالمداومۃ علے دراستہ (ابو السعود ج ۵ ص۸۰) **۳۴ ف** اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور محکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا واؤ تعلیل کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحَدًا کے معنی جائے پناہ اور ملجا و ماویٰ کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجأ تعدل الیہ ان ھممت بذلك (مدارک ج ۳ ص۹) **۳۵ ف** یہ تیسرا امر متفرع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ میں حصر ہے یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے۔ یہاں اگرچہ کوئی کلمۂ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تصریح کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرائن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکار میں اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے تھے۔ **۳۶ ف** یہ چوتھا امر متفرع ہے، تُرِيْدُ جملہ عَيْنٰكَ کے كَ سے حال ہے۔ وَالجملۃ علی القراءۃ المتواترۃ حال من کاف (عینك) وجازت الحال منہ لانہ جزاء المضاف الخ (روح ج ۱۵ ص۲۶۳) مطلب یہ ہے کہ دنیوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے خالی اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ

رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ

ہم نے تیار کر رکھی ہے ۳۸ گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اسکی قناتیں

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي

اور اگر فریاد کرینگے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے

الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝۲۹

منہ کو کیا برا ہے پینا اور کیا برا آرام

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا

بے شک جو لوگ یقین لائے ۳۹ اور کیں نیکیاں ہم نہیں

نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝۳۰ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام ایسوں کے واسطے

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہنائے جائینگے

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

انکو وہاں کنگن سونے کے اور پہنیں گے کپڑے

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا

سبز باریک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے انہیں

عَلَي الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝۳۱

تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام ف

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور بتلا ان کو ۴۰ مثل دو مردوں کی کر دیے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ ۴۱

ع ۴

کی عبادت کے بجائے دنیا کی دولت جمع کرنے میں مشغول ہیں آپ ان کی پیروی نہ کریں۔ ای شغل عن الدین وعبادۃ ربہ بالدنیا (ابن کثیر ج ۳ ص ۸۱)۔ ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ اُمت کو تعلیم ہے۔ ۳۷ یہ چھٹا امر متفرع ہے، اَلْحَقُّ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے اصل میں تھا هُوَ الْحَقُّ اور اس سے مُراد بقول امام ضحاکؒ مسئلہ توحید ہے، امام مقاتلؒ فرماتے ہیں اس سے مراد قرآن ہے۔ قال الضحاک هو التوحید وقال مقاتل هو القرآن (بحر ج ۶ ص ۱۲۱)، یعنی آپؐ اعلان کر دیں کہ یہ مسئلہ توحید اور اللہ کے کلمات و آیات جن میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں سب حق ہیں اور اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ الخ یہ تہدید اور شان استغنا کا اظہار ہے مطلب یہ کہ ہم نے تو مسئلہ توحید کو اپنے پیغمبر کے ذریعے واضح کر دیا ہے۔ اور اس کی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم کر دیئے ہیں، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کر کے شرک پر اڑا رہے، جو مان لے گا وہ ہمارا کچھ نہیں سنوارے گا بلکہ اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار کرے گا وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔ وفیه من التهدید والاستغناء عن متابعتهم (روح ج ۱۵ ص ۲۶۶)، ۳۸ یہ تخویف اخروی ہے، مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے سُرَادِقُ (قنات)، جسطرح قناتیں آدمیوں کے گرد گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنمیوں کو گھیر لیں گے، اَلْمُهْل (تیل کی تلچھٹ)، جہنم میں جب ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے، تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کیطرح گندا اور اس قدر گرم ہوگا کہ ان کے مونہوں کو بھون ڈالے گا۔ ۳۹ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد منکرین کے لئے تخویف اخروی اور مؤمنین کے لئے بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم انه تعالٰی لما وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعه بذکر الوعید علی الکفر والاعمال الباطلة وبذکر الوعد علی الایمان والعمل الصالح (کبیر ج ۵ ص ۷۱۴)، سُنْدُس باریک ریشم اور اِسْتَبْرَق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقیق من الدیباج والاستبرق الغلیظ منه (مفردات ص ۲۲۲)، ۴۰ جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرا دیتے اور زر و جواہر کے خزانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ بالغہ اور کمالِ رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اوّل دولت کے دنیا ہی میں موجب عذاب ہونے کا اظہار فرما کر، دوم دنیوی مال و دولت کی قلت اور حقارت بیان فرما کر، سوم دولتِ دنیا کے آخرت میں بھی موجب عذاب ہونے کا ذکر فرما کر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں قطروس مشرک اور یہودا مومن کا قصہ بیان کر کے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے ثباتی، اور دولتِ دنیا پر مغرور ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطروس مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے کنبے پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی

موضح قرآن ف حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملنا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

توحید کو پسِ پشت ڈال دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور پیروں کی نصرت و یاری اور جس خاندانی جمعیت کی طاقت پر اس کو بھروسہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من ھذا ان الکفار افتخروا باموالھم و انصارھم علٰی فقراء المسلمین فبین اللہ تعالٰی ان ذلك مما لا یوجب الافتخار لاحتمال ان یصیر الفقیر غنیا والغنی فقیرا اما الذی یجب حصول المفاخرة به فطاعة اللہ وعبادته (کبیر ج ۵ ص ۷۱۱) ۱۴۱ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطروس مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد کھجور کے درخت تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی اس میں غلے اور سبزی کے کھیت لہلا رہے تھے۔ حاصل یہ کہ اس کی زمین ہر قسم کے میووں، پھلوں اور غلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلناھا ارضا جامعة للاقوات والفواکه ووصف العمارة بانھا متواصلة متشابکة لم یتوسطھا ما یقطعھا مع الشکل الحسن والترتیب الانیق (مدارک ج ۳ ص ۱۱) ۱۴۲ یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں، وَ لَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ای لم تنقص (مفردات ص ۳۱۸) ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جدا گانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطروس کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ (روح ج ۱۵ ص ۲۷۴) ۱۴۳ باغوں اور کھیتوں کا محلِ وقوع، حسنِ ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شادابی اور اپنی نفری پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الخ قطروس مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقتور ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وہ شرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ۱۴۴ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حُبِّ دنیا اور حرص و آز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ باغ تباہ نہیں ہوگا۔ اور ہمیشہ اسی تازگی، شادابی اور رونق کے ساتھ برقرار رہے گا، اور میرا بھائی جس قیامت سے مجھے ڈراتا ہے اور جس آخرت کی آسائش و راحت کے لئے مجھے توحید اور اعمالِ حسنہ کی تلقین کرتا ہے، اول تو وہ قیامت آنے کی نہیں۔ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو آخرت میں بھی میرا

مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا

انگور کے اور گرد ان کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں

زَرْعًا ۳۲ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ

کھیتی ف دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے ہیں

مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۳۳ وَّكَانَ لَهٗ

اس میں سے کچھ ۱۴۲ اور بہا دی ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر اور ملا اس کو

ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ

پھل پھر بولا اپنے ساتھی سے ۱۴۳ جب باتیں کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ ہے

مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۳۴ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ

تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ ف۲ اور گیا اپنے باغ میں اور وہ

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۳۵

برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی ۱۴۴

وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى

اور نہیں خیال کرتا ہوں میں قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں

رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۳۶ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر ف۳ کہا اس کو دوسرے نے ۱۴۵

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ

جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۳۷ لٰكِنَّا۠

مٹی سے پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد پھر میں تو یہی کہتا ہوں

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۳۸ وَلَوْلَآ

وہی اللہ ہے ۱۴۶ میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو اور جب

موضح قرآن ف اگلے زمانے میں ایک شخص مالدار مر گیا دو بیٹے رہے برابر مال بانٹ لیا ایک نے زمین خرید کی دو طرف میوے کے باغ لگائے بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ لا کر ان میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا، اولاد ہوئی اور نوکر رکھے، تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ قناعت سے بیٹھ رہا۔ ف۲ مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر بکنے سے آفت آئی۔ ف۳ منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہوگی آخرت میں سو ہرگز ہونا نہیں۔

انجام اچھا ہوگا اور وہاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش وعشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ وحشم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسر ہوں گی (کبیر ج ۵ ص۷۰۰)، حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہارِ ندامت کے طور پر کہا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا، مشکل کشا اور مانع و معطی سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لعل ذلك الكافر مع كونه منكرا للبعث كان عابد صنم الخ (کبیر ج ۵ ص۱۹)، ۴۵ قطروس مشرک کے جواب میں اس کا مومن بھائی یہوذا اسے وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ الخ یہاں کفر سے مراد ذاتِ خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروس خدا کا منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف تھا جیسا کہ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ میں اس کا اقرار گذر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور اللہ کی توحید کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف آگے آرہا ہے، الظاهر انه كان مشركا كما يدل عليه قول صاحبه تعريضا به (وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) وقوله (يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) ...... فالمراد بقوله (اَكَفَرْتَ) ءَاَشْرَكْتَ (روح ج ۵ ص۲۷۴)، ۴۶ لٰكِنَّا اصل میں لٰكِنْ اَنَا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علیٰ خلاف القیاس حذف کردیا گیا، دو نون جمع ہوگئے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کردیا گیا تو لٰكِنَّا ہوگیا، اس سے واضح ہوگیا کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح)، اس جملے کی ترکیب اس طرح ہوگی اَنَا مبتدائے اول، هُوَ ضمیر شان مبتدائے ثانی، اللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّيْ اس کی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی (بحر ج ۶ ص۱۲۸)، حضرت شیخ فرماتے ہیں اَنَا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل میں تھا لٰكِنْ اَنَا اَقُوْلُ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (بحر)، وَلَآ اُشْرِكُ الخ

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا

تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو گا طاقت نہیں مگر

بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾

جو دے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ

تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور

يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا

بھیج دے اس پر لوکا ایک جھونکا آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان

زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ

صاف یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ لا سکے تو

لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ

اس کو ڈھونڈ کر ف۱ اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل ف۲ پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا

عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ

اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ

کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو ف۳ اور نہ

تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی ف۴ اللہ کے سوائے اور نہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ ؕ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ

ہوا وہ کہ خود بدلہ لے سکے یہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ

اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

ع ۵ / ۱۷

ف اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ

اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریض ہے۔ تعريض باشراك صاحبه (بحر) یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کو کارساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کارساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ شرک نہیں کروں گا۔ ۴۷ قطروس جب باغ میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدہوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر لگا اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں، مَا شَآءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

موضح قرآن — ف رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہ لوگ نہ لگے۔ ف۲ آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا ہوا بھی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ وتصرف میں ہے چاہے آباد رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل ما فیہا انما حصل بمشیۃ اللہ وان امرھا بیدہ ان شاء ترکہا عامرۃ وان شاء خربہا (مدارک ج ۳ ص ۱۲) شاید فطروس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے معبود کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل لوگ کہتے ہیں "جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے چاہا" حالانکہ یہ کلمۂ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کما شاء اللہ ورسولہ اس پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہ فرمائی اور فرمایا قولوا ماشاء اللہ وحدہ یوں کہا کرو۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی

مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

مثل دنیا کی زندگی کی ؁ جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا میں

الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ

اڑتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت ف۱ مال

وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیوں

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ

کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع ف۲ اور جس دن ہم چلا دیں

الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ

پہاڑ ؁ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ

نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ

چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ

آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے

اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى

کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ ف۳ اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے

الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا

گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

اصلاح منکرین کا تیسرا طریقہ

طاقت وقوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو تو نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں جس اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامانِ تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس کے چھین لینے اور اسے آنِ واحد میں تباہ وبرباد کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ ۴۸ یہ سب یہوذا کا کلام ہے، حُسْبَانًا سے عذابِ الٰہی مراد ہے۔ صَعِيْدًا زَلَقًا چٹیل میدان جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ دحضا لا نبات فیہ (مفردات ص ۲۱۲) یعنی اگر تو کثرتِ مال واولاد پر فخر کر رہا ہے اور مجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے کہ مال واولاد چند روزہ دنیوی زندگی کی آنی فانی اور ناپائیدار زینت ہے، یہ فخر ومباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زر وجواہر میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پہ اتراتا پھر رہا ہے اور میں مال واولاد میں تم سے کم ہوں تو جس خدا نے بلندی وپستی نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کہ جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا فرما دے اور تیرے باغ کو طوفانِ برق وباد سے نیست و نابود کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات اور سرسبز وشاداب کھیت برباد ہو جائیں۔ ۴۹ مومن نے جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات اور دیگر اموال تباہ وبرباد ہو گئے۔ اُهلك اموالہ المعهودة من جنتیہ وما فیہما (ابو السعود ج ۵ ص ۲۳)، فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ الخ جب صبح کو باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال پر خرچ کیا تھا اس پر کفِ افسوس ملنے لگا۔ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ الخ اب اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم ہو کر بول اٹھا کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ مشرک تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ وناصر سمجھتا تھا۔ ۵۰ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس خاندانی جمعیت پر اسے ناز تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اِس آڑے وقت میں کوئی بھی اس کے کام نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوتِ بازو سے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۵۱ یہاں سے اصلاحِ منکرین کا دوسرا طریقہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال واولاد اور یہ دنیوی شان وشوکت نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے۔ اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی ابدی زندگی اور اُخروی حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلمہم ان المقصود اضرب مثلاً آخر

موضح قرآن ف۱ یعنی جب چاہے پھر جلا دے۔ ف۲ رہنے والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے ف۳ یہ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرما دے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم ونقصان نہ رہے گا ختنہ بھی نہ رہے گا۔

بدل علی حقارۃ الدنیا وقلۃ بقائھا (کبیرج ۵ ص۲۲۲) ۵۲ھ یہ اصلاحِ منکرین کا تیسرا طریقہ ہے۔ یعنی دنیا کی خاطر دین کو چھوڑتے ہیں وہی دنیا ان کے لئے وبالِ جان ثابت ہوگی اور آخرت میں اس کی وجہ سے دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ الخ پہاڑوں کو چلانے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور وہ بادلوں کی طرح فضائے آسمانی میں اڑائے جائیں گے۔ جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ــــــ بَارِزَۃً۔ ظاہر اور نظر آنے والی زمین کا جو حصہ پہاڑوں سے چھپا ہوا تھا وہ اب عریاں ہو کر صاف نظر آنے لگے گا۔ لَایُغَادِرُ الخ مجرمین جب اپنا نامۂ اعمال دیکھیں گے تو سخت متحیر ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے تو نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی نہ بڑی اس میں تو ہماری ہر بدی لکھی ہوئی ہے لَایُغَادِرُ اَیْ لَایَتْرُکُ۔

أَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ

جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب

رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

ظلم نہ کرے گا کسی پر ف۱ اور جب کہا ہم نے ۵۳ھ فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو

فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے ۵۴ھ سو نکل بھاگا

أَمْرِ رَبِّهٖ ۭ أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَاۗءَ مِنْ

اپنے رب کے حکم سے سو کیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق

دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾

میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کو بدلا ف۲

مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ

دکھلا نہیں لیا تھا میں نے انکو ۵۵ھ بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا

أَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾

خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

اور جس دن فرمائیگا پکارو ۵۶ھ میرے شریکوں کو جن کو تم مانتے تھے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ

پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دینگے ان کو اور کر دینگے ہم انکے اور انکے بیچ

مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ

مرنے کی جگہ ف۱ ف۳ اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو ۵۷ھ پھر سمجھ لینگے کہ ان کو

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ

پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شک

جوابِ شبہۂ ثانیہ

۵۳ھ یہ دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں اور قبروں پر واقع درخت وغیرہ کاٹنے سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو تو اس کا بھی علم تک نہیں ہوتا کہ مشرک لوگ ان کی قبروں پر کیا کیا مشرکانہ اعمال و رسوم بجا لا رہے ہیں جیساکہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کو لوگوں کے شرک کا علم نہیں تھا فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (سورۂ یونس رکوع ۳) اور سورۂ فاطر رکوع ۲ میں ہے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ اس لئے یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس اور شبہات ڈال کر گمراہ کرتے اور ان سے شرک کراتے ہیں اور تعجب ہے کہ شیطان جو بنی آدم کا روزِ ازل سے بدترین دشمن ہے، لوگ اس کے وسوسوں میں آ کر کس طرح اس کی اطاعت کرتے ہیں —

۵۴ھ یہ انسانوں سے شیطان کی پرانی دشمنی کا بیان ہے۔ یہ شیطان وہی ہے جس نے تمام انسانوں کے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اس کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اصل میں جنات میں سے تھا لیکن کثرتِ عبادت کی وجہ سے ملائکہ میں شامل تھا اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ ہمزۂ استفہام انکار و تعجب کے لئے ہے۔ الھمزۃ للانکار والتعجب (روح ج ۱۵ ص۲۹۴) یعنی تعجب ہے کہ ایسی قدیم دشمنی کے باوجود تم اس کو دوست رکھتے ہو اور

موضح قرآن ف۱ رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا ہے گناہ دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بات نہیں اپنے دل سے پوچھ لے جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے۔ اور جو کہے اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرا۔ ف۲ یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ ف۳ یعنی خندق آگ سے بھری۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وادی از واد یہای دوزخ تا یکی بدیگری نتواند رسید ۱۲۔

اس کی اطاعت کرتے ہو بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ظالموں اور مشرکوں نے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی بجائے ابلیس اور اس کی ذریت کی اطاعت و عبادت اختیار کر رکھی ہے جو خدا کی اطاعت کا بہت بُرا بدل ہے یعنی بِئْسَ مَا اسْتَبْدَلُوا طاعة ابلیس وذریته بعبادة ربھم و طاعته (خازن ج ۴ ص۱۷۶) ۵۵ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے یعنی ابلیس اور اس کی ذریت کو جو تم میری عبادت اور اطاعت میں شریک بناتے ہو تو کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں یا خود ان کی اپنی پیدائش ہی میں میں نے ان کو شریک کیا تھا ؟ یا اس کے بارے میں ان سے کوئی مشورہ لیا تھا ؟ ہرگز نہیں، میں نے ایسا نہیں کیا۔ اوّل تو مجھے کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ

پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۸ اور

كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ

ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ا اور لوگوں کو

النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی وَیَسْتَغْفِرُوْا

جو روکا ۵۹ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوائیں

رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ

اپنے رب سے سو اسی انتظار نے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آکھڑا ہو ان پر

الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ

عذاب سامنے کا ف۱ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۶۰ سو خوشخبری

وَمُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ

اور ڈر سنانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر ۶۱ جھوٹا جھگڑا

لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا

کہ ٹلا دیں اس سے سچی بات کو اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے گئی

هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ

ٹھٹھا اور اس سے زیادہ ظالم ۶۲ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے

فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا

پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے

جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ

ڈال دئے ان کے دلوں پر پردے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ

کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون و مددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات و تصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں ؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اسی طرح یہ بھی میری عاجز و بے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ھٰؤلاء الذین اتخذ تموھم اولیاء من دونی عبید امثالکم (ابن کثیر ج ۳ ص۸۹) **۵۶** خدا کی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذریت کو شریک بنانے والوں کے لئے تخویفِ اُخروی ہے، ان لوگوں نے شیطانی وسوسوں میں آکر غیر اللہ کی عبادت و پکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تبکیت و توبیخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں، اس پر مشرکین اپنی عادتِ قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوھم الیوم ینقذونکم مما انتم فیه (ابن کثیر ج ۳ ص۹۰) ھٰؤلاء المشرکین الذین اتخذوا من دون اللہ اٰلھة کالملٰئکة وعیسٰی دعوا ھٰؤلاء فلم یستجیبوا لھم (کبیر ج ۵ ص۴۳۰) وجعلنا بینھم موبقا موبق، وبوق بمعنی ہلاکت سے اسم ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مُراد جہنم ہے بَیْنَهُمْ کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف راجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پیر گدی نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق عذابِ جہنم میں شریک ہوں گے۔ ای مھلکا یشترکون فیه وھو النار (روح ج ۱۵ ص۲۹۹) بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین (جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام) کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولٰئک الکفار وبین الملٰئکة وعیسٰی علیه السلام ھذا الموبق وھو ذالک الوادی فی جھنم (کبیر ج ۵ ص۴۳۰) **۵۷** جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ **۵۸** یہ زجر ہے، ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اُٹھانے کے

۱- زجر مع تخویف ۲- زجر اول مع جواب ۱۲ ۳- اخروی ۱۲ ۴- سوال مقدر ۱۲ ۵- زجر ۱۲ ۶- زجر سوم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو ویں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔

يَهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو

نہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی — اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے رحمت

الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ

والا — اگر ان کو پکڑے — ان کے کئے پر — تو جلد ڈالے

لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا

ان پر عذاب — پر ان کے لئے ایک وعدہ ہے ۵۸ — کہیں نہ پائیں گے

مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ

اس سے ورے سرک جانے کو جگہ — اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا

لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ

جب وہ ظالم ہو گئے اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ ف — اور جب

قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ

کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو ۶۰ میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں

الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

دو دریا — یا چلا جاؤں قرنوں ف۲ — پھر جب پہنچے ۶۵ دونوں دریا کے

بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ

ملاپ تک بھول گئے اپنی مچھلی — پھر اس نے اپنی راہ کر لی دریا میں

سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا

سرنگ بنا کر ف۳ — پھر جب آگے چلے ۶۶ کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس

غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

ہمارا کھانا — ہم نے پائی — اپنے اس سفر میں تکلیف ف۴

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ

بولا وہ کیا دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں

ع ۲۰

بجائے کج بحثی اور جدال سے کام لے کر ہدایت سے اور دُور ہو جاتا ہے۔ **۵۹** یہ زجر مع تخویفِ اُخروی ہے، النّاس سے مشرکینِ قریش مراد ہیں۔ المراد بھم کفار قریش (روح ج ۱۵ ص ۳۰۰) اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اس سے پہلے مِنْ مقدر ہے اور اَنْ مصدریہ ہے ای من ایمانھم۔ اِذْ مَنَعَ کے متعلق ہے اور الھُدٰی سے قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ھدٰی کا اطلاق دونوں پر بطور مبالغہ ہے یعنی وہ سراپا ہدایت ہیں۔ وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ یہ يُؤْمِنُوْٓا پر معطوف ہے اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ الخ اس سے پہلے مستثنیٰ منہ محذوف ای شیٔ۔ قُبُلًا قبیل کی جمع ہے اور مراد عذاب کی مختلف انواع و اقسام ہیں یہ اَلْعَذَابَ سے حال واقع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ جب مشرکین کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آ گئی تو اللہ کی توحید پر ایمان لانے، شرک کو ترک کرنے اور اپنے گذشتہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرینِ انبیاء سے ہوا یعنی ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے۔ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بھا الاھلاک بعذاب الاستیصال (روح)، یا یہ کہ انہیں سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذابِ خداوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔ والمعنی انھم لایقدمون علی الایمان الا عند نزول عذاب الاستیصال فیھلکوا او ان یتواصل انواع العذاب والبلاء حال بقائھم فی الحیوٰۃ الدنیا (کبیر ج ۵ ص ۲۰۰)۔ **۶۰** یہ سوال مقدر کا جواب ہے، مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام کی تبلیغ کریں ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری حجت قائم ہو جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔ **۶۱** یہ کفار مجادلین پر زجر ہے، با لباطل میں با سببیہ ہے اور باطل سے شبہاتِ واہیہ، شکوکِ باطلہ

موضح قرآن

ف ۱ اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھائیں تو ہم بیٹھیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں گنتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کی ملاپ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ **ف ۲** یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ **ف ۳** وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے۔ **ف ۴** حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

اورمن گھڑت قصے مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ باطل شُبے پیش کرکے حق کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے میری آیتوں کو اور میری طرف سے عذاب وعقاب کی دھمکیوں کو محض استہزاء وتمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے، وَمَآ اُنْذِرُوْا میں واؤ بمعنیٰ مع ہے اور عائد محذوف ہے یعنی بِہٖ اور مَآ اُنْذِرُوْا بِہٖ سے مراد عذاب ہے یا قرآن مجید اس صورت میں آیات سے مراد معجزات ہوں گے۔ ٦٢ؔ یہ بھی زجر ہے۔ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ الخ یعنی اللہ تعالیٰ غفور، اور ذوالرحمہ بھی ہے۔ لیکن اگر لوگوں کی بداعمالیوں پر ان کو پکڑلے تو اس کے عذاب سے بھی ان کو کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ ٦٣ؔ یہ دنیا کا عذاب تو معمولی عذاب ہے آخرت کا عذاب بڑا سخت ہوگا اور اس سے بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ مَوْئِلًا جائے پناہ اور جائے فرار، وَتِلْكَ الْقُرٰٓى الخ کا اشارہ محسوس مبصر کی طرف نہیں بلکہ معہود فی الذہن کی طرف ہے اور اَلْقُرٰى سے پہلے مضاف مقدر ہے ای اھل القرٰی اور اس سے مراد عاد وثمود اور قوم لوط ہے۔ ان اقوام کی تباہی کی داستانیں عرب میں معروف ومعلوم تھیں اس لئے انہیں بمنزلہ محسوس قرار دے کر تلك سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ والاشارۃ لتنزیلھم لعلمھم بھم منزلۃ المحسوس (روح ج ۱۵ ص ۲۹۰) اہل بدعت ما نقول فی ھذا الرجل الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت سے ان کا استدلال باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مشار الیہ کے لئے محسوس مبصر ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح تِلْكَ الْقُرٰى میں تِلْكَ سے معہود فی الذہن بستیوں کی طرف اشارہ ہے اسی طرح ھٰذا الرَّجل میں بھی معہود فی الذہن کی طرف ہی اشارہ ہے۔ مَوْعِدًا یعنی وقتِ معیّن، مطلب یہ کہ ان قوموں نے جب ظلم کیا، شرک وکفر اور بدعملی سے باز نہ آئے تو ہم نے ایک معیّن وقت میں جو ان کی ہلاکت کے لئے مقدر تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ اور ہمارا عذاب مقررہ وقت سے ایک پل بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہوا۔

جوابِ شبہۂ ثالثہ

٦٤ؔ یہ تیسرے شُبے کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امور غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔ انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۔ لِفَتٰىهُ مفتی (نوجوان) سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ، وو دریاؤں سے بحرِ روم اور بحرِ فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ ومجمع البحرین قال مجاھد وقتادۃ ھو مجمع بحر فارس وبحر الروم (بحر ج ۶ ص ۱۴۴ قرطبی ج ۱۱ ص ۹، روح ج ۱۵ ص ۳۱۳) حُقُبًا اسم مفرد ہے

نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ

بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے

اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ڰ

کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کر لیا اپنا رستہ دریا میں

عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ڰ فَارْتَدَّا

عجیب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا

اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ

مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

ہمارے بندوں میں کا ٦٤ؔ جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى

سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم ف۱ کہا اس کو موسیٰ نے

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے

رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

بھلی راہ بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ

اور کیونکر ٹھیرے گا ٦٥ؔ دیکھ کر اس چیز کو

تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ

کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا کہا تو پائے گا اگر

شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾

اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم

موضح قرآن ف۱ وہ بندہ خضر تھا اس کر سبب پوچھا آنے کا۔ موسیٰ نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چڑیا دکھا دی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خضر علیہ السلام را یافتند ۱۲۔

اس کی جمع اَحْقُبٌ اور اَحْقَابٌ ہے حضرت ابنِ عباسؓ اور کئی مفسرین سے منقول ہے کہ حقب کے معنی مطلق زمانے کے ہیں یعنی زمان مبہم اور غیر محدود مراد زمانِ طویل یعنی مدتہا والمعنی حتٰی یقع امابلوغی المجمع اومضیّ حقبا ای سیری زمانا طویلا یعنی یا تو میں مجمع البحرین میں پہنچ جاوں گا یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا باعث یہ ہوا جیسا کہ مفسرین نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کون سا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا جو مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہو اور کبھی نہیں بھولتا۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے اچھا قاضی کون ہے؟ فرمایا جو صحیح فیصلہ کرے اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرے۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو لوگوں سے ان کا علم حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے، اس خیال سے کہ اسے کوئی ایسی بات مل جائے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرے یا وہ اپنے کو ہلاکت سے بچائے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ، اگر تیرے بندوں میں کوئی بندہ مجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ عالم ہمارا بندہ خضر ہے جو مجمع البحرین میں رہتا ہے، تم ایک مچھلی تل کر توشہ دان میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں مچھلی گم ہو جائے سمجھ لو کہ ہمارا بندہ وہیں رہتا ہے۔ (کبیر ج ۵ ص ۴۲۵ روح ج ۵ ص ۳۱۲)۔ **۶۵** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمسفر یوشع دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک پتھر کے سایہ میں سستانے کے لئے رک گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور حضرت یوشع بیدار تھے اسی اثنا میں انہوں نے دیکھا کہ مچھلی توشہ دان میں حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ اس سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی۔ حضرت یوشع نے سوچا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آرام کی نیند سے بیدار نہ کریں جب وہ خود اٹھیں گے انہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کر دوں گا۔ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا اور اس میں گھس گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے بارے میں پوچھنا یاد نہ رہا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ **۶۶** جب دونوں مجمع البحرین سے آگے نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں اب کھانا لاؤ نَصَبًا تَعَبًا یعنی تھکاوٹ اور تکلیف۔ قَالَ اَرَءَيْتَ الخ ساتھی کو اب مچھلی کا واقعہ یاد آیا اور اس نے جواب میں کہا کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تھا، اس وقت وہ مچھلی عجیب معجزانہ طور پر زندہ ہو کر توشہ دان سے نکل کر دریا میں گھس گئی تھی مگر آپ سے اس کا حال بیان کرنا بھول گیا۔ قَالَ ذٰلِكَ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہماری منزل مقصود کی یہی تو علامت تھی چنانچہ وہیں سے الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ قَصَصًا یہ مصدر ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای یقصان قَصَصًا یا مصدر بمعنی اسم فاعل اِرْتَدَّا کے فاعل سے حال ہے یعنی اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے وہ واپس مڑے جہاں سے مچھلی دریا میں داخل ہوئی جب وہاں پہنچے تو قریب ہی جزیرہ میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ

بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھیو مجھ سے

شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝۷۰

کوئی چیز جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اس کا ذکر

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے کشتی میں ف۱

خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ

اس کو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝۷۱ قَالَ اَلَمْ

البتہ تو نے کی ایک چیز بھاری ف۱ بولا میں نے

اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝۷۲

نہ کہا تھا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا

کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور

تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝۷۳ فَانْطَلَقَا ٚ

مت ڈال مجھ پر میرا کام مشکل ف۲ پھر دونوں چلے

حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے تو اس کو مار ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے مار ڈالی

نَفْسًا زَكِيَّةً ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ

ایک جان ستھری بغیر عوض کسی جان کے بے شک تو نے کی

شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝۷۴

ایک چیز نا معقول

ع ۹ / ۲۱

ف۱ پہلا واقعہ ۱۲ ف۲ دوسرا واقعہ ۱۲

منزل۴

موضح قرآن ف۱ جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر منت چڑھالیا۔ اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور تعجب لگا۔ لیکن کنارے کے قریب پہنچ کر توڑا لوگ نہ ڈوبے توڑا یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ف۲ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت کو۔ ف۳ ستھری یعنی بے گناہ جب تک لڑکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں، ایک گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

غیب دان تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں حضرت خضر کی جگہ معلوم ہوتی اور وہ اس جگہ سے آگے نہ نکل جاتے۔ **۷۶ء** اس بندے سے قول مختار کے مطابق حضرت خضر علیہ السّلام مراد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تکوینیات کا وہ علم عطا فرمایا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں تھا جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو علمِ شرائع حاصل تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں تھا، چنانچہ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت خضر نے کہا یٰموسی انا علی علم علمنی اللہ لا تعلمہ انت و انت علی علم علمک اللہ لا اعلمہ انا (کبیر ج ۵ ص ۱۷۸) حضرت خضر کے بارے میں بعض نے لکھا ہے کہ وہ فرشتہ تھا، بعض نے کہا ہے وہ ولی تھے۔ لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ نبی تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر خود قرآنی قرائن شاہد ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا رحمت سے مراد وحی اور نبوت ہے اور یہ تعبیر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہی اختیار کیگئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ (سورۂ ہود رکوع ۳) اور دوسری جگہ حضرت صالح علیہ السلام کا قول نقل فرمایا یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً (سورۂ ہود ع ۶) ان آیتوں میں رَحْمَةً سے مراد وحی اور نبوت ہے۔ وَالجمہور علی انہا الوحی والنبوۃ وقد اطلقت علی ذلک فی مواضع من القرآن (روح ج ۵ ا ص ۳۲۰)۔

دوم یہ کہ معصوم بچے کے قتل کا واقعہ بھی شاہد ہے کہ وہ نبی تھے کیونکہ ولی ہونے کی صورت میں بچے کو قتل کرنے کا اشارہ زیادہ سے زیادہ کشف و الہام پر مبنی ہو سکتا ہے اور ولی کا کشف یا الہام ظنی چیز ہے اس سے قطع اور یقین کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے کشف یا الہام کے اشارے سے ایک معصوم بچے کا قتل جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی تھے اور انہیں بچے کو قتل کرنے کا حکم وحی کے ذریعہ ہوا تھا یا کشف والہام سے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کشف اور الہام بھی وحی کی طرح قطعی ہوتا ہے۔

حیاتِ خضر علیہ السلام

علماء میں اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں۔ بعض علماء اور صوفیہ کا خیال ہے کہ وہ زندہ ہیں، لیکن جمہور علمائے امت اور محققین صوفیائے ملت کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی وفات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے فرداً فرداً یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے ہر نبی کی تصدیق کریں اور اگر اس کا زمانہ پائیں تو اس کی مدد کریں اور اس کا ساتھ دیں، جیساکہ ارشاد ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ پر ایمان لاتے اور ہر میدانِ جنگ میں آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، آپ کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے، جمعہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے مگر کسی نماز میں یا کسی میدانِ جہاد میں ان کے حاضر ہونے کا کوئی ذکر اذکار نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی زندہ نہیں تھے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾

بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ

کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھیو

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰۤى اِذَاۤ

تو اتار چکا میری طرف سے الزام پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا کہ

یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ

ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی

فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

اس کو سیدھا کر دیا بولا موسیٰ اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری ف۱

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ

کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ اب جتلائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ

ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا ف۲ وہ جو کشتی تھی سو

لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ

چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں

كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ

موضح قرآن ف۱ یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں ان کی دیوار مفت بنائی کیا ضرور تھی۔ ف۲ اب کی بار موسیٰ نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پیروی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علی رأس المائۃ ممن هو الیوم علی ظهر الارض احدٌ یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابن تیمیہ نے فرمایا، کہ اگر حضرت خضرؑ زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپؐ سے علم قرآن حاصل کرتے اور آپؐ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حربی امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ رضا اور ابوالحسین بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہی منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ (روح المعانی ج ۵ اص ۳۲۲) رہی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی حالتِ بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہو کیونکہ جیسا کہ بعض کاملین اور محققین صوفیا نے فرمایا ہے، حضرت خضر کی زیارت عالمِ دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالمِ مثال سے ہے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت بعض کاملین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ صدرالدین اسحاق قونوی رحؒ اپنی کتاب "تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ المنتہی" میں فرماتے ہیں۔ ان وجود الخضر علیہ السلام فی عالم المثال (روح ج ۵ اص ۳۲۶)

۶۸ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے ان کا مخصوص علم حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں کو صبر و ضبط سے نہیں دیکھ سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر و ضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس کی حقیقت میں خود بیان نہ کر دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا حضرت موسیٰ

يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبْدِلَهُمَا

ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کر ف پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو

رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا

ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ف۲ اور وہ جو

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اس

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ

کے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا

رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ

تیرے رب نے کہ وہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ

مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے ۶۸ یہ ہے

تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ

پھیر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا ف۳ اور تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

ذوالقرنین کو ۶۹ کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ احوال ف۴

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ۷۰ اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا

سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے ف۵ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ

پایا کہ وہ ۷۱ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ف۱ اور پایا

موضح قرآن

ف۱ یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اس کے ماں باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعضے آدمی کی بنیاد بُری پڑتی ہے اور بعضے کی بھلی، جیسے ککڑی کھیرا کوئی میٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ اصل میں ککڑی کھیرا میٹھا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی پر ہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ ف۲ اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیاہی گئی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ ف۳ یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اُس پر مزدوری نہیں یعنی، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے مکے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ۔ ف۴ اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ف۵ یعنی انجام کرنے لگا سفر کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بحسب مرد سال ۱۲۔

علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ تین واقعے پیش آئے، تینوں سے یہ بات عیاں ہے۔ **٦٩ھ** یہ پہلا واقعہ ہے۔ دَورانِ سفر وہ کشتی میں سوار ہوئے حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا جس سے اس میں بڑا سا شگاف پڑ گیا، شرعی طور پر بظاہر یہ حرکت ناجائز تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا ناجائز حرکت کی ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے جو کہا تھا کہ تم ضبط سے کام نہیں لے سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول کا عذر کیا اور کہا کہ بھول کے بارے میں مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ **٧٠ھ** یہ دوسرا واقعہ ہے جب کشتی سے اتر کر آگے چلے تو ایک لڑکا ملا

عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ

اس کے پاس لوگوں کو فٹ ہم نے کہا اے ذوالقرنین ٦٩ یا تو تو لوگوں کو تکلیف دے

وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ

اور یا رکھ ان میں خوبی فٹ ف بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

سو ہم اس کو سزا دینگے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کی طرف وہ عذاب دیگا اس کو برا

نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ

عذاب اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ

ِ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ

بھلائی ہے اور ہم حکم دینگے اس کو اپنے کام میں آسانی ف٣ پھر لگا ایک

سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ

سامان کے پیچھے فٹ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ ٦٩ پایا اس کو کہ نکلتا ہے

عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ۭ

ایک قوم پر کہ نہیں بنا دیا ہم نے ان کے لئے آفتاب سے ورے کوئی حجاب ف٥ یوں ہی ہے

وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

اور ہمارے قابو میں آچکی ہے اس کے پاس کی خبر ف پھر لگا ایک سامان کے پیچھے

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ

یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ ٦٩ پائے ان سے ورے ایسے لوگ

لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

جو لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف بولے اے ذوالقرنین ٦٩

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ

یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے

حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُٹھے کہ تم نے ایک معصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کر کے بہت بُرا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا۔ اب اگر میں تم پر اعتراض کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور غُلٰمٌ کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِیْلَ کَانَ بَالِغًا شَابًّا (روح ج ١٥ ص ٣٣٥) وَقِیْلَ کَانَ رَجُلًا (خازن جلد ٤ ص ٢٨٢)

٧١ھ یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پُرانی تھی اور ایک طرف جھکی ہوئی تھی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی لے لی ہوتی۔ یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ **٧٢ھ** یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضرؑ نے کہا،

موضح قرآن

ف١ ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا، اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا۔ ف٢ اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی، ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے۔ چاہے وہ خلق کو ستا دے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ ف٣ حاکم جو عادل ہو اس کی یہی راہ ہے، بُروں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ ف٤ یعنی اور سفر کا سرانجام کیا۔ ف٥ شاید وہ لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ ف٦ تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور اصل الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ ف٧ یعنی کسی کی بولی نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یاجوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

فتح الرحمٰن ف١ واین کنایت است از قدرت او بریں دو کار ١٢۔

اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعۂ معاش تھی، وقت کا بادشاہ زبردست تھا جو ہر اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا نوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

توہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنا دے تو ہم میں اور ان میں

سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ

ایک آڑ ف۱ بولا جو مقدور دیا مجھ کو ۵۲ میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ

محنت میں بنا دوں تمہارے ان کے بیچ میں ایک دیوار موٹی ف۲ لا دو مجھ کو تختے ۵۳

الْحَدِيْدِ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا

انْفُخُوْا حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ

دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں

عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا

اس پر پگھلا ہوا تانبا ف۳ پھر نہ چڑھ سکیں اس پر ۵۳ اور نہ

اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ

کر سکیں اس میں سوراخ ف۴ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ

پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا ف۱ گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا

حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ

سچا ف۵ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو ۵۴ اس دن ایک دوسرے میں گھستے

وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

اور پھونک ماریں گے ۵۵ صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان کو ف۶ اور دکھلا دیں گے ہم دوزخ

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر ۵۶

اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ الخ یہ تیسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ ۳۷ ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذاتِ خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر و ضبط سے کام نہ لے سکے۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ای عن رأیی و اجتہادی (روح ج ۱۶ ص ۱۴) یہ تیسرے شبہے کا اصل جواب ہے۔

ف۱ یعنی نزدیک شد ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد ایک یاجوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ ف۲ یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ ف۳ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالا وہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چارخانہ کی لنگی فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ۔ ف۴ ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحب حکومت اس کام پہ لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ ف۵ حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مر رہیں گے ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ ف۶ یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نزدیک شود قیامت ۱۲

شبہہ رابعہ کا جواب

ف۷۴ یہ چوتھے شبہے کا جواب ہے، شبہہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا اس پر شبہہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی بقدر ضرورت، لیکن مافوق الاسباب امور میں سے وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسبابِ ظاہری کے اعتبار سے بھی ہر طرف سے عاجز آگیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔ یَسْـَٔلُوْنَکَ وہ آپؐ سے سوال کرتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے بارے میں بھی آپؐ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں ہوا تو مطلب یہ ہوگا وَاِنْ یَّسْـَٔلُوْکَ یعنی اگر وہ آپؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپؐ اس کا یہ جواب دیں۔ ف۷۵ ہم نے اس کو زمین میں قدرت اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا یہاں کُلِّ استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراقِ اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من کل شیء سببًا ارادہ من مہمات ملکہ ومقاصدہ المتعلقۃ بسلطانہ (روح ج ۱۶ ص۳۳) والمراد بہ اٰتیناہ من کل شیء یحتاج الیہ فی اصلاح ملکہ سببًا (کبیر ج ۵ ص۷۴۵) اور اسباب سے اسبابِ عادیہ مراد ہیں والمراد بذلک الاسباب العادیۃ (روح) تو اس سے معلوم ہوگیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ ف۷۶ یہ ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دلدل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا اور جانب مغرب میں گویا وہ زمین کے منتہیٰ پر پہنچ گیا کیونکہ اس دلدل کو عبور کر کے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دلدل میں چھپ رہا ہے، حَمِئَۃٍ۔ ای ذات حماۃ۔ حماۃ کے معنی کیچڑ کے ہیں عَیْنٍ حَمِئَۃٍ یعنی کیچڑ والا چشمہ مراد دلدل ہے، ایک قوم اس دلدلی سمندر کے کنارے

فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِکْرِیْ وَکَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے

سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا
ف۱ اب کیا سمجھتے ہیں ف۷۷ منکر کہ ٹھہرائیں

عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَہَنَّمَ
میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو

لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ ہَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ
کافروں کی مہمانی تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت

اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
ف۷۸ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں

وَہُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِکَ
اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ف۲ وہی ہیں

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُہُمْ
جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو برباد گیا انکا کیا ہوا

فَلَا نُقِیْمُ لَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِکَ جَزَآؤُہُمْ
پھر نہ کھڑی کرینگے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول ف۱ ف۳ یہ بدلہ ان کا ہے

جَہَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ہُزُوًا ﴿۱۰۶﴾
دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَہُمْ
جو لوگ ف۷۹ کہ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا لَا یَبْغُوْنَ
ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لادیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ف۲ یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور آخرت ویران رکھی۔ ف۳ وہ آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا، پھر ایک پلّہ کیا تولئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی و این کنایت است از خواری و بیقدری ۱۲۔

آباد تھی۔ ۵۷۷ ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہاہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَنْ ظَلَمَ جس نے میری دعوت قبول نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ لم یقبل دعوتی و اصر علی ما کان علیہ من الظلم العظیم الذی ھو الشرک (روح ج ۱۶ ص ۳۴) ۵۷۸ یہ مشرقی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین منتہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب وتمدن سے کوسوں دور تھی اور نہیں لباس

عَنۡهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ

وہاں سے جگہ بدلنی — تو کہہ اگر — دریا ۵۷۹ سیاہی ہو — کہ لکھے میرے

رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ

رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگرچہ

جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ

دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو — تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں ۵۸۰ جیسے تم

یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ كَانَ

حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ۵۸۱ ایک معبود ہے — سو پھر جس کو

یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِكۡ

امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک — اور شریک نہ کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

۱۲ ع

سُوۡرَةُ مَرۡیَمَ مَكِّیَّةٌ وَهِیَ ثَمَانٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰیَةً وَّسِتُّ رُكُوۡعَاتٍ

سورۂ مریم ۱۹ — مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱ شروع — اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِیَّا ﴿۲﴾

۲ — یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر ۳

اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ

جب پکارا اس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے ف۱ بولا اے میرے رب ۵ بوڑھی ہوگئیں

الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَكُنۡ

میری ہڈیاں — اور شعلہ نکلا سر سے — بڑھاپے کا اور تجھ سے مانگ کر

پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدۡ اَحَطۡنَا الخ ذوالقرنین کے پاس جو لشکر اور سازو سامان اور آلات جنگ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے، یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ ۵۷۹ یہ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا! السّدّین (دو دیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درّہ تھا اور جس سے یاجوج ماجوج بیرونی علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مِنۡ دُوۡنِهِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا یفقھون کلام احد ولا یفقھم الناس کلامھم (خازن ج ۴ ص ۱۸۰) ۵۸۰ یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یاجوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس درے سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں، قتل وغارت گری کرتے ہیں اور سرسبز وشاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ وبرباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کرکے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس درے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خَرۡجًا ای جعلاً من اموالنا (روح ج ۱۶ ص ۳۹) ۵۸۱ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوت بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچ سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدۡمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حاجزا حصینا و حجابا متینا (روح ج ۱۶ ص ۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۵۸۲ زُبَرَ، زُبۡرَةٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین، الصدف کا تثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہوگئی۔ قَالَ انۡفُخُوۡا تو ذوالقرنین نے کہا کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قِطۡرًا یعنی تانبہ۔ ۵۸۳ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسیں۔

تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ اب یاجوج ماجوج نہ تو اس کو پھاند سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّي الخ لیکن جب میرے پروردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آ گئی۔ تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یاجوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب و غریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قد رکھتے تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بچھونے کا اور دوسرا اوڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک برزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوا کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ هو قول حکاه الشیخ ابو زکریا النووی فی شرح مسلم وغیره ضعفوه وهو جدیر بذلك، اذ لا دلیل علیه بل هو مخالف لما ذکرناه من ان جمیع الناس الیوم ذریة نوح بنص القرآن (البدایة والنهایة ج ۲ ص۱۱۱)۔

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج، یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں و یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح الخ (فتح الباری ج ۶ ص۲۹۷) اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ ان یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیه السلام وبه جزم وهب بن منبه وغیره واعتمده کثیر من المتاخرین (روح المعانی ج ۱۶ ص۳۶)۔

منگولین (تاتاری) قبائل یاجوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یاجوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یاجوج ماجوج منگولیا (تاتار) کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے منبع و منشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کا کیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور قفقاز کے پہاڑوں میں درۂ داریال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درۂ داریال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یاجوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آ سکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ ۸۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین کے چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تخویف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یاجوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے، جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضهم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یموج، مَوْجٌ سے ہے اور اس سے بے چینی اور اضطراب مراد ہے، یعنی جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شدتِ ہول کی وجہ سے بے چین و مضطرب ہوں گے۔ والموج مجاز عن الاضطراب ای یضطربون اضطراب البحر یختلط انسهم وجنهم من شدة الهول (روح ج ۱۶ ص۴۴) وَتَرَكْنَا وجعلنا بَعْضَهُمْ بعض الخلق يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ يختلط فِي بَعْضٍ ای یضطربون ویختلطون انسهم وجنهم حیاری (مدارک ج ۳ ص۱۲) ۸۵ اس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے۔ الظاهر ان المراد النفخة الثانیة لانه المناسب لما بعد (روح ج ۱۶ ص۶۶) ۸۶ یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کنایہ ہے۔ والمراد منه شدة انصرافهم عن قبول الحق (کبیر ج ۵ ص۵۵۶) ۸۷ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چاروں شبہات پر متفرع ہے۔ أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ یہ شبہہ اولی کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہۂ ثانیہ کے جواب پر بالتبع بطور لف و نشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ متصرف و کارساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریق اولی یہ صلاحیت نہیں ہے۔ ۸۸ یہ مشرکین کے انجام بد اور حال حشر کا بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجا لاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال و افعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمالِ صالحہ سمجھتے ہیں۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ یہ لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تولا تک نہیں جائے گا۔ کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہو گا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہو چکے ہیں۔ لان المیزان انما یوضع لاهل الحسنات والسیئات من الموحدین لتمییز مقدار الطاعات ومقدار السیئات (کبیر ج ۵ ص۵۶۷) ۸۹ یہ بشارت اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۹۰ یہ شبہۂ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہۂ رابعہ کے جواب پر بالتبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعتِ معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے قاله قتادة (روح)، یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ تو جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب داں اور حاضر و ناظر نہیں۔ تو متصرف و کارساز بھی نہیں ہو سکتے۔ ۹۱ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا۔ کہ میں غیب دان اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبۂ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کرایا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ ۹۲ آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا الخ جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقاء کی توقع رکھتا ہے۔ اسے تو چاہیئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجا لائے اور اپنے رب

کی عبادت اور پکار میں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ جلی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور پیغمبروں کو متصرف وکارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کو ناموں کی نذریں منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی یعنی ریا کاری سے اپنے اعمال کو بچائے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

سورۂ کہف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ ــــ تا ــــ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی متصرف وکارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

۲۔ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا ــــ تا ــــ وَیُهَیِّئْ لَکُمْ مِّنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا (ع۲) نفی تصرف از اولیاء اللہ (اصحاب کہف)

۳۔ وَکَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا ــــ تا ــــ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (ع۳) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔

۴۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا الآیۃ (ع۴) نفی تصرف واختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۔ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ــــ تا ــــ وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُکْمِهٖٓ اَحَدًا (ع۴) نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۶۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ ــــ تا ــــ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ لٰکِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ ــــ تا ــــ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ع۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (ع۵) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ ــــ تا ــــ وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا (ع۷) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔

۱۰۔ نَسِیَا حُوْتَهُمَا ــــ تا ــــ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ (ع۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔

۱۱۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ ــــ تا ــــ مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (ع۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۱۲۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ ــــ تا ــــ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا (ع۱۰) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

۱۳۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ۔ نفی تصرف اختیار از خضر علیہ السلام

۱۴۔ اِنَّا مَکَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ (ع۱۱) ذوالقرنین کو مافوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔

۱۵۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ۔ نفی شرک فی التصرف۔

۱۶۔ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ۔ الآیۃ۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لامحدود ہے۔

۱۷۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ الآیۃ۔ نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

سورۂ مریم ١٩

ربط :۔ سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورۂ مریم سورۂ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔
خلاصہ :۔ سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴ کے آخر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتدا وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ سے لے کر سورۃ کے آخر تک ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔
پہلا شبہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا، اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ سے جو چاہیں کرا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرزاد اندھوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران رکوع ۴ و ۵ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بیزار تھے اور انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں (حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام) کا مختصر ذکر کیا گیا، ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَنَادَيْنٰهُ الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم ہی نے نبوت عطا کی اور ہارون علیہ السلام کو ان کا معاون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکارنے کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آباء واجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کارساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ـــ تا ـــ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (ع ۴) میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے محکوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور محکوم ہوں وہ کارساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ میں اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ الخ میں ایک سوالِ مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدا ہی کو پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد ناخلف لوگ، علماء سُو اور پیرانِ سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے محض نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطور ثمرہ اصل دعویٰ کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔ جو سورۂ کہف کی ابتدا میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈرسنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ دیئے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فریق کو اَلْمُتَّقِيْنَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو خصوصی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً الخ (ع ۵) معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کارسازی کریں دوم۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ الخ (ع ۶) شفاعت قہری کی نفی یعنی یہ معبودانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آسکیں گے۔

حصّہ اول

ک۲ جیساکہ پہلے مذکور ہوچکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر رکوع ۴ کے آخر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ اس حصے میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ک۳ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں۔ اور انکی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۱۸ حاشیہ ۲۔ ک۴ یہ پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ اس پورے واقعہ سے حضرت زکریا علیہ السلام کا عجز و احتیاج ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بیٹے کے لئے انتہائی عجز و نیاز سے دعا کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ رَحْمَتِ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اور عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا مبدل منہ اور بدل مل کر اس کا مفعول ہے یہ مجموعہ مل کر ذِكْرُ کا مضاف الیہ ہے اور مرکب اضافی مبتدا محذوف هٰذَا کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ رحمت جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ یہ اس کا ذکر ہے۔ نِدَآءً خَفِيًّا یعنی آہستہ اور چھپ کر یہ نَادٰی کا مفعول مطلق ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا اخفاء اور آہستگی سے کی۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے جہر و اخفاء برابر ہے۔ تو دعا میں اخفاء بہتر ہے جو ریاء سے ابعد اور اخلاص سے اقرب ہے۔ رَاعی سنة الله فی اخفاء دعوته لان الجهر والاخفاء عند الله سیان فکان الاخفاء اولی لانه ابعد عن الرّیاء وادخل فی الاخلاص (کبیر ج ۵ ص۶۴۴) (کبیر ج ۵ ص۶۴۵)، ک۵ یہ ماقبل کا بیان ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا میں اپنی جسمانی کمزوریاں بیان کی ہیں اول یہ کہ ان کا بدن بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ جو شخص اسقدر عاجز ہو۔ کہ ان کمزوریوں سے اپنے آپ کی حفاظت نہ کر سکے، وہ کسی طرح دوسروں کا کارساز نہیں ہو سکتا۔ وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ با سببیہ ہے اور مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے فاعل محذوف ہے اصل میں تھا بِدُعَآئِيْ اِيَّاكَ یعنی میں اس وجہ سے بدبخت نہیں ہوں۔ کہ صرف تجھ ایک ہی کو پکارتا ہوں۔ بدبخت وہ ہے جو تیرے سوا غیروں کو بھی پکارتا ہے۔ ک۶ موالی سے ان کی عصبات اور بنو العم مراد ہیں یہ لوگ بے دین تھے۔ اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوتِ دین کے کام کو جاری رکھے۔ اِنّما کان موالیه مهملین للدّین فخاف بموته اَنْ یضیع الدین فطلب ولیًّا یقوم بالدین بعده (قرطبی ج ۱۱ ص۸۱) يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یہاں وراثت سے وراثتِ علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثتِ مال کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ ای یرثنی من حیث العلم والدین والنّبوّة فانّ الانبیاء علیهم الصّلوٰة والسّلام لایورثون المال قال صلی الله علیه وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناه صدقة (ابو السعود ج ۵ ص۲۶۷)

يُدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ

اے رب میرے کبھی محروم نہیں رہا ف۱ اور میں ڈرتا ہوں ف۲ بھائی بندوں سے

وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ

اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا ف۲ جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

اور کر اس کو اے رب من مانتا ف۳ اے زکریا ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾

ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ

بولا اے رب ک۵ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت

عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ

بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا ف۴ کہا یوں ہی ہوگا

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرما دیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیدا کیا میں نے پہلے سے

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ۭ قَالَ

اور نہ تھا تو کوئی چیز ف۵ بولا اے رب ٹھہرا دے میرے لئے ک۵ کوئی نشانی فرمایا

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ

تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست پھر نکلا

عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا

اپنے لوگوں کے پاس ک۵ حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ یاد کرو

موضح قرآن ف۱ ڈیگ بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ ف۲ بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں یہ ڈر ہوگا۔ ف۳ اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کر دیا۔ لیکن روبرو وہی قائم مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ ف۴ انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ ف۵ یہ فرشتے نے کہا۔

اگر یہاں وراثت مال مراد ہوتی۔ جیساکہ شیعہ کہتے ہیں۔ تو پھر من آل یعقوب کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ آل یعقوب کے مال کے وارث اور بہت سے موجود تھے۔ اس لئے مطلب یہ ہے۔ کہ ایسا بیٹا عطا کر جو میرے اور آل یعقوب کے علوم نبوت کا وارث ہو۔ سَمِيًّا یعنی ہم نام یا ہم صفت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو خوشخبری دی۔ میں تمہیں ایک فرزند عطا کروں گا۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہوا۔ یا ایسی خوبیوں والا کوئی نہیں گذرا۔ ۷ زکریا علیہ السلام کو جب بیٹے کی خوشخبری ملی۔ تو سخت متعجب ہوئے اور کہنے لگے۔ میرے لڑکا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بانجھ اور نا قابل اولاد ہے۔ اور میں خود بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ

صبح اور شام ۱۰ ف ۱ اے یحییٰ ۱۱ اٹھالے کتاب زور سے اور دیا ہم نے اسکو

الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ

حکم کرنا لڑکپن میں ف ۲ اور شوق دیا اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا

تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾

پرہیزگار ف ۳ ۱۲ اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست خودسر ف ۴

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

اور سلام ہے اس پر ۱۳ جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو

حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ

زندہ ہوکر ف ۵ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا ۱۳ جب جدا ہوئی ۱۴

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ف ۶ پھر پکڑ لیا ان سے ورے

حِجَابًا ۣ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی

سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

پورا ف ۷ بولی مجھ کو رحمٰن کی پناہ تجھ سے اگر

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ

ہے تو ڈر رکھنے والا بولا میں تو ۱۵ بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا بولی کہاں سے ہوگا ۱۶ میرے

غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ

لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی بولا

ع ۵ ۴

قَالَ كَذٰلِكِ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ کہ اسی طرح ہی ہوگا۔ تم دونوں میاں بیوی کے انہی حالات میں تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے زکریا! تعجب کیوں کرتے ہو۔ ایک وقت تھا۔ کہ تم معدوم تھے۔ تو میں نے تجھے موجود کر دیا اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ۸ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی۔ کوئی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے ان کو بیوی کے امید سے ہونے کا پتہ چل جائے۔ تاکہ وہ اس نعمت کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تمہاری بیوی امید سے ہو جائے گی۔ تب تم تندرست اور چنگا بھلا ہونے کے باوجود تین دن بات نہیں کر سکو گے۔ سَوِيًّا تندرست۔ گونگا پن سے محفوظ سوی الخلق سليم الجوارح مابك شائبة بكم ولا خرس (ابو السعود ج ۵ ص ۲۶۷) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت زکریا علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ورنہ انہیں علامت مقرر کرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جو غیب داں نہ ہو، وہ کارساز اور متصرف فی الامور نہیں ہو سکتا۔ ۹ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب قدرتِ خداوندی سے حمل قرار پا گیا۔ تو زکریا علیہ السلام سے قوتِ گویائی سلب ہو گئی۔ اور جب وہ اپنی محراب (عبادت گاہ) سے نکل کر لوگوں کے سامنے ہوئے۔ تو زبان سے کچھ بول نہ سکے۔ اس لئے ہاتھ کے اشارے سے انہیں فرمایا۔ کہ تم سب شکر نعمت کے طور پر صبح شام اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ ولعله عليه السلام كان مامورا بان يسبح شكرا ويامر قومه (روح ج ۱۶ ص ۷۱)۔ ۱۰ اس سے پہلے اندماج ہے کیونکہ یہ حکم تو ان کے پیدا ہونے کے بعد ہی دیا جا سکتا تھا۔ ای فلما ولد وبلغ سنا يؤمر مثله فيه قلنا يٰيحيىٰ (روح)۔ الکتاب میں الف لام عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے مراد تورات ہے۔ کتاب کو قوت سے پکڑنے سے اس پر پورا پورا عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ الحکم سے حکمت یعنی دین کی سمجھ یا

موضح قرآن ف ۱ منہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا۔ ف ۲ یعنی کتاب لوگوں کو سکھانے لگا اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔ ف ۳ ایک لڑکے نے ان کو بلایا کھیلنے کو کہا ہم اس واسطے نہیں بنے۔ ف ۴ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ویسا نہ تھا۔ ف ۵ اللہ اپنے بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں۔ ف ۶ یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئے ہیں شرم سے وہ مکان شرقی کو تھا اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں شرق کو ف ۷ یعنی جوان خوش صورت۔

فتح الرحمٰن ف ۱ القصہ چوں یحییٰ متولد شد دو سالہ گشت ۱۲۔

عقل یا نبوت مراد ہے انه الحكمة وهو الفهم فى التوراة والفقه فى الدين والثانى قول معمر انه العقل والثالث انه النبوة وذلك لان الله تعالیٰ بعث يحيى وعيسى عليهما السلام وهما صبيان لا كما بعث موسىٰ ومحمدًا عليهما السلام۔ وقد بلغا الاشد کبیر باختصار ج ۵ ص۲۰۲، حَنَانًا یہ الحکم پر معطوف ہے۔ یعنی رحمت وشفقت وَزَكٰوةً یہ بھی الحکم پر معطوف ہے۔ اور اس سے برکت یا طہارت اخلاق مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے بچپن ہی میں اس کو دین کی سمجھ یا دانائی یا نبوت عطا کر دی، اور اسے شفیق ومہربان اور مبارک بنایا۔ ۱۱ گناہوں سے بالکلیہ اجتناب کرنے والے حدیث میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ گناہ کرنے کا ارادہ ہی کیا۔ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ ماں باپ دونوں پر احسان کرنے والا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چونکہ ماں باپ دونوں تھے۔ اس لئے دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۲ سلام سلامتی اور امان۔ یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ولادت کے وقت مسِ شیطان سے، موت کے وقت وحشت موت سے اور آخرت میں ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ سلام سے مراد تحیہ متعارفہ ہے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں تشریف وتکریم کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر تحیہ نازل فرمائے گا۔ یہاں تین مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ ولادت[۱] اس وقت سے جو زندگی شروع ہوتی ہے۔ اسے دنیوی زندگی کہتے ہیں، موت[۲] اس پر دنیوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور برزخی زندگی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ بعث[۳] بعد الموت اس پر برزخی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اُخروی زندگی کا آغاز ہوتا ہے ۱۳ یہ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہ کا جواب ہے۔ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھلوں کا موجود ہونا شبہ میں ڈالتا تھا کہ شاید یہ خارق عادت امر ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خارق عادت امور کا ظاہر ہونا، جن کا ذکر سورۂ آل عمران ع ۵ میں کیا گیا ہے۔ شبہ میں ڈالتا تھا کہ شاید وہ بھی متصرف و مختار ہوں۔ نیز انجیل میں ان کے لئے لفظ ابن اللہ کا وارد ہونا (انجیل کی زبان میں جس کے معنی اللہ کے پیارے اور برگزیدہ کے ہیں) اس سے بھی وہم پڑتا تھا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات ان کے حوالے کر دیئے ہوں یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کر کے دونوں شبہوں کا رد کر دیا گیا۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ۱۴ ای تنحت وتباعدت (قرطبی ج ۱۱ ص ۹۰) یعنی اپنے گھر سے نکل کر دور مشرق کی جانب کسی جگہ چلی گئی۔ فَاَرْسَلْنَآ

كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً

یوں ہی ہے فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں

لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾

لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا ف۱

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا

پھر پیٹ میں لیا اس کو ۱۴ پھر یکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں ف۲ پھر لے آیا اس کو

الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ

درد زہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی

قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ

اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پس آواز دی اس کو ۱۸

تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾

اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ ف۳

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر ۱۹ پکی

جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ

کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے

مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ

کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا

صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ

روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے ف۴ پھر لائی اس کو ۲۰

قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾

اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی

اِلَيْهَا رُوْحَنَا روح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید بُرے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں اِنِّيْٓ اَعُوْذُ الخ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا کی جزا محذوف ہے۔ ای فانی عائذة بالرحمن منك یعنی اگر تو پرہیزگار اور متقی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذهب اور بعض نے فتتعظ جزا مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تو نیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استعاذے سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر (کذا من الروح ج ۱۶ ص ۷۶) ۱۵ فرشتے نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں۔ میں

موضح قرآن ف۱ نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت ہے۔ ف۲ یعنی جننے کے وقت۔ ف۳ یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ ف۴ ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔

فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لئے بھیجا ہے "تاکہ تجھے فرزند عطا کروں۔ لِاَھَبَ لَکِ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی حکایت ہے۔ اور اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ ای ربّك الذی قال ارسلت ھذا الملك لاھب لك (قرطبی ج ۱۱ صلا روح ج ۱۶ صٹ) یا ہبۃ فرزند کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے ای لاکون سببًا فی ھبتہ بالنفخ فی الدرع (روح) اس سے اہل بدعت کا یہ شبہہ رفع ہوگیا۔ کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں فرشتہ نے کہا تھا۔ کہ مَیں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں حاصل یہ کہ یہ قول فرشتے کا اپنا نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول جسے فرشتہ حضرت مریم صدیقہ تک پہنچا رہا ہے۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا

اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ

كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا كَيْفَ

تھی تیری ماں بدکار ف۱ پھر ہاتھ سے بتایا ۱۸ اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ

بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں

اللّٰهِ ۖ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ

اللہ کا ۲۲ مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو

مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی

مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا

جب تک میں رہوں زندہ ۲۳ اور سلوک کرنیوالا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست

شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ

بدبخت اور سلام ہے ۲۴ مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں

وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ

اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہوکر یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا ۲۵ سچی

الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ

بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں ۲۶ کہ

يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

۱۶ فرشتے کی باتیں سُن کر حضرت مریم کو سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے پُوچھنے لگیں کہ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہ نکاح سے ہاتھ لگایا ہے نہ میں بدکار ہی ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا۔ کہ تیرے رب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مس بشر کے بغیر بیٹا پیدا کرنا میرے لئے مشکل نہیں۔ بلکہ یہ ایک آسان کام ہے اور میں اس طرح بغیر باپ بیٹا پیدا کر کے اسے اپنی قدرت کا اعجاز بناؤں گا۔ اور وہ ایمان والوں کے لئے باعثِ رحمت ہوگا اور یہ بات لوح محفوظ میں مقدر ہو چکی ہے یا ازل میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (امرا مقضیًا) محکما قد تعلق بہ قضاءنا الازلی او قدر وسطر فی اللوح لابدمن جریانہ علیك البتۃ (ابو السعود ج ۵ ص) لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً اٰيَةً سے یہاں معجزہ مراد ہے یا اٰيَةً سے علامت مراد ہے یعنی بغیر باپ اس کی پیدائش کو اپنے کمال قدرت کی علامت اور دلیل بنادوں ای ولنجعل وھبہ لغلام اٰیۃ لھم وبرھانا یستدلون بہ علی کمال قدرتنا (ابو السعود ج ۵ ص) مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم صدیقہ کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ فرشتہ ہے۔ جو انسانی شکل میں ان کے سامنے آیا ہے نیز بیٹا پیدا ہونے کی کیفیت کا علم بھی نہیں تھا۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ غیب داں نہ تھیں۔ اس لئے وہ متصرف و مختار بھی نہیں ہو سکتیں **۱۷** حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارا جس سے وہ فورًا حاملہ ہو گئیں۔ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ اور اس کے بعد فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ یعنی وہ اس کے فورًا بعد ایک دُور جگہ چلی گئی۔ اور پھر فورًا دردِ زہ ایک کھجور کے سایہ میں لے آیا۔ ان پر فا رکا دخول جو تراخی بلا مہلت پر دلالت کرتی ہے اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ کہ حمل کے فورًا بعد بچے کی پیدائش ہو گئی تھی اور مدت حمل لمبی نہیں ہوئی۔ (قرطبی ج ۱۱ ص۹۲) لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مفسرین کا قول ہے۔ کہ مدت حمل ممتد تھی۔ جس طرح عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس سے نو ماہ، عطا، ابو العالیہ اور ضحاک سے سات ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ (کبیر ج ۵ ص۵۲۴ روح ج ۱۶ ص۸۲) **۱۸** نادیٰ کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے مِن تَحْتِهَآ یعنی حضرت مریم سے نیچے سَرِيًّا چھوٹی سی نالی جس میں وہاں سے پھوٹنے والے چشمہ کا پانی بہہ رہا تھا۔ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ الخ جب حضرت مریم کو دردِ زہ کی تکلیف شروع ہوئی تو وہ ایک ایسی جگہ چلی گئیں۔ جو آس پاس کی زمین سے کچھ بلند تھی۔ وہاں کھجور کا درخت تھا اور نیچے پانی کی نہر تھی۔ جب وہ اپنی اس حالت پر اور تکلیف پر وہاں مغموم بیٹھی تھیں۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کھڑے ہو کر ان سے یہ گفتگو کی۔ کہ غم مت کرو۔ دیکھو تمہارے

موضح قرآن ف۱ بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن دادے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ

سو اس کی بندگی کرو ٢٧ یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ اختیار کی

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

فرقوں نے ٢٨ ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو ٢٩ جس وقت

مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا

دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئینگے ہمارے

لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

پاس بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں اور ڈرسنادے انکو

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ

اس پچھتانے کے دن کا جب فیصل ہوچکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ

یقین نہیں لاتے ف۱ ہم وارث ہوں گے زمین کے ٣٠ اور جو کوئی

عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئینگے اور مذکور کر کتاب میں

اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ

ابراہیم کا ٣١ بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا

لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا

اپنے باپ کو ٣٢ اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ

يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ

کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے ٣٣

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا

خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

منزل ۴

پاؤں تلے چشمہ ابل رہا ہے اوپر کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھٹکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چشمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو **۱۹ھ** تساقط کا فاعل النخلة ہے اور وہ ھزّی امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی واشربی علامہ آلوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پینے پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ عادۃً کھانا پینے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ ص ۸۶) فَاِمَّا تَرَيِنَّ یہ بھی حضرت جبریل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں، تو راستہ میں اگر کوئی شخص ملے اور تجھ سے بیٹے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت میں روزے کی حالت میں مفطراتِ ثلثہ (کھانا، پینا، جماع) کے علاوہ کلام کرنے سے بھی پرہیز لازم تھا۔ یعنی جس طرح روزے میں کھانا، پینا اور مباشرت جائز نہیں تھی۔ اسی طرح بحالتِ روزہ کسی آدمی سے بات کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے، یہ ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد به الصوم عن المفطرات المعلومة وعن الكلام وكانوا لا يتكلمون فی صيامهم وكان قربة فی دينهم فيصح نذره وقد نهی النبی صلی اللہ علیه وسلم عنه فهو منسوخ فی شرعنا كما ذكره الجصاص فی كتاب الاحكام وروی عن ابی بكر رضی اللہ تعالٰی عنه انه دخل علی امرأة قد نذرت ان لا تتكلم فقال ان الاسلام هدم هذا فتكلمی (روح ج ۱۶ ص ۸۶) **۲۰ھ** فَرِيًّا بہت بُری بات۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوگئی۔ تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے گھر آئیں تو ان کی قوم کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر بول اُٹھے۔ کہ اے مریم تونے یہ کس قدر بُری حرکت کی ہے۔ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ الخ ہارون حضرت مریم کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ اور بہت نیک، پارسا اور عابد و زاہد تھا۔ وكان اخاها من ابيها ومن افضل بنی اسرائیل (مدارک ج ۳ ص ۳۱)، یعنی اے مریم! تو تو ہارون جیسے نیکوکار اور پارسا کی بہن ہے، تیرا باپ بُرا آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تونے یہ کیا کرڈالا۔ **۲۱ھ** حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت بشارت بتادیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عہدِ شیر خوارگی میں باتیں کرے گا۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران ع ۵ میں ہے وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا اس لئے انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ الخ اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیر خوار بچے سے کس طرح باتیں کریں کبھی اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ **۲۲ھ** حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اُٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی

موضح قرآن **ف۱** جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی توقع میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لاکر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر نا امید ہوں گے۔

دی ہے اور مجھے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي الخ اور مجھے اس نے والدہ سے حسنِ سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت طبیعت اور سنگ دل نہیں بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ صرف والدہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی زبان پر بَرًّا بِوَالِدَتِي کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور والدہ کے ساتھ والد کا ذکر نہیں ہے۔ **۲۳ف** یہاں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ وہاں نماز کس طرح پڑھتے ہیں اور زکوۃ کس طرح دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ زندگی سے یہاں مطلق زندگی مراد نہیں۔ بلکہ متعارف زندگی مراد ہے یعنی وہ زندگی جو روئے زمین پر بسر کی جائے۔ وانت تعلم ان الظاهر المتبادر من المدة المذكورة مدة كونه عليه الصلوٰة والسلام حيا فی الدنيا علىٰ ماهو المتعارف وذٰلك لا يشمل مدة كونه عليه السلام فی السماء (روح ج ۱۶ صفحہ ۹۰) دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز تو وہ آسمان پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ باقی رہا زکوۃ کا سوال تو وہ ان پر فرض ہی نہیں کیونکہ آسمان پر ان کے پاس دولت کہاں؟ **۲۴ف** یہاں بھی بدستور تین مختلف زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔ یعنی (۱) ولادت کے بعد (۲) موت کے بعد اور بعث بعد الموت کے بعد۔ ولادت سے دنیوی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو موت پر ختم ہو جاتی ہے اور موت سے برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جو دوبارہ جی اٹھنے تک ہے۔ اُس کے بعد اُخروی زندگی ہے۔ **۲۵ف** ذٰلِكَ سے مذکورہ حالات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں۔ کہ وہ خود محتاج تھے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو وہ کس طرح متصرف و مختار ہو سکتے ہیں۔ **۲۶ف** یہ زجر ہے نصاریٰ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ولد اور نائب ہیں۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں اور نہ اسے نائب کی ضرورت ہے۔ وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو چاہے لفظ کُن سے پیدا کرے۔ **۲۷ف** یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے اور اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ پر معطوف ہے۔ یعنی میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں اور منتیں دو۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ سے ما قبل کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسئلہ ہی صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے هٰذا اما ذكر من التوحيد (روح ج ۱۶ ص ۹۳) (هٰذا) الذی ذكرت (صراط مستقيم) فاعبدوه ولا تشركوا به شيئا (مدارک ج ۳ ص ۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارنا

سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

سیدھی ۔ اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ

رحمٰن کا نافرمان ۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں

يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ

آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا

وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ

ساتھی ف ۔ وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے ۳۴ف میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ

اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت ۔ کہا

سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ

تیری سلامتی رہے ۳۵ف میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر

حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

مہربان ف۲ ۔ اور چھوڑتا ہوں تجھ کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور

اَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾

میں بندگی کروں گا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا

پھر جب جدا ہوا ان سے ۳۶ف اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا

اس کو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا ف۳ ۔ اور دیا ہم نے

لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ ع

ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا ف۴

ع ۳ / ۶

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ ف۲ تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جاوے وہ بیٹا عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ ف۳ یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے دیئے انسیت کو یہاں اسمٰعیل کا نام نہ فرمایا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے ف۴ یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور ان پر رحمت بھیجتے۔

اس لئے وہ خود پکارے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ ۲۸ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علمار سُو رنے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب منصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت النسطوریۃ منہم ھو ابن اللہ والملکانیۃ ثالث ثلثۃ وقالت الیعقوبیۃ ھُوَ اللہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ

اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا ۲۸ بے شک وہ تھا چنا ہوا اور تھا

رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ

رسول نبی ف۱ اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ کی

وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ

اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو ف۲ اور بخشا ہم نے اس کو ۲۹ اپنی مہربانی سے بھائی اسکا

هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ

ہارون نبی ف۳ اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ تھا

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ

وعدے کا سچا ۳۰ اور تھا رسول نبی ف۴ اور

يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ

حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے

رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ

رب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کر کتاب میں ادریس کا ۳۱ وہ

كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ

تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر ف۵ یہ وہ

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ

لوگ ہیں ۳۲ جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی

اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ

اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں

وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى

اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب انکو سنایئے

(قرطبی ج ۱۱ ص۱۰۱) ۲۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ اَسمع بہم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ مشرکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ وانذرھم یوم الحسرۃ الخ قیامت کے دن کو یوم الحسرت (افسوس کا دن) فرمایا۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ ۳۰ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفخۂ اولیٰ کے وقت سارا نظام عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفخۂ ثانیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

جواب شبہۂ ثالثہ

۳۱ یہ تیسرے شبہہ کا جواب ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جد امجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو تو صرف انصاری پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب متصرف سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہہ دور فرمایا۔ ۳۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آزر تھا۔ جو نہ صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۹ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورۂ شعراء

موضح قرآن ف۱ جس کو اللہ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ ف۲ ان سے کلام ہوا بیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ ف۳ یعنی انکے ساتھ مددگار ہوئے۔ ف۴ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی رہے۔ ف۵ لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انہیں سے سیکھا خلق نے ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی بر آسمان ۱۲۔

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ
آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے پھر انکی جگہ

مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا
آئے ناخلف ۵۳۳ کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ
مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو مگر جس نے توبہ کی ۵۳۸ اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ اِۨلَّتِيْ وَعَدَ
اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے

الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾
رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بیشک ہے اس کے وعدے پر پہنچنا

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا
نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام اور ان کے لئے ہے انکی روزی وہاں

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا
صبح اور شام ف۱ یہ وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندوں میں

مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا
جو کوئی ہوگا پرہیزگار ف۲ اور ہم نہیں اترتے ۵۳۹ مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو

بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ
ہمارے آگے ہے ف۱ ۵۴۰ اور جو ہمارے پیچھے ف۲ اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا

رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
رب نہیں ہے بھولنے والا ف۳ رب آسمانوں کا اور زمین کا ۵۴۱ اور جو ان کے بیچ ہے

کے آخری رکوع کی تفسیر میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ لم تعبد ما لا یسمع الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر کسی تمہید کے مسئلہ توحید کا منفی پہلو (جو نسبتاً زیادہ ناگوار گذرتا ہے) اپنے باپ کے سامنے پیش فرما دیا۔ یہ غالباً تبلیغ کا آخری موقع تھا۔ اس سے قبل توحید کا مثبت پہلو کئی بار بیان فرما چکے تھے۔ اس میں انہوں نے معبودانِ باطلہ کے تین نقائص بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ پکارنے والے کی دعا اور پکار کو سن نہیں سکتے دوم یہ کہ وہ اپنے پکارنے والے کا خشوع وخضوع اور اس کا عجز و انکسار دیکھ نہیں سکتے۔ سوم یہ کہ وہ کسی کام نہیں آسکتے نہ وہ مشکلکشائی کر سکتے ہیں نہ حاجت روائی۔ **۵۳۳** یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہے یعنی میرے پاس اللہ کی وحی کے ذریعے ایسا علم ہے، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے تم میرا اتباع کرو۔ اور توحید کو مان لو۔ درِ اصل یہی سیدھی راہ ہے لا تعبد الشیطٰن الخ معبودانِ باطلہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے فرمایا۔ کہ شیطان ہی انسان کو گمراہ کر کے اس سے شرک کراتا ہے، یا اس لئے کہ شیطان بزرگوں کی صورت اختیار کر کے مشرکین کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یٰاَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ **۵۳۴** یہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے۔ کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر خلاف ہے۔ خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے۔ تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِیًّا ای اعتزلنی سالم العرض لا یصیبک منی معرۃ قالہ ابن عباس (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۱) بعض نے ملیًّا کی تفسیر دھرًا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دور رہو۔ **۵۳۵** یہ سلام تحیہ نہیں۔ بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمہور علی ان المراد بسلامہ المسالمۃ التی ھی المتارکۃ لا التحیۃ (قرطبی) حفیًّا مہربان اعتزلکم الخ ساستغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے۔ کہ وہ مجھے خائب وخاسر نہیں فرمائے گا۔ اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ **۵۳۶** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت دی۔ لسان صدق الخ لسان سے مجازاً کلام مراد ہے اور مرکب اضافی سے لوگوں کی مدح وثنا مراد ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں ان کا اچھا ذکر ان کی یادگار بنا دیا۔ کہ دنیا کے تمام لوگ ہر زمانے میں ان کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں۔ لسان الصدق الثناء الحسن الباقی علیہم آخر الابد قالہ ابن عباس (بحر ج ۶ ص ۱۹۹) **۵۳۷** تین انبیاء

موضح قرآن ف۱ بک بک نہ سنیں گے اور سلام علیک کی آواز بلند سنیں گے۔ ف۲ میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ ف۳ ایک بار جبرئیل کئی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کہ جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد وایاک نستعین ہم کو سکھایا اور ہمارے آگے پیچھے کہا۔ آسمان و زمین کو اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے، چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قیامت ۱۲ ف۲ یعنی از ابتدا رخلق و آسمان و زمین ۱۲۔

علیہم السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تین کا بالاختصار ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰ، حضرت اسمٰعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام یعنی یہ تمام ہمارے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ لہٰذا جو خود عاجز اور محتاج ہوں۔ وہ دوسروں کے کارساز اور متصرف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہمارے برگزیدہ اور مکرم بندے تھے۔ لیکن متصرف نہیں تھے۔ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور مشرکین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پکارتے تھے ان آیتوں میں اس کی نفی کی گئی کہ یہ برگزیدہ پیغمبر کارساز نہ تھے۔ **۳۸** یہ تمام انعامات ہم نے ان کو عطا کئے تھے وہ خود مختار و متصرف نہیں تھے۔ **۳۹** حضرت اسمٰعیل علیہ السلام وعدے کے سچے اور اللہ کے رسول تھے۔ وَكَانَ يَأْمُرُ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر فرمانبردار تھے کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں بجا لانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ جو خود اس حد تک اللہ کا فرمانبردار ہو۔ وہ کس طرح متصرف ہو سکتا ہے۔ **۴۰** حضرت ادریس علیہ السلام بھی بہت ہی سچے اور اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ لیکن وہ متصرف و کارساز نہ تھے۔ **۴۱** یہ اشارہ مذکورہ چھ پیغمبروں کی طرف ہے۔ یعنی ان تمام پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام سے نوازا۔ حضرت آدم کی اولاد سے جیسا کہ ادریس علیہ السلام اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے آباء و اجداد کو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ طوفان سے بچایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے یعنی حضرت زکریا، عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام، اس آیت میں چھ طریقوں سے ان انبیاء علیہم السلام سے الوہیت کی نفی کی گئی ہے۔ اول اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے انعامات سے نوازا دوم مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ الخ یہ سب اولاد آدم ہیں۔ سوم هَدَيْنَا ہم نے ان کی صراطِ مستقیم (راہِ توحید) کی طرف راہنمائی کی چہارم وَاجْتَبَيْنَا ہم نے ان کو دوسروں پر فوقیت دی اور بلند مراتب عطا کئے پنجم و ششم وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ الخ جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتیں تو وہ اظہار عجز کے طور پر سجدے میں گر جاتے اور ہمارے خوف سے روتے رہتے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ سب ہمارے برگزیدہ بندے تھے۔ ہم نے ان کو سیدھی راہ دکھائی جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وہ اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑتے اور اسی کو پکارتے اور اسی سے سب کچھ مانگتے تھے۔ تو جو لوگ اپنے ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع ۴/۱۵

سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر کسی کو پہچانتا ہے تو اسکے نام کا **ف۱**

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾

اور کہتا ہے آدمی **ف۲** کیا جب میں مرجاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ

کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ

شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ

چیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائینگے ان کو اور شیطانوں کو پھر

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

سامنے لائینگے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے **ف۲** پھر جدا کرلیں گے ہم

مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

ہر ایک فرقہ میں سے جو نسا ان میں سے سخت رکھتا تھا رحمٰن سے اکڑ

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَ

پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾

کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

پھر بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے **ف۳**

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب سنائیے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے

موضح قرآن **ف۱** اللہ کے نام سب اس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا۔ **ف۲** مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔ **ف۳** بہشت کی راہ ہیں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ بڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی، ایمان والے اُس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی مانندی ۱۲ **ف۲** یعنی آدمی کافر ۱۲

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ ۴۲ھ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے۔ کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلفٌ۔ ناخلاف اور بُرے لوگ الخلف الردیٔ (مفردات) ان ناخلف لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادت کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت صلوٰۃ سے یا تو

نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

مجلس فٹ ف اور کتنی ہلاک کر چکے ہم ۳۳ھ پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے

أَثَاثًا وَرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ

سامان میں اور نمود میں تو کہہ جو ہے رہا بھٹکتا ۳۳ھ سو چاہیے اسکو کھینچ

لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

لے جائے رحمٰن لمبا ف یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے

إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ

یا آفت اور یا قیامت سو تب معلوم کر لینگے کس کا

هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ

برا ہے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے ف اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ

الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ

سوجھنے والوں کو سوجھ ۳۵ھ اور باقی رہنے والی نیکیاں

خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ أَفَرَأَيْتَ

بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ ف بھلا تو نے دیکھا

الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَ

۳۶ھ اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہیگا مال اور

وَلَدًا ﴿۷۷﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ

اولاد فٹ ف کیا جھانک آیا ہے غیب کو ۵۵ھ یا لے رکھا ہے رحمٰن سے

عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ

عہد یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائینگے اسکو

الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

عذاب میں لمبا اور ہم لے لینگے اسکے مرنے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور آئیگا ہمارے پاس اکیلا

ترکِ نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے۔ کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیًّا اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیًّا ای ضلالًا یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزآء الغی قالہ الزجاج (کبیر ج ۵ ص ۵۵۳) یعنی وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ ۴۳ھ یہاں سے لے کر مَنْ كَانَ تقیًّا تک بشارت اُخروی ہے۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ مَنْ تَابَ الخ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولٰئک یدخلون الخ جملہ اس کی خبر ہے۔ تلك الجنة الخ سے پہلے یقال لہم محذوف ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تَقِيًّا یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ھند انہ الموحد فتذکروا لا تغفل (روح ج ۱۶ ص ۱۱۳) من کان تقیا عن الشرک (مدارک ج ۳ ص ۳۳)

جواب شبہ رابعہ

۴۴ھ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو تم نے سن لیا۔ کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشآء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رُک گیا۔ جب عرصہ دو ہفتے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں ف۲ یعنی بہکاوے میں جانے دے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بُرا پاویں گے آخرت میں یہاں نیک بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں ف۳ فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہیں بتوں کو اور ایمان والے اللہ کو۔ ف۴ یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں، نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ ف۵ ایک کافر مالدار ایک لوہار مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیوے تو بھی میں منکر نہ ہوں، اس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو یہی مال و اولاد وہاں بھی ہو گا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے سو نہیں۔ ف۶ جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ ف۲ یعنی در قیامت ۱۲۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾
اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے ۵۶ اللہ کے سوا اوروں کو معبود تاکہ وہ ہوں ان کے لئے مددگار

كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ
ہرگز نہیں ۵۷ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے

ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِينَ عَلَى
مخالف تو نے نہیں دیکھا ۵۸ کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان

الْكٰفِرِينَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ
منکروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ اِلَى
ہم تو پوری کرتے ہیں ان کی گنتی جس دن ہم اکٹھا کر لا ئینگے ۵۹ پرہیزگاروں کو

الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ اِلَى
رحمٰن کے پاس مہمان بلائے ہوئے اور ہانک لے جائینگے گنہگاروں کو

جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ
دوزخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا ۶۰ مگر جس نے

اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ
لے لیا ہے رحمٰن سے وعدہ ف۱ ف۱ اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ
رکھتا ہے اولاد ۶۱ بے شک تم آ پھنسے ہو بھاری چیز میں ف۲ ابھی

السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ
آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں

الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾
پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام پر اولاد

قول کی حکایت ہے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے نہیں آ سکتے بلکہ ہم امرالٰہی کے پابند ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے آجاتے ہیں و لکنی عبد مامور اذا بعثت نزلت و اذا حبست احتبست (روح) ۴۵ ما بین ایدینا (جو کچھ ہمارے سامنے ہے) سے زمان مستقبل وما خلفنا (جو کچھ ہمارے پیچھے ہے) سے زمان ماضی اور وما بین ذٰلک (اور جو کچھ اس کے درمیان ہے) سے زمانہ حال مراد ہے۔ تمام زمانے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں اس لئے ہم کسی وقت بھی اللہ کے سوا دم نہیں مل سکتے۔ لۂ ظرف کی مبتدا پر تقدیم حصر کے لئے ہے، لہ ما بین ایدینا الخ ای لا لنا۔ وماکان ربک نسیّا یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بے خبر نہیں وہ غیب داں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ ۴۶ شبہات دور کرنے کے بعد دعویٰ سورت کو بیان فرمایا۔ کہ زمین و آسمان یعنی ساری کائنات کا مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو پکارو۔ واصطبر لعبادتہ اور اسی کی عبادت اور پکار پر پابند ہو جاؤ۔ کیونکہ متصرف اور کارساز وہی ہے۔ اور کوئی نہیں ھل تعلم لہ سمیًّا یعنی ہم صفت اور مثل۔ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی وہ اپنی صفات کارسازی میں یکتا اور بے مثل ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

حصّہ دوم

۴۷ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے پہلے حصے میں چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد اس حصے میں شکوے، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی گئی ہے۔ یہ شکوی ہے۔ یعنی نادان انسان کہتا ہے۔ کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا جائیگا۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ یہ شکوے کا جواب ہے۔ یعنی انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ نہیں تھا نیست اور معدوم تھا، تو ہم نے اسے نیست سے ہست اور معدوم سے موجود کر دیا تو کیا اب ہم اس کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔ ۴۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ الشیاطین اس سے شیاطین الجن والانس مراد ہیں۔ یعنی جنوں کے علاوہ وہ مولوی اور پیر جو ان کو گمراہ کرتے رہے یا ان کے ہمزاد جو انہیں گمراہ کیا کرتے تھے۔ یعنی کفار و مشرکین اپنے ہمزادوں کیساتھ میدانِ حشر میں لائے جائیں گے۔ والمعنی انھم یحشرون مع قرنائھم من الشیاطین الذین اغووھم یقرنون کل کافر مع شیطان فی سلسلۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۳) پھر ان سب کو جہنم کے گرد جمع کیا جائے گا۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ الخ پھر تمام سرکش جماعتوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کریں گے۔ کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ کھڑا کیا جائے گا۔ عتیًّا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثم لننزعن من کل شیعۃ" ثم لننزعن من کل فرقۃ الاعتی فالاعتی کانہ یبتدأ بالتعذیب باشدھم عتیّا ثم الذی یلیہ وھذا نص کلام ابی اسحٰق فی معنی الآیۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۴) ۴۹ ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے۔ کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ ف۲ یعنی بھاری گناہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مسلمان شدہ و وعدۂ ثواب را مستحق گشتہ ۱۲۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اور نہیں پھبتا رحمٰن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہیں آسمان میں

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾

اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر اسکے پاس انکی شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ہر ایک ان میں سے آئیگا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا البتہ جو یقین لائے ہیں ٥٣

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾

اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمٰن محبت ف١ ف

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

سو ہم نے آسان کردیا یہ قرآن ٥٥ تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری سنائے تو ڈرنے والوں کو

تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

اور ڈرائے جھگڑالو لوگوں کو اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے ٥٦

قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

جماعتیں آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمٰنُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ٥١ طٰہٰ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿٢﴾ اِلَّا

٥٢ اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے ٥٣ مگر

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے اتارا ہوا ہے اس کا جس نے بنائی

ورود سے یہاں دخول مراد نہیں ۔ بلکہ اس سے پُلصراط پر سے گذرنا مراد ہے جو دوزخ کے اوپر ہوگی ۔ عن الحسن الورود المرور علیہا من غیر دخول و رُوی ذلك عن قتادۃ وذلك المرور علی الصراط الموضوع علی متنها الخ (روح ج ١٦ ص ١٢٣) الورود المرر علی الصراط وروی عن ابن عباس وابن مسعود وكعب الاحبار والسدی (قرطبی ج ١١ ص ١٣٦) ٥٠ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ جب سب لوگ جہنم کے اوپر سے گذریں گے اس سے کچھ عرصہ بعد متقین کو نجات دی جائیگی بلکہ یہ کام گذرنے سے بالکل متصل ہوگا لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بعد پھر یہ بات بھی سن لو ۔ کہ جو لوگ شرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچا لیں گے ۔ اور مشرکین کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے ۔ وَاِذَا تُتْلٰى الخ یہ شکوی ہے نَدِيًّا ای مجلسًا ومجتمعًا یعنی مشرکین کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو وہ جواب میں کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا ہے ۔ ہماری محفلیں کس قدر پُرشوکت اور شاہانہ ہیں اور دنیا میں جاہ وجلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں ۔ دنیا میں کن کی محفلیں پُرشوکت اور شاہانہ ہیں ۔ ٥١ تخویف دنیوی اَثَاثًا ساز وسامان رِءْيًا منظر یہ دنیوی شان وشوکت پر ناز کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں ۔ ہم ان سے بھی زیادہ مال ودولت اور شان وشوکت والے قرنوں کے قرن تباہ وبرباد کر چکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ۔ ٥٢ یہ زجر ہے ۔ جو لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد وعناد میں منہمک ہو جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے ۔ یہانتک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے ۔ یا قیامت قائم ہو جائے ۔ فَسَيَعْلَمُوْنَ الخ اب تو نہیں مانتے ۔ لیکن اسوقت انہیں معلوم ہو جائے گا ۔ کہ فریقین (مومنین اور کفار) میں سے برا ٹھکانا کس کا ہے ۔ اور کس کے انصار واعوان کمزور ہیں ۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف وکارساز سمجھ کر پوجتے اور پکارتے ہیں ۔ ان کے بارے میں انکا خیال یہ ہوتا ہے ۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے ۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا ۔ اللہ کے سوا تمام سہارے بیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں ۔ و انما ذکر ذلك ردًّا لما كانوا يزعمون من ان لهم اعوانًا من شركآئهم (روح ج ١٦ ص ١٢٧) ٥٣ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ایمان پر ثبات واستقلال عطا فرماتا ہے ، ویثبت اللہ المؤمنین علی الھدی ویزیدھم فی النصرۃ الخ (قرطبی ج ١١ ص ١٤٣) وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ الخ مشرکین اور کفار دنیوی مال وزر پر مغرور اور ظاہری جاہ وجلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں ۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں ۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا ۔ اور نیک انجام ہوگا ۔ ٥٤ شکوی مع تخویف ۔ ائمہ سنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی ۔ وہ ایک دن اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا ۔ جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شرک نہیں بنائے گا ۔ اس وقت تک

موضح قرآن ف١ یعنی ان سے محبت کرے گا یا اُن کے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دل میں اُن کی محبت ڈالے گا ۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی با یکدیگر دوست باشند ١٢ ۔

میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ جواباً حضرت خباب نے کہا میں تو کبھی کفر نہیں کروں گا۔ اگرچہ کہ تو مر جائے اور پھر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ عاص بول اٹھا کیا مرنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو میں وہیں تمہارا قرض ادا کر دوں گا کیونکہ یہاں کی طرح وہاں بھی میرے پاس آل اولاد اور مال و زر کی کثرت ہو گی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **۵۵** اَطَّلَعَ اصل میں اِطْتَلَعَ بروزن اِفْتَعَلَ تھا۔ فائے افتعال کے مقابلے میں طاء واقع ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو طاء سے بدل دیا گیا۔ اور اول کو ثانی میں ادغام کر دیا گیا۔ اور ہمزہ وصل مابین سے ساقط ہو گیا۔ تو اَطَّلَعَ ہو گیا۔ یعنی جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اگر قیامت آئی۔ تو اس وقت بھی اس کے پاس دولت بکثرت ہو گی۔ کیا وہ غیب جانتا ہے۔ کہ اسے یہ بات معلوم ہے یا خدا سے اس نے کوئی اس بات کا عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اس کا دعویٰ غلط ہے۔ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ہم اسے لکھوا رہے ہیں اور کفر و انکار کے علاوہ ہمارے احکام سے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور جس مال و اولاد کا اسے گھمنڈ ہے۔ وہ سب کچھ ہم اس سے سلب کر لیں گے اور قیامت کے دن تن تنہا ہمارے پاس حاضر ہو گا۔ اس کے ساتھ نہ اولاد ہو گی، نہ قبیلہ، نہ دولت۔ ای منفرداً لا مال له ولا ولد ولا عشیرة تنصره (قرطبی ج ۱۱ ص۱۴۵) **۵۶** یہ زجر ہے۔ عِزًّا سے مراد اعوان و انصار ہیں۔ جو دنیا و آخرت کے ہر میدان میں ان کے کام آئیں۔ ای لیعتزوا بالھتھم ویکونوا لھم شفعاء وانصارا ینقذونھم من العذاب (مدارک ج ۳ ص۳۵) اس آیت میں مشرکین کے شرک کی اصل غرض و غایت بیان فرما دی کہ انہوں نے اللہ کے سوا جو معبود بنا رکھے ہیں اور جن کی عبادت کرتے اور جن کے نام کی نذریں منتیں دیتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ اور خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ یہ اس حصے کی مرکزی آیت ہے اور اس میں سورت کی ایک خصوصیت کا بیان ہے۔ **۵۷** یہ مشرکین کا رد ہے۔ کہ جس غرض کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ غرض انہیں کبھی میسر نہیں ہو گی۔ اللہ کے بندے ان کی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے قیامت کے دن ان کی عبادت اور پکار کا انکار کریں گے۔ اور ان مشرکین کے خلاف ہو جائیں گے۔ یہ آیت انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور فرشتوں کے حق میں ہے۔ **۵۸** ہم نے ان پر شیاطین کو مسلط کر رکھا ہے۔ جو انہیں گناہوں کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں کفر و شرک پر اکساتے رہتے ہیں۔ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ای تغریھم وتھیجھم علی المعاصی (روح ج ۱۶ ص۱۳۱) فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔ کہ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ ان کے تمرد و عناد اور ان کے معاصی کے پیش نظر تو انہیں اب تک عذاب خداوندی سے ہلاک ہو جانا چاہیئے تھا۔ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اب ان کی ہلاکت و تباہی کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے اور معدودے چند ایام باقی رہ گئے ہیں۔ **۵۹** یہ بشارت اخروی ہے۔ وَفْدًا ای رکبانا (روح) یعنی قیامت کے دن متقی اور شرک سے بچنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ الخ یہ تخویف اخروی۔ **۶۰** یہ سورت کی خصوصیت کا بیان ہے اور اس سے شفاعت قہری کی نفی مقصود ہے۔ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا شفاعت وہی کر سکے گا، جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔ لیکن شفاعت قہری کی اجازت تو کسی کو نہیں ہو گی۔ یا عَهْدًا سے عہد توحید مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن صرف ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہو گی۔ جو اہل توحید ہوں گے۔ قال ابن عباس العھد لا الٰہ الا اللہ اس صورت میں اس کو مراد مشفوع لہ ہے یا یہ شافعین کے حق میں ہے۔ یعنی گنہگاروں کی سفارش صرف وہی لوگ کر سکیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں شرک نہیں کیا۔ اور ان کا خاتمہ توحید پر ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کا قول ہے۔ وقال مقاتل وابن عباس ایضا لا یشفع الا من شھد ان لا الٰہ الا اللہ وتبرأ من الحول والقوۃ الا للہ ولا یرجوا الا اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱۱ ص۱۵۴) **۶۱** یہ شکوی ہے سورۂ کہف کی ابتداء میں فرمایا وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی ان لوگوں کو زجر و تخویف سنائی جو اللہ کے سوا اوروں کو نائب و متصرف سمجھتے تھے اس کے بعد سورۂ کہف اور مریم میں مشرکین کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اب آخر میں ازالہ شبہات کے بعد سورۂ کہف والے شکوے کا اعادہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں اور اللہ کے سوا اوروں کو متصرف اور کارساز سمجھنا بہت بڑا جرم ہے اور ولد سے یہاں ولد حقیقی مراد نہیں ہے۔ بلکہ نائب اور سفارشی مراد ہے جیسا کہ اتَّخَذَ کی تعبیر بتا رہی ہے۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا سے اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا تک مشرکین کے قول مذکور کی شناعت و قباحت کو نہایت زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شَيْئًا اِدًّا بہت بڑی بھاری بات المنکر العظیم ھدًّا تخر کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ اَنْ دَعَوْا سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای لان دعوا حاصل یہ کہ انہوں نے ایسی شنیع اور گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے کہ اسے سن کر اگر آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخانہ بات پر اگر غضب الٰہی بھڑک اٹھے۔ تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ **۶۲** اس میں مشرکین کے قول فظیع کا رد ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور اس کے سامنے عاجز و منقاد ہے۔ جن کو مشرکین اللہ تعالیٰ کے ولد قرار دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وہ بھی اللہ کے مملوک، اس کے مطیع و فرمانبردار اور اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے وہ معبود ہونے اور صفات کارسازی میں اللہ کے نائب ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ والمراد انه ما من معبود لھم فی السمٰوٰت والارض من الملٰئکة والناس الا وھو یاتی الرحمٰن ای یاوی الیه ویلتجی الی ربوبیته عبدا منقادا مطیعا خاشعا راجیا کما یفعل العبید (کبیر ج ۵ ص۸۳) **۶۳** وہ سب اللہ تعالیٰ کے احاطۂ علم و قدرت میں ہیں۔ ان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے اکا و تنہا حاضر ہو گا اور اس کے ساتھ کوئی سفارشی اور یار و مددگار نہیں ہو گا۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہو گا۔ ای کل واحد من اھل السمٰوٰت والارض العابدین والمعبودین اٰتیه عز وجل منفردا عن الاٰخر فینفرد العابدون عن الاٰلھة التی زعموا انھا انصار وشفعاء والمعبودون عن الاتباع الذین عبدوھم الخ (روح ج ۱۶ ص۱۴۲) **۶۴** مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے گا۔ یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ **۶۵** یہ تمام سورت سے متعلق ہے۔ اور اس آیت میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے، جو سورہ کہف کی ابتدائی

آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اتخاذ ولد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد اور نائب کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈرسنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو المتقین سے اور دوسرے فریق کو قَوْمًا لُدًّا سے تعبیر کیا گیا۔ ۶۶ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تخویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام ونشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر اذکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے، آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔ والمعنی اھلکناھم بالکلیۃ واستأصلناھم بحیث لا تری منھم احدًا ولا تسمع منھم صوتا خفیا فضلاً عن غیرہ (روح ج ۱۶ ص ۱۴۴)

سُورۂ مریم میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَهٗ زَکَرِیَّا۔ الی آخر الآیات۔ نفی تصرف از زکریا علیہ السلام۔

۲۔ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا (ع ۲) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔

۳۔ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ـــ تا ـــ کُنْ فَیَکُوْنُ نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ ـــ تا ـــ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِھِمْ مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

۵۔ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ (ع ۳) ـ تا ـ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا (ع ۴) نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۶۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ (ع ۴) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہنماؤں نے اختلاف ڈال دیا۔

۷۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ ـــ تا ـــ وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا۔ (ع ۴) نفی الوہیت از ملائکہ۔

۸۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــ تا ـــ ھَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً ـــ تا ـــ وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْھِمْ ضِدًّا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

۱۰۔ لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا (ع ۶) نفی شفاعت قہری۔

۱۱۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ـــ تا ـ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کر کے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۲۔ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام و اولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ۶/ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ بروز بدھ مطابق ۱۱/ نومبر ۱۹۶۴ء سورہ مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً۔)

سورۂ طٰہٰ

ربط | سورۂ طٰہٰ کو سورۂ مریم کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ مریم میں حضرت مریم کے احوال سے معلوم ہوگیا کہ وہ متصرف وکارساز نہ تھیں اب سورۂ طٰہٰ میں کہا گیا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام میں ہی سب کا کارساز ہوں لہٰذا مجھے ہی پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے۔ مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے۔ سورۂ کہف اور سورۂ مریم میں ان کا جواب دے دیا گیا اس کے بعد سورۂ طٰہٰ میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو۔ جیساکہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ | سورۂ طٰہٰ میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول توحید دوم تشجیع۔

مسئلہ توحید

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور متصرف وکارساز ہے لہٰذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ آیات توحید پانچ ہیں۔ (۱) تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ تا — لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (ع ۱) توحید کی خاطر اگر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم نامہ اس بادشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق ومالک اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (۲) اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ متصرف ومختار اور عالم الغیب وہی ہے (۳) قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ — تا — اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی (ع ۲) پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی دینا اسی کا کام ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۴) اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) یہ گوسالہ نفع نقصان کا مالک نہیں اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو متصرف اور نافع و ضار ہو۔ (۵) اِنَّمَآ اِلٰهُکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) متصرف ومختار اور عالم الغیب وہی ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔
اس کے بعد فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) میں آیات توحید کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مذکورہ بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عظیم الشان اور عالی مرتبہ بادشاہ ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔

آیات تشجیع

آیات تشجیع بھی پانچ ہیں جن کا مقصد جرأت دلانا اور شجاعت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کرنے کی ترغیب وتعلیم دینا ہے۔ (۱) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی (ع ۱) یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں یہ تو ڈرنے والوں کے لئے نصیحت وتذکرہ ہے۔ لیکن توحید کی وجہ سے اگر کوئی تکلیف آجائے تو صبر کرنا۔ (۲) وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی — تا — فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے بھی توحید کی خاطر کس قدر مصائب برداشت کئے آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر مصیبت پر صبر کریں۔ (۳) کَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ — تا — اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِکْرًا (ع ۵) یعنی ہم پہلے انبیاء علیہم السلام کے قصے اسی لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تبلیغ احکام الٰہی کی خاطر انہوں نے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ (۴) وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ — تا — وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (ع ۶) وحی کو یاد کرنے میں آپ جلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرا دیں گے۔ نیز خیال رہے آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔ (۵) فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ — تا — لَعَلَّكَ تَرْضٰی (ع ۸) کوئی بھی مصیبت آجائے اس پر صبر اور اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس صبر پر اس قدر اجر عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔
اس سلسلے میں دو قصے بھی ذکر کئے گئے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا حضرت آدم علیہ السلام کا۔ پہلا قصہ تفصیل کے ساتھ اور دوسرا اختصار کیساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت، بہادری اور عزم واستقلال کے ساتھ مسئلہ توحید کی تبلیغ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی مانند تمہارے عزم میں کسی قسم کی کمزوری نہ آنے پائے۔ آخر میں فرمایا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ یعنی مشرکین کی کثرت دولت اور مال ومنال کی پروانہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ۔ پھر وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا سے امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ **۲ھ** یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ **۳ھ** یہ پہلی آیت تشجیع ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید صرف اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور اس کی وجہ سے مصائب ومشکلات میں مبتلا ہو جائیں۔ اسلئے آپ لوگوں کے نہ ماننے سے غم نہ کریں اور تذکیر وتبلیغ کرتے رہیں۔ لِتَشْقٰی، لتتعب لفرط تأسفك علیهم و علی کفرهم و تحسرك علی ان لایؤمنوا (مدارک ج ۳ ص ۳۲) جیساکہ دوسری جگہ فرمایا فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ (کہف ع ۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کثرت صلوٰۃ میں اس قدر تکلیف اٹھاتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ واقعہ اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن آیت کی تفسیر کے مناسب وہی بات ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ لیکن اس کی تبلیغ واشاعت میں اگر کوئی مصیبت اور تکلیف آ بھی جائے۔ تو کوئی بات نہیں اسے مردانہ وار برداشت کریں۔ کیونکہ یہ حکم نامہ اس شہنشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اگر اس کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے۔ تو کیا ہوا ؎

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنینِ عالم است   نازکی کے راست آید بلکہ می باید کشید

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى

زمین اور آسمان اونچے وہ بڑا مہربان

الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں ۵ے اور

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ

زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر

تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ

تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی ۶ے

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ

اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی ۷ے اسی کے ہیں سب نام خاصے ف اور پہنچی ہے تجھ کو ۸ے

حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا

بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ ۹ے تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

اِنِّىْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سلگا کر یا پاؤں

عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾

آگ پر پہنچکر رستہ کا پتہ ف پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ

اِنِّىْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان

طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِىْۤ

طویٰ میں ف۱ اور میں نے تجھ کو پسند کیا ف۲ سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جو ہوں

اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

اللہ ہوں ف۳ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ

(حاشیہ: دعویٰ اول، توحید ثانی، دعویٰ دوم، تبلیغ ۳ – دوسری آیت، توحید پر مذکور، ام مصلحہ ۱۳۰ – وقف لازم)

۴ے یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنْزِيْلًا، نُزِّلَ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاہی پر بھی وہ خود ہی متمکن ہے۔ تمام کائناتِ عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استوا علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوہ کنایۃ عن الملك فقالوا استوی فلان علی العرش ای ملك (مدارک ج ۳ ص۳۳) استوا علی العرش کی مفصل تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ حاشیہ نمبر ۶۳ ۔ ۵ے یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ الخ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے وَاِنْ تَجْهَرْ شرط کی جزاء محذوف ہے اور فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى جملہ ماقبل کی علت اور جواب محذوف کے قائم مقام ہے فانہ الخ قائم مقام جواب الشرط ولیس الجواب فی الحقیقۃ والاصل عند البعض وان تجهر بالقول فاعلم ان اللہ یعلمہ فانہ یعلم السر واخفی الخ (روح ج ۱۶ ص۱۶۷) ۶ے لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ماقبل کی علت ہے اور تقدیم ظرف افادہ حصر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی کی صفتیں بے شمار ہیں۔ جس صفت سے چاہو اس کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الاسماء الحسنیٰ (بہت ہی اچھے نام) سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطے اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورہ اعراف ع ۲۲ میں ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۷ے یہ دوسری آیت تبشیع ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہٰذا آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان پر صبر کریں۔ مسوق لترغیب النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی الائتساء بموسی علیہ السلام فی تحمل اعباء النبوۃ والصبر علی مقاساۃ الخطوب فی تبلیغ احکام الرسالۃ۔ (روح ج ۱۶ ص۱۶۸)۔ ۸ے یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر

موضح قرآن ف۱ چھپا جو آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل میں ہو۔ ف۲ کافر جب رحمٰن سنتے تو کہتے تم ایک کو ٹھہراتے کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ ف۳ یہ قصہ سورہ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ تھے کہ جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اسے کلام کیا اور نبی کر کر فرعون کی طرف بھیجا، پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ ف۴ میدان آگے سے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا ان کی پاپوشیں ناپاک تھیں یہود یہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پاپوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پاپوش سے اگر پاک ہوں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جہر الطریق اولی میدانند ۱۲۔

کو روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک اندھیری رات میں بیوی صاحبہ کے بچہ پیدا ہوا۔ سردی شدت کی تھی۔ اور اندھیرا بھی تھا ایسے وقت میں آگ اور روشنی کی اشد ضرورت تھی۔ ایک طرف آگ دیکھی تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ میں وہاں سے آگ لاتا ہوں۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ ایک درخت کے سبز پتوں سے نکل رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود پتے سرسبز ہیں۔ جب کسی طریقے سے آگ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس درخت سے ایک غائبانہ آواز آئی اِنّی انا ربّك ------ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں۔ جوتیاں اتار دے کیونکہ تو ایک پاکیزہ جگہ میں ہے۔ طوی یہ اس وادی کا نام ہے۔ **۹ھ** میں نے تمہیں رسالت

لِذِكۡرِىۡ ⑭ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى

میری یاد گاری کو۔ قیامت بیشک آنے والی ہے ١١ھ میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ ملے

كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى ⑮ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا

ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے ف۱ سو نہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ شخص جو

يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ فَتَرۡدٰى ⑯ وَمَا تِلۡكَ

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی پیسا جائے ف۲ اور یہ کیا ہے ١٢ھ

بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى ⑰ قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا

تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ۔ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں

عَلَيۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىۡ وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰى ⑱

اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی

قَالَ اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى ⑲ فَاَلۡقٰٮهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ

فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ۔ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہوگیا

تَسۡعٰى ⑳ قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ۚ سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا

دوڑتا ہوا۔ فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دینگے اس کو پہلی

الۡاُوۡلٰى ㉑ وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ

حالت پر ف۳ اور ملالے اپنا ہاتھ ١٣ھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہوکر

مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ اٰيَةً اُخۡرٰى ㉒ لِنُرِيَكَ مِنۡ اٰيٰتِنَا

بلا عیب یہ نشانی دوسری ف۴ تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو ١٤ھ اپنی نشانیاں

الۡكُبۡرٰى ㉓ اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ㉔ قَالَ

بڑی۔ جا طرف فرعون کی ١٥ھ کہ اس نے بہت سر اٹھایا۔ بولا

رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ㉕ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ㉖ وَ

اے رب ١٦ھ کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور

وقف لازم

ع ٢٤ / ١٠

و نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ لہٰذا اب میری باتوں پر کان دھر اور ان کو غور سے سن۔ **١٠ھ** یہ توحید کی دوسری آیت ہے۔ وہ پیغام جس کی تبلیغ کے لئے تمہیں رسالت سے سرفراز کیا گیا ہے یہ ہے کہ میرے سوا اور کوئی متصرف و کارساز نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرنا اور صرف مجھے ہی پکارنا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ اس میں امر مصلح نماز کا ذکر ہے۔ لِذِكۡرِىۡ یہ اَقِم کے متعلق ہے یعنی توحید کے بعد میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ ای حافظ بعد التوحید علی الصلٰوۃ (قرطبی جلد ١١ ص١٧٧) یا لام اجلیہ ہے۔ ای اقم الصّلٰوۃ لاجل توحیدی یعنی تبلیغ توحید پر ثبات و استقلال کی خاطر نماز قائم کر۔ کیونکہ نماز مصائب و شدائد برداشت کرنے میں ممد و معاون ہے۔ **١١ھ** یہ تخویف اُخروی ہے۔ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا حضرت عبداللہ بن عباس اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ اکاد اخفیها من نفسی فکیف یعلمها مخلوق وکیف اظهرها لکم (خازن ج ۴ ص٢١٥، قرطبی ج ١١ ص١٨٥ وغیرہ) یعنی اگر ممکن ہوتا تو قیامت کے معین وقت کا علم میں اپنی ذات سے بھی پوشیدہ رکھتا۔ اس لئے مخلوق میں سے اسے کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ محاورہ ہے جب کسی بات کے کتمان میں مبالغہ مقصود ہو تو اس وقت یہ محاورہ بولتے ہیں۔ وھذا محمول علی ماجرت به عادة العرب من ان احدھم اذا اراد المبالغة فی کتمان الشیء قال کدت اخفیه من نفسی (روح ج ١٦ ص١٥٦) **١٢ھ** اس سے مقصود لاٹھی کی تعیین کرانا ہے کہ یہ وہی لاٹھی ہے جس سے تم یہ کام لیتے ہو کہا وہی ہے تو فرمایا اَلۡقِهَا اسے زمین پر ڈال دو۔ لاٹھی کا زمین پر پھینکنا تھا۔ کہ وہ اژدہا بن کر دوڑنے لگا۔ حکم ہوا ڈرو مت اسے پکڑ لو۔ ہم اس کو پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ یہ ایک معجزہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ **١٣ھ** یہ دوسرا معجزہ تھا۔ یعنی اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالو وہ روشن اور سفید ہوگا۔ ان دونوں معجزوں کا تجربہ وہیں وادی طوٰی میں کرا دیا۔ تاکہ ان کو پہلے سے ان کی حقیقت کا عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور جب ضرورت پیش آئے تو وہ بلا جھجک انہیں پیش کر سکیں۔ **١٤ھ** یہ فعل مقدر کے متعلق ہے ای فعلنا ما فعلنا لنریك (روح)

موضح قرآن — **ف۱** موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلے وحی میں نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی رب فکبر اور قیامت کو چھپاتا ہوں وقت کسی نہیں بتایا۔ **ف۲** نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے۔ **ف۳** یعنی پھر لاٹھی ہو جاوے گی۔ **ف۴** بری طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔

من اٰیٰتنا۔ اس سے دریائے نیل میں بارہ راستوں کا نمودار ہونا، بنی اسرائیل کا ان سے صحیح سلامت گذر جانا اور فرعون کا مع لاؤ لشکر غرق ہو جانا مراد ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۵ طغیٰ الخ طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے خود خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا چنانچہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اور مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ اس کا اعلان تھا۔ ۱۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ انہیں ایک بہت بڑے کام پر بھیجا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اسباب کی تسہیل اور اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں پانچ درخواستیں کیں (۱) رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نور سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بتقاضائے بشریت اس کام سے بیدل نہ ہوں اور کبھی نہ اکتائیں۔ اور شدائد و مصائب کی وجہ سے ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲) وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ ۱۷ یہ تیسری درخواست ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس پر فرعون نے برہم ہو کر کہا۔ کہ یہ تو میرا دشمن ہوگا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دھکتے کوئلوں کا ایک طشت اور جواہرات کا ایک طشت لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے ایک دھکتا ہوا کوئلہ منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ کے کھولنے کی دعا کی۔ (قرطبی، روح وغیرہ) ۱۸ یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی اس مہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ دونوں مل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اُشْدُدْ بِہٖۤ اَزْرِیْ، اَزْر کے معنی قوت کے ہیں۔ الازر القوۃ الشدیدۃ (مفردات ص۱۵) یعنی میرے بھائی کو میرے کام میں شریک کر کے میری قوت کو مضبوط کر دے۔ یا ازر کے معنی ظہر (کمر) ہے۔ یعنی میری کمر مضبوط فرما۔ (اشدد بہ ازری ای ظہری (قرطبی ج۱۱ ص۱۹۳) وَاَشْرِکْہُ فِیْۤ اَمْرِیْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک

وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ

کھول دے گرہ ۱۷ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات ف۱ اور دے

لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ

مجھ کو ایک کام بٹانے والا ۱۸ میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر

اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِکْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ﴿۳۳﴾

میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام میں ف۲ کہ تیری پاک ذات کا ہم بیان کریں بہت

وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ

۱۹ اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا فرمایا

قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْکَ

ملا تجھ کو ۲۰ تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر

مَرَّۃً اُخْرٰۤی ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّکَ مَا یُوْحٰۤی ﴿۳۸﴾

ایک بار اور بھی جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ف۳

اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ

کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر اس کو ڈال دے دریا میں

فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ

پھر دریا اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھا لے اس کو ایک دشمن میرا اور

عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ ۚ وَلِتُصْنَعَ

اس کا اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ۲۱ اور تاکہ پرورش پائے تو

عَلٰی عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُکَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّکُمْ

میری آنکھ کے سامنے ف۴ جب چلنے لگی تیری بہن ۲۲ اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو

عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰکَ اِلٰۤی اُمِّکَ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا

ایسا شخص جو پالے اس کو پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ

موضح قرآن ف۱ سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ ف۲ ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہئے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابوبکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے سمجھائے سے ایمان میں آئے۔ ف۳ اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہوگئیں ف۴ فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا، تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہر میں ڈال دیا، وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اُٹھایا اُن کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔

بنادے۔ ١٩ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والمراد مایکون منهما فی تضاعیف اداء الرسالة ودعوة المردة العتاة الی الحق (روح ج ١٦ ص ١٨٥) ٢٠ اس میں موسٰی علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو اُن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَیْنَآ الخ یہ پہلا انعام ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسٰی علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے بچے کا پتہ چل گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ تدبیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دے اَوْحَیْنَآ یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پکڑ کر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ٢١ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ اپنی نگرانی میں تیری تربیت ہو۔ ٢٢ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمشیرہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ٢٣ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبطی اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبطی پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو قبطی کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کو روانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

وَلَا تَحْزَنَ ۬ؕ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ
اور غم نہ کھائے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو ٢٣ پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے اور
فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ ۫ قف فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۬ ۙ
جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا جانچنا پھر ٹھہرا رہا تو کئی برس ٢٤ مدین والوں میں
ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ
پھر آیا تو تقدیر سے اے موسٰی اور بنایا میں نے تجھ کو
لِنَفْسِیْ ۚ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا
خاص اپنے واسطے ٢٥ جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کریو
فِیْ ذِكْرِیْ ۚ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۚ ۖ ﴿٤٣﴾
میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سر اٹھایا
فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴿٤٤﴾ قَالَا
سو کہو اس سے ٢٦ بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے بولے
رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ﴿٤٥﴾
اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے
قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿٤٦﴾ فَاْتِیٰهُ
فرمایا نہ ڈرو ٢٧ میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں سو جاؤ اس کے
فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ
پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی
اِسْرَآءِیْلَ ۬ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ
اسرائیل کو اور مت ستا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر
رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ
تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مان لے راہ کی بات ہم کو

ف۳ مرا ہم از انعام پنجگانہ ... (حاشیہ)

٢٤ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسٰی علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ٢٥ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسٰی علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ، انعامات یاد دلانے کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی ہرگز نہ کرنا۔ اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْهَبَا سے بدل ہے۔ ٢٦ فرعون کے پاس جاکر اسے نرمی سے وعظ کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل

موضح قرآن ف۱ یہ سارا قصہ سورۂ قصص میں ہے۔

کرے یا اس کے دل میں خوفِ خدا آجائے تذکّر اور خشیۃ میں فرق یہ ہے کہ تذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری تبلیغ سے اس قدر متأثر ہو کہ انکار توحید سے باز آجائے اور ساتھ ہی مسئلہ توحید کو مان بھی لے اور خشیہ سے مراد یہ ہے کہ یا کم از کم توحید کے انکار ہی سے باز آجائے لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى فليرجع من انكار الى الاقرار وان ينتقل من الانكار الى الاقرار لكنه يحصل فى قلبه الخوف فيترك الانكار وان كان لا ينتقل الى الاقرار الخ (کبیر ج ۶ ص۵۵) اور حضرت شیخ فرماتے ہیں تذکر سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر مان لے۔ پہلا درجہ اعلیٰ ہے اور دوسرا ادنیٰ قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے۔ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (نازعات)، نیز ارشاد ہے لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى (عبس)، قَالَا رَبَّنَآ الخ قالا بصیغۂ تثنیہ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ ای ان يعجل علينا بالعقوبة ولا يصبر الى اتمام الدعوة واظهار المعجزة (روح ج ۱۶ ص۱۹۶) ـــــ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى الخ یا حد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے باکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ او ان يزداد طغيانا الى ان يقول فى شانك ما لا ينبغى (روح) لیکن حضرت شیخ رح فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی ہم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرا دے يفرط علينا بان لا يسمع منا او ان يطغٰى بان يقتلنا (کبیر ج ۶ ص۵۷) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا، جس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف و ہراس شرک نہیں۔ ۲۷ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلا دیا کہ تم بے خوف و خطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قال العلماء لما لحقهما ما يلحق البشر من الخوف على انفسهما عرفهما الله سبحانه ان فرعون لا يصل اليهما ولا قومه (قرطبی ج ۱۱ ص۲۰۲)

اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾

حکم ملا ہے ۲۸ کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے وہ

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ

بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا ۲۹ اے موسیٰ کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے

اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ

دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سجھائی ۳۰ ف ۱ بولا پھر کیا حقیقت ہے

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ

ان پہلی جماعتوں کی ۳۱ کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

نہ بھٹکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف ۲ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے ۳۲

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ

زمین کو بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے اس میں راہیں اور اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ

آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے طرح طرح کی

شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں نشانیاں ہیں

لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ

عقل رکھنے والوں کو ف ۳ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ۳۳ اور اسی میں تم کو پھر پہنچا دیتے

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ

اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار اور ہم نے دکھلا دیں فرعون کو ۳۴

اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا

اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا بولا کیا تو آیا ہے ۳۵ ہم کو نکالنے

ع ۲ / ۱۱

موضح قرآن ف ۱ یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو دودھ پینا وہ نہ سکھاوے تو کوئی نہ سکھا سکے۔ ف ۲ فرعون شاید دہری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزانہ اوّل کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا، نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہو گا۔ ف ۳ یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لوگے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ القصہ این پیغام رسانیدند فرعون را ۱۲ ف ۲ بطلب معاش خود ش ۱۲۔

فَاْتِيٰهُ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے صاف کہہ دو ہم تیرے رب کے پیغمبر ہیں، اس لئے تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو عذاب مت دو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات لے کر آئے ہیں اور یاد رکھو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے سلامتی صرف اس شخص کے لئے ہے، جس نے وہ ہدایت قبول کرلی جو ہم لے کر آئے ہیں ای السلامۃ من العذاب فی الدارین لمن اتبع ذلک بتصدیق ایات اللہ تعالیٰ الہادیۃ الی الحق (روح ج ۱۶ ص ۱۹۸) **۲۸ ۵** اسی طرح ہمیں وحی کے ذریعہ یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذاب اس شخص پر آئے گا جس نے اللہ کی آیتوں اور اسکے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ **۲۹ ۵** جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس جاکر اسکو پیغام حق سنا چکے تو فرعون نے ان سے سوال کیا۔ وہ تمہارا رب کون ہے، جس کے تم رسول ہو، جس کی توحید کی دعوت دیتے ہو۔ اور جس کے عذاب سے ڈراتے ہو۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی رب ہے؟ قَالَ رَبُّنَا الخ یہ تیسری آیت توحید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کا کوئی اسم علم ہے نہیں کہ میں کہہ دوں وہ فلاں ہے۔ اس کی صفات بے شمار ہیں۔ اور وہ صفات ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارا رب وہ ہستی ہے جس نے سارے عالم کو پیدا کیا۔ ہر مخلوق کو ایک مخصوص ہیئت اور صورت عطا فرمائی۔ ای انہ یعرف بصفاتہ ولیس لہ اسم علم حتّٰے یقال فلان بل ھو خالق العالم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۰۴) **۳۰ ۵** پھر ہر مخلوق کو جو کچھ عطا فرمایا اس سے نفع حاصل کرنے کی اسے راہ بتائی اور اسے اپنی بقا اور حد کمال کو پہنچنے کی تدبیر سمجھائی ثم ھدی الی طریق الانتفاع والارتفاق بما اعطاہ وعرفہ کیف یتوصل الی بقائہ وکمالہ الخ (روح ج ۱۶ ص ۲۰۲ بحوالہ ابو السعود) **۳۱ ۵** جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسکت جواب سنا اور لاجواب ہوگیا۔ تو ایک نیا سوال کر ڈالا کہ اچھا پہلے لوگوں کا حال بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں گذشتہ قرنوں کا علم لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ ای مکتوب عند ربی فی اللوح المحفوظ (بحر ج ۶ ص ۲۴۹)

مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ

ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لائینگے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ

سو ٹھہرالے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اس کا اور نہ

اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ

تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن

وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے ف۱ پھر الٹا پھرا فرعون ۳۶ ۵ پھر جمع کئے

كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا

اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ

اللہ پر پھر غارت کردے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے

افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

جھوٹ باندھا ف۲ پھر جھگڑے اپنے کام پر ۳۷ ۵ آپس میں اور چھپ کر کیا

النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ

مشورہ بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں ۳۸ ۵ چاہتے ہیں کہ

يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرادیں تمہارے

الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ

اچھے خاصے چلن کو سو مقرر کرلو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور

اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ

جیت گیا آج جو غالب رہا بولے اے موسیٰ ۳۹ ۵ یا تو

اور لوح محفوظ علم الٰہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الٰہی میں ہونے کی تمثیل ہے وجوز ان یکون المراد بالکتاب الدفتر کما ھو المعروف فی اللغۃ ویکون ذلک تمثیلا لتمکنہ وتقررہ فی علمہ عزوجل (روح ج ۱۶ ص ۱۸۵) **۳۲ ۵** یہ ادخال الٰہی ہے اور ماقبل کے لئے تنویر ہے۔ كُلُوْا وَارْعَوْا انعامکم یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھلاؤ۔ النُّهٰى نُهْيَةٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل وہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود

موضح قرآن ف۱ دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو غرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہرا دے سب کے روبرو، یہ چاہیں کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔ ف۲ جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کردی جدا جدا۔

ہیں ان میں غور وفکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ ای لآیات کثیرۃ جلیلۃ واضحۃ الدلالۃ علیٰ شئون اللہ تعالیٰ فی ذاتہ وصفاتہ (روح ج ۱۶ صفحہ ۲۰۷) ۳۳ جس زمین سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے۔ تمہیں بھی اس سے پیدا کیا گیا۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ تم اسی میں لوٹا دیئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کرکے نکالا جائے گا۔ ۳۴ رجوع بسوئے اصل موضوع۔ آیات سے معجزات مراد ہیں یا دلائل توحید یہ فرعون کی سرکشی اور اس کے عناد و تمرد کا ذکر ہے کہ ہم نے اسے تمام معجزات دکھا ڈالے اور توحید کے دلائل واضح طور پر پیش کئے مگر وہ ایمان نہ لایا اور انکار پر ڈٹا رہا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محض ضد وعناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علیٰ نبوۃ موسیٰ وقیل حجج اللہ الدالۃ علیٰ توحیدہ فکذّب وابیٰ۔ ای لم یؤمن وھذا یدل علیٰ انہ کفر عنادا لانہ رای الآیات عیانا لا خبرًا (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۲۱۲) ۳۵ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادوگر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کردے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا۔ اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۳۶ فرعون نے مجلس برخاست کی اور جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگروں کو بلا لیا۔ اُدھر مقررہ دن بھی آپہنچا قَالَ لَهُم مُّوسٰى الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادوگروں سے خطاب کرکے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شرک کرکے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بیخ وبن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لا تختلقوا

تُلْقِيَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن

تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو ۳۹ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر ۴۰ موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا تو فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو پھر گر پڑے جادوگر ۴۱ سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا ۴۲ پہلے اس سے کہ میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے جس نے سکھلایا تم کو جادو سو اب میں کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر اور جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک رہنے والا ف۱ وہ بولے

منزل ۴

علیہ الکذب ولا تشرکوا بہ ولا تقولوا للمعجزات انہا سحر (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۲۱۵) ۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادوگر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماھذا بقول ساحر (خازن ج ۴ صفحہ ۲۲۱، بحر ج ۶ صفحہ ۲۵۵) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ۳۸ بعض جادوگروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں تم دونوں کو ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا بڑا نادین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور پختہ عزم کرکے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ

موضح قرآن ف۱ تمہارا بڑا جس نے جادو سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

آج وہی شخص کامیاب ہوگا جو غالب آئے گا۔ **۳۹ھ** جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادوگروں نے ایسا اس لئے کیا۔ کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب و احترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیروہ علیہ السلام وقدموہ علی انفسہم اظہارا للثقۃ بامرہم وقیل مراعاۃ للادب معہ علیہ السلام (روح ج ١٦ صـ٢٢٢) تأدبوا مع موسیٰ فکان ذٰلک سبب ایمانہم (قرطبی ج ١١ صـ٢٢٢)

۴۰ھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ جادوگروں سے ہرگز خائف اور متاثر نہیں ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہے جادوگروں کو اجازت دیدی کہ پہلے وہی اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکیں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں۔ اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں **۴۱ھ** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو ادھر ادھر دوڑتے دیکھا تو دل میں خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ ان کے جادو سے متاثر ہو کر معجزۂ عصا سے شک میں نہ پڑ جائیں۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یہ اندیشہ مت کرو۔ تمہارا معجزہ غالب رہے گا۔ اور فتح تمہاری ہوگی۔ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ اب اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دو جو سانپ بن کر ان تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو ہڑپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جادو کے زور سے کیا ہے اور معجزہ کے مقابلہ میں جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات پیغمبروں کے قبضے میں نہیں ہوتے جب پیغمبروں کے قبضہ میں معجزات نہیں تو اولیاء اللہ کے قبضے میں کرامات کہاں۔ **۴۲ھ** فا فصیحہ ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ فوراً ایک ہیبتناک اژدھا کی شکل میں منتقل ہو کر جادوگروں کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ تو وہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اور اس کے حجم میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہوا۔ جب جادوگروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین الیقین حاصل ہوگیا اور فوراً بول اٹھے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی کہ ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔ **۴۳ھ** جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سٹ پٹایا اور جھنجھلا کر بولا۔ کیا میری اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے متاثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادوگروں کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری

نُؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا

ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے **۴۵ھ** اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہم کو پیدا کیا

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ

سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کریگا **۴۶ھ** اس دنیا کی

الدُّنْیَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ

زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو

اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿٧٣﴾

تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو **۴۷ھ** اور اللہ **۴۸ھ** بہتر ہے اور باقی رہنے والا

اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا

بات یہی ہے جو کوئی آیا **۴۹ھ** اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ

یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ﴿٧٤﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ

مرے اس میں نہ جئے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر

عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿٧٥﴾

نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے ان میں

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی ۵

اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا **۵۰ھ** موسیٰ کو

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ

کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ

یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

سوکھا نہ خطرہ کر آپکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے پھر پیچھا کیا ان کا **۵۱ھ** فرعون نے

ع ۳ / ۱۲

موضح قرآن ف زور آوری کروایا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے، پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تھا سو اُن پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جادوگر یا قوم کے سمجھدار لوگ یہ کہیں کہ جادوگروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کرلیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الخ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) تم سے بھی بڑا جادوگر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ **۴۴** چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک طے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے مجھے اپنی رعیت کے روبرو شرمسار ہونا پڑا۔ لہٰذا اب میں تم کو اس کی سخت سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر سُولی دیدوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لاکر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم (فرعون اور اس کے ہمنوا) جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ میرا عذاب سخت اور دیرپا ہے، یا رَبِّ موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمانکم بہ انا، اور ربّ موسیٰ علی ترک الایمان (خازن ج ۴ ص ۲۲۳) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کا ایمان و یقین اور مستحکم ہو گیا۔ **۴۵** فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔ لہٰذا اب ان دلائل سے روگردانی کرکے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے کبھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ تو ہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کرلے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا یہ مَا جَآءَنَا پر معطوف ہے **۴۶** آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع ما بعدہ تعلیل لعدم المبالاۃ المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء (روح ج ۱۶ ص ۲۳۳) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی تو جو چاہے کرلے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ یہاں دنیا میں کرے گا۔ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا الخ ہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کردے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ **۴۷** یہ خَطٰیٰنَا پر معطوف ہے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادوگروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادوگر ان پر غالب نہ آسکے یہ اسرائیلی جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ

اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ

فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا اے اولاد اسرائیل **۵۲**

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ

چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا تم سے **ف۱** داہنی طرف

الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾

پہاڑ کی **۵۳** اور اتارا تم پر من اور سلویٰ

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

کھاؤ **۵۴** ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ

پھر تو اتریگا تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ

فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ

سو وہ جھکا گیا **ف** اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ

کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے **ف۲** اور کیوں جلدی کی تو نے **۵۵**

قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِيْ وَ

اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آرہے ہیں میرے پیچھے اور

عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا

میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا

قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ

تیری قوم کو **۵۶** تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر الٹا پھرا

موضح قرآن **ف۱** زیادتی نہ کرو یعنی رکھ نہ چھوڑو۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی بدادن توریت ۱۲ **ف۲** مترجم گوید چون موسیٰ با ہفتاد کس از قوم خود بجانب طور متوجہ شد حضرت موسیٰ از ہمہ سبقت کرد خطاب رسید واللہ اعلم ۱۲۔

مُوسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ

موسیٰ ۷۵ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاتا ہوا کہا اے قوم کیا

يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ ف۱ کیا طویل ہو گئی تم پر مدت ف۱

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر ۷۶ غضب تمہارے رب کا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ۷۹ ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اپنے اختیار سے ولیکن ۸۰ اٹھوا یا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ

سو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈالا سامری نے ف۲ پھر بنا نکالا انکے واسطے

عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

ایک بچھڑا ایک دھڑ جس میں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے

مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

موسیٰ کا سو وہ بھول گیا ف۳ بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ۸۱ جواب تک نہیں دیتا

قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ

ان کو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا ان کے برے کا اور نہ بھلے کا اور

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ

کہا تھا ان کو ۸۲ ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے

بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے ۸۳ سو میری راہ چلو اور مانو

اور ایمان لانے کے بعد فرعون سے کہا کہ تو نے ہم کو جادو پر مجبور کیا تھا۔ اب ہم اللہ سے یہ گناہِ عظیم بخشوانا چاہتے ہیں (ابن کثیر ج۳ ص۱۵۹) یا اگراہ سے مقابلے میں آنے پر مجبور کرنا مراد ہے جیساکہ بعض روایتوں میں ہے۔ جب جادوگر جمع ہو گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض نشانات دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں اس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ مگر فرعون کے ڈر سے بادلِ ناخواستہ مقابلہ میں شریک ہوئے (روح، بحر وغیرہ)۔ ۴۸ یہ فرعون کے قول اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى کا جواب ہے۔ یعنی مؤمنین کے لئے اللہ کا اجر و ثواب تیرے انعامات سے بہتر ہے اور نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب تیرے عذاب سے زیادہ دیر پا ہے (وَاللّٰهُ خَيْرٌ ثَوَابًا، لِمَنْ اَطَاعَهٗ (وَّ اَبْقٰى) عِقَابًا لِمَن عصاه وهو رد لقول فرعون وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى (مدارک ج۳ ص۴۷) ۴۹ یہاں سے تا ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى جادوگروں کے قول کی حکایت ہے یا ادخال الٰہی ہے۔ مجرمًا سے مراد مشرک ہے۔ ودل قوله مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا على ان المراد بالمجرم المشرك (قرطبی ج۱۱ ص۲۲۴) تَزَكّٰى یعنی شرک سے پاک ہوا۔ تطهر من الشرك بقول لا اله الا الله قيل هذه الآيات الثلث حكاية قولهم وقيل خبر من الله تعالٰى لا على وجه الحكاية وهو اظهر (مدارک ج۳ ص۴۷)

۵۰ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے معجزات اور ان کی تبلیغ و ارشاد سے فرعون اور اس کی قوم پر اپنی حجت تمام کر دی اور وہ ایمان نہ لائے تو اب ان کی تباہی اور بنی اسرائیل کی نجات کا وقت آپہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے نکل جائیں۔ راستہ میں بحر قلزم آئے گا۔ لیکن وہ تمہارے سفر میں حائل نہیں ہوگا۔ آپ اپنی لاٹھی اس پر ماریں فوراً اس کا پانی سمٹ کر اس میں بارہ خشک اور چلنے کے قابل راستے بن جائیں گے۔ بے خوف و خطر جائیے۔ نہ فرعون کے پیچھے سے جا پہنچنے سے ڈریئے نہ سمندر میں غرق ہونے کا خطرہ دل میں لائیے ۵۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کی تاریکی میں قوم کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ صبح جب فرعون کو اس کا علم ہوا تو پوری شان و شوکت اور لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل پڑا۔ بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے بطور اعجاز دریا میں خشک راستے بنا دیئے جن سے وہ صحیح سلامت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون نے بھی لشکر سمیت گھوڑے ان کے راستوں میں اتار دیئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اُتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم کا خاتمہ کر دیا۔ ۵۲ قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یاد دلا کر ان کا شکر ادا کرنے، انکو ایمان واطاعت پر قائم رہنے اور طغیانی و سرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لما انجاهم من فرعون قال لهم هذا ليشكروا (قرطبی ج۱۱ ص۲۳۰)

موضح قرآن ف۱ وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے۔ ف۲ فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا تھا گہنا کہ وہ یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا۔ ف۳ یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مدت مفارقت من ۱۲۔

۵۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ فرعون کی تباہی کے بعد کوہ طور کی داہنی جانب پر پہنچ جائیں۔ ان کو تورات دی جائے گی۔ جو سراپا نور ھدایت اور بنی اسرائیل کے لئے مشعل راہ ہوگی۔ یہاں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ اگرچہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن تھا پوری قوم کی فلاح وبہبود کے لئے۔ اس لئے وَوٰعَدْنٰكُمْ سے ساری قوم کو خطاب فرمایا۔ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى من وسلویٰ (ترنجبین اور بٹیریں) کا نزول میدان تیہ میں ہوا تھا۔ اس کی زیادہ تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۳۳ حاشیہ ۱۱۵۔ ۵۴ جو حلال روزی ہیں نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو بے جا اور بُرے کاموں میں خرچ نہ کرو۔ وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ الخ نافرمانوں کے لئے تخویف اُخروی وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ الخ فرمانبرداروں کے لئے بشارت اُخروی ۵۵ حسب میقات خداوندی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقباء اور سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو وفور اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے نکل گئے۔ اور نقباء سے پہلے میقات پر پہنچ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا وخوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سے ساری قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۵۶ یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور تمہارے پیچھے ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے ای اختبرناھم بما فعل السامری (روح ج ۱۶ ص ۲۴۳) سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان میں شرک پھیلانے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر ان کو ڈھال کر گوسالے کی شکل کا بت تیار کیا۔ جو گوسالے کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (عیاذاً باللہ) بھول میں ہیں۔ جو کوہ طور پر رب سے ہم کلام ہونے چلے گئے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ ص۲۶ حاشیہ ۱۱۲۔ ۵۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی میعاد گذرنے اور تورات لینے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو سخت غضبناک اور متاسف ہوئے۔ یہ غیظ وغضب اللہ کی توحید پر غیرت کی بنا پر تھا۔ وَعْدًا حَسَنًا

اَمْرِیْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ حَتّٰى یَرْجِعَ

بات میری — بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک لوٹ کر آئے

اِلَیْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ

ہمارے پاس موسیٰ — کہا موسیٰ نے اے ہارون کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو نے

ضَلُّوْۤا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ ﴿۹۳﴾ قَالَ

کہ وہ بہک گئے — کہ تو میرے پیچھے نہ آیا ف۱ کیا تو نے رد کیا میرا حکم — وہ بولا

یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَ لَا بِرَاْسِیْ اِنِّیْ

اے میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی اور نہ سر میں

خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں

وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰسَامِرِیُّ ﴿۹۵﴾

اور یاد نہ رکھی میری بات ف۱ کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

بولا میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈال دی ف۲ اور یہی صلاح دی مجھ کو

لِیْ نَفْسِیْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ

میرے جی نے ف کہا موسیٰ نے دور ہو تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے

تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ

کہ کہا کرے مت چھیڑو ف۳ اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا

وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا

اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر تمام دن تو معتکف رہتا تھا

موضح قرآن ف۱ چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے۔ ف۲ جس وقت بنی اسرائیل بیچ دریا میں پیٹھے پیچھے فرعون ساتھ فوج کے پیٹھا جبرئیل بیچ میں ہو گئے کہ ان کو ان تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیل ہیں ان کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی، وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی، سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اس میں ہو گئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بقتال اہل ضلال ۱۲ ف۲ یعنی در کالبد کہ از زر ساختہ بود بشکل گوسالہ ۱۲ ف۳ یعنی اگر باکسی ہم نشین شدی ہر دو را تپ میگرفت ۱۲۔

سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور ھدایت ہوگی۔ وعدھم ان یعطیھم التوراۃ التی فیھا ھدی ونور ولا وعد احسن من ذلك واجمل (بحر ج ۶ ص۲۶۶) ۵۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کرکے فرمایا میری قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور پھر میں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کرسکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرتے کرتے اُکتا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے ؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کرکے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پس پُشت ڈال دیا جو تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رھیں گے لانّھم وعدوہ ان یقیموا علےٰ طاعۃ اللہ عزوجلّ الی ان یرجع الیھم من الطور (قرطبی ج ۱۱ ص۲۳۴) ۵۹ قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے چالاکی سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیشِ نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہوگئے۔ ای من قدرتنا واختیارنا (ابن کثیر ج ۳ ص۱۶۳) ای لم نملك انفسنا ای کنّا مضطرین (قرطبی) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ ۶۰ اس میں انہوں نے بیچارگی اور اضطرار کی تصویر پیش کی۔ کہ ہوا یوں کہ قبطیوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور استعارہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں پگھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سُننے کے لئے کوہِ طور پر چلے گئے ہیں۔ ای فغفل عنہ موسیٰ وذھب یطلبہ فی الطور (روح ج ۱۶ ص۲۴۸) ۶۱ یہ چوتھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کارساز ہو۔ ثم بین اللہ تعالےٰ فساد اعتقادھم بان الالوھیۃ لا تصلح لمن سلبت عنہ ھذہ الصفات (بحر ج ۶ ص۲۱۹) ای ھو عاجز عن الخطاب والضرّ والنفع فکیف تتخذ ونہ الٰھًا (مدارک ج ۳ ص۴۹) لہٰذا بے بس اور عاجز کو معبود بنا لینا سراسر حماقت اور قضیۂ عقل کے صریح خلاف ہے۔ ۶۲ پرستاران گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شناعت اور اس کا خلاف عقل ہونا بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آکر شرک میں مبتلا ہوگئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کرنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیشِ نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ھٰرون علیہ السلام انما قال ذلك شفقۃ منہ علےٰ نفسہ وعلی الخلق اما الشفقۃ علےٰ نفسہ فلانہ کان ماموراً من عند اللہ بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر وکان ماموراً من عند اخیہ موسی علیہ السلام بقولہ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ الخ (کبیر ج ۶ ص۹۵) ۶۳ حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیر خواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں دکھلائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ اور یاد رکھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و کارساز خدائے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدائے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے ؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبُّکُمُ الرَّحْمٰنُ میں مبتدا و خبر کی تعریف مفید حصر ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وتعریف الطرفین لافادۃ الحصر ای وان ربکم المستحق للعبادۃ ھو الرحمٰن لا غیر (روح ج ۱۶ ص۲۴۹) ۶۴ یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے انکا ارادہ یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مچ ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعہ علیہ السلام الیھم غایۃ لعکوفھم علی عبادۃ العجل لکن لا علی طریق الوعد بترکہا عند رجوعہ علیہ السلام بل بطریق لتعلل والتسویف الخ (ابو السعود ج ۶ ص۵۹) ۶۵ یعنی بچھڑے کی عبادت اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلمّا رجع موسیٰ وسمع الصیحۃ والجلبۃ وکانوا یرقصون حول العجل الخ (قرطبی ۱۱ ص۲۳۶، خازن و معالم ج ۴ ص۲۲۵) ۶۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور اعتذار سُنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون! جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایات مراد ہیں جو وہ کوہِ طور پر جانے سے پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے مالک تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آگئے۔ کان (موسیٰ) علیہ السلام حدیداً متصلباً غضوباً للہ تعالےٰ وقد شاھد ما شاھدہ غلب

علے ظنہ نقصیر فی هٰرون علیہ السلام ففعل بہ ما فعل (روح ج ۱۶ ص۲۵۰) **۶۷** حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تو قطعاً کوتاہی نہیں کی۔ میں نے ان کو شرک سے پوری سختی سے منع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مشتعل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تھے جیسا کہ اعراف میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ اس کے علاوہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں شرک نہ کرنے والوں کو ساتھ لے کر شرک کرنے والوں سے جہاد کرتا تو یہ میں نے اس ڈر سے نہیں کیا کہ آپ ہی واپس آکر مجھ سے کہتے کہ تم نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی پیدا کر دی۔ اور میری واپسی کا انتظار بھی نہ کیا ای خشیت لو قاتلت بعضھم ببعض وتفانوا وتفرقوا اَن تقول فرّقت بین بنی اسرآءِیل (روح) وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ قال ابو عبیدۃ لم تنتظر عھدی وقد وھی (قرطبی ج ۱۱ ص۲۳۹) **۶۸** حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد در پردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار اترنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ جس پر انہوں نے ان کو سرزنش کی۔ سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال کان السامری رجلا من اھل باجرو کان من قوم یعبدون البقر وکان حب عبادۃ البقر فی نفسہ وکان قد اظھر الاسلام مع بنی اسرائیل (ابن کثیر ج ۳ ص۱۶۳) قال قتادۃ کان السامری عظیما فی بنی اسرائیل من قبیلۃ یقال لھا سامرۃ ولکن عدو اللہ نافق بعد ما قطع البحر مع موسٰی الخ (قرطبی) **۶۹** یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ

ہم اس کو جلا دینگے پھر بکھیر دینگے دریا میں اڑا کر ف تمہارا

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ

معبود تو وہی اللہ ہے ۶۷ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز سما گئی ہے

عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ

اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو ۶۸ ان کے احوال جو پہلے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ

گذر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب ۶۹ جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾

منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ ف۱

خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

سدا رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا

یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىِٕذٍ

جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لاوینگے ہم گنہگاروں کو اس دن

زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

نیلی آنکھیں ف۲ چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے ف۳ مگر

عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

دس دن ف۴ ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں اچھی

طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

راہ روش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن ف۵ اور تجھ سے پوچھتے ہیں ۷۰

الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف

ع ۵ / ۱۴

موضح قرآن ف۱ دنیا میں اسکو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ رہتا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی اس مارے لوگوں کو دور دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا، شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں اسی کا فساد پورا کریگا جیسے ہمارے پیغمبر بال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اسکی جنس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ ف۲ یعنی اندھے اور شاید یونہی نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے ف۳ یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آویگا یا قبر میں رہنا ف۴ ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گناہ ہے ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا ۱۲ ۔

جبرئیل دو نوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہرحال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبرئیل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مُٹھی بھر مٹی اٹھالی وہ ہی اب سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے۔ اسی میں مٹی پڑی برکت کی۔ حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بُت پرستی بڑھتی ہے۔

صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ یَوْمَئِذٍ

میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا اس دن

یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

پیچھے دوڑیں گے ف۱ ۷۶ پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات اور دب جائیں گی آوازیں

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ یَوْمَئِذٍ

رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز اس دن

لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

کام نہ آئے گی سفارش ۷۷ مگر جس کو اجازت دی رحمٰن نے

وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ

اور پسند کی اس کی بات ف۱ وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ

اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لاسکتے اس کو دریافت کر کر اور رگڑتے ہیں

الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ

منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے اور خراب ہوا جس نے

حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں ۷۸

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا ف۲ اور

كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا

اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر کر سنائی ہم نے

فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ

اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں یا ڈالے

منزل ۴

بشارت اخروی ۲

تنبیہ :۔ آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی، صحابہؓ تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے (عثمانی) بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہو جاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ وفی بعض الآثار انہ رأی کلما رفع الفرس یدیہ او رجلیہ علی التراب الیبس یخرج النبات فعرف ان لہ شاناً فاخذ من موطئہ حفنۃ (روح ج ۱۶ ص ۲۵۳) اس کی زیادہ تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہو ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۷۵ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کو تپ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ فریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا ایسی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گذاردی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وہ تو دنیا میں عذاب تھا اور دنیا میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ ای لن یخلفک اللہ موعدہ الذی وعدک علی الشرک والفساد فی الارض یجزہ لک فی الآخرۃ بعد ما عاقبک بذلک فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص ۵۵) ۷۶ یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے معبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو ہر وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں ابھی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تو دوسروں کا کیا سنوار سکتا ہے۔ ۷۷ یہ پانچویں آیت توحید ہے گوسالہ سامری کا عجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور معبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کا رخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الٰہ اور معبود بننے کے قابل نہیں، جس کا علم ہر چیز پر حاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گوسالہ جماد اور محض بے جان ہے بھلا یہ کیونکر معبود ہو سکتا ہے ۷۸ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشجیع ہے یعنی

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی سفارش چلے گی ف۲ یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انقیاد اسرافیل کنند ۱۲ ف۲ یعنی مسلمان باشند ۱۲۔

گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات ہم آپ پر اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے توحید کی خاطر کس قدر مصیبتیں اٹھائیں اس طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گے لہٰذا آپ بھی ان پر صبر کریں۔ اور یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ ہماری وحی سے معلوم کر کے گذشتہ لوگوں کی اخبار بیان کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ **۷۴ے** ذِكْرًا سے قرآن کریم مراد ہے۔ وتفسیر الذکر بالقرآن ھو الذی ذھب الیہ الجمھور (روح ج ۱۶ ص ۲۵۹) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ الخ منکرین قرآن کے لئے تخویف اُخروی ہے۔ **۷۵ے** اس سے پہلے چونکہ نفخ صور، حشر نشر اور قیامت کا ذکر تھا۔ اس لئے مشرکین کے لئے استبعاد کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ بیٹھیں کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی مانند ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ کے جواب میں فَقُلْ پر فاء اس لئے داخل ہوئی ہے کہ يسئلونك متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال متحقق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سألوك ہے اسی لئے جزاء پر فاء داخل ہوئی۔ (مدارک) قَاعًا میدان صَفْصَفًا صاف ہموار عِوَجًا نشیب پستی۔ اَمْتًا بلندی اور اونچائی **۷۶ے** الداعی الخ سے حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ یرید اسرافیل علیہ السلام اذا نفخ فی الصور (لاعوج لہ) ای عن دعائہ لا یزیغون ولا ینحرفون بل یسرعون الیہ ولا یحیدون عنہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۶) اس دن تمام بنی آدم پر ہیبت طاری ہوگی اور کوئی شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ ہیبتِ خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق سہمی ہوئی ہوگی۔ ای خفیت لمھابتہ تعالیٰ و شدۃ ھول المطلع (روح ج ۱۶ ص ۲۶۰) هَمْسًا یعنی نہایت پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست اور خفی آواز سے کرے گا۔ **۷۷ے** یہاں قیامت کے دن شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جس کی تعبیر مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سے کی گئی ہے۔ اس سے یا تو شافعین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مومنین صالحین مراد ہیں جن کو قیامت کے دن گنہگاروں کی سفارش کرنے کا اذن ملے گا یا مشفوع لہم یعنی وہ گنہگار مومنین مراد ہیں، جن کے حق میں شفاعت ہوگی۔ پہلی صورت میں معبودانِ باطلہ کی شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہوگی اور دوسری صورت میں مشرکین کے حق میں شفاعت کے مفید ہونے کی نفی مراد ہوگی۔ ومعناہ لاجلہ وکذا و رَضِيَ لَهُ ای لاجلہ ویکون من للمشفوع لہ او بدل من الشفاعۃ علی حذف مضاف ای الاشفاعۃ من اذن لہ ویکون من للشافع الخ (بحر ج ۶ ص ۲۸۰) پہلی صورت کا حاصل یہ

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا
ان کے دل میں سوچ | سو بلند درجہ اللہ کا **۷۹ے** اس سچے بادشاہ کا | اور تو

تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ
جلدی نہ کر | قرآن کے لینے میں **۸۰ے** جب تک | پورا نہ ہو چکے

وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ
اس کا اترنا | اور کہہ | اے رب | زیادہ کر میری سمجھ **ف۱** | اور **۸۱ے**

عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ
ہم نے تاکید کر دی تھی آدم | کو اس سے پہلے | پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے

لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
اس میں کچھ ہمت **ف۲** | اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو | سجدہ کرو **۸۲ے**

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا
آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے | پھر کہہ دیا ہم نے

يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا
اے آدم | یہ | دشمن | تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا | سو

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ
نکلوا نہ دے تم کو | بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں | تجھ کو یہ ملا ہے

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا
کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا | اور یہ کہ نہ

تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ
پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ | پھر جی میں ڈالا اس کے شیطان نے **۸۳ے**

قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ
کہا اے آدم | میں بتاؤں تجھ کو | درخت | سدا رہنے کا اور

ع ۶ / ۱۵

موضح قرآن ف۱ جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت آگے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاویں اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اور تسلی کر دی تھی کہ اسکا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی۔ ف۲ وہی جو دانہ کھا لیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔

ہوگا کہ شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی مشرکوں کے حق میں نہ ہوگی اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت صرف انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ ہی کریں گے مشرک پیروں اور راہنماؤں کو شفاعت کی اجازت نہیں ملے گی۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ الخ قیامت کے دن تمام بنی آدم اللہ کے سامنے عاجز اور سرافگندہ ہوں گے کیا فقیر اور کیا امیر، کیا رعیت اور کیا بادشاہ سب لرزاں اور ترساں ہوں گے اور جنہوں نے شرک کیا ہوگا وہ سراسر خسارے میں ہوں گے۔ ان کے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ عنت ای ذلت وخضعت اور ظلم سے شرک مراد ہے (روح)۔ ۹۷۸ یہ نیکوکاروں کے لئے بشارت اُخروی ہے وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب ہے۔ یعنی ایسا مدلل اور جامع قرآن نازل کرنا ہمارا کام ہے۔ لہٰذا تم اس عظیم الشان کتاب پر عمل کرو۔ ۹۷۹ یہ آیات توحید کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل توحید سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف ومختار اور عالم الغیب ہے لہٰذا وہی سب سے بڑا اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۹۸۰ یہ چوتھی آیت تشجیع کا ذکر ہے۔ یعنی قرآن مجید کی وحی اترتے وقت اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اُسے غور سے سُنیں۔ جب وحی ختم ہو جائے تو پھر آپ اُسے دہرا لیں۔ جب آپ کے ذہن میں محفوظ ہوجائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت واستقلال سے قرآن کی تبلیغ فرمائیں۔ ہمارے پیغمبر آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ آدم علیہ السلام کے عزم میں کمزوری آ گئی۔ ۹۸۱ ہم نے بنی آدم کی تخلیق سے پہلے آدم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ جنت میں رہیں اور وہیں کے پھلوں اور میووں میں سے جو چاہیں کھائیں اور ایک درخت سے ہم نے ان کو منع کیا تھا کہ اس کے قریب نہ جائیں مگر ان سے بھول ہوگئی اور انہوں نے شجرِ ممنوعہ سے تناول کرلیا۔ اس طرح وہ عزم اور ثبات قدم کا ثبوت نہ دے سکے یا عزم سے پختہ ارادہ مراد ہے، یعنی آدم علیہ السلام نے بالارادہ اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ مجھول ہوگئی تھی اور اللہ کا حکم یاد نہیں رہا تھا۔ کانہ لما مدح سبحانہ القران وحض علی استعمال التؤدۃ والرفق فی اخذہ وعھد علی العزیمۃ بامرہ وترک النسیان فیہ ضرب حدیث آدم مثلاً للنسیان وترک العزیمۃ (روح ج ۱۶ ص ۲۱۹)

مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا

بادشاہی جو پرانی نہ ہو — پھر دونوں نے کھا لیا اس میں سے — پھر کھل گئیں ان پر

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ

ان کی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے — اپنے اوپر — پتے

الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ

بہشت کے — اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا — پھر

اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ

نواز دیا اس کو اس کے رب نے — پھر متوجہ ہوا اس پر اور راہ پر لایا — فرمایا

اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

اترو یہاں سے دونوں اکھٹے — رہو ایک دوسرے کے دشمن

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ

پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت — پھر جو چلا

هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ

میری بتائی راہ پر سو وہ نہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا ف — اور جس نے منہ پھیرا ۹۸۲

عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ

میری یاد سے — تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی — اور

نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ

لائیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا — وہ کہے گا اے رب کیوں

حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ

اٹھا لایا تو مجھ کو ۹۸۵ اندھا — اور میں تو تھا دیکھنے والا — فرمایا

كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

یونہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا — اور اسی طرح آج

۹۸۲ مقصد یہ ہے کہ ابلیس تمہارا پرانا جدی پشتی دشمن ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے تمہیں کفر وشرک اور دوسرے گناہوں سے ملوث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے فریب سے بچو۔ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ الخ یہ جنت کی خوبیاں ہیں کہ وہاں نہ بھوک ہوگی، نہ پیاس اور نہ دھوپ یعنی وہاں ہر قسم کا آرام وسکون ہوگا۔ ۹۸۳ اس واقعہ کی مزید تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں دیکھیں حاشیہ ۸۵ تا ۹۵۔ ۹۸۴ یہ اللہ کی ہدایت سے اعراض کرنیوالوں کے لئے تخویف اُخروی ہے اور یہ استیناف ہے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق نہیں مَعِيْشَةً ضَنْكًا تنگ روزی اس سے یا تو آخرت کی زندگی میں رزق کی تنگی مراد ہے یا دنیا کی زندگی میں۔ دنیا میں وہ اگرچہ مالدار ہوں گے۔ لیکن ان کے دلوں سے وصف قناعت چھین لیا جائے گا اور ان کو حرص ولالچ کے مرض میں

موضح قرآن ف ایک دوسرے کے دشمن رہے ان کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کرکر گناہ کیا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔

مبتلا کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ غنائے قلبی سے محروم رہیں گے اور دنیائے دنی کی دولت کے پیچھے مفلس و قلاش لوگوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ عن ابن جبیر یسلبہ القناعۃ حتی لا یشبع فمع الدین التسلیم والقناعۃ والتوکل فتکون حیاتہ طیبۃ ومع الاعراض الحرص والشح فعیشہ ضنک وحالہ مظلمۃ (مدارک ج ۳ ص۵۳) ۸۵ جس شخص نے اللہ کی ہدایت کو محض ضد و عناد کی وجہ سے رد کر دیا قیامت کے دن اس کو قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ سے سوال کرے گا کہ بارے خدایا! دنیا میں تو میں چنگا بھلا دیکھتا تھا اور تو نے میری آنکھوں کو نور دے رکھا تھا تو آج مجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال کذلک تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں او مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور ان سے آنکھیں بالکل بند کرلیں اور ان سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور چھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان ایاتنا اتتک واضحۃ مستنیرۃ فلم تنظر الیہا بعین المعتبر ولم تتبصر وترکتہا وعمیت عنہا فکذلک الیوم نترکک علی عماک ولا نزیل غطاءہ عن عینیک (بحر ج ۶ ص۲۸۷) لیکن یہ اندھاپن ایک معین وقت تک ہوگا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وھذا الترک یبقی الی ماشاء اللہ تعالیٰ ثم یزال العمی عنہ فیری اھوال القیمۃ ویشاھد النار کما قال سبحانہ ورای المجرمون النار الخ (روح ج ۱۶ ص۲۵۱) ۸۶ جو لوگ حدود الٰہیہ کو پھاند کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جہنم تو نابینا اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اَفَلَمْ یَھْدِ لَھُمْ الخ یہ مکذبین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ ۸۷ اجل مسمّی، کلمۃ پر معطوف ہے اَفَلَمْ یَھْدِ لَھُمْ کی تہدید کے بعد ان مکذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور اس امت کے مکذبین پر عذاب استیصال نازل نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مکذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العدۃ بتاخیر عذابھم والاجل المسمی لاعمارھم لما تاخر عذابھم اصلا (روح ج ۶ ص۲۸۵) ۸۸ یہ پانچویں آیت تسجیع ہے جو پانچ امور

تَنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ

تجھ کو بھلا دینگے ول اور اسی طرح ۸۶ بدلہ دینگے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور

يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر اور آخرت کا عذاب سخت ہے

وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

اور بہت باقی رہنے والا ۲ سو کیا ان کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ

جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی جگہوں میں اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات ۸۷

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾

کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہو جاتی مٹھ بھیڑ اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا گیا ۳

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ۸۸ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ

سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ

اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو

تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا

راضی ہو ۴ اور مت پسار اپنی آنکھیں ۸۹ اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دی ہم

بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی

موضح قرآن ف۱ آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی ف۲ یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔ ف۳ آخر وعدہ پر بھینٹ ہوئی مسلمانوں میں اور کافروں میں ف۴ دن کی حدوں پر یعنی پہر پہر بعد وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہوگا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿١٣١﴾

ان کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا ف۹۰ اور خود بھی قائم رہ اس پر

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ

ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے

لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ

پرہیزگاری کا ف۱ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس ف۹۱ کوئی نشانی

رَّبِّهٖ ۚ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى

اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی ان کو نشانی اگلی

الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ

کتابوں میں کی ف۲ ف۱ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو ف۹۲

بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ

کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ

بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ

ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی

مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ

راہ دیکھتا ہے ف۹۳ سو تم بھی راہ دیکھو آئندہ جان لوگے کون ہیں

اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾

سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

ع ۱۷

پر مشتمل ہے۔ امر اول فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ یعنی آپ مشرکین کی بیجا باتوں اور انکے طعن وتشنیع پر اور انکی طرف سے جو مصائب آئیں ان پر صبر کریں۔ امر دوم وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور اللہ کی تسبیح وتقدیس اس پر ممد ومعاون ہے لہٰذا آپ پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ صبر واستقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی وناصر ہے۔ اس آیت سے پانچوں نمازوں کا حکم مستنبط ہے قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ نماز فجر قَبْلَ غُرُوْبِهَا نماز عصر وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ نماز عشاء اور اَطْرَافَ النَّهَارِ نماز ظہر ومغرب (قرطبی، روح وغیرہ) ف۸۹ یہ امر سوم ہے۔ یعنی آپ مسئلہ توحید کو جرأت وشجاعت سے خوب پہنچائیں اور کفار ومشرکین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے وافر دولت دے رکھی ہے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ محض چند روزہ رونق اور شان وشوکت ہے۔ ان کو مال ودولت دینے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمارے نزدیک انکی کوئی قدر ومنزلت ہے بلکہ یہ محض ابتلا اور امتحان ہے اور آخرت میں ان کیلئے جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ ف۹۰ یہ امر چہارم ہے یہ امر مصلح کا ذکر ہے۔ یعنی اہل وعیال کو نماز کی پابندی کا حکم فرمائیں وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا امر پنجم اور خود بھی نماز کی پابندی کریں لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا یہ ذمہ داری آپکی نہیں ہے کہ آپ اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے روزی کمائیں بلکہ روزی کا انتظام ہمارے ذمہ ہے۔ آپ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہیں آپ اسکا زیادہ اہتمام کریں۔ ای لانسئلك ان ترزق نفسك ولا اهلك (نحن نرزقك) واياهم فلا تهتم لامر الرزق (مدارک ج۳ ص۵۵) مطلب یہ ہے کہ نماز پر مداومت کریں کوئی نماز ناغہ نہ ہونے پائے۔ نماز کیوقت تمام کاروبار چھوڑ چھاڑ کر پوری توجہ کیساتھ نماز ادا کریں اور اکتساب معاش ادائے نماز سے ہرگز مانع نہ ہو کیونکہ روزی رساں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ف۹۱ یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ آپ کوئی دلیل یا معجزہ کیوں نہیں لاتے جو آپکی صداقت ظاہر کرے اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ یعنی آپ نے ایسی باتیں بیان کی ہیں جنکی پہلے انکو خبر نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب من جانب اللہ ہے اور کتب سابقہ یعنی تورات وانجیل وغیرہ میں وہ آپ کی بشارت پڑھ چکے ہیں۔ جو آپکی نبوت وصداقت پر نہایت واضح دلیل ہے تو کیا یہ دلیل کافی نہیں ہے۔ یريد التوراة والانجيل والكتب المتقدمة وذلك اعظم اٰية اذا اخبر بما فيها وقيل اَوَلَمْ تَاْتِهِمُ الاٰية الدالة على نبوته بما وجدوه فى الكتب المتقدمة من البشارة (قرطبی ج۱۱ ص۲۶۴) ف۹۲ یہ استیناف ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ ہم نے قرآن منکرین پر حجت قائم کرنیکے لئے نازل کیا ہے تاکہ قیامت کے دن وہ کوئی عذر نہ کر سکیں۔ یعنی اگر ہم قرآن نازل کرنے اور حجت قائم کرنے سے پہلے ہی عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دیتے۔ تو قیامت کے دن وہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ تو نے اپنا رسول بھیج کر اور اس پر اپنی آیتیں نازل فرما کر ہمیں سیدھی راہ کیوں نہ دکھائی۔ تاکہ ہم تیرے پیغمبروں کا اتباع کرتے اور آج ذلیل ورسوا نہ ہوتے۔ ف۹۳ یعنی آپ ان متمردین اور معاندین سے کہہ دیں کہ ہم اور تم سب ایک دوسرے کے انجام کے منتظر ہیں۔ تم انتظار تو کرو بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔ لاؤٹ رسورۂ طٰہٰ کی آیات توحید ص۹۲

موضح قرآن ف۱ اور خاوند غلام سے روزی کمواتے ہیں اور خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے ف۲ یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخرالزمان کی یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان کرتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قرآن مشتمل است بر قصص وغیر آن موافق کتب سابقہ ۱۲۔

سورۂ انبیاء

ربط | سورۂ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (ع ۱) اب سورہ انبیاء میں علیٰ سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (ع ۲)

خلاصہ | سورہ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں (ایک اجمالی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد) اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ تک مشرکین پر زجر و شکویٰ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے حجت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدر سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ الخ یہ پہلے سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یہ دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ سے تیسرے سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ (ع ۲) تخویف دنیوی ہے۔

تین عقلی دلیلیں

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (۲) وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الخ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا (ع ۳) اس کے بعد بطور معارضہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی مؤید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

دلیل نقلی اجمالی

اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ میں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا مشرکین پر شکویٰ ہے۔ جس کا سات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُبْحٰنَهٗ وجہ دوم بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ وجہ سوم لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وجہ چہارم وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ وجہ پنجم یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وجہ ششم وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وجہ ہفتم وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

اس کے بعد اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ــــ تا ــــ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا اعادہ ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ زجر ہے سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ تخویف دنیوی۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ الخ شکویٰ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ جواب شکویٰ مع تخویف اخروی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے،

قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ (ع ۴) تخویف دنیوی۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اور اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ زجر اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ الخ تخویف اخروی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زمانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ تھے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ دلیل نقلی تفصیلی اول از حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ (ع ۵) دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا دلیل نقل سوم از حضرت لوط علیہ السلام وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ الخ دلیل نقل پنجم از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ الخ دلیل نقل ششم از حضرت ایوب علیہ السلام اپنی تکلیف اور بیماری کا شکوٰی اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے کی دعا کی۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ الخ دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا الخ دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑائے اور اللہ کو پکارا۔ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا الخ دلیل نقل نہم از حضرت زکریا علیہ السلام۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں پکارا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ الخ یہ آیت تمام مذکورہ واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دوڑ کر بجا لاتے اور امید و بیم کی حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو غائبانہ پکارتے تھے۔ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا الخ دلیل نقل دہم از حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً الخ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارساز اور حاجت روا نہ تھے وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ تفسیر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَتَقَطَّعُوْٓا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی ہے۔

اقترب للناس ۱۷ — ۷۱۰ — الانبیآء ۲۱

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

ف سورۂ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بےخبر ؎ ٹلا رہے ہیں کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے رب سے نئی ؎ مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں دل ان کے اور چھپا کر مصلحت کی بےانصافوں نے ؎ یہ شخص کون ہے ؎ ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو جادو میں آنکھوں دیکھتے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں ؎ اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں بیہودہ خواب ہیں ؎ نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے پھر چاہیئے لے آئے ہمارے سامنے ؎ کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے ؎ نہیں مانا

منزل ۴

الجزء السابع عشر ۱۷

فتح الرحمٰن ؎ مترجم گوید مراد از نشانہ عقوبت عام میداشتند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم ہود واللہ اعلم ۱۲۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ (ع۷) تخویف دنیوی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تخویف اخروی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ الخ بشارت دنیوی ہے۔ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ توحید پر دلیل وحی ہے وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ الخ آخر میں دعوٰی سورت کا اعادہ کیا گیا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وہی غیب داں اور متصرف و کارساز ہے۔ **۲ ے** زجر مع شکوی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ النّاس سے مشرکین مراد ہیں، بعض نے کہا ہے۔ کہ بوقت نزول اگرچہ اس سے اشارہ مشرکین قریش کی طرف تھا۔ مگر اب یہ سب کے لئے عام ہے۔ اور حساب سے حساب آخرت مراد ہے۔ یعنی قیامت سر پر ہے۔ مگر یہ لوگ غفلت میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور حساب آخرت کے لئے کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہے۔ **۳ ے** دنیا میں انہماک اور آخرت سے غفلت و اعراض کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی آیت توحید نازل ہوتی ہے۔ تو وہ استہزاء و تمسخر کے ساتھ اسے سنتے ہیں۔ اور ان کے دل اس میں غور و فکر کرنے سے سراسر غافل ہوتے ہیں۔ محدث یعنی پہلے سے ان کی سنی ہوئی نہیں ہوتی وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ یستمعون القراٰن مستہزئین لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ معرضة عن ذکر اللّٰه متشاغلة عن التامّل والتفہم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۶۸) **۴ ے** یعنی جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے خلاف آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ الّذین ظلموا بظاہر اسروا کا فاعل معلوم ہوتا ہے۔ مگر قاعدہ کے مطابق فاعل ظاہر جمع کے لئے فعل مفرد آنا چاہئے تھا۔ مفسرین اور ائمہ نحو نے اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ موصول۔ اسروا کا فاعل نہیں۔ بلکہ (۱) اسروا کی ضمیر الناس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس سے بدل ہے (۲) الّذین کا فعل یقول اس سے پہلے محذوف ہے (۳) الـذین سے پہلے فعل اعنی محذوف ہے اور یہ اس کا مفعول ہے (۴) یہ مجرور ہے۔ اور مع صلہ النّاس کی صفت ہے۔ یا اسروا کی واو علامت جمع ہے۔ علامت فاعل نہیں (من القرطبی والبحر وغیرہما۔) **۵ ے** یہ مشرکین کا بہت بڑا اعتراض تھا۔ کہ یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر اور انسان ہے ہم اسے اللہ کا رسول کیوں مانیں۔ پیغمبر تو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ الخ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو (معاذ اللہ) جادوگر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعوٰی کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادوگر ہوتا ہے۔ وکانوا یعتقدون ان الرسول من عند اللّٰه لا یکون الا ملکًا وان کل من ادعی الرسالة من البشر وجآء بمعجزة فهو ساحر ومعجزته سحر (بحر ج ۶ ص ۲۹۷) **۶ ے** یہ سورت کا دعوٰی ہے۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا

اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے **۵ ے** مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم انکو سو پوچھ لو

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بنائے تھے ہم نے انکے

جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ ﴿۸﴾

ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں **۷ ے** اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے **ف**

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَ

پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سو بچا دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور

اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۹﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا

غارت کر دیا ہم نے حد سے نکلنے والوں کو ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب

فِیْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں **۱۱ ے** اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے

قَرْیَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

بستیاں جو تھیں گنہگار **۱۲ ے** اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور

اٰخَرِیْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا

لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے

یَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ

ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش

فِیْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ

کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پوچھے **ف** کہنے لگے ہائے خرابی ہماری

ع ۱

موضح قرآن **ف** یعنی موت بھی آئی ان کو **ف۲** یعنی یہ بات ہوتی نہ تھی۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی بہ تحقیق خواہ مخواہ رگی قوم احوال شما می پرسند ۱۲۔

ہے۔ اور کوئی نہیں لہٰذا فریاد رس، کارساز اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا تمہارے معبود کچھ نہیں کر سکتے۔ حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برافروختہ ہو کر انہوں نے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ ردّ علیہم فی قولہم ہَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۰) ۷ باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لایعنی باتیں کہتا ہے بَلِ افْتَرٰىهُ بلکہ وہ خدا پر افترا اور بہتان باندھ رہا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى
ہم تھے بیشک گنہگار ۱۳ پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد یہاں تک کہ
جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ
ڈھیر کر دئے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ
اور زمین کو ۱۴ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ
نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا
بنا لیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو
فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ
کرنا ہوتا ف۱ ف یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑ
فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَ
ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو ف۲ اور
لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا
اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲
سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی ۱۵
يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳ اَمِ اتَّخَذُوْٓا
یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے
اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ㉑ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ
اور معبود ۱۶ زمین میں کے ف۳ کہ وہ جلا اٹھائیں گے ان کو ف۳ اگر ہوتے ان دونوں میں
اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ
اور معبود سوائے اللہ کے ۱۷ تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک

بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی ضد سے کہیں جو رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ ۸ مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ الخ تخویف دنیوی اور مطالبۂ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؟ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ والمعنی ان اهل القرٰی اقترحوا علی انبیآئهم الاٰیات وعاهدوا انهم یؤمنون عندها فلما جآءتهم نکثوا وخالفوا فاهلکهم الله فلو اعطیت هٰؤلآء ما یقترحون لنکثوا ایضاً (مدارک ج ۳ ص ۵۶) ۹ یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیہم فی قولہم هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۱) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ ۱۰ یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع ۱ میں ان کا قول منقول ہے۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا۔ کہ جب انبیاء

موضح قرآن ف۱ کھلونا یعنی بیٹا۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کاملوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مجرد می بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چرا آدمی رسول باشد بلکہ در تنزیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرد و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال نمی بودند واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ ف۳ مراد درین کلام رد است بر عبادت اصنام ۱۲۔

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں، وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ ۱۱ھ یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم واحکام شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۳) ۱۲ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قَصَمْنَا ای اھلکنا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظَالِمَةً یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّآ اَحَسُّوْا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْكُضُوْا الخ ہم نے کہا اب بھاگو مت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور محلات کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گذرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزار کہا گیا۔ لعلکم تسئلون غدا عما جری علیکم ونزل باموالکم فتجیبوا السائل عن علم ومشاھدۃ (مدارک ج ۳ ص ۵۷) ۱۳ھ جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

۱۴ھ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ محض کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق (توحید اور دین اسلام)، باطل (کفر و شرک) پر غالب آسکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگان خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت و تباہی ہے۔ ۱۵ھ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بندگی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ تھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ بھلا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہیں وہ کس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای ولہ تعالٰے خاصۃ جمیع المخلوقات خلقا وملکا وتدبیرا وتصرفا واحیاء واماتۃ وتعذیبا واثابۃ من غیر ان یکون لاحد فی ذلک دخل ما استقلالا واستتباعا الخ (روح ج ۷ ص ۲۰) ۱۶ھ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنہ لا یصح ان یکون الٰھا اذ لا یستحق ھذا الاسم الا القادر علی کل مقدور والانشار من جملۃ المقدورات (مدارک ج ۳ ص ۵۵) ۱۷ھ مذکورہ بالا عقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوا نہ آسمان میں کوئی اِلٰہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ وہ بلا شرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور متصرف و مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

۱۸ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ۱۹ بطور معارضہ مشرکین سے ان کے مدعیٰ پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعیٰ پر تین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ عقل تو دعوائے توحید کی مؤید ہے۔ جیساکہ ابھی دو عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی مالک و کارساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیاء سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی و مبلغ تھے۔ جیساکہ آگے فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ علیٰ ہٰذا دلیل وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۲۰ یہ توحید پر تمام انبیاء علیہم سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ ۲۱ یہ شکوی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ کارساز بنالئے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ کہ اس کی عاجز و بے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا والد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ الخ فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں دخیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے باعزت بندے ہیں جواب ثالث لَا یَسْبِقُوْنَهٗ الخ وہ اس کے سامنے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر بات بھی نہیں کر سکتے جواب رابع وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سب کچھ جاننے والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس و سابع لَا یَشْفَعُوْنَ الخ وہ ہر وقت اللہ کی ہیبت کے سامنے خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہو گی۔ مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائیں اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیساکہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا الٰه الا الله وشفاعتهم الاستغفار (روح ج ۱۷ ص ۳۳) قال ابن عباس هم اهل شهادة ان لا الٰه الا الله .... والملٰئكة يشفعون غدا فى الأخرة كما فى صحيح مسلم وغيره وفى الدنيا ايضا فانهم يستغفرون للمؤمنين الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۸۱)

عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ

ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں اس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور ان سے

یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ

پوچھا جائے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود ۱۸

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ

تو کہہ لاؤ اپنی سند ۱۹ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور

ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ

یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات

فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

سو ٹلا رہے ہیں ف۱ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی

رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے کرلیا کسی کو بیٹا

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ

وہ ہرگز اس لائق نہیں ۲۱ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ یَعْلَمُ مَا

بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو

بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ

ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی

ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ

جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

موضح قرآن ف۱ پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہاں خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہراتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہیئے اس بغیر کیونکر نائب ہووے۔

۲۲ یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخیل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے۔ کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر بفرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی سزا ہے۔ ۲۳ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — تا — كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ كَانَتَا رَتْقًا یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فَفَتَقْنٰهُمَا تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الآیۃ الم یعلموا ان السمٰوٰت والارض کانتا معدومتین فاوجدناھما (روح ج ۱۷ ص ۳۴) زمین و آسمان کو عالم نیست سے عالم ہست میں لانا زمین میں پہاڑوں اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان کو ستونوں کے بغیر سہارا دینا، دن رات اور سورج چاند کی پیدائش غرضیکہ پورا نظام شمسی جس تکنیک اور کمال صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور نظام شمسی کے تمام احوال و کوائف کی موزونیت خداوند تعالیٰ کی توحید پر اٹل عقلی دلیل ہے۔ ۲۴ یہ مشرکین کے لئے زجر اور تیسرے سوال کے جواب کا اعادہ ہے كُلُّ نَفْسٍ الخ یہ ماقبل کی دلیل اور برہان ہے۔

يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ
ان میں کہے ۲۲ کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اس کو ہم بدلہ دینگے
جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ
دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا
ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ
رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ
بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا ف۱ اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے
اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ
پھر کیا یقین نہیں کرتے ف۲ اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ
اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ
کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ
يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَهُمْ
راہ پائیں ف۳ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ
عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ
آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ف۴ اور وہی ہے جس نے بنائے رات
وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾
اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ۲۳
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ
اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا ۲۴
فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَ
تو وہ رہ جائیں گے ف۵ ہر جی کو چکھنی ہے موت اور

تیسری عقلی دلیل ۳ زجر

اعادہ جواب سوال ثالث

موضح قرآن

ف۱ منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی ف۲ زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے گنتے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفہ سے ف۳ یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی ف۴ بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے نمونے تارے اور چال اور رات اور دن ف۵ یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے ف۵ کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ واکردن آسمانہا نازل کردن مطر است و واکردن زمین رویانیدن گیاہ از وی ۱۲۔

۲۵ے یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزار کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ خدا کا پیغمبر تو ان کے جھوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور متصرف و کارساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدائے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ ۲۶ے زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ الخ تخویف دنیوی ۲۷ے شکوی لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ۔ تا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ جواب شکوی مع تخویف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیگا تو وہ اپنے کو اس سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے فَتَبْهَتُهُمْ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قال الفراء (فَتَبْهَتُهُمْ) ای تحیرھم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹۰) ۲۸ے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و تخریہ سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بدقماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ یہی وطیرہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ

اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے ۲۵ے تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمن کے نام سے

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ

منکر ہیں ف۱ بنا ہے آدمی جلدی کا ۲۶ے ف۲ اب دکھلاتا ہوں تم کو

اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ

وعدہ ۲۷ے اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ

كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا

منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ

اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

ناگہاں پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں ۲۸ے رسولوں سے تجھ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۲

ع ۳ ۳

زجر بر مشرکین

تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی برا کہتا ہے۔ ف۲ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این کنایت است از غلبۂ استعجال بر آدمی ۱۲۔

٢٩ یہ تخویف دنیوی ہے۔ رات دن میں آنیوالے مصائب سے تمہیں اللہ ہی محفوظ رکھتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے انکار و عناد پر تمہیں فوراً پکڑلے بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ زجر ہے۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ یہ بھی زجر ہے۔ فرمایا دن رات میں حوادث روزگار سے انہیں اللہ کے سوا کون بچاتا ہے ؟ کیا اللہ کے سوا ان کے معبودان باطلہ ان کی حفاظت کرسکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی مدد سے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ ٣٠ تخویف دنیوی۔ کیا مشرکین اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے۔ کہ ہم ان کے مقبوضہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جارہے ہیں ؟ کیا اب بھی ان کو امید ہے۔ کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرسکیں گے۔ ؟ اَفلا یری هٰؤلاء المشرکون اٰثار قدرتنا فی اتیان الارض من جوانبها باخذ الواحد بعد الواحد وفتح البلاد والقری مما حول مكة وادخالها فی ملك محمد صلے اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۴۴)

٣١ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں۔ تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کرلو۔ مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الٰہی اور اہوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے۔ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ لیکن وہ جب عذاب موعود میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو چلا اٹھتے ہیں "اے کاش ! ظالم ہم ہی تھے" اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ۔ اخبر تعالےٰ انّ هٰؤلاء الذین صمّوا عن سماع ما انذروا به اذا نالهم شیٔ مما انذروا به ولو کان یسیرًا نادوا بالهلاك واقرّوا بانهم کانوا ظلمین (بحر ج ۶ ص ۳۱۶) ٣٢ یہ تخویف اخروی ہے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ

تو کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں ٢٩ اور دن میں رحمٰن سے

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ

کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے

اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ

کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا

کرسکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا

هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ

ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

پھر یہ نہیں دیکھتے ٣٠ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس

اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ

کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف ف تو کہہ میں جو تم کو ڈراتا ہوں ٣١

بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿٤٥﴾

سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سنائے

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

اور کبھی پہنچ جائے ان تک ایک بھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں

يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ

ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف کی ٣٢

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ

قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

موضح قرآن ف یہ ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی باسلام اسلم وغفار پیش از ہجرت ١٢۔

ف٣٣ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نورِ توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا

برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئینگے اس کو اور ہم کافی ہیں

حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ

حساب کرنے کو ف۱ اور ہم نے دی تھی ف٣٣ موسیٰ اور ہارون کو فیصلے چکانیوالی کتاب

وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو جو ڈرتے ہیں

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿٤٩﴾

اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾

اور یہ ایک نصیحت ہے ف٣٤ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ف٣٥ اور ہم رکھتے ہیں

بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ف٣٦ اور اپنی قوم کو یہ کیسی

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ

مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا اپنے

اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ

اپنے باپ دادوں کو ف٣٧ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر رہے تم ف٣٨ اور

اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ

تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات

اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ف٣٩ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

ركوع ٤ — پہلی تفصیلی نقلی دلیل … دوسری نقلی دلیل

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والاول ارجح ف٣٤ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے۔ جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں؟

ف٣٥ دلیل عقلی تفصیلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہِ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے مِنْ قَبْلُ یہ ظرف مبنی علی الضم ہے اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ٦ ص ٣٢٠)

ف٣٦ اِذْ قالوا موخر سے متعلق ہے اور اذکر مقدر ماننے کی ضرورت نہیں التماثیل، تمثال کی جمع ہے۔ تمثال اس مصنوعی چیز کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ التمثال موضوع للشیٔ المصنوع مشبھا بخلق من خلق اللّٰہ (قرطبی ج ١١ ص ٢٩٥) ان القوم کانوا عباد اصنام علی صور مخصوصة کصورة الانسان او غیرہ الخ (کبیر ج ٦ ص ١٦١) وکانت علی ما قیل صور الرجال یعتقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوھا حسبما تخیلوا (روح ج ١٧ ص ٥٩)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شبہ کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کرلیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی ہے۔ ف٣٧ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثیل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ف٣٨ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباء و اجداد صریح گمراہی میں تھے۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض خواہشِ نفسانی اور فریب شیطانی کے تبع ہو۔ ف٣٩ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے تم سچ کہہ رہے ہو یا یونہی ہنسی مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہنسی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے۔

پکارتے ہو۔ وہ عاجز و بے بس ہیں اور متصرف و مختار نہیں ہیں مالک و مختار اور متصرف و کارساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے لہٰذا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعویٰ پر میرے پاس دلیل و حجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل و حجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالدلیل ما اقول (قرطبی) ۴۰ وتاللہ لاکیدن الخ، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان ٹھوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت مؤثر اور محسوس طریقہ سے ان کے معبودان باطلہ کی بیچارگی کو واضح کرنے کے لیے ایک نئی اسکیم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر دیکھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلھم جذاذا جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لیے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا البتہ سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ اور کلہاڑا اسکے کندھے پر رکھدیا تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر ٣٨ پھر کر ڈالا ان کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾

ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں ف

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٥٩﴾

کہنے لگے کس نے ٤١ کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿٦٠﴾

وہ بولے ہم نے سنا ٤٢ ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں ٤٣ کے سامنے شاید وہ

یَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

دیکھیں بولے ٤٤ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا

اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے ٤٥ ان کے اس بڑے نے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی

سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ

جی میں پھر بولے لوگو ٤٦ تم ہی بے انصاف ہو ف پھر

اگلے سے پہلے اندماج ہے ای فاتوبہ ۱۲

بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صحیح سلامت براجمان ہیں اور کلہاڑا آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی یرجعون الیہ کما یرجع الی العالم فی حل المشکلات فیقولون ما لھٰؤلاء مکسورۃ و مالک صحیحا والفاس علی عاتقک (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) اس سے مقصود الزام حجت تھا ۴۱ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید منا کر واپس آئے تو حسب دستور اپنے معبودوں کو نذرانہ سجود پیش کرنے کے لئے عبادت خانہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا ظلم کیا ہے ۴۲ قالوا سمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کر رہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یذکرھم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جسکا نام ابراہیم ہے ہر وقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سمعنا فتی یذکرھم) یعیبھم فلعلہ الذی فعل ذالک بھم (روح ج ۱۷ ص ۶۳) ۴۳ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے روبرو لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم اسے کس قدر عبرتناک سزا دیتے ہیں ای یحضرون عقوبتنا لہ (مدارک ج ۳ ص ۶۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سر عام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انھم کرھوا ان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یجیئوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون علیہ بما قالہ فیکون حجۃ علیہ بما فعل وھذا اقوال الحسن وقتادۃ والسدی وعطاء وابن عباس رض (کبیر ج ۶ ص ۱۶۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ سے مقصد تھا کہ بتیما ان تماثیل کے تمام پجاری ان کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہو اسوقت وہ انکی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برملا ان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کرسکیں اور اس حقیقت کا اعلان کرسکیں۔ کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے عجز کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنوار یا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فاتوا بہ علی اعین الناس) ای علی رؤس الاشھاد فی الملاء الاکبر بحضرۃ الناس کلھم فکان ھٰذا ھو المقصود الاکبر لابراھیم علیہ السلام ان یبین فی ھٰذا المحفل العظیم کثرۃ جھلھم وقلۃ عقلھم فی عبادۃ ھٰذہ الاصنام التی لا تدفع عن نفسھا ضرا ولا تملک لھا نصرا فکیف یطلب منھا شیء من ذالک (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۲) ۴۴ قالوا ءانت الخ اس سے پہلے اندماج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت

موضح قرآن ف۔ یہ علاج کرتا انھوں نے چپکے سے کہا۔ پھر جب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانے میں جا کر سب کو توڑا ٹ سمجھے کہ بت پر لوٹنا کیا حاصل۔

نُكِسُوا عَلٰى رُءُوسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ
اندھے ہو گئے سر جھکا کر[٤٧] تو تو جانتا ہے جیسا یہ
يَنْطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
بولتے نہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے
مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَ
ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا[٤٨] بیزار ہوں میں تم سے
لِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾
اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں ﴿٦٨﴾
قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِينَ
بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی[٤٩] اگر کچھ کرتے ہو[ف٢]
قُلْنَا يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى إِبْرٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَ
ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام[٥٠] ابراہیم پر اور
أَرَادُوا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ
چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں اور بچا نکالا اس کو
وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعٰلَمِينَ ﴿٧١﴾
اور لوط کو اس زمین کیطرف جس میں[ف٣] برکت رکھی ہمنے جہان کے واسطے[ف١]
وَوَهَبْنَا لَهٗٓ إِسْحٰقَ ۖ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا
اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو
صٰلِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَ
نیک بخت کیا[ف٢] اور ان کو کیا ہمنے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور
أَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ
کہلا بھیجا ہمنے انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

ابراہیم علیہ السلام کو سر عام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کر لیتے تو وہ انہیں حسب منشا سزا دے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہو گیا اور الٹے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) [٤٥] قال بل فعلہ الخ لفظ بل اضراب کیلئے ہے جو ما قبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جسکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بہ تفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں تھا بل فعلہ من فعلہ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تمہارا بڑا بت بھی یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کر لیا۔ امام رازی نے اس توجیہہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ورابعہا انہ کنایۃ عن غیر مذکور ای فعلہ من فعلہ، وکبیرہم ھذا ابتداء الکلام ویروی عن الکسائی انہ کان یقف عند قولہ بل فعلہ ثم یبتدی کبیرہم ھذا (کبیر ج ۶، ص ١٦٣) [٤٦] فرجعوا الی انفسھم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکانے آئے اور ان کو تنبیہہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بھلا جو اسقدر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کر سکیں وہ دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں (انکم انتم الظلمون) ای بعبادۃ من لا ینطق بلفظۃ ولا یملک لنفسہ لحظۃ وکیف ینفع عابدیہ ویدفع عنھم البأس من لا یرفع عن رأسہ الفأس (قرطبی ج ١١ ص ٣٠٢) [٤٧] ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تضلیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انہیں آلیا اور مہر جباریت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہو گئے۔ قال اھل التفسیر اجری اللہ تعالٰی الحق علی لسانھم فی القول الاول ثم ادرکتھم الشقاوۃ ای ردوا الی الکفر بعد ان اقروا علی انفسھم بالظلم (مدارک ج ٣ ص ٦٤) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبود بولنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیک ایھا المبکت انھا لا تنطق کذالک وانا اتخذناھا آلھۃ مع العلم بالوصف (روح جلد ١٧ ص ٦٦) [٤٨] قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی بیچارگی اور بے بسی کا اقرار کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی فکر و عقل کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا جب تمہیں معلوم ہے کہ یہ عاجز معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ تف تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے صریح احمقانہ فعل کی قباحت بھی نہیں سمجھتے۔ [٤٩] قالوا حرقوہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل گفتگو کے سامنے مبہوت و لاجواب ہو گئے تو اب اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرستوں کا دستور ہے اور آپس میں طے کیا کہ ابراہیم نے چونکہ ان کے معبودوں کی توہین کی ہے اور انہیں ذلیل و رسوا کیا ہے اس لئے اس فعل کی اس کو سزا دینی چاہیئے اور اسے جلا کر خاک کر دینا چاہیئے۔ لما عجزوا عن المحاجۃ وضاقت بھم الحیل وھذا دیدن المبطل المحجوج اذا بھت بالحجۃ وکانت لہ

موضح قرآن ف١ یعنی زمین شام جسمیں آسودگی خوب ہے ف٢ دعا تھی بیٹے کی پوتا بھی انعام میں دیا۔

فتح الرحمن ف١ یعنی این کنایت است از ملزم شدن ١٢ ف٢ در آتش انداختند ١٢ ف٣ یعنی زمین شام ١٢

قد سرہ یفزع الی المناصبۃ (روح ج ۱۷ ص ۶۷) وانصروا الھتکم بتحریق ابراھیم لانہ یسبھا ویعیبھا (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۳) ۵۰؎ قلنا ینار الخ نمرود نے اسی گز لمبی اور چالیس گز چوڑی چار دیواری بنوائی اور اسمیں چالیس دن تک ایندھن جمع کرایا اور اس کو آگ لگا دی جب آگ خوب مشتعل ہوگئی اور ہر طرف سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ کو اسمیں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اسوقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کرکے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللھم انت الواحد فی السماء وانا الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حسبی اللہ ونعم الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الٰہ انت سبحٰنک رب العٰلمین لک الحمد ولک الملک لا شریک لک ادھر اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ ینار کونی بردًا وسلٰمًا علٰی ابراھیم اے

اِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۚ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰہُ

دینی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لوط کو دیا ہمنے

حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْقَرْیَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ

حکم اور سمجھ ۵۲؎ اور بچا نکالا اسکو اس بستی سے جو کرتے تھے

تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ﴿۷۴﴾

گندے کام وہ تھے لوگ بُرے نافرمان اور

وَاَدْخَلْنٰہُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّہٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا

اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں اور نوح

اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَنَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗ

کو جب ۵۳؎ اسنے پکارا اُس سے پہلے پھر قبول کرلی ہمنے اسکی دعا سو بچادیا اسکو اور اسکے

مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰہُ مِنَ الْقَوْمِ

گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر

الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے بُرے لوگ

فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ

پھر ڈبا دیا ہمنے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے ۵۴؎

فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَکُنَّا

فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اسکو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا

لِحُکْمِھِمْ شٰھِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَھَّمْنٰھَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَکُلًّا اٰتَیْنَا

ہمارے ان کا فیصلہ وا پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا

حُکْمًا وَّعِلْمًا ز وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ

تھا ہمنے حکم اور سمجھ وا اور تابع کئے ہم ۵۵؎ نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور

آگ ٹھنڈی ہوجا اور ابراہیم کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بنجا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کرتے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کرلی گئی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کرسکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیم سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کرلی اور اسکی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بردت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنھا طبعھا الذی طبعھا علیہ من الحر والاحراق وابقاھا علی الاضاءۃ والاشراق والاشتعال کما کانت واللہ علی کل شیء قدیر (بحر ج ۶ ص ۳۲۸) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں ۵۱؎ ونجینٰہ ولوطا الخ ہم نے ابراہیم کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے ووھبنا لہ اسحٰق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں وجعلنٰھم ائمۃ ضمیر منصوب سے حضرت ابراہیم، لوط، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں یعنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا ینار کونی الخ آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا فجعلنٰھم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ ووھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی وجعلنٰھم ائمۃ ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا واوحینا الیھم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا وکانوا لنا عٰبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا ۵۲؎ ولوطا اٰتینٰہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بدعملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اسپر عذاب نازل فرماکر اسے ہلاک کردیا اور حضرت لوط علیہ السلام اور اُن پر ایمان لانیوالوں کو بچالیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کرلیا اٰتینٰہ حکما ونجینٰہ۔ وادخلنٰہ فی رحمتنا مجرمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ۵۳؎ ونوحًا اذ نادٰی الخ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس ہولناک طوفان سے انکے اہل ایمان ساتھیوں کو بچالیا

تیسری تفصیلی نقلی دلیل ۲

پانچویں نقلی دلیل ۴

موضح قرآن ف حضرت داؤد نے بکریاں دلوادیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں جو نکہ چور کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھوانکا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہوجاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو

فتح الرحمٰن ف ا یعنی گوسفندان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب در آمدند وچرا کردند داؤد علیہ السلام حکم کرد بدادن گوسفندان عوض زراعت وسلیمان حکم ایں قوم را باصلاح زراعت و آں قوم را باستفاع از شیر غنم تا وقتیکہ زراعت بحال خود رسد و حکم سلیمان اصوب بود ۱۲

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَنَجَّیْنٰهُ ان کو عذاب سے ہم ہی نے بچلیا وَنَصَرْنٰهُ اور مشرکین پر ہم ہی نے ان کو غلبہ دیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ اور مشرکین کو ہم ہی نے غرق کیا ۷۸ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ الخ یہ پانچویں تفصیلی نقلی دلیل ہے ہم نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔ جب وہ ایک جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اِذْ نَفَشَتْ الخ یہ اس قضیے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ لیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں اسے دلا دیں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس ہوئے تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک اور صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت داؤد ع کو اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اجڑا ہوا کھیت بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈالدیا ۵۵ وسخرنا مع داؤد الخ ہم نے پہاڑ اور پرندوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی زرہیں بنانے کی تعلیم دی ۵۶ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ الخ یہ مع داؤد پر معطوف ہے ای سخرنا له الریح الخ (روح) یعنی ہم ہی نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان ع کے تابع فرمان بنا دیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں دوسرا کوئی نہیں وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ الخ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ الخ الریح پر معطوف ہے اور من الشیاطین اسکا بیان ہے یعنی ہم نے جنوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ لیکن سرکشی اور طغیان سے جنوں کو بچانا اور ان پر کنٹرول رکھنا یہ ہمارا کام تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ کریں۔ داؤد و سلیمان علیہما السلام پر یہ تمام احسانات و انعامات ہم نے کئے تھے اور وہ ہمارے شکر گذار بندے تھے اس لئے وہ خود متصرف و کارساز اور لائق الوہیت نہ تھے كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ان کے فیصلے کو ہم ہی جانتے تھے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ سلیمان ع کو یہ فیصلہ ہم ہی نے سمجھایا وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا دونوں کو علم و حکمت ہم ہی نے دی وَسَخَّرْنَا پہاڑوں کو ہم ہی نے تابع فرمان کیا وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ یہ سب کچھ ہم ہی نے کیا وَعَلَّمْنٰهُ زرہ سازی کی صنعت بھی ہم ہی نے سکھائی وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ اور ہر چیز کو ہم ہی جانتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ اور انکی حفاظت کرنیوالے بھی ہم ہی تھے

الطَّیْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ

اڑتے جانور اور یہ سب کچھ ہمنے کیا اور اسکو سکھلایا ہمنے بنانا ایک تمہارا لباس

لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۱ سو کچھ تم شکر کرتے ہو ف۱

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ

اور سلیمان کے ۵۶ تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم سے اس زمین کیطرف

الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ

جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۲ اور تابع کئے

الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ

کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے

ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى

سوائے اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا ف۳ اور ایوب کو ۵۷ جس وقت پکارا اسنے

رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾

اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ

پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اسکو اسکے گھر والے

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۴﴾

اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنیوالوں کو ف۴

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۸۵﴾

اور اسمٰعیل اور ادریس ۵۸ اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۵

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۶﴾

اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھتے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ف۲ ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر باؤ آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اور پر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دو پہر میں پہنچاتی ف۳ شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور سفر میں حوض برابر لگن تانبے کی اور کنوے برابر دیگیں اٹھائے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت کام ان سے لیتے ف۴ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گذار تھے پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مویشی مر گئے اولاد اکٹھی دب مری دوست و اراگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر نہا کر چنگے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ف۵ کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور للہ یہ محنت سہی

فتح الرحمٰن ۵۶ یعنی ساختن زرہ ۱۲

٥٧ وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی الخ یہ چھٹی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ ایوب علیہ السلام پر ابتلا آیا۔ تو انھوں نے دفع مضرت اور کشفِ مصیبت کیلئے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو مصیبت سے نجات دیدی اور تمام کھوئی ہوئی نعمتیں ان کو واپس دیدیں۔ رحمۃ الخ یہ مفعول لہٗ ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ ایوب علیہ السلام پر رحمت و شفقت کے لئے کیا اور تاکہ دوسرے عبادت گذار بندے کو اس سے نصیحت و عبرت حاصل ہو اور وہ مصائب و مشکلات میں صبر کریں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مصائب و مشکلات میں استعانت و استغاثہ کریں۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَكَشَفْنَا انکی تکلیف ہم ہی نے دور کی ٥٨ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ الخ یہ ساتویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ یہ سب صبر و استقلال سے توحید سناتے رہے وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا انکو ہم نے کافروں کے شر سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کیا ٥٩ وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ الخ یہ آٹھویں تفصیلی عقلی دلیل ہے حضرت یونس علیہ السلام عرصہ تک اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ کے بعد ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور ان کے انکار و اصرار پر ناراض ہو کر ہجرت کر لی حالانکہ ابھی تک اللہ کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم ان پر نازل نہیں ہوا۔ غالباً اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر اب حجت خداوندی تام ہو چکی ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں اب تو عنقریب ہی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے والا ہے اسلئے یہاں سے ہجرت کر جانا چاہیئے۔ مُغَاضِبًا ای غضبان علٰی قومہ لشدۃ شکیمتھم و تمادی اصرارھم مع طول دعوتہ ایاھم و کان ذھابہ ھٰذا ھجرۃ عنھم لکنہ لم یؤمر بہ (روح ج ١٧ ص ٨٣) چنانچہ جب وہ اپنے شہر سے نکل کر روانہ ہوئے اور بحیرۂ روم کے کنارے پہنچے تو کشتی تیار تھی اسمیں سوار ہو گئے کشتی گرداب میں پھنس گئی اور غرق ہونے لگی تو ملاحوں نے کہا کہ سواریوں میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اور ہمارا دستور یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا اب وہ سمجھے کہ انہوں نے بلا امر ربانی ہجرت کر کے غلطی کی ہے اور ملاحوں سے کہا بے شک میں ہی اپنے آقا کے حکم کے بغیر بھاگا ہوا غلام ہوں اور سمندر میں چھلانگ لگا دی ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی تکلیف نہ دینا میں نے اسے تیری غذا نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کیلئے قید خانہ بنایا ہے ٦٠ وَ ظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ الخ نقدر یہاں قدرۃ سے نہیں بلکہ قدر سے ہے جس کے معنی قضا یا تنگی کرنے کے ہیں۔ یعنی یونس علیہ السلام قبل نزول امر ہجرت کر کے چلے گئے اور انکا خیال تھا کہ اس فعل پر انکو سزا دینے کا ہم کوئی فیصلہ نہیں کریں گے یا ہم ان پر کسی قسم کی تنگی نہیں کریں گے۔ ای لن نقضی علیہ العقوبۃ قالہ ابن عباس فی روایۃ عنہ و قیل معناہ فظن ان لن نضیق علیہ الحبس (خازن ج ٤ ص ٢٥٠) فظن ان لن نقدر علیہ ای لن نضیق علیہ وھو کقولہ تعالیٰ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ای یضیق و من قدر علیہ رزقہ ای ضیق

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

اور مچھلی والے کو جب ٥٩ چلا گیا غصہ ہو کر ١ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے ٦٠

عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

اسکو ٢ پھر پکارا ٦١ ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اسکی فریاد

وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٨٨﴾ وَ

اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف اور

زَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ

زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ٦٢ اور تو ہے

خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَ

سب سے بہتر وارث ف پھر ہم نے سن لی اسکی دعا اور بخشا اسکو یحییٰ اور

اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ

اچھا کر دیا اس کی عورت کو وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر

وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿٩٠﴾

اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ف ٣

وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اور وہ عورت جس نے قابو ٩٣ میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہم نے اس عورت

وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ

میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی جہان والوں کے واسطے یہ لوگ ہیں تمہارے دین

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ ز وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَ

کے سب ایک دین پر ٩٤ اور میں ہوں رب تمہارا سو ٩٥ میری بندگی کرو ف ٣ اور

٣ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے ١٢

(الخ کبیر ج ٦ ص ٢١٩) ٦١ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ الخ مچھلی کے پیٹ میں پہنچ کر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ نے انکی آہ و زاری قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا حضرت یونس علیہ السلام نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے مچھلی کے پیٹ میں خدا کو پکارا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود متصرف و کارساز

موضح قرآن ف حضرت یونس کے یاد دلا دیں تھے یونس علیہ السلام نے بڑے شوق سے عبادت کی اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا کہ ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بیٹا کنارے چھوڑا ایک کندھے پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے سے کندھے سے لڑکا پھسل پڑا گھبراہٹ میں دونوں بہ گئے۔ کنارے آکر دوسرے لڑکے پاس اسکو بھیڑیا لے گیا جب اس شہر پہنچے سرداروں سے ملے پیغام اللہ کا دیا وہ ٹھٹھے کرنے لگے ایک مدت رہے آخر خفا ہو کر بد دعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے۔ سارے بت توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا۔ یہ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے بھنور میں چکر کھانے لگے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا آیا یعنی اولاد ف لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ محبت تحقیق نہیں یہاں سے اس کی غلطی نکلی

فتح الرحمٰن ف ١ یعنی بر قوم خود بغیر اذن الٰہی ١٢ ف ٢ القصہ حوت او را بحلق درکشید ١٢ ف ٣ یعنی اصل دین واحد است و اختلاف در فروع می باشد ١٢

نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی وَنَجَّيْنٰهُ اور مصیبت سے ہم ہی نے انکو بچایا ؎۶۱ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى الخ یہ نویں تفصیلی نقلی دلیل ہے یعنی ذکریا علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم ہی نے اس عمر میں ان کو بیٹا عطا کیا اور ہم ہی دینے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ زکریا کی دعا ہم ہی نے قبول کی وَوَهَبْنَا لَهٗ اور ہم ہی نے اس کو بیٹا عطا کیا وَاَصْلَحْنَا اور ہم ہی نے اسکی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا الخ اس سے تمام مذکورہ انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے ذکر حاجات و مشکلات میں غائبانہ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَنَا تمام انبیاء علیہم السلام امید و بیم میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ اور ہمارے ہی سامنے عاجزی کرتے تھے آیت کا یہ حصہ تمام انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے یا اس سے حضرت ذکریا، انکی بیوی اور یحیٰی علیہم السلام مراد ہیں ؎۶۳ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ الخ یہ دسویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام سے اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَ اَحْصَنَتْ یعنی عفت فامتنعت من الفاحشۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۳) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسےٰ علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا جننا اور عیسےٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک اعجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے وافرد ایۃ لان حالہما لمجموعہما اٰیۃ واحدۃ وھی ولادتھا ایاہ من غیر محل (بحر ج ۶ ص ۳۳۶) ای علامۃ واعجوبۃ للخلق وعلم نبوۃ عیسےٰ ودلالۃ علی نفوذ قدرتنا فیما نشاء (قرطبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسےٰ کا قصہ تو ہماری قدرت کی دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کارسازی کے لائق نہیں ہیں ؎۶۴ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور نہ اس کے سوا حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں امۃ یہاں ملت اور دین کے معنوں میں مستعمل ہے اور مراد ملت اسلام اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے الامۃ الملۃ وھٰذہ اشارۃ الی ملۃ الاسلام وھی ملۃ جمیع الانبیاء (مدارک ج ۳ ص ۶۹) خطاب للناس قاطبۃ والاشارۃ الی ملۃ التوحید والاسلام (روح ج ۱۷ ص ۹۹) لما ذکر الانبیاء قال ھٰؤلاء کلھم مجتمعون علی التوحید فالامۃ بمعنی الدین الذی ھو الاسلام قالہ ابن عباس و مجاھد وغیرھما (قرطبی) ؎۶۵ وَاَنَا رَبُّكُمْ الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں واؤ تفسیریہ ہے اور جملہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب اور کارساز ہوں لہٰذا تم سب صرف میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو ای لا دین سوی دینی ولا رب غیری فاعبدونی وحدونی (خازن ج ۴ ص ۲۶۰) ای انا الٰھکم الٰہ واحد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ۱۷ ص ۹۰) ؎۶۶ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بدعمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور دنیوی دولت اور لالچ کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچھا سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کارساز بھی ایک

مراجواب سوال مقدر ۱۲

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾

ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام ؎۶۶ ف۱ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ

سو جو کوئی کرے نیک کام ؎۶۷ اور رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کرینگے

لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ

اسکی سعی کو اور ہم اسکو لکھتے ہیں اور مقرر ہو چکا ہے بستی پر

اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ

جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئینگے ؎۶۸ ف۲ یہانتک کہ جب کھول دئیے جائیں

يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾

یاجوج اور ؎۶۹ ماجوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آویں

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

اور نزدیک آلگے سچا وعدہ ؎۷۰ پھر اس دم اوپر لگی رہجائیں منکروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے

بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

نہیں پر ہم تھے گناہگار ف۳ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو ؎۷۱ اللہ کے سوائے

اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ

ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ

هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾

بت معبود ؎۷۲ تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہینگے

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ

ان کو اس میں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف۳ بیشک

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کھپتے ہیں ف۲ یعنی خبر پہنچی جان کر جھٹلادی ف۳ یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دراصل دین ۱۲

بہی تھا اور تمام پیغمبر ایک ہی ملت پر متفق تھے لیکن بعد کے لوگوں نے ملت توحید کو پارہ پارہ کر دیا۔ وحاصل المعنیٰ الملۃ واحدۃ والرب واحد والانبیاء علیھم السلام متفقون علیہا وھؤلاء البعداء جعلوا امر الدین الواحد قطعا الخ (روح ج ۱۷ صفحہ ۹۹) ؎ فمن یعمل الخ ایمان و توحید والوں اور نیکوکاروں کے لئے بشارت اخروی ؎ وحرام علیٰ قریۃ الخ حرام یعنی ناممکن اور ممتنع اھلکنا یعنی ہم نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا لا یرجعون بمعنی مصدر ہے یعنی عدم رجوعھم اور مطلب یہ ہوگا کہ جزاء کے لئے ان کا ہماری طرف واپس نہ آنا ممتنع ہے یعنی ضرور ہمارے پاس آئیں گے ای ممتنع البتۃ عدم رجوعھم الینا للجزاء (روح) یا لا زائدہ اور سیف خطیب ہے یعنی جن لوگوں کی تباہی اور ہلاکت کا ہم نے فیصلہ کر دیا ان کا شرک و کفر سے توبہ کر کے توحید اور اسلام کی طرف آنا ممتنع اور ناممکن ہے کیونکہ عذاب سے ہلاک کرنے کا فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے

الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا
جن کے لئے پہلے سے ؎ ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی ؎ وہ اس سے
مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ وَهُمْ فِیْ مَا
دور رہیں گے ف ؎ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ ؎ اور وہ اپنے
اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی
الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ
گھبراہٹ میں ؎ اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے ؎ آج دن تمہارا ہے جس کا
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ
تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ
طومار میں ؎ کاغذ جیسا سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار پھر اس کو دہرائیں گے
وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا
وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے اور ہم نے لکھ دیا ہے
فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا
زبور میں نصیحت کے پیچھے ؎ کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے
عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ
میرے نیک بندے ؎ ف اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ ؎
عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾
بندگی والے اور تجھ کو ہم نے بھیجا ؎ سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر
قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ
تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے ؎ کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا تم

بشارت اخروی

توحید کی دلیل ۱۳

جب حجت خداوندی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر اُن کے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔ المعنی وممتنع علیٰ قریۃ قدرنا اھلاکھا او حکمنا بہ رجوعھم الینا ای توبتھم علیٰ ان (لا) سیف خطیب مثلھا فی قولہ تعالیٰ (ما منعک ان لا تسجد) فی قول (روح ج ۱۷ صفحہ ۹۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی الایمان حرام الخ اس صورت میں انھم لا یرجعون جملہ ماقبل سے بدل ہوگا۔ اور لا زائدہ نہیں ہوگا قال مجاھد والحسن (لا یرجعون) لا یتوبون عن الشرک (روح) انھم لا یرجعون من الشرک ولا یتوبون عنہ وھو قول مجاھد والحسن (کبیر ج ۶ صفحہ ۱۹۳) ؎ حتیٰ اذا فتحت الخ یہ تخویف اخروی ہے ھُم کی ضمیر سے سب لوگ مراد ہیں یا صرف یاجوج ماجوج۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر مرتفع حصے کو روندتے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقف کی طرف دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائیگا تو وہ زمین کے ہر حصے میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور ہر طرف شر و فساد برپا کر کے ایک تباہی مچا دیں گے ثم قیل فی الذین ینسلون من کل حدب انھم یاجوج وماجوج وھو الاظھر وھو قول ابن مسعود وابن عباس وقیل جمیع الخلق فانھم یحشرون الی ارض الموقف وھم یسرعون من کل حدب (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۱) ؎ واقترب الوعد الخ الوعد الحق سے قیامت مراد ہے وھو ما بعد النفخۃ الثانیۃ من البعث والحساب والجزاء لا النفخۃ الاولیٰ (روح ج ۱۷ صفحہ ۹۲) ؎ انکم وما تعبدون الخ مَا تَعْبُدُوْنَ سے بُرے پیر مراد ہیں جو اپنی پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مورتیاں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ بقرینہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ ؎ لو کان ھؤلاء الخ اگر یہ معبود اور کارساز ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے تو آگ میں ہرگز داخل نہ ہوتے حالانکہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور پھر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ زفیر رونے چلانے کی آواز جس میں سینے کی خرخراہٹ بھی شامل ہوگی۔ انین وبکاء عویل (مدارک ج ۳ صفحہ ۹۹) ؎ ان الذین سبقت الخ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب انکم وما تعبدون الخ نازل ہوئی تو کفار قریش اپنے ایک سرکردہ ابن الزبعریٰ کے پاس آئے اور اُسے اس آیت کی اطلاع دی تو اس نے کہا اگر میں محمدؐ کے پاس ہوتا تو اسکو اسکا معقول

موضح قرآن ف یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی در آخر زمان پیغامبری مبعوث شود و امت او بر زمین غالب شود ۱۲۔

جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عزیر ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبعری کی بات لاجواب ہے اور محمدؐ کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرمادیا۔ کیونکہ ان کے حق میں الحسنیٰ (جنت یا بھلائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہوچکا ہے۔ من القرطبی وابن کثیر وغیرھما ؎ الحسنیٰ اس سے مراد جنت ہے یا رحمت وسعادت یا توفیق طاعت۔ الحسنیٰ ای الجنۃ (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۵) الحسنیٰ یعنی السعادۃ والعدۃ الجمیلۃ الجنۃ (خازن ومعالم ج ۳ صفحہ ۲۶۲) الحسنیٰ ای الخصلۃ المفضلۃ فی الحسن وھی السعادۃ وقیل التوفیق للطاعۃ والمراد من سبق ذلک

أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ

تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہدے میں نے خبر کردی تم کو

عَلٰى سَوَآءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِيْٓ أَقَرِيْبٌ أَمْ بَعِيْدٌ مَّا

دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو

تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

تم سے وعدہ ہوا ہے ؎ وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اور

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ؎ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا

لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ

ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک ؎ رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾

اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتلاتے ہو

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو ڈرو ؎ اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ؎

شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

ایک بڑی چیز ہے جس دن ؎ اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانیوالی

عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی ؎ اپنا پیٹ اور

تقدیرہ فی الازل (روح ج ۱۷، صفحہ ۹۷) الحسنیٰ الرحمۃ والسعادۃ (جامع البیان صفحہ ۲۸۹) ؎ عنہا ای عن جھنم یعنی جن کے لئے حسنیٰ کا وعدہ ہوچکا ہے انہیں جہنم سے دور رکھا جائیگا وہ تو جنت میں ہوں گے ؎ لا یسمعون الخ جملہ مبعدون سے بدل ہے اسمیں دوزخ سے ان کے بُعد کی قدرے تفصیل دیگئی ہے یعنی ان کو دوزخ سے اتنا دور کیا جائیگا کہ وہ آتش دوزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سن پائیں گے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ کا شور ہزاروں میلوں کے فاصلے تک سنائی دیگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہوجائینگے ؎ لا یحزنھم الفزع الخ نار جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا۔ نفخہ ثانیہ سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف وہراس اور بڑی سے بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہیں گے بیان لنجاتھم من الافزاع بالکلیۃ بعد نجاتھم من النار لانھم اذا لم یحزنھم اکبر الافزاع لم یحزنھم ماعداہ بالضرورۃ کذا قیل (روح ج ۱۷، صفحہ ۹۹) الفزع الاکبر سے نفخہ ثانیہ یا تمام اہوال قیامت مراد ہیں ؎ تتلقّٰھم الملٰئکۃ الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اس وقت فرشتے انکا استقبال کرینگے اور ان سے کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای تستقبلھم الملٰئکۃ علی ابواب الجنۃ یھنئونھم و یقولون لھم (ھذا یومکم الذی کنتم توعدون) وقیل تستقبلھم ملائکۃ الرحمۃ عند خروجھم من القبور۔ (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۶) ؎ یوم نطوی السماء الخ یوم کا عامل اذکر محذوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحزنھم یا تتلقّٰھم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف للا یحزنھم۔ ۔ ۔ ۔ وقیل ظرف لتتلقاھم (روح) اعلم ان التقدیر لا یحزنھم الفزع الاکبر یوم نطوی السماء او وتتلقّٰھم الملٰئکۃ یوم نطوی السماء (کبیر ج ۶ صفحہ ۲۰۰) ؎ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درہم برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تا خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون وفساد حادث ہے اور وہ فنا ہوجائیگا۔ فلاسفہ ملاحدہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم کو ازلی وابدی مانتے جو صریح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کوتاہ نظری اور بے بصری کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فناء عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیمانس ملطی۔ فیثا غورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس

موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کرسکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

اکذا فی الروح ج ۷ ص۱۰۱) واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ۵۱ کما بدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کرلیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لامحالہ ایسا کریں گے۔ وعداً مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ ای وعدنا وعداً۔ علینا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای علینا انجازہ والوفاء بہ ای من البعث والاعادۃ (قرطبی ج ۱۱ ص۳۴۸) ۵۲ ولقد کتبنا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قیل فیہ انہ یراد بہا ارض الجنۃ کما قال سعید بن جبیر لان الارض فی الدنیا قد ورثہا الصالحون وغیرہم وھو قول ابن عباس ومجاھد وغیرھما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسۃ یرثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ج ۶ ص۳۴۴) وقیل المراد بہا الارض المقدسۃ وقیل الشام (روح ج ۷ ص۱۰۱) ۵۳ عبادی الصلحون الخ اس سے امت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنۃ یرثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص۲۶۳) قال مجاھد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم) واکثر المفسرین علےٰ ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ ص۳۴۹) لیکن انسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصلحون۔ تمام صلحاء کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصلحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۵۴ ان فی ھذا الخ ھذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والاول اوفق ای فیما جری ذکرہ فی ھذہ السورۃ من الوعظ والتنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی ھذہ السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ (مدارک ج ۳ ص۷۶) وما ارسلنک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کردی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سوء استعداد اور ضد وعناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مومن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مومن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہوگیا اور کافر غرق وخسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع الناس فمن آمن بہ وصدق بہ سعد، ومن لم یؤمن بہ سلم مما لحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱۱ ص۳۵۰) والظاھر ان المراد بالعلمین ما یشمل الکفار ووجہ ذلک علیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما ھو سبب لسعادۃ الدارین ومصلحۃ النشأتین الا ان الکافر فوت علی نفسہ الانتفاع بذلک واعرض لفساد استعدادہ عما ھنالک (روح ج ۷ ص۱۰۴) ۵۶ قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کے بعد دلیل وحی ذکر کی گئی جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب وبلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کارساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کارساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکاریں سننے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں! استفہام سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحید اللہ تعالیٰ: ای فاسلموا کقولہ تعالیٰ (فھل انتم منتھون) ای انتھوا (قرطبی ج ۱۱ ص۳۵۰)۔ استفہام یتضمن الامر باخلاص التوحید والانقیاد الی اللہ تعالیٰ (بحر ج ۶ ص۳۴۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رد شرک پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق واجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصدقہم لا یتوقف علی الوحدانیۃ فیجوز التمسک بالادلۃ السمعیۃ کاجماع الانبیاء علیہم السلام علی الدعوۃ الی التوحید ونفی الشریک وکالنصوص القطعیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ علی ذالک (روح ج ۷ ص۱۰۵) ۵۷ فان تولوا الخ اذنتکم کا مفعول ثانی محذوف ہے ای ما اوحی الی او علےٰ سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی گئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کرنیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلاتخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتاتے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کائنین علی سواء فی الاعلام بذلک لم اخص احداً منکم دون احد (روح ج ۷ ص۱۰۵) فقد اعلمتکم ما ھو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علی سواء فلم افرق فی الابلاغ والبیان بینکم لانی بعثت معلما (کبیر ج ۶ ص۲۰۵) یا علی سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل ونقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کرکے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا وانتم فی العلم بما اعلمتکم بہ من وحدانیۃ اللہ تعالیٰ لقیام الادلۃ علیھا (روح) ۵۸ وان ادری الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتا دی ہے کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلاء کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہوگے اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ سب کچھ ضرور ہوگا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی وبربادی ہوجائے گی اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہوگا اور قیامت کب قائم ہوگی۔ ان امور کا علم اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا نہیں فرمایا وھذا الایذان ھو اعلام بما یحل بمن تولی من العقاب وغلبۃ الاسلام ولکنی لا ادری متی یکون ذلک (بحر ج ۶ ص۳۴۶) ما توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبۂ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہرحال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہونیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبۃ المسلمین وظہور الدین او الحشر مع کونہ آتیا لا محالۃ (روح) امام رازی فرماتے ہیں۔ اقریب ام بعید ما توعدون من یوم القیامۃ ومن عذاب الدنیا۔۔۔ ان ما توعدون بہ من غلبۃ المسلمین علیھم کائن لا محالۃ ولابد ان۔۔۔ یلحقھم بذالک الذل والصغار وان کنت لا ادری متی یکون ذالک لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۶ ص۲۰۵) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطا نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رقمطراز ہیں ای لا ادری متی یکون یوم القیامۃ لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ ولکنی اعلم بانہ کائن لا محالۃ اولا ادری متی یحل بکم العذاب ان لم تومنوا (مدارک ج ۳ ص۷۷) علامہ خازن راقم ہیں (ما توعدون) یعنی یوم القیامۃ لا یعلمہ الا اللہ (خازن ج ۳ ص۲۶۳) علامہ قرطبی خامہ فرسا ہیں (ما توعدون) یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب قالہ ابن عباس وقیل اذنتکم بالحرب ولکنی لا ادری متی یؤذن لی فی محاربتکم (قرطبی ج ۱۱ ص۳۵) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ای ھو واقع لا محالۃ ولکن لا علم لی بقربہ ولا ببعدہ (ابن کثیر ج ۳ ص۲۰۲) **۸۹** انہ یعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے **۹۰** وان ادری الخ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلا مہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں **۹۱** قال رب احکم الخ یہ تخویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرما دے ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب و مقہور اور ذلیل و خوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے ای رب اقض بیننا وبین اھل مکۃ بالعدل المقتضی لتعجیل العذاب والتشدید علیھم فھو دعاء بالتعجیل والتشدید والا فکل قضائہ تعالیٰ عدل وحق (روح ج ۷ ص۱۰۱) **۹۲** وربنا الرحمٰن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کرے گا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت و غلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم کانوا یقولون ان الشوکۃ تکون لھم وان رایۃ الاسلام تخفق۔۔۔۔ فاستجاب اللہ عزوجل دعوۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فخیب آمالھم وغیر احوالھم ونصر اولیاءہ علیھم فاصابھم یوم بدر ما اصابھم (روح ج ۱۷ ص۱۰۱) واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(آج بتاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز سہ شنبہ نو بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المسارعین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورَةُ الحجّ

ربط سورۂ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے ان کا عمل واضح ہوگیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۂ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعا اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر و نیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہٰذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۂ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصہ:۔ مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حصہ اوّل ـــــــــ نفی شرک فی التصرف

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایھا الناس اتقوا ربکم الخ تخویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایھا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرۂ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر و توانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو ذالک بان اللہ ھو الحق الخ اور وان الساعۃ اتیۃ الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التصرف بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اوّل علی سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد و عناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہ فی الدنیا خزی الخ (ع ۱) تخویف دنیوی و اخروی۔ ومن الناس من یعبد اللہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ (الخ ع ۲)

زجر ثالث جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیئے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ اُن کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین اٰمنوا والذین هادوا الخ (ع ۲) تخویف اُخروی الم تران اللہ یسجد لہٗ الخ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہٰذا وہی ساری کائنات کا مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے اس لئے صرف اسی سے استعانت و استغاثہ کرو۔ فالذین کفروا الخ (ع ۲) منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۳) مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے ان الذین کفروا و یصدون الخ (ع ۳) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

حصّہ دوم ——— نفی شرک فعلی

دوسرا حصّہ: واذ بوّانا لابراهیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے اختتام ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور ہیں تحریمات اللہ بجا ہیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جا ہیں۔ اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ واذ بوّانا لابراهیم مکان البیت الخ (ع ۴) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں ویذکروا اسم اللہ الخ ولیوفوا نذورهم (ع ۴) اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حرمٰت اللہ الخ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے اِن سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا واحلت لکم الانعام الخ (ع ۴) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ چوپائے جنہیں تم از خود حرام ٹھہرا لیتے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (ع ۴) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان ولکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۵) والبدن جعلنٰها لکم الخ نذور اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اُذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا الخ (ع ۵) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمہیں محض توحید کی خاطر بیت اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت و امداد کا وعدہ بھی فرما دیا ولولا دفع اللہ الناس الخ مشروعیت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرائے تو دنیا میں اور توا و عبادتخانے بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوک فقد کذبت الخ (ع ۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف دنیوی ہے ویستعجلونک بالعذاب الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ قل یا ایها الناس انما انا لکم نذیر مبین (ع ۷) ترغیب ایمان فالذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی اٰیٰتنا الخ تخویف اخروی برائے منکرین۔ وما ارسلنا من قبلک الخ (ع ۷) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈالدیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دُور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفروا الخ (ع) تخویف اخروی۔ فالذین اٰمنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفروا الخ تخویف اخروی والذین هاجروا فی سبیل اللہ الخ (ع ۸) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کے لئے بشارت اخرویہ و دنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا مشرکین سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل لمی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرور مدد فرماتا ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل انی ہے یعنی جو اللہ سارے نظام عالم کا مختار و متصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد و تائید پر بھی قادر ہے۔ الم تر ان اللہ انزل من السماء الخ (ع ۸) اعادہ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اوّل ہے۔ الم تر ان اللہ سخر لکم الخ (ع ۹) دوسری عقلی دلیل۔ وهو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۹) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہم نے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر و نیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف و مختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر و نیاز بھی نہ دو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر ہے مشرکین یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانبئکم بشر من ذالکم الخ (ع ۹) تخویف اخروی برائے مشرکین۔ یا ایها الناس ضرب مثل الخ (ع ۱۰) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین حاجات میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہٰذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سود ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا الخ یہ ایک شُبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر، اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے۔ اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شیئ (ہر بات کو سننے والے ہیں اور نہ بصیر بکل شیئ (ہر چیز کو دیکھنے والے اور جاننے والے) ہی ہیں لہٰذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں دو۔ یا ایها الذین اٰمنوا ارکعوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے وجاهدوا فی اللہ حق جهادہ اشارہ ہے سوئے جہاد فی سبیل اللہ ملۃ ابیکم ابراهیم الخ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔

تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ
تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور اُن پر نشہ نہیں پر آفت
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝٢ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣
اللہ کی بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ
جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ اس کو بہکائے اور لے جائے
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝٤ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ
عذاب میں دوزخ کے اے لوگو اگر تم کو
فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ
نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ
مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر
لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ
جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں
يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا
سے پھر چلایا جاتا ہے نکمّی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے

مختصر خلاصہ سورۂ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصّوں میں منقسم ہے۔ حصّہ اوّل ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۳ کے آخر تک وقد مناعذابا الیما تک ہے اس حصّے میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصّے میں نفی شرک فی التصرف پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التصرف دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصّے میں تین زجریں ہیں زجر اوّل کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ **دوسرا حصّہ** واذ بوأنا لابراھیم (ع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے آخر ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی پیش کی گئی ہے اور چار عنوانوں میں نفی شرک فعلی کا ذکر ہے ۱: تحریمات باری ان کو قائم رکھو۔ ۲: تحریمات غیر اللہ ان کو ختم کرو ۳: اللہ تعالیٰ کی نذر ومنت اسکو پورا کرو ۴: غیر اللہ کی نذر ومنت دو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین یقاتلون الخ اجازت جہاد اور اسکے بعد متصل ہی وعدۂ فتح ونصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدۂ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

پہلا حصّہ۔ نفی شرک فی التصرف

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جاچکا ہے سورۂ حج کے پہلے حصّے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۲؎ یا یھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت واطاعت کا جذبہ پیدا ہوجائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہوجائیں ان زلزلۃ الساعۃ الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اسکے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوباتہ الھائلۃ فان ملاحظۃ عظمھا وھولھا وفظاعۃ ماھی من مبادیہ ومقدماتہ من الاحوال والاھوال التی لاملجأ منھا سوی التدرع بلباس التقوی (ابوالسعود ج ۶ ص ۳) ۳؎ زلزلۃ الساعۃ۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئیگا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا۔ یہ قول علقمہ اور شعبی کا ہے (کبیر ج ۶ ص ۲۰۶، بحر ج ۶ ص ۳۴۹) (۲) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے ساتھ آئیگا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہوکر قیامت برپا ہوجائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کا یہی قول ہے قال ابن عباس زلزلۃ الساعۃ قیامھا فتکون معھا (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲) وقال الحسن اشد الزلزال مایکون مع قیام الساعۃ (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئیگا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابوسعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئیگا صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا اپنی اولاد میں جہنم کا حصّہ جہنم کی طرف بھیجدے الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۵) ۴؎ یوم ترونھا تذھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکی کا بیان

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مارے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سراسیمگی کے عالم میں دیوانہ وار ادھر اُدھر دوڑنے لگیں گے حالانکہ وہ شراب وغیرہ کے نشہ میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ سے ان کی عقلوں میں فتور آجائیگا۔ نخوف عذاب اللہ ھو الذی اذھب عقولھم وطیر تمییزھم وردھم فی نحو حال من یذھب السکر بعقلہ وتمییزہ (مدارک ج ۳ ص ۷۲) ۵ھ وتضع کل ذات حمل الخ اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیر خوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر ونشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بفرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی دہشت سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے ۶ھ ومن الناس من یجادل الخ یہ زجر ہے تخویف کے بعد فرمایا مسئلہ توحید میں جو ایک واضح حقیقت ہے خواہ مخواہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس نقلی دلیل تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم سے دلیل عقلی مراد ہے ۷ھ ویتبع کل شیطن الخ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف قسم کے وسوسے اور شبہات پیدا کر کے ان کو توحید اور ایمان بالآخرۃ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں یجوز ان یرید شیاطین الانس وھم رؤساء الکفار الذین یدعون من دونھم الی الکفر والثانی ان یکون المراد بذالک ابلیس وجنودہ (کبیر ج ۶ ص ۲۹) ۸ھ من تولاہ الخ ضمیر منصوب شیطان کی طرف راجع ہے۔ تولاہ ای اتخذہ ولیا وتبعہ (روح ج ۱۷ ص ۱۱۳) یعنی جو شخص بھی ان شیاطین سے دوستی رکھے گا اور انکی پیروی کریگا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جہنم ہی کا راستہ دکھائیں گے ۹ھ یا ایھا الناس الخ یہ توحید اور قیامت پر پہلی عقلی دلیل ہے اس دلیل کے دو حصے ہیں ایک حصے میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے حصے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر دلیلین واضحین علی ذالک احدھما فی نفس الانسان وابتداء خلقہ وتطورہ فی مراتب سبع ..... والثانی فی الارض التی تشاھدون تنقلھا من حال الی حال الخ (بحر ج ۶ ص ۳۵۱/۳۵۲) فانا خلقنکم سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ

اور تو دیکھتا ہے زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑤

تازی ہوئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ

یہ سب کچھ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑥ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ

ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں

فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ

اور یہ کہ اللہ اٹھائیگا قبروں میں پڑے ہوؤں کو اور بعضا شخص وہ ہے

مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ

جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون

مُنِيرٍ ⑧ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ

روشن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ ورغلائے اللہ کی راہ سے اس کیلئے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ⑨

دنیا میں رسوائی ہے اور چکھائیں گے ہم اسکو قیامت کے دن جلن کی مار

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا

لِلْعَبِيدِ ⑩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ

بندوں پر اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر

فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ

پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچ گئی اسکو جانچ

ر عقلی دلیل بکار دو
حصہ ۲
ر زجر اول
ر زجر اعادہ
تفصیل اعادہ
رہ تخویف دنیوی
رہ تخویف اخروی
رہ زجر ثانی ۱۲

تو بالکل ظاہر اور شک وریب سے بالاتر ہے لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبتم فی البعث فمزیل ریبکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء ترابا وماء ولیس سبب انکارکم البعث الا ھذا (مدارک ج ۳ ص ۷۲) تمہارا سب سے بڑا اشکال یہی ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائینگے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا بھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرۂ آب کو مختلف احوال سے گذار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

فتح الرحمٰن والبعض بکثر کنان ۱۲۔

حشر ونشر پر واضح دلیل ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جب تمہارا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ مالک مختار اور متصرف وکارساز بھی وہی ہے۔ لے فانا خلقنکم الخ یعنی اول تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور پھر تمہیں قطرۂ منی سے پیدا کیا۔ فانا خلقنکم ای اباکم من تراب ثم خلقتم من نطفۃ الخ (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ مٹی سے تمہارے لئے غذائیں پیدا کیں جو بدن میں پہنچکر اور کئی منزلیں طے کرکے نطفہ بنیں اور پھر نطفہ مختلف مدارج سے گذرنے کے بعد انسانی شکل میں رونما ہوا خلقھم من تراب فی ضمن خلق آدم علیہ السلام منہ او بخلق الاغذیۃ التی یتکون منھا المنی منہ الخ (روح ج ۱۷ ص ۱۱۶) اس آیت میں انسان کی ابتداء پیدائش سے انتہاء زندگی تک سات منزلوں کا ذکر کیا گیا ہے (۲،۱) ابتداء پیدائش مٹی اور قطرہ منی سے تفصیل بالا (۳) علقۃ جما ہوا خون جب منی رحم مادر میں پہنچکر حمل کی صورت اختیار کرلیتی ہے

اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ

پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت ؁۲۰ یہی ہے

هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

ٹوٹا صریح ف پکارتا ؁۲۱ ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز

يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫

کو کہ نہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہوکر

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى

پکارے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر ؁۲۲ پہلے پہنچے نفع سے ؁۲۳ بیشک برا دوست

وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہے اور برا رفیق اللہ داخل کرے گا ؁۲۴ ان کو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے اُن کے نہریں

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ

اللہ کرتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو ؁۲۵ کہ ہرگز نہ

يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى

مدد کریگا اسکی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسّی

السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا

آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اس کی تدبیر سے

يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

اسکا غصہ ف اور ؁۲۶ یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ کہ اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

سمجھا دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں ؁۲۷ اور جو

تو کچھ دنوں کے بعد وہ علقہ بن جاتی ہے (۴) مضغۃ گوشت کا ٹکڑا۔ خون مزید پرورش پاکر گوشت بن جاتا ہے مخلقۃ کامل الخلقت جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہو اس کی قدوقامت، رنگ وروپ، شکل وصورت اور صحت و توانائی کے اعتبار سے کامل بچہ پیدا ہوتا ہے۔ المخلقۃ المسواۃ الملساء من النقصان والعیب.... فالنطف التی یخلق منھا الانسان متفاوتۃ منھا ما ھو کامل الخلقۃ ومنھا ما ھو علی عکس ذالک فیتبع ذالک التفاوت تفاوت الناس فی خلقھم وصورھم و طولھم وقصرھم وتمامھم ونقصانھم (روح ج ۱۷ ص ۱۱۶) لے لنبین لکم الخ انسانی پیدائش کو ان مختلف اطوار ومدارج سے اسلئے گذارا ہے تاکہ ہماری قدرت کاملہ اور صنعت تامہ کا اظہار ہوجائے (لنبین لکم) یرید: کمال قدرتنا بتصریفنا اطوار خلقکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱) ونقر فی الارحام الخ پھر ہر جنین کو ہم رحم مادر میں جتنا عرصہ چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ مدت حمل چھ ماہ سے دو سال تک ہے عام اور غالب مدت حمل نو ماہ ہے ؁۱۲ ثم نخرجکم طفلا الخ یہ پیدائش کی پانچویں منزل ہے جب رحم مادر میں بچہ ہر لحاظ سے کامل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں اسکی مدت حمل پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کمال قدرت کیساتھ اسے رحم مادر سے باہر لے آتا ہے۔ ثم لتبلغوا اشدکم یہ چھٹی منزل ہے اشد عقل وتمیز اور قوت بدن کا کمال کو پہنچنا ہے اسکا معطوف الیہ محذوف ہے ای ثم نخرجکم طفلا لتکبروا شیئا فشیئا ثم لتبلغوا کمالکم فی القوۃ والعقل والتمییز (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۱۴)۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں لتبلغوا کا متعلق یبقیکم مقدر ہے اصل میں تھا ثم یبقیکم لتبلغوا اشدکم ؁۱۳ ومنکم من یتوفی۔ کمال قوت وعقل کو پہنچکر کچھ لوگ راہی ملک عدم ہوجاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارذل العمر یہ ساتویں منزل ہے اور کچھ لوگ جوانی کے بعد بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ان کے قوائے بدنیہ کمزور سے کمزور ہوجاتے ہیں اور ذہنی اور علمی قوتیں جواب دے دیتی ہیں یہاں تک کہ بچپن اور جوانی کے معلومات قوت حافظہ سے محو ہوجاتے ہیں۔ ای یبلغ من السن ما یتغیر بہ عقلہ فلا یعقل شیئا (معالم وخازن ج ۵ ص ۲)

لا بشارت اخروی ۱۲۔

لا تخویف اخروی ۱۲ ۔ لا شکوی ۔ لا بیان کمال ۔ [illegible]

موضح القرآن ف یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی اُدھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی نہ اسطرف نہ اسطرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل جائے ف دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہوکر اسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ بُرا نہ بھلا وہ اپنے دل کو ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکی رسی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اور کھینچے تو چڑھ جاتے جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رسی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اونچان

فتح الرحمٰن ۔ دا یعنی اگر از بن غصہ میمیرد بیخ ضرر نکند ۱۲۔

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائے قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آب و گِل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مر جائیں گے اور ان کے بدن کا رُواں رُواں سڑ گر خاک میں مل جائے گا (الا ما شاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانا خاک کے اُن ذرّوں کو یکجا کرکے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ ساری کائنات کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہٰذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں ۱۳ے وتری الارض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ھامدۃ خشک بے آب و گیاہ وھو والارض الا یکون فیھا حیاۃ ولا نبت ولا عود ولم یصبھا مطر (قرطبی ج ۱۲ صـ۱۳) اھتزت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جُدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رَبَتْ پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب و گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پودے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کاملہ کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہاتے کھیت پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کارساز ہے۔

۱۵ے ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوگیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کرکے قبروں سے اٹھائیگا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہ یحی الموتی وانہ علی کل شیء قدیر، وان الساعۃ اتیۃ اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ھو الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرر ھذین الدلیلین رتب علیھما ما ھو المطلوب والنتیجۃ وذکر امورا خمسۃ الخ (کبیر ج ۶ صـ۲۱۶)

۱۶ے ومن الناس الخ یہ زجر اوّل کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی ضدی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کر سکیں۔ عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بغیر علم ولا ھدی ولا کتب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ھدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقلی یہ نادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستند الی دلیل نقلی ولا الی وحی (صـ۲۹۱)

۱۷ے ثانی عطفہ الخ یہ یجادل کے فاعل سے حال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیضل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے یعنی جدال سے اسکا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق یجادل علۃ لہ فان غرضہ من الجدال الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۷ صـ۱۲۲)

۱۸ے لہ فی الدنیا خزی الخ یہ تخویف دنیوی ہے ونذیقہ یوم القیمۃ الخ تخویف اُخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الاخرۃ اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ صـ۱۶) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہوگا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے او روا ؤ عاطفہ کے بعد اعلموا مقدر ہے ورنہ ماقبل پر اس کا عطف جائز نہیں۔

۱۹ے ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذبذب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علی حرف ای طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انھیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو جائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہو گیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کرکے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے سامنے جھک جاتے ہیں

۲۰ے خسر الدنیا والاخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کرلی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کرنیکی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی

۲۱ے یدعوا من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خسارے کی تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ استئناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۷ صـ۱۲۴)

۲۲ے یدعوا لمن ضرہ الخ لام ابتدائیہ ہے جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا اور دعا کا بدانجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف یبین مآل دعائہ وعبادتہ غیر اللہ تعالیٰ ویقرر کون ذالک ضلالا بعیدا (روح ج ۷ صـ۱۲۵) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رساں ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختارِ نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و درماندہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا انکی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انھیں حاجات و مشکلات میں پکارنا ان کے پجاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدھا انھا لا تضر ولا تنفع بانفسھا ولکن عبادتھا سبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۶) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبد ونھم توھم انھم یشفعون لھم غدا کما قال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳؎ اقرب من نفعہ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے ہیں کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفھم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرور ہوگا۔

۲۴؎ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے۔

۲۵؎ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریگا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سربلند کرکے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کرکے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرماکر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا از راہ بغض وحسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض وحسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کرلینے سے اُسکے سینے کی آگ سرد ہوجائیگی۔ قال ابن عباس ان الکنایۃ فی (ینصرہ اللہ) ترجع الی محمد صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی لیختنق یعنی چھت سے رسّی لٹکاکر خودکشی کرے والمعنی لیشد حبلا فی سقف بیتہ فلیختنق بہ حتی یموت (خازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مرجا کما یقال للحاسد ان لم ترض ھذا فاختنق ومت غیظا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اسکو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کرکے اس کو منقطع کردے پھر دیکھے کہ اس حیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرسکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بھا الی السماء (ثم لیقطع) ای ثم لیقطع النصر ان تھیأ لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہوکر اُسکی بندگی چھوڑدے اور جھوٹی چیزیں پوجے۔ جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹک رہا ہو اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی" اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہوگا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ اُنکی مدد نہیں کریگا اسلئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ اُنکی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفعاء بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو حاجات ومشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶؎ وکذالک انزلنٰہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عائد محذوف ہے ای یرید ھدایتہٗ یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷؎ ان الذین الخ یہ تخویف اخروی ہے الذین اٰمنوا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ھادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابئین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس وقمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصاریٰ قوم عیسےٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشرکوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابئین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مومنوں اور دیگر پانچ فرقوں کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فللکٰفرین النار وللمومنین الجنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳)

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٔيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ

یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو

اَشْرَكُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّ

شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کریگا ان میں قیامت کے دن

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ

اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ۲۸ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے ۲۹

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

جو کوئی ۳۰ آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ

اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت

النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ

آدمی ۳۱ اور بہت ہیں کہ انپر ٹھہر چکا عذاب اور جس کو اللہ ذلیل کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿١٨﴾ ۞ هٰذٰنِ

اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف یہ دو

خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

مدعی ہیں ۳۲ جھگڑے ہیں اپنے رب پر جو لوگ منکر ہوئے ۳۳ ان کے واسطے بیونتے ہیں

لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ

کپڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر

الْحَمِيْمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَ

جلتا پانی گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھالیں بھی اور

لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے

۲۸ے ان اللہ علیٰ کل شیءٍ شہید یہ ماقبل کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ ای انہ عالم بما یستحقہ کل واحد منھم فلا یجری فی ذالک الفضل ظلم ولا حیف (خازن ج ۵ ص) ۲۹ے الم تر الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے سجود سے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و الانقیاد لتدبیر اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص) کیونکہ ہر جماد اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے فانہ ما من جماد الا وھو مطیع للہ خاشع لہ و مسبح لہ الخ (معالم ج ۵ ص) جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے تکوینی احکام سے سرمو انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز اور متصرف بھی وہی ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرنی چاہیئے رکوع و سجود اور نذر و نیاز دعاء اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے ۳۰ے وکثیر من الناس الخ یہ فعل محذوف کا فاعل ہے ای یسجد لہ بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک و کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں ومن یھن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام اور سعادت دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا ۳۱ے ھذان خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے اسقدر واضح ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار مانتے ہیں تو پھر اسکی صفات کارسازی میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہیں ۳۲ے فالذین کفروا ـــ تا ـــ ذوقوا عذاب الحریق یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی توحید میں مومنوں کے ساتھ جھگڑا کرنے والے فریق کا اخروی انجام یہ ہوگا کہ جہنم میں ان کو آگ کا لباس پہنایا جائیگا اور اوپر سے ان کے سروں پر سخت گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کے بدن پگھل جائیں گے ولھم مقامع من حدید اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے یا کوڑے ہوں گے جب وہ عذاب جہنم سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے تو فرشتے کوڑوں یا ہتھوڑوں سے مار کر انھیں واپس جہنم میں دھکیل دینگے ان جھنم لتجیش فتلقیھم الی اعلاھا فیریدون الخروج منھا فتضربھم الزبانیۃ بمقامع الحدید فیھوون فیھا (خازن و معالم ج ۵ ص)

ر ۲۹ توحید پر دوسری عقلی دلیل

ر ۳۲ تخویف اخروی ۱۲

السجدۃ ۱۲

موضح قرآن ف مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں کہ پیچھے بگڑے یا سرے سے۔ سب غلط ہیں ف ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے۔

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ
دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالدیے جائیں اسکے اندر اور چکھتے رہو
الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
جلنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو سے جو یقین لائے اور کیں
الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ
بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنادیگے
فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ
ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک ہے
فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ
وہاں ریشم کی ف اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی ف
وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف جو لوگ منکر ہوئے ۴۴
وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے
الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ
جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنیوالا
وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائینگے ایک عذاب
أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ
دردناک ف اور جب ٹھیک کردی ہم نے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ
لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَ
شریک ۴۶ نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کیواسطے اور

ع ۱۲ / ۹ — ع ۳ / ۱۰

۱: بشارت اخروی ۲: تخویف اخروی ۳: سورت کا دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی ۱۲۔ نفی شرک نفی شرک پہلی دلیل نقلی ۱۲

۴۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے انھیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات پہنائے جائیں گے وھدوا الی الطیب الخ دنیا میں ان کو کلمۂ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی جس کی وجہ سے آخرت میں انھیں یہ جزا دی گئی ای ارشد ھٰؤلاء فی الدنیا الی کلمۃ التوحید و الی صراط الحمید ای الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۵)

۴۴ ان الذین کفروا الخ تخویف اخروی ان مشرکین کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائدہ ہے۔ اور یَصُدُّوْنَ۔ اِنَّ کی خبر ہے یا یَصُدُّوْنَ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای وھم یصدون اس پر یہ جملہ کفروا کے فاعل سے حال ہوگا اور اِنَّ کی خبر محذوف ہوگی بقرینہ آخر آیت ای نذیقھم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید سے روکیں انھیں ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے

دوسرا حصہ ۔ نفی شرک فعلی

۴۵ واذ بوأنا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان البیت لیبنیہ ویکون مباءۃ لعقبہ یرجعون و یحجونہ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۱) مشرکین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کردکیونکہ وہ اولاد ابراہیم میں او ملت ابراہیمی کے پیروکار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک کیا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسکی نذریں نیازیں دیں مگران مشرکین کے عقائد و اعمال سراسران کیخلاف ہیں ۴۶ ان لا تشرک الخ ان مفسرہ ہے ماقبل کے لئے کیونکہ تبوئۃ امر اور قول کے معنوں کو متضمن ہے ہم نے ابراہیم ع کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک رکھنا اور چاروں عبادات بدنیہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں اعلان کردینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے آکر میرے گھر کا طواف کریں اور

موضح قرآن ف یہ جو فرمایا کہ ہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھ میں ف ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ف یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ سزا پاویں گے فتح الرحمان ف یعنی در دنیا ۱۲۔

صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشهدوا منافع لهم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضامندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا ومنافع فی الاخرۃ فاما منافع الاخرۃ فرضوان اللہ تعالٰی واما منافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذالک الیوم والذبائح والتجارات (روح ج ۱۷ ص ۱۴۵) ۳۷ ویذکروا الخ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیازیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریمات برحق ہیں (۳) تحریمات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ

کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے ف ۱ اور پکار دے لوگوں میں

بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ

حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں

كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

راہوں دور سے ف ۲ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور پڑھیں ۳۷

اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ف ۱ ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اللہ نے

الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾

دیئے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف ۳

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا

پھر چاہیے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں ۳۸ اپنی منتیں اور طواف کریں

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ

اس قدیم گھر کا ف ۴ ف ۳ یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے ۳۸ اللہ کی حرمتوں

اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

کی سو وہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو چوپائے ۳۹

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

مگر جو تم کو سنائے ہیں ف ۵ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

اور بچتے رہو ۴۰ جھوٹی بات سے ۴۱ ایک اللہ کی طرح کے ہو کر نہ اسکے ساتھ ۴۲ ساجھی بنا

بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا ۴۳ آسمان سے

ویذکروا اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱۰ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور غرباء اور مساکین کو بھی کھلاؤ بھیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے ثم لیقضوا تفثھم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المناسک کلہ من الوقوف بعرفۃ والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار (روح ج ۱۷ ص ۱۴۶) ولیوفوا نذورھم اور اللہ کی نذریں پوری کریں ۳۸ ومن یعظم حرمات اللہ الخ یہ تحریمات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا علامت تقوی ہے ۳۹ واحلت لکم الخ تحریمات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بحیرہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے انکی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں اسلئے انہیں کھاؤ الا ما یتلی علیکم میں تحریمات اللہ کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور انہیں حلال مت جانو اور ما یتلی علیکم سے الرجس مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالٰی احل لکم الانعام کلھا الا ما بین فی کتابہ فحافظوا علی حدودہ ولا تحرموا شیئا مما احل کتحریم البعض البحیرۃ ونحوھا ولا تحلوا مما حرم کاحلال لھم اکل الموقوذۃ والمیتۃ وغیرھا۔ (مدارک ج ۳ ص ۸۴) (الا ما یتلی علیکم آیۃ تحریمہ استثناء متصل کما اختارہ الاکثرون عنھا علی ان ما عبارۃ عما حرم منھا لعارض کالمیتۃ وما اھل بہ لغیر اللہ تعالٰی (روح ج ۱۷ ص ۱۴۸)

۱ اللہ کی نیازوں کا بیان ۱۲
۲ تحریمات اللہ کا بیان ۱۲
۳ ابطال تحریمات مشرکین ۱۲
۴ تمثیل برائے مشرک ۱۲

موضح قرآن ف ۱ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے ف ۲ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں لبیک کہا جن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو امام مالک کے یہاں فرض ہے ف ۳ جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاوے اور جو بدلا قصور کا ہو سو نہیں آپ کھاوے اور کئی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ف ۴ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کیواسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی برائے نماز گذاردن ۱۲ ف ۲ یعنی یوم نحر ۱۲ ف ۳ یعنی کعبہ زیرا کہ اول بنا شد بعد از ان بیت المقدس ۱۲ ف ۴ یعنی شتر وگاو و بز وگوسفند ۱۲ ف ۵ یعنی میتہ و خون مسفوح ۱۲۔

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ

پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خور یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دور مکان

سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا

میں ۴۱ یہ سن چکے ۴۲ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ

سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ

مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ

وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ۴۵ ف اور ہر امت کے واسطے

جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ

ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں ۴۶ اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے

مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ

جو ان کو اللہ نے دیے سو اللہ تمہارا ۴۷ ایک اللہ ہے سو اسی کے

اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

حکم میں رہو ف اور بشارت سنا دے عاجزی کرنیوالوں کو وہ ۴۸ کہ جب نام لیجئے اللہ کا

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَ

ڈر جاویں ان کے دل اور سہنے والے اس کو جو ان پر پڑے اور

الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ

قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کعبے کو چڑھانے کے

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ

ٹھہرائے ہیں ہم نے ۴۹ تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ

سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

ع ۴ / ۱۱

۴۰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں من بیانیہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف محذوف ہے ای عبادۃ الاوثان (معالم وخازن) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اصل عبارت اس طرح تھی فاجتنبوا الرجس الذی ھو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (دعا) پکار اور نذر و منت جو سراسر ناپاک و رجس ہے اس سے اجتناب کرو یعنی بالرجس عبادۃ الاوثان وتقدیر ذالک عن ابن عباس وابن جریج نکانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وھو العبادۃ (روح ج ۱۷، ص۱۴۳) اس صورت میں من بعیضیہ ہوگا ۴۱ واجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور اعادۂ فعل مزید اہتمام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تلبیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قیل ھو قول المشرکین فی تلبیتھم لبیک لاشریک لک لبیک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک (معالم وخازن ج ۵ ص۱۵) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریمات مشرکین مراد ہیں کانہ تعالی لما حث علی تعظیم الحرمات اتبع ذالک بما فیہ رد لما کانت الکفرۃ علیہ من تحریم البحائر والسوائب ونحوھا (روح) سورۂ مائدہ کی تفسیر (ص ۳۶ حاشیہ ۳۱) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک ما اھل بہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہو واجتنبوا قول الزور ای النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ ماننے سے بھی اجتناب کرو ۴۲ حنفاء للہ الخ حنفاء اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال مؤکدہ ہیں وھما حالان مؤکدتان من واو فاجتنبوا (روح ج ۱۷، ص۱۴۳) حنفاء حنیف کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہونیوالا اور خالصۃً اللہ تعالی کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین زائغ الی الدین الحق مخلصین لہ تعالی (روح) ۴۳ ومن یشرک الخ ایک تمثیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے۔ یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں مشرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک دیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے کھڈ میں جا پھینکے من اشرک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاکا لیس بعدہ ھلاک بان صور حالہ بصورۃ حال من خر من السماء فاختطفتہ الطیر فتفرق قطعا فی حواصلھا او عصفت بہ الریح حتی ھوت بہ فی بعض المھالک البعیدۃ (مدارک ج ۳ ص۸۶) یا یہ تشبیہ تفصیلی ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیساتھ

ف اللہ کے نذر و نیاز کا بیان ۱۲

موضح قرآن ف بڑائی رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تمکو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتیرے چوپائے حرام بھی ہیں اور رسموں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اسکو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا ف جتنے مواشی ہیں انکا حق یہی ہے کہ کام لیجئے پھر کعبے پاس لیجا کر چڑھا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کیے کو چڑھایا دور ہو یا نزدیک ہو ف یعنی مواشی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اسکی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا۔

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کرکے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت بچ نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لینگے اور اس کی عقل و فکر کو اس طرح معطل کر دینگے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اُسے اڑا کر صراطِ مستقیم سے کہیں دُور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں" اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا"

۴۴؎ ذالک ومن یعظم الخ ذالک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالک امر اللہ اذا تبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور شعائر سے اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الھدایا کما روی عن ابن عباس ومجاھد وجماعۃ... واطلقت علی البدن الھدایا لانھا من معالم الحج او علامات طاعتہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۱۷ ص۱۵۱)

۴۵؎ ثم محلھا الخ محل مصدر میمی ہے بمعنی وجوب یا ظرف زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۴۶؎ ولکل امۃ جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کا بیان ہے منسک اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا فسرہ مجاھد ھنا بالذبح واراقۃ الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ ص۱۵۳) یہاں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منتیں دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکرہ تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منھا امۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۵۸)

۴۷؎ فالھکم الخ چونکہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نیاز بھی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ والمراد اخلصوا لہ تعالیٰ الذکر خاصۃ واجعلوا لوجھہ سالماً خالصاً لا تشوبوہ باشراک (روح ج ۱۷ ص۱۵۴) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذکرہ وان یکون الذبح لہ لانہ رازق ذالک...... فالالہ واحد لجمیعکم فکذالک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۴۸؎ وبشر المخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۴۹؎ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھاوے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتر بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں تمہارا دین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انھیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیر کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذالک سخرنھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نیاز دو ای تشکروا انعامنا علیکم بالتقریب والاخلاص (روح ج ۱۷ ص۱۵۵)

۵۰؎ لن ینال الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوشدلی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اس کا خون اُٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذالک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دے دیئے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو وبشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک (اعتقادی اور فعلی) سے اجتناب کرنیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وبشر المحسنین قال ابن عباس الموحدین ——

(معالم وخازن ج ۵ ص۱۹)

۵۱ ان اللہ یدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد یہ اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی وھی اول ایۃ نزلت فی القتال بعد ما نھی عنہ فی نیف وسبعین ایۃ علی ما روی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (روح ج ۱۷ ص ۱۶۲) ۵۲ ان اللہ لا یحب الخ یہ ما قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوّان (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکر گذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز دینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زجاج سے منقول ہے قال ابن عباس خانوا اللہ فجعلوا معہ شریکا وکفروا نعمہ قال الزجاج من تقرب الی الاصنام بذبیحتہ و ذکر علیہا اسم غیر اللہ فھو خوان کفور (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۵)

۵۳ اذن للذین الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورۃ حج مدنی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہوگا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہل نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں الجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلا وجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و مختار اور کارساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اُذِنَ کا متعلق یعنی ماذون فیہ مقدر ہے بقرینہ یقاتلون ای فی القتال التقدیر۔ اذن للذین یقاتلون فی القتال فحذف الماذون فیہ لدلالۃ یقاتلون علیہ (کبیر ج ۶ ص ۲۳۶) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اُذن کا مفعول مقدر ہے یعنی اُذن للذین یقاتلون ان یقاتلوا الخ

۵۴ ولولا دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعۃ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادتخانہ (گرجا) صلوات۔ صلوۃ کی جمع ہے اور صلوۃ یہودیوں کے عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح و المدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر دنگا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل ملل کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ای لولا اظہارہ و تسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالمجاھدۃ لاستولی

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسی طرح

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ

تمہارے بس میں کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۱ اللہ کو نہیں پہنچتا ۵۰

لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ

انکا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی اور

بَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ

بشارت سنا دے نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ۵۱ ایمان والوں سے ف۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ

اللہ کو خوش نہیں آتا ۵۲ کوئی دغا باز ناشکر ف۳ حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے ۵۳

يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ

قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں

إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ

سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ ۵۴ لوگوں کو

بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ

ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے

وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کریگا ۵۵

موضح قرآن ف۱۔ اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کھڑا کر کے قبلے کے سامنے چھاتی میں زخم دیجیے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف۲ جبتک حضرت مکے رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلہ لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

تصحیح الرحمٰن ف۱ یعنی ضرر عداوت ایشان را ۱۲۔

المشرکون علی اھل الملل المختلفۃ فی ازمنتھم و علی متعبداتھم فھدموھا ولم یترکوا للنصاری بیعا ولا لرھبانھم صوامع ولا للیھود صلوات ای کنائس ولا للمسلمین مساجد (مدارک ج ۳ صفہ) ۵۵ ولینصرن اللہ الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان اللہ لقوی عزیز جملہ ماقبل کی علت ہے ۵۶ الذین ان مکنھم الخ یہ من ینصرہ سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے اُن کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو کبھی وہ راہ حق سے سرمو انحراف نہ کریں اور

اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ

اسکی جو مدد کرے گا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ف۱ وہ لوگ کہ ۵۶

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ

زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ

اللہ کے اختیار میں ہے آخر کام کا ف۲ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۵۷ تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ

پھر میں نے ڈھیل دی ۵۸ منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

میرا انکار سو کتنی ۵۹ بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ

اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے محل

مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ

گچ کاری کے کیا سیر نہیں کی ۶۰ ملک کی جو اُن کے

قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا

دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے قانون کو رائج کر دیں۔ دنیا میں نیکی اور صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت کی پیشگوئی ہے ویکون (الذین ان مکنھم فی الارض) اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یکن فی الارض غیرھم (قرطبی ج ۱۲ صفہ) ھو اخبار من اللہ عما ستکون علیہ سیرۃ المھاجرین ان مکنھم فی الارض وبسط لھم فی الدنیا وکیف یقومون بامر الدین ودلیل صحۃ امر الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳ صفہ) علامہ خازن رقمطراز ہیں کہ الذین ان مکنھم چونکہ ان لوگوں ہی کی صفت ہے جن کا پہلے الذین اخرجوا من دیارھم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین ہی مراد ہیں۔ وقیل ھم المھاجرون وھو الاصح لان قولہ الذین ان مکنھم صفۃ لمن تقدم ذکرھم وھو قولہ (الذین اخرجوا من دیارھم) وھم المھاجرون (خازن ج ۵ صفہ) وفیہ دلیل صحۃ امر الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم لان الایۃ مخصوصۃ بالمھاجرین لانھم المخرجون بغیر حق والممکنون فی الارض منھم الخلفاء دون غیرھم فلو لم تثبت الاوصاف الباقیۃ لزم الخلف فی لمقال تعالیٰ اللہ سبحانہ عنہ (روح ج ۷ صفہ ۱۶۴) ۵۷ وان یکذبوک نا والی المصیر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے وان یکذبوک الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو نہیں مانتے تو آپ پریشان اور آزردہ خاطر نہ ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرمالیجئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اس وقت آپکی قوم آپکے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کافروں کی تکذیب اور ایذا رسانی

موضح قرآن ف۱ جو اسکی مدد کریگا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے برے آپس میں سزا پاویں ف۲ یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں ھٰذہ تسلیۃ لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم من تکذیب اھل مکۃ ایاہ ای لست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص۹۸) ھذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعزیۃ، ای کان قبلک انبیاء کذبوا فصبروا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاقتد بھم واصبر (قرطبی ج ۱۲ ص۷۳) ۵۸ فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خداداد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہم نے

لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو

الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

سینوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب ۶۱ اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو

تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ

تم گنتے ہو ف۱ اور کتنی بستیاں ہیں ۶۳ کہ میں نے انکو ڈھیل دی اور وہ

ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے

النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگو ۶۴ میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تم کو کھول کر سو جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

اور کیں بھلائیاں ۶۵ ان کے گناہ بخش دیتے ہیں اور انکو روزی ہے عزت کی

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے

الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا

رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے ۶۶ تجھ سے پہلے یا نبی سو

نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ

جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا

اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

ع ۶/۱۳

زجر مع تخویف دنیوی ۱۲۔ مع بشارت اخروی ۱۲۔ مع تخویف اخروی ۱۲

ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار وعناد پر اڑے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو اقوام سابقہ کا ہوا ۵۹ فکاین من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدرے تفصیل ہے یعنی بہت ایسی بستیاں ہیں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ کھیتیاں اور باغات تباہ کر دئیے یہاں تک کے ان کے مکانات کی چھتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظَالِمَۃٌ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمۃ۔ اھلکنٰھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے حال ای واھلھا مشرکون (مدارک ج ۳ ص۹۸) ۶۰ افلم یسیروا الخ اس میں سیر و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے ہیں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تک ان کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ لوگ گذشتہ منکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں منکر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ای یعلمون ما یجب ان یعلم من التوحید (روح ج ۱۷ ص۱۶۷) ۶۱ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اُسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا ولن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسوا کن عذاب سے

ہلاک کیا جائیگا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کریگا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئیگا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ ای انہ انجز ذلک یوم بدر (خازن ج ۵ ص۲۱) ۶۲ وان یوما الخ یہ ظالم و نادان عذاب کیوں مانگتے ہیں حالانکہ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنے کی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ھذا وعید لھم بامتداد عذابھم فی الآخرۃ الفاسنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۷۷) ۶۳ وکاین من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے حاشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھیے

موضح قرآن ف۱ یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر خواہد کار ہزار سال در یک روز تمام کند لیکن مہمال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جز او کسی نمیداند ۱۲۔

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے تمہید ہے یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤ گے ۶۴ قل یایھا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونك بالعذاب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۶۵ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجھد فی ابطالھا فسموھا تارۃ سحرا وتارۃ شعرا وتارۃ اساطیر الاولین (روح ج ۱۷ ص ۱۷۱) ۶۶ وما ارسلنا الخ یہ مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذلك جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴) تمنیٰ بمعنی قرأ ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے مرثیہ میں کہا تھا ۔

تمنی کتاب اللہ اوّل لیلۃ   واٰخرھا لاقی حمام المقادر (بحر)

اور امنیتہ ای قراءتہ وتلاوتہ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک واہی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۃ والنجم اذا ھوی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کرا دیئے۔ تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القاء تھا یہ قصہ شان نبوت کے سراسر منافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحٰق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحدوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وھی قصۃ سئل عنھا[1] الامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ھذا من وضع الزنادقۃ وصنف فی ذالك کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل (بحر ج ۶ ص ۳۸۳) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منھا شئی یصح (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) علامہ خازن لکھتے ہیں انہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل (خازن ج ۵ ص ۲۳) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۴۵) امام ابوالسعود رقمطراز ہیں۔ وھو المردود عند المحققین (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۵۶) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اھل التحقیق فقالوا ھذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبیر) بہ شرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ وقرب صوتہ من صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علی المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۱) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تمنی) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبھات فی قلوب السامعین (فی امنیتہ) ای فی اثناء تلاوتہ۔ یعنی ہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا تاکہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنیٰ پر دو باتیں متفرع ہیں اول القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القیٰ پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

---

[1] محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں اس کی صراحت موجود ہے ——— (سجاد بخاری)

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا اس واسطے کہ جو کچھ[٦٧] شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان لوگوں کو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ

جن کے دل میں روگ ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور

الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کرلیں[٦٨] وہ لوگ

اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ

جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں

فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

اور نرم ہو جائیں اسکے آگے ان کے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

راہ سیدھی اور منکروں کو ہمیشہ رہیگا[٦٨]

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ

اس میں دھوکا جب تک کہ آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا

يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿٥٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ

آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جسمیں راہ نہیں خلاصی کی راج اس دن اللہ کا ہے[٦٩]

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ان میں فیصلہ کریگا سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

سو ان کے لئے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے

ع ٧ / ١٤

بشارت اخروی ۱۲

[٦٧] لیجعل الخ یہ القی سے متعلق ہے یعنی شیطانی وسوسے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جاتے اور وہ وساوس و شبہات کے تابع ہوکر کفرو عناد پر مضبوط ہوجاتے ہیں الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین القاسیۃ قلوبھم سے مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین اوتوا العلم الخ فینسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسوں کا اثر زائل کرکے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انھیں یقین ہوجائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہوجائے وان اللہ لھاد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ شیطانی وساوس سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے اُن کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شبہے ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شبہات کی تاریکی دور فرما دیتا ہے [٦٨] ولایزال الخ یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس و مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (قرطبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیم ای لا مثل لہ فی عظم امرہ (مدارک) یعنی عقیم اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ وساوس و شبہات کے تابع ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پاسکتے وہ ہمیشہ قرآن کے بارے میں شک شبہ میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت آجائے یا وہ قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہوجائیں اس وقت ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہوجائیں گے اور انھیں یقین ہوجائیگا۔ قرآن حق ہے۔ مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے سچے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جحود و عناد کی سزا پاچکے ہوں گے [٦٩] الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم الٰہی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک) ای السلطان القاھر والاستیلاء التام والتصرف

موضح قرآن ف نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال سے۔ اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ف یعنی اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو انکا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمن ف مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ ہجرت کردہ اند بزمینی کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ در آمدہ اند و طواف میکنند پس وہم آمد کہ در ہماں سال این معنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہائے چند متحقق شد و در امثال این صورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید ۱۲۔

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۵۸ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۵۹ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۶۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۶۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۶۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۶۳ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ

اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مرگئے البتہ ان کو دیگا اللہ روزی خاص ولا اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا البتہ پہنچائیگا انکو ۵۸ ایک جگہ جس کو پسند کرینگے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا یہ سن چکے ۵۹ اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا بخشنے والا ہے ۶۰ یہ اس واسطے ۶۰ کہ اللہ لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور ۶۱ اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے ۶۱ یہ اس واسطے ۶۲ کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو پکارتے ہیں اسکے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ۶۲ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی ۶۳ پھر زمین ہوجاتی ہے سرسبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے ۶۳ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بےپروا

علی الاطلاق (یومئذ للہ) وحدہٗ بلا شریک اصلا بحیث لایکون فیہ لاحد تصرف من التصرفات فی امر من الامور لاحقیقۃ ولامجازا ولاصورۃ ولامعنی کما فی الدنیا الخ (ابوالسعود ج ۶ صـ ۲۵۹) ۵۷ فالذین اٰمنوا تا عذاب مھین یہ یحکم بینھم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائیگا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین ومکذبین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذین اٰمنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ والذین کفروا الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تخویف اخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسواکن عذاب ہے۔ یحکم بینھم یعنی یوم القیامۃ ھو للہ وحدہٗ لامنازع لہ فیہ ولامدافع.... ثم بین حکمہ فقال (فالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت فی جنّٰت النعیم والذین کفروا وکذبوا باٰیٰتنا فاولٰئک لھم عذاب مھین (قرطبی ج ۱۲ صـ ۵۶) کفار ومشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت ورسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت ورسوائی نہیں بلکہ ان کی تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی ۵۸ والذین ھاجروا تا ھو العلی الکبیر یہ ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں علانیہ شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم وستم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ ان کو فتح وکامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین ھاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال وجان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوؤں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزقا حسنا ای لاینقطع ابدا وھو رزق الجنۃ لان فیھا ماتشتھی الانفس وتلذ الاعین (خازن ج ۵ صـ ۲۵) ۵۹ لیدخلنھم الخ اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیات صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز واکرام عطا کریگا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگذر فرمائے گا ۶۰ ومن عاقب الخ ولینصرن اللہ من ینصرہ میں مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح ونصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور ایک لمی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں ثمّ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم وشدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا اور انھیں فتح وظفر سے ہمکنار کریگا موضح قرآن ولا یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا پھر کافر آئے زیادتی کرنیکو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی ف یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کریگا۔

ما وعدہ نصرت کا اعادہ ۱۲ - نصرت کی دلیل انی

فتح کی دلیل لمی ۱۲ مضمون حصہ اول کا اعادہ اور نفی شرک اعتقادی پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۴۲ ذٰلک بان اللہ یولج الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل انّی ہے وعدۂ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ کسی کو دلیلین فرکر کی جائیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لا سکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے ای ذٰلک النصر کائن بسبب انّ اللہ تعالیٰ شانہ قادر علے تغلیب بعض مخلوقاتہ علے بعض والمداولۃ بین الاشیاء المتضادۃ ومن شانہ ذٰلک (روح ج ۱۷ ص ۱۹۰) ۴۵ وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ ماقبل کا تتمہ ہے کیونکہ جس طرح ناصر (مدد کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو اسطرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تتمۃ الحکم لابد منہ اذ لابد للناصر من القدرۃ علے نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذالک (روح) ۴۶ ذٰلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل لمی ہے یعنی فتح و نصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دیگا۔ جو خالصۃً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پجاریوں کو مغلوب و مقہور کریگا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاہرہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الٰھیتہ فلا یصلح لھا الا من کان عالمًا قادرًا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۹۳) اَلْعَلِیُّ قدرت میں ہر چیز پر غالب، مثال و نظیر اور شریک و سہیم سے پاک اور منزہ۔ الکبیر ذات میں کامل، واجب الوجود ازلی اور ابدی، ای العالی علے کل شیئ بقدرتہ والعالی عن الاشباہ والانداد ۔۔۔ الکبریاء عبارۃ عن کمال الذات۔ ای لہ الوجود المطلق ابدًا وازلًا فھو الاول القدیم والاخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۱) ۴۷ الم تر ان اللہ انزل ۔تا۔ ان الانسان لکفور یہ مضمون حصہ اول (نفی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللہ انزل الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے تم سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ

الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی

تعریفوں والا — تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا ۴۸ تمہارے جو کچھ ہے

الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ

زمین میں — اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے — اور

يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر — مگر اس کے حکم سے

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ

بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرنے والا مہربان ہے — اور اسی نے

اَحْيَاكُمْ ؗ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ

تم کو جلایا — پھر مارتا ہے — پھر جلا دے گا — بے شک انسان

لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ

ناشکر ہے — ف — ہر امت کیلئے ۴۸ ہم نے مقرر کر دی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ

سو چاہیے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں — اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف بیشک تو ہے

لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ

سیدھی راہ پر سوجھ والا — ف — اور اگر ۵۰ تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو — اللہ فیصلہ کریگا تم میں — قیامت کے دن

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

جس چیز میں — تمہاری راہ جدا جدا تھی — ف — کیا تجھ کو معلوم نہیں ۵۳ کہ اللہ

يَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں — یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں

ع ۸ — ۱۵

منزل ۴

(حاشیہ: ۱۲ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) پر دوسری عقلی دلیل ۱۲)

(حاشیہ: مضمون نازل رہنی ۔۔۔ و نقلی کا اعادہ ۔۔۔ مضمون ۔۔۔ دونوں ۔۔۔)

آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سر سبز و شاداب کھیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے خبیر اور اپنے بندوں اور تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں اور ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی مہیا فرماتا ہے ۴۸ لہ ما فی السمٰوت الخ تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک و اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ ان کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اس کی محتاج ہے الحمید وہ تمام کمالات کا مالک ہے ضمیر فصل اور تعریف خبر مفید حصر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اس کے سوا نہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کارسازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کارساز اور حاجت روا ہے لہذا اس کے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ۴۹ الم تر ان اللہ سخر الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو۔ زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین

موضح قرآن ف یعنی اس کا حق نہیں مانتا ف یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

میں بسنے والی ساری مخلوق کو اپنے حکم سے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ہر چیز کسی نہ کسی شکل میں انسان ہی کے لئے کام کر رہی ہے کشتیوں اور بحری جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دریاؤں اور سمندروں میں پانی کی غضبناک لہروں اور فلک بوس موجوں میں سے کس طرح بجمال قدرت بچا کر صحیح سالم کنارے لگاتا ہے آسمان کو اس نے اپنے حکم سے ستونوں کے بغیر قائم کر رکھا ہے کیا مجال ہے کہ زمین پر گر پڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے وہ اللہ جو ایسا قادر اور ایسا مہربان ہے وہی اپنے بندوں کا حاجت روا اور کارساز ہے ۸۳ وھو الذی احیاکم الخ دلائل مذکورہ بالا سے معلوم ہوگیا کہ کارساز اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ وہ قادر علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔ جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطفہ سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانسان لکفور لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکر گذار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بناتا اور آخرت کا انکار کرتا ہے (ان الانسان لکفور) ای الجحود لما ظھر من الاٰیات الدالۃ علیٰ قدرتہ ووحدانیتہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) ۸۱ لکل امۃ جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعلی کا اعادہ ہے منسکا قربانی کرنے کی جگہ قال قتادہ ومجاھد موضع قربان یذبحون فیہ (خازن و معالم ج ۵ ص ۲۶) اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقلی پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعلی جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید ہر پیغمبر نے اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الیٰ ربک) الیٰ توحیدہ وعبادتہ حسبما بین فی منسکھم وشرعتھم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۹۵، روح ج ۱۷ ص ۱۹۷) ای الیٰ توحیدہ و دینہ والایمان بہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۴) ۸۲ وان جادلوک الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان اعمال کی ان کو پوری پوری سزا ملے گی اللہ یحکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تخویف و تحذیر ہے۔ وھذا وعید وانذار ولکن برفق ولین (بحر ج ۶ ص ۳۶۹) ۸۳ الم تعلم الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز بھی کوئی نہیں ۸۴ ویعبدون الخ یہ بطور زجر دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧٠ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

یہ اللہ پر آسان ہے ف اور پوجتے ہیں ۸۴

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ

اللہ کے سوائے اس چیز کو جسکی سند نہیں اتاری اس نے اور

مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی نہیں

مِنْ نَّصِيْرٍ ۝٧١ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

مددگار اور جب سنائے ان کو ۸۵ ہماری آیتیں صاف

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی

الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ

بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو

يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ

پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا

ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٧٢

ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا

لوگو ایک مثل کہی ہے ۸۶ سو اس پر کان

لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

رکھو جن کو تم پوجتے ہو

موضح قرآن ف یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔

سلطانًا سے دلیل وحی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطانا ای حجۃ وبرھانا سماویا من جھۃ الوحی والسمع وما لیس لھم بہ علم ای دلیل عقلی فنزوی وغیرہ (بحر) ۵۵ واذا تتلیٰ الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کردیں گے قل افانبئکم تخویف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاوں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غیظ وغضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے النار ای ھو النار (مدارک) وہ آگ ہے جو ایسے منکرین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے ۵۶

دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا
اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی

لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ
چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور

الْمَطْلُوْبُ ۝٧٣ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ
جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھے جیسی اس کی قدر ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِيْزٌ ۝٧٤ اَللّٰهُ يَصْطَفِیْ مِنَ
بیشک اللہ زورآور ہے زبردست وا اللہ چھانٹ لیتا ہے

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
۵۸ فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝٧٥ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
سنتا دیکھتا ہے ۵۹ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝٧٦
اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی ۶۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا
۶۱ اے ایمان والو رکوع کرو اور

وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ
سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٧٧
بھلائی کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو

السجدۃ عند الشافعی

ربط ایک شبہ کا جواب ہے ۱۷ - ۲ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ

یایھا الناس الخ یہ سورت کے دونوں مضمونوں کے ساتھ متعلق ہے پہلے سے بالذات اور دوسرے سے بالتبع یعنی اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے اور اپنے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں لہذا وہ نذر و نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے اسطرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہوگئی ابتدائے سورت سے یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کئے گئے۔ یہاں معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور دادرسی نہیں کرسکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہوسکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنیکی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مکھی کچھ تھوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کرلے اڑے تو وہ اس کے منہ سے چھڑانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو جو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں انکی عبادت کرنا۔ ان کو کارساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضاجوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب والمطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا اور مطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوتے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا الطالب عابد غیر اللہ تعالیٰ والمطلوب الآلھۃ (روح ج ۱۷ ص ۲۰۲)

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اسلئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہوکر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا) اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یستغیثون بھم فی الشدۃ غافلین عن اللہ تعالیٰ وینذرون لھم النذر والعقلاء منھم یقولون انھم وسائلنا الی اللہ تعالیٰ۔ ۔ ولا یخفی انھم فی دعواھم اشبہ الناس بعبدۃ الاصنام القائلین انما نعبدھم لیقربونا الی اللہ زلفی... ومنھم من یثبت التصرف لھم جمیعا فی قبورھم... والعلماء منھم یحصرون التصرف فی القبور فی اربعۃ او خمسۃ واذا طولبوا بالدلیل قالوا ثبت ذالک بالکشف قاتلھم اللہ تعالیٰ ما اجھلھم واکثر افترائھم ومنھم من یزعم انھم یخرجون من القبور ویتشکلون باشکال مختلفۃ... وکل ذالک باطل لا اصل لہ فی الکتاب والسنۃ وکلام سلف الامۃ وقد افسد ھؤلاء علی الناس دینھم الخ (روح ج ۱۷ ص ۲۱۳)

موضح قرآن وا چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہے انکے بُت کبھی چاٹتی ہے بُت کو نہ وہ مورت اڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان ۵۸ یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانیوالے فرشتوں میں بھی

۸۷ ماقدروا اللہ الخ اُن ظالموں نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حیّ وقیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک مکھی سے بھی عاجز ہیں ماقدروا اللہ حق قدرہ) حیث اشرکوا بہ شیئاً لایقادم اضعف مخلوقاتہ (جامع البیان ص۲۹۷) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدرنا شناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت وقدرت کا مالک ہے اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں کسی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ۸۸ اللّٰہ یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کارسازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانہ عالم میں متصرف و مختار اور کارساز نہیں ہیں کیونکہ کارسازی کے لئے غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شیئ (ہر بات کو سننے والا) اور بصیر بکل شیئ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کارساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے۔ معبود من دون اللہ کی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کارسازی سے عاری ہیں ۸۹ یعلم مابین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہٰذا دور ونزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذریں نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۹۰ یا یھا الذین اٰمنوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف وکارساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی دو الغرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوہ ولا تعبدوا غیرہ (کبیر ج ۶ ص۲۶۳) وافعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجالاؤ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۹۱ وجاھدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور وہ خود اس میں شرک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست ونابود ہو جائے

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ
اور محنت کرو ۹۱ اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیئے اسکے واسطے محنت اس نے
اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر
الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ۹۲
اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ
ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان
مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
پہلے سے ف اور اس قرآن میں تاکہ ۹۳ رسول ہو
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ
بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے
عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
لوگوں پر سو قائم رکھو نماز ۹۴
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو
بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ
اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے
فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
۹۵ سو خوب مالک ہے اور
نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾
خوب مددگار ف

(حکم جہاد ۱؎ اعادہ دعوٰی)

ع ۱۰ / ۱۷

موضح قرآن ف اُسی نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعا میں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تمہارا رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تمکو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تمکو اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتاتے ہیں

فتح الرحمٰن ف یعنی در کتب سابقہ ۱۲۔

هُو اجتبٰکم الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حرج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطھارۃ والصلوٰۃ والصوم والحج بالتیمم وبالایماء وبالقصر والافطار لعذر السفر والمرض وعدم الزاد والراحلۃ (مدارک ج ۳ ص۹۶) **۹۲** ملۃ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقلی ہے ملۃ کا ناصب مقدر ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا ملۃ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص۱۰۱) اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو ان کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا ستکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیرووں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے (خازن ص۳۰) **۹۳** لیکون الرسول الخ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شھداء اس کی جمع ہے۔ میرا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم آنیوالی نسلوں کو حق سنا دو یا شہید بمعنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دی (شھیدا علیکم) ای یوم القیٰمۃ ان قد بلغکم وتکونوا شھداء علی الناس) ای تشھدوا یوم القیامۃ علی الامم ان رسلھم قد بلغتھم (خازن ج ۵ ص۳۰) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۶۱ حاشیہ ۲۷۳ **۹۴** فاقیموا الصلوٰۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجا لاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و طاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ وانما خصکم بھٰذہ الکرامۃ والاثرۃ (فاقیموا الصلوٰۃ) .... وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (مدارک ج ۳ ص۹۷) واذ قد خصوا بھٰذہ الکرامۃ والاثرۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرۃ والولایۃ الا منہ فھو خیر مولیٰ وناصر (بحر ج ۶ ص۳۹۲) **۹۵** ھو مولٰکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک و متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

سُورۂ حج کی خصوصیات اور اِس میں آیاتِ توحید

۱۔ یایھا الناس ان کنتم فی ریب ــــــ تا ــــــ وانہ علی کل شیئ قدیر (ع۱) دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت و نفی شرک فی التصرف

۲۔ یدعوا من دون اللہ ــــــ تا ــــــ لبئس المولیٰ ولبئس العشیر (ع۲) نفی شرک فی التصرف

۳۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ ــــــ تا ــــــ ان اللہ یفعل ما یشاء (ع۵) نفی شرک فی التصرف

۴ واذ بوأنا لابراھیم ــــــ تا ــــــ فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا (ع۵) نفی شرک فعلی

۵ ذالک بان اللہ ھو الحق ــــــ تا ــــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع۸) نفی شرک فی التصرف،

۶ الم تر ان اللہ انزل ــــــ تا ــــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع۸) نفی شرک فی التصرف

۷ الم تر ان اللہ سخر لکم ــــــ تا ــــــ ان الانسان لکفور (ع۹) نفی شرک فی التصرف

۸ الم تعلم ان اللہ یعلم ــــــ تا ــــــ ان ذالک علی اللہ یسیر (ع۹) نفی شرک فی التصرف بالذات و نفی شرک فعلی بالتبع

۹ ان الذین تدعون من دون اللہ ــــــ تا ــــــ ان اللہ لقوی عزیز (ع۱۰) تمثیل برائے نفی تصرف و اختیار از معبودان باطلہ

۱۰ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقلی و نقلی اور وحی کی دلیل نہیں ہے

۱۱ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

۱۲ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔

۱۳ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔

۱۴ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔

۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۴½ بجے بعد نماز عصر سورۂ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً ــــــ سجاد بخاری)

سورۃ مومنون ۱

ربط سورۃ مؤمنون کو سورۃ حج کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ حج میں کہا گیا تھا واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الخ (ع ۴) یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۃ مومنون کی ابتداء میں فرمایا۔ قد افلح المومنون الخ جو مومنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کر دیئے گئے۔

معنوی ربط دو ہیں اوّل۔ سورۃ حج کے آغاز میں تخویف اخروی تھی یایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم اور سورۃ مومنون میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امور ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور ثلاثہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون — تا — والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوّم یہ ہے کہ سورۃ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورۃ مومنون میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے۔ مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولھم اعمال من دون ذالک ھم لھا عملون (ع ۴)

خلاصہ دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصّہ اول ابتدا سے لے کر اذا ھم فیہ مبلسون (ع ۴) تک ہے اور دوسرا حصّہ وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار (ع ۴) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصّہ اوّل

حصّہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اوّل۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ھم فی صلاتھم خشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ھم لفروجھم حٰفظون۔ تا۔ والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین ـــ تا ـــ فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گذار کر اس سے کامل الخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور حاجت روا ہے

دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا فوقکم ـ تا ـــ تنبت بالدھن وصبغ للاٰکلین۔ انسانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زیتون جیسا کار آمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ دینے والا بھی وہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکم فی الانعام لعبرۃ ـــ تا ـــ وعلی الفلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی بار برداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کارساز ہے اور وہی پکار اور نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل نقلیہ

پہلی نقلی دلیل ولقد ارسلنا نوحا۔ تا۔ وان کنا لمبتلین (ع ۲) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیھم رسولا (ع ۲)۔ تا۔ ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون (ع ۳) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ

تیسری نقلی دلیل اجمالی۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا ــــ تا ــــ فبعدا القوم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسےٰ و ہارون علیہما السلام ثم ارسلنا موسےٰ وھٰرون ــــ تا ــــ لعلھم یھتدون حضرت موسےٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسےٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃ الاٰیۃ حضرت عیسٰی اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی وربکم الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہٰذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔

وان ھٰذہ امتکم امۃ واحدۃ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اوّل کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدر کا اعادہ ہے۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں امر اوّل کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا۔ یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور والذین یوتون ما اٰتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کیگئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم

پہلی عقلی دلیل وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار ــــ تا ــــ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اُسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیئے

دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیھا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ قل من رب السمٰوٰت السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ قل من بیدہ ملکوت کل شیئ الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچالے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔ ہر دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالےٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟۔

اس کے بعد زجریں تخویفیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ھی احسن (ع ۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالےٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

حصہ اول۔ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ، توحید پر تین عقلی اور چھ نقلی دلائل کا ذکر ۲ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب و مقصود کو پا لینا دوم جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ ہو جانا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاۃ من المرھوب ای فازوا بما طلبوا ونجوا مما ھربوا (مدارک ج ۳ ص ۹۸) سورۂ حج کی ابتدا میں ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سنائی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کر لیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں ۳ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح لبعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موضحہ ہیں الذین ھم فی صلاتھم خشعون یہ امر اول ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز ہی میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبث کام کرے۔ وفی المنھاج وشرحہ لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاتہ بقلبہ بان لا یحضر فیہ غیر ما ھو فیہ وان تعلق بالاخرۃ وبجوارحہ بان لا یعبث باحدھا (روح ج ۱۰ ص ۳) ۴ والذین ھم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لغو کو بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التصرف ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گانا بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔ (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۲) وقال الضحاک ان اللغو ھنا الشرک وقال الحسن انہ المعاصی کلھا فھذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال ھو الشرک وقول من قال ھو الغناء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۵) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

۱ عذاب سے بچنے کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر۔ ۲ امر اول یعنی وہ خدا سے ڈر کر نماز قائم کرتے ہیں۔ ۳ امر دوم یعنی وہ ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں۔ ۴ امر سوم یعنی وہ ہر قسم کے ظلم سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲۔ ۵ اعادہ امر اول ۱۲۔ ۶ بشارت اخروی ۱۲۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ مومنون مکے میں اتری اور اس کی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

کام نکال لے گئے ۲ ایمان والے ۳ جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③

جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے ۴

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اور جو اپنی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں ۶ مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ

ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦

ڈھونڈھے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧

اور جو اپنی ۸ امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨ اُولٰٓئِكَ

اور جو اپنی ۹ نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

میراث لینے والے ۱۰ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

الجزء ۱۸ — ع ۱

۵ والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدینۃ نصابھا وقدرھا واما اصلھا فقد کان واجبا بمکۃ (جامع البیان ص ۲۹۸) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ اوالمراد زکوۃ النفس وتطہیرھا من الرذائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی (سورۃ الاعلیٰ) ۶ والذین ھم لفروجھم حٰفظون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں

کو ناجائز اور غیر محل میں استعمال کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں حضرت شیخ فرماتے ہیں زنا اس لئے ظلم ہے کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوگا اُسے یا تو تہمت کے خوف سے قتل کر دیا جائیگا یا اسے کہیں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ مادر و پدر کی شفقت سے محروم رہیگا اور دربدر خوار ہوگا۔ یہ دونوں ظلم ہیں ۷ے اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے مرد کو صرف دو قسم کی عورتوں کے ساتھ جنسی اختلاط کی اجازت دی گئی ہے اول وہ عورت جو از روئے شریعت اسلامیہ اسکی بیوی ہو۔ دوم وہ عورت جو شرعی طور پر اس کی زرخرید لونڈی ہو۔ دنیا میں اس دوسری قسم کا وجود باقی نہیں رہا۔ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ الخ جو لوگ مذکورہ بالا دونوں جگہوں کے علاوہ شہوت رانی کریں وہ ظالم اور حد سے گذرنے والے ہیں اور حلال سے حرام کیطرف بڑھنے والے ہیں۔ ای الظلمون المجاوزون الحد من الحلال الی الحرام الخ (خازن ومعالم ج ۵ ص۳۲) یہ آیت متعہ، لواطت، اور استمناء بالید کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ یہ تمام صورتیں وراء ذالک میں داخل ہیں وفیہ دلیل علی تحریم المتعۃ والاستمناء بالکف لارادۃ الشھوۃ (مدارک ج ۳ ص۸۵) ویدخل فیما وراء ذالک الزنا واللواط ومواقعۃ البھائم مما لاخلاف فیہ (روح ج ۱۸ ص۱۰) روافض کہتے ہیں جس عورت سے متعہ کیا جائے چونکہ وہ بھی بیوی کے حکم میں ہے اس لئے وہ ، ازواجھم میں داخل ہے اور وراء ذالک میں داخل نہیں لہٰذا اس آیت سے نکاح متعہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ متعہ والی بیوی از روئے شریعت بیوی نہیں کیونکہ اس کے احکام شرعی زوجہ سے بالکل مختلف ہیں دونوں کا فرق سمجھنے سے پہلے متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (۱) اگر وہ فوت ہو جائے تو خاوند اسکا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (۲) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (۳) خاوند کی جانب سے طلاق لئے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکے گی (۴) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی لیکن ممتوعہ یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (۱) اس کے اور متعہ کرنیوالے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (۲) اولاد بھی شرعًا اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (۳) طلاق کی ضرورت نہیں مدت ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور (۴) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کر سکتی ہے۔ اس طرح ممتوعہ شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ وھذا یقتضی تحریم الزنی وما قلناہ من الاستمناء ونکاح المتعۃ لان المتمتع بھا لا تجری مجری الزوجات لا ترث ولا تورث، ولا یلحق بہ ولدھا، ولا یخرج من نکاحھا بطلاق یستأنف لھا وانما یخرج بانقضاء المدۃ التی عقدت علیھا وصارت کالمستأجرۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۱۰۶) ۸ے وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ الخ یہ تیسری صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے ۹ے وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا[11] آدمی کو

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِينٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ

چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو[12] پانی کی بوند کرکے ایک جمے ہوئے

مَّكِينٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

ٹھکانہ میں پھر بنایا[13] اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی

الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا

اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا

الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ

ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت

اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِينَ ⑭ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے پھر تم اس کے بعد[14]

لَمَيِّتُونَ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُونَ ⑯ وَ

مرو گے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے اور

لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا

ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے[15] اور ہم نہیں ہیں

عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِينَ ⑰ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

خلق[16] سے بے خبر اور اتارا ہم نے آسمان سے[17] پانی

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ

ماپ کر پھر اسکو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو

بِهٖ لَقٰدِرُونَ ⑱ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ

لے جا سکتے ہیں پھر اگا دئے تمہارے واسطے[18] اس سے باغ

فتح الرحمٰن ۱۳ یعنی نفخ روح و رویدن ناخن و موئی ۱۲۔

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ھم فی صلاتھم خشعون میں نماز میں خشوع وخضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب ومستحبات اور
وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلاناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظۃ التعھد لشروطھا
من وقت وطھارۃ وغیرھما والقیام علےٰ ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذالک دأبہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۷۲) ۱۰؎ اولئک ھم
الوٰرثون الخ یہ مومنون کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المومنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے
رہیں. ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ھم فیھا خلدون اور وہ جنت الفردوس میں ہمیشہ
میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگی نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انہیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لایموتون ولایخرجون منھا (روح ج ۸ ص ۱۲)
عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۱؎ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے
اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان ــــ تا ــــ یوم القیمۃ تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے
(۱) رحم مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات
خداوند تعالےٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے
ذکر کر کے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا۔ کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ
جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتھم من خلقھم لیقولن اللّٰہ (زخرف ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حصر ہے
یعنی اس عجیب وغریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدم ؑ
ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالےٰ نے مٹی کے خلاصے اور ست سے پیدا فرمایا ۱۲؎ ثم جعلنٰہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے
دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحم مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحم مادر میں ٹھہرتا ہے اس آیت میں
اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے ضمیر مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مقدر ہے۔ ای ثم جعلنا نسلہ ـــ ویکون (النطفۃ)
منصوبا بنزع الخافض واختارہ بعض المحققین ای ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۳) اور قرار مکین یعنی قرار گاہ محفوظ
جگہ سے مراد رحم مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص ۸۷) ۱۳؎ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحم مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقۃ
نطفہ قرار پا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جمے ہوئے خون کو گوشت
کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظما یہ چوتھی حالت ہے عظاما کا مضاف مقدر ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذا عظام یعنی پھر
ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما پانچویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنٰہ خلقا اٰخر یہ چھٹی
حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حس و
حرکت تھا اور اس کے اعضاء بھی ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع وبصیر بنا دیا اور تمام اعضاء کامل بنا دئیے۔ ای خلقا مباینا للخلق الاول مباینۃ
ما ابعدھا حیث جعل حیوانا وکان جمادا و ناطقا وکان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا وکان اکمہ واودع باطنہ وظاھرہ بل کل عضو من اعضائہ
وکل جزء من اجزاءہ عجائب فطرۃ وغرائب حکمۃ لا یحیطھا وصف الواصفین ولا شرح الشارحین (کبیر ج ۶ ص ۲۷۵) فتبٰرک اللّٰہ الخ یہ دلیل مذکور
کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صنعت سے ایک حقیر نطفے کو مختلف احوال سے گذار کر ایک خوبصورت تام الخلقت اور کامل الحواس انسان
کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات دہندہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف و برکات دہندہ نہیں،
الخٰلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۴؎ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تخویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے
دور کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن اشارۃً وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن
تمھیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے ہوشیار رہو اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس
کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۵؎ ولقد خلقنا فوقکم ــــ تا ــــ وصبغ للاٰکلین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر تھا دوسری اور
تیسری دلیلوں میں انسان پر کئے گئے گوناگوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسانوں کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں
سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب
صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے
نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طرائق، طریقۃ کی جمع ہے اور
اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اُسے طریقۃ کہتے ہیں اور آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا یا طریقۃ راستے
کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسمٰوٰت طرائق لان بعضھا فوق بعض و
العرب تسمی کل شئی فوق شئی طریقۃ وقیل لانھا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۱) قال علی بن عیسٰے سمیت بذالک لانھا طرائق للملئکۃ فی العروج
والسقوط والطیران الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۷۷ کذا فی جامع البیان ص ۲۹۹) ۱۶؎ وما کنا عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کرکے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سارے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی پرورش کررہے ہیں بل نعلم جمیع المخلوقات حیثما و دقیقها فندبر امرها (جامع البیان) جب سارے جہان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سارے عالم کا مدبر و متولی اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۱۷؎ و انزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکنّٰہ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کرکے یا وادیوں میں جمع کرکے محفوظ کردیتے ہیں جیسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ ھذا الذی ذکر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ واخبر بانہ استودعہ فی الارض وجعلہ مخزونا لسقی الناس یجدونہ عند الحاجۃ الیہ وھو ماء الانھار والعیون وما یستخرج من الاٰبار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۲) و انا علٰی ذھاب الخ یہ ایک قسم کی تخویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو بخارات بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کردیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہوجائیں ۱۸؎ فانشأنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کھجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے ومنھا تاکلون۔ من تبعیضیہ ہے ای لبعضہا یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتدائیہ ہے اور اکل سے مجازاً روزی کمانا مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتدائیۃ وقیل انھا تبعیضیۃ ومضمونھا مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناہ الحقیقی (روح ج ۸ ص ۲۱) ومنھا تاکلون من قولھم فلان یاکل من حرفۃ یحترفھا ومن صنعۃ یعملھا ومن تجارۃ یتربح بھا یعنون انھا طعمتہ وجھتہ التی منھا یحصل رزقہ الخ (بحر ج ۶ ص ۴۰۰) ۱۹؎ وشجرۃ الخ یہ جنّٰت پر معطوف ہے اور اس درخت سے زیتون کا درخت مراد ہے طور سیناء وہی پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے طور بمعنی پہاڑ اور سیناء اس پہاڑ کا نام ہے یہ

نَخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا

کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے

تَأْكُلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ

کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۱۹؎

تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِنَّ لَكُمْ

لے اگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانیوالوں کیواسطے اور تمہارے لئے

فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَ

چوپایوں میں ۲۰؎ دھیان کرنے کی بات ہے پلاتے ہیں ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا

تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور ان پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم

اس کی قوم کے پاس ۲۲؎ تو اسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی

مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ

حاکم نہیں اسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ

جو ۲۳؎ کافر تھے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ

جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا

اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا

تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا اپنے ۲۴؎ اگلے باپ

وقف لازم

ع ۱

۱؎ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

۲؎ توحید پر پہلی نقلی دلیل ۱۲

۳؎ قوم کو دعوت توحید ۱۲

پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالدھن الخ جملہ شجرۃ کی صفت ہے اور با ملابست ومصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق محذوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے ای تنبت متلبسۃ بالدھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا با بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت ومعھا الدھن (مدارک ج ۳ ص ۹۰) روغن سے روغن زیتون مراد ہے ۲۰؎ وصبغ للاکلین یہ الدھن پر معطوف ہے اور صبغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روٹی کھائی جائے تاکہ وہ خوشگوار ہوجائے صبغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا جعل اللہ فی ھذہ الشجرۃ المبارکۃ ادما وھو الزیتون ودھنا وھو الزیت (خازن ومعالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اُسی نے عطاء فرمائے ہیں اس لئے اُسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اُسی کو پکارو۔ اور اس کے پیدا کئے ہوئے غلوں اور پھلوں سے اُسی کے نام کی نذریں دو ۲۱ وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں مما فی بطونہا۔ ما سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے ولکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً انکی تجارت کے ذریعے دولت کماتے ہو ومنہا تاکلون چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کر کے روزی کماتے ہو۔ وعلیہا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکی مہربانی سے صحیح سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطاء کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک دلائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے ۲۲ ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجالاؤ یعنی حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعاء ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلا تتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیر اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو ۲۳ فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح ع سے بدظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوحؑ پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات در اصل یہ ہے کہ نوح ع پیغمبری کا دعوے کر کے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذاً باللہ ـــــ بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علیٰ زعمہم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۴ ما سمعنا الخ ھذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بھذا) ای بارسال بشر رسولا او بما یامرنا بہ من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۹۰) الذی یدعونا الیہ نوح (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۶) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیث اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو یکسر بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ ثم ان قولہم ھذا اما لکونہم و آباءہم فی فترۃ و اما لفرط غلوہم فی التکذیب والعناد و انہماکہم فی الغی والفساد (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۵ ان ھو الخ

الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا

دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے ۲۵ کہ اس کو سودا ہے سو راہ دیکھو

بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری ۲۶ کہ انہوں نے مجھکو جھٹلایا

فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا

پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ۲۷ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ

سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں

كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ

ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں پہلے

عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ

سے ٹھہر چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ

کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو ۲۸

وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے

نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قُلْ رَّبِّ

چھڑا دیا ہمکو گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب

اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ

اس میں نشانیاں ہیں ۲۹ اور ہم ہیں جانچنے والے ۳۰ پھر

۱ اتمام صفات کارسازی ۱۲

۲ یعنی دلائل مذکورہ ۱۲

۳ مخففہ من المثقلہ

یہ دلیل اول کا ثمرہ ہے ۱۲

یہ بھی رؤساء مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سُنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہوجائے اور وہ اپنے اس عجیب و غریب دعویٰ سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عداوت کی انتہا تھی **۲۶** قال رب انصرنی الخ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی رہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ میری متواتر تبلیغ و دعوت پر ان کے مسلسل انکار و جحود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کردے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے" ای اھلکھم بسبب تکذیبھم ایای (کبیر ج ۶ ص ۲۰۱) **۲۷** فاوحینا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان سے ہلاک کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس پر نوح علیہ السلام اور مومنوں کے بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی کہ ہماری ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کرلو اور جب تنور میں سے پانی اُبلنے لگے فوراً خود بھی اس میں سوار ہوجاؤ اور اپنے مومن اہل و عیال اور دوسرے مومنوں کو بھی اس میں سوار کرلو اور جن جانوروں کی زیادہ ضرورت ہے ان میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) ساتھ لے لو۔ اور اب ان مشرکین کے بارے میں کسی قسم کی سفارش وغیرہ نہ کرنا کیونکہ اب ہم انھیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں **۲۸** فاذا استویت الخ جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوجاؤ تو شکر نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو جس نے ظالم و سرکش قوم سے تم کو نجات دی ہے وہی تو کارساز اور مصائب و مشکلات سے نجات دینے والا ہے وقل رب انزلنی الخ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اے اللہ اس کشتی سے مجھے صحیح سلامت اتاریو اور میرے اترنے کو دین و دنیا کی برکات کا سبب بنائیو (منزلاً مبارکاً) متسبباً لمزید الخیر فی الدارین (روح ج ۸ ص ۳۸) **۲۹** ان فی ذالک الخ ذالک سے واقعہ مذکورہ کیطرف اشارہ ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنوں کو بچانے اور مشرکین کو ہلاک کرنے میں ہماری قدرت کاملہ کی نشانیاں ہیں اور منکرین کے لئے عبرت اور موعظت ہے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں اور منکرین توحید کو ہلاک کرتا ہے ای دلالات علی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ وانہ ینصر انبیاءہٗ و یہلک اعداءھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۰)

اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ

اٹھائی ہم نے ان سے پیچھے ایک جماعت اور پھر بھیجا ہم نے **۳۱** ان میں

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

ایک رسول ان ہی میں کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اسکے سوائے

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ

پھر کیا تم ڈرتے نہیں اور بولے سردار اس کی قوم کے **۳۲** جو

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي

کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا انکو ہم نے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا

دنیا کی زندگی میں اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ

تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کہیں

اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ

تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے اور تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے

اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ

۳۴ کہ جب تم مرجاؤ اور ہوجاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تمکو

مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ

نکلنا ہے کہاں ہوسکتا ہے کہاں ہوسکتا ہے جو وعدہ تم کو ملتا ہے اور کچھ نہیں

هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

یہی جینا ہے ہمارا **۳۵** دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر

بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اٹھنا نہیں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ

دوسری نقلی دلیل ۱۲

رکوع ۳

۳۰ وان کنا الخ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ ابتلاء بلاء سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہٗ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای انہ کنا لمبتلین مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا لننظر من یعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص ۳۰۰) ای وان الشان کنا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم و عقاب شدید او مختبرین بھذہ الایات عبادنا لننظر من یعتبر و یتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوح کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوح کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کارساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ثم انشانا الخ قوم نوح کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں **۳۱** فارسلنا فیھم الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے از سوء

برائے نفی شرک فی التصرف۔ حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو پیغام دیا تھا اعبدوا اللہ مالکم الخ تم صرف اللہ ہی کو حاجات و مصائب میں پکارو کیونکہ اسکے سوا تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں ۳۲ وقال الملاء الخ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں انکی قوم کے مشرکین نے وہی کچھ کہا جو دعوت نوح علیہ السلام کے جواب میں انکی قوم کے رؤسا کہہ چکے تھے الذین کفروا الخ وہ توحید کے بھی منکر تھے اور قیامت کے بھی واترفنٰھم الخ ہم نے ان کو دنیوی انعامات سے مالا مال کر رکھا تھا یعنی نعمناھم ووسعنا علیھم فی الحیاۃ الدنیا (خازن ج ۵ ص ۴۷) ہم نے ان کو دنیا میں انعام و اکرام سے نوازا مگر انہوں نے ہمارے پیغام توحید کا سختی سے مقابلہ کیا اور ضد و عناد سے اس کا انکار کیا ۳۳ ماھذا الا الخ رؤساء

وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

اور اسکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے ۳۶ مدد کر کہ

كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں میں صبح کو رہ جائینگے پچھتاتے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا

پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کر دیا ہمنے انکو کوڑا سو دور ہوجاویں

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

گنہگار لوگ ف پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پیچھے ۳۷ جماعتیں

اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا

پھر بھیجتے رہے ۳۸ اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس انکا رسول

كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ

اسکو جھٹلا دیا پھر چلائے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ

سو دور ہوجاویں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہمنے ۳۹ موسیٰ اور اسکے بھائی

هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابعدار ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں کو

مشرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اس میں نبی ہونے کی کونسی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا فضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کانتم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) انکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیئے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنے اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید لمغبونون بترککم الھتکم و اتباعکم ایاہ عن غیر فضیلۃ لہ علیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۲) لخسرون عقولکم و مغبونون فی آرائکم حیث اذللتم انفسکم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۸۷) ۳۴ ایعدکم الخ یہ بھی رؤسا مشرکین کا مقولہ ہے ایعدکم ای القول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ھیھات اسم فعل ہے بمعنی ماضی ای بعد اور لام زائدہ ہے اور ھیھات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت ہی بعید بات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصدر ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما توعدون او بعد لما توعدون (بحر ج ۶ ص ۴۰۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہوگا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ ابو حیان لکھتے ہیں وینبغی ان یجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدریۃ ھیھات یعنی زجاج کا قول ھیھات کے معنی کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ھیھات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم ۳۵ ان ھی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر بسر کرتے ہیں جب ہم مر جائینگے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان ھو الا رجل الخ یہ ہود (نعوذ باللہ) خدا پر بہتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے ای ما ھو الا مفتر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبائہ لہ وفیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۳ ص ۹۵)

فتح الرحمن ف ۱ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔

٣٦ قال رب الخ جب حضرت ہود علیہ السلام عوام وخواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بد دعا کی واعلم ان ذلک الرسول لمایئس من قبول الاکابر والاصاغر فزع الی ربه وقال رب انصرنی بما کذبون فاجابه الله فیما سأل (کبیر ج ۶ ص۲۹۴) قال عما قلیل الخ عن بمعنی بعد ہے اور ما نکرہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا ما زائدہ ہے (ابوالسعود۔ روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے بعد ہی ان پر عذاب آنیوالا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہو نگے فاخذ تھم الصیحۃ الخ چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ
پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب
لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهٗٓ
تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہمنے **۴۱** مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو
اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ يٰٓاَيُّهَا
ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا **ف** اے
الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ
رسولو **۴۳** کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو
بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
تم کرتے ہو میں جانتا ہوں **ف۲** اور یہ لوگ ہیں **۴۴** تمہارے دین کے سب
وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ
ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈالکر کر لیا اپنا کام
بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾
آپس میں ٹکڑے ٹکڑے **۴۵** ہر فرقہ **۴۶** جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں **ف۳**
فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا
سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک **۴۷** کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو
نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ
ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال **۴۸** اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم ان کو
فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ
بھلائیاں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں **ف** البتہ جو لوگ
مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ
اپنے رب کے خوف سے **۴۹** اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ **۵۰**

جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غثاء وہ خس و خاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے ای کغثاء السیل وھو ما یحمله من الورق والعیدان البالیة (روح ج ۱۸ ص۴۲) یہ اس دلیل کا ثمرہ ہے مشرکین قوم ہود نے جن خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا **٣٧** ثم انشأنا الخ ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ ما تسبق من امة الخ ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہی ہوئی **٣٨** ثم ارسلنا الخ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تتری اصل میں وتری تھا واؤ کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ مرسلنا سے حال واقع ہے ای ارسلنا مرسلنا متواترین (بحر، روح) وجعلنھم احادیث الخ یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخبارا یسمع بها یتعجب منها (مدارک ج ۳ ص۹۳) **٣٩** ثم ارسلنا موسیٰ الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر چوتھی نقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

موضح قرآن ف۱ حضرت عیسیٰ جب ماں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مر چکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا **ف۲** یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں **ف۳** ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا۔

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا انؤمن لبشرین الخ اور صاف کہہ دیا موسیٰ و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انھیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلام ہے اور مروقت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک پست قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انھیں حقیر سمجھتے تھے۔

۴۰ فکذبوھما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انھیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اٰتینا موسے الکتٰب الخ موسے علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سراپا ہدایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جحود سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا۔

۴۱ وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسےٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوتے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے ربوۃ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ھی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۱۸ ص ۳۵) ربوہ سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس، امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ھی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص ۳۵) قال قتادۃ کنا نحدث ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاک وقتادۃ (الی ربوۃ ذات قرار ومعین) ھو بیت المقدس فھٰذا واللہ اعلم ھو الاظھر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۶) قال قتادۃ وکعب بیت المقدس وزعم ان فی التوراۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص ۴۰۸) حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ نجومیوں کے ذریعے اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انھیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انھیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو لیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں وذکر ان سبب ھذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسےٰ علیہ السلام ففرت بہ امہ الخ (روح ج ۱۸ ص ۳۵) وسبب الایواء انھا فرت بابنھا عیسےٰ الی الربوۃ وبقیت بھا اثنتی عشرۃ سنۃ وانما ذھب بھما ابن عمھا یوسف ثم رجعت الی اھلھا بعد ان مات ملکھم (کبیر ج ۶ ص ۲۸۹) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ فناداھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چشمہ یا ندی تھی (ابن کثیر)۔

۴۲ ذات قرار پرامن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی و روح)

۴۳ یایھا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی نقلی دلیل ہے یا یھا الرسل سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ نقلی دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انھیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ غیر اللہ کے لئے تحریمات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذریں نیازیں دو۔ من الطیبت یعنی غیر الرجس من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایھا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے حکم دیا تھا حکایۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لما خوطب بہ کل رسول فی عصرہ (روح ج ۱۸ ص ۳۹) ھذا النداء والخطاب لیسا علے ظاھرھما لانھم ارسلوا متفرقین فی ازمنۃ مختلفۃ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلک ووصی بہ (مدارک ج ۳ ص ۹۳) واعملوا صالحا اور اللہ کی وحی اور اسکی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دونگا۔

۴۴ وان ھٰذہ الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہوگا۔ والخطاب للرسل علیھم السلام علے نحو ما مر وقیل عام لھم ولغیرھم (روح ج ۱۸ ص ۴۰) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم وشریعتکم ایھا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملۃ وشریعۃ متحدۃ (ابو السعود ج ۶ ص ۲۹۵) امۃ واحدۃ یہ ان ھٰذہ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سارے کے سارے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اسکے سوا کوئی حاجت روا اور دور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ھٰذہ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو۔

۴۵ فتقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اسکا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فتقطعوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینت بغیا بینھم الآیۃ (البقرہ ع ۲۶) اور آل عمران (ع ۲) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم الآیۃ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کرنیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور پیر ہی تھے زبرا، زبور کی جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں زبرا ای فرقا وقطعا مختلفۃ (خازن ج ۵ ص۳۹) ۴۶ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انھم معجبون بہ معتقدون انہ الحق (روح ج ۱۸ ص۴۳) ۴۷ فذرھم الخ یہ مشرکین قریش پر شکوی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انھیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انھیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ۴۸ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انھیں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئیے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لا یشعرون یہ یحسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور امہال کے طور پر دے رکھی ہیں

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ

اور جو لوگ کہ دیتے ہیں ۵۱ جو کچھ دیتے ہیں اور انکے دل ۵۲ ڈر رہے ہیں اسلئے کہ ان کو

اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ وہ لوگ ۵۳ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں

وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے ۵۴ مگر اس کی گنجائش کے موافق

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِىْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ

کوئی نہیں ان کے دل ۵۵ بے ہوش ہیں اس سے اور ان کو اور کام لگ رہے ہیں

مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا

اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہاں تک ۵۶ کہ جب پکڑیں گے ہم

مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْئَرُوا

ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے مت چلاؤ

الْيَوْمَ قف اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِىْ

آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے تم کو سنائی جاتی تھیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾

آیتیں ۵۷ تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے

مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا

اس سے تکبر کر کے اس کو قصہ کو سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا

یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کر لو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان بہم پہنچا لو۔ بل لا یشعرون اضراب من قولہ ایحسبون ای بل ھم اشباہ البھائم لا فطنۃ لھم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا اھو استدراج ام مسارعۃ فی الخیر فیہ تھدید و وعید (بحر ج ۶ ص۴۱) ۴۹ ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتداء سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال و اولاد اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

موضح قرآن ف یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات وخیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات
سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلم انہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذکرہ بقولہ ایحسبون انما نمدھم بہ
من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات ثم قال بل لا یشعرون۔ بین بعدہ صفات من یسارع فی الخیرات ویشعر بذالک (کبیر ج ۶ ص ۲۹۱) ان
الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں الذین ھم فی صلاتھم خشعون کا اعادہ ہے ۵۰ والذین ھم بایٰت الخ اس میں قد افلح المومنون کا اعادہ
ہے۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون میں ھم عن اللغو معرضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریاء) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے
کہ شرک عام ہے خواہ جلی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاء ہی کو شامل ہونے
دیتے ہیں اختار بعض المحققین التعمیم ای لا یشرکون بہ تعالیٰ شرکا جلیا ولا خفیا ولعلہ الاولیٰ (روح ج ۸ ص ۴۴) ۵۱ والذین یؤتون الخ اس میں
الذین ھم لاٰمٰنٰتھم وعھدھم راعون کا اعادہ ہے یؤتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال بر کو شامل ہے۔ قال ابن عباس و ابن
جبیر ھو عام فی جمیع اعمال البر کانہ قال والذین یفعلون من انفسھم فی طاعۃ اللہ مابلغہ جھدھم (بحر ج ۶ ص ۴۱۱) یعنی اللہ کی اطاعت اور
اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انہیں بجا لاتے ہیں ۵۲ وقلوبھم وجلۃ الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ
بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انہیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوتی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وھم یخافون ان لا یقبل منھم اولٰئک الذین یسارعون فی الخیرات
(قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳۲) ۵۳ اولٰئک یسرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک
دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک
جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں ۵۴ ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات وخیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و
طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سیئہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ ولدینا کتٰب الخ کتاب اسم
جنس ہے اور اس سے اعمالنامے مراد ہیں اور یہ تخویف اخروی ہے یعنی ہمارے پاس تمہارے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی
پوری پوری جزاء ملے گی ۵۵ بل قلوبھم الخ یہ بل لا یشعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ
بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے
ہر وقت ترساں ولرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتی الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا
اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انہیں چاہیئے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولھم اعمال من
دون ذالک الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورۃ حج میں غیر اللہ کی نذر و
نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔
۵۶ حتیٰ اذا الخ یہاں سے لیکر اذا ھم فیہ مبلسون تک تخویفیں شکوے اور زجریں ہیں۔ حتیٰ اذا اخذنا الخ یہ تخویف دنیوی اور ماقبل کے لئے
غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی
آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی وزاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و
بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ اور دیگر ائمہ سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابھم یوم بدر من القتل والاسر کما
روی عن ابن عباس ومجاھد وابن جبیر وقتادۃ وقد قتل واسر فی ذالک الیوم کثیر من صنادیدھم ورؤساءھم (روح ج ۸ ص ۴۷) ۵۷
قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون ای ترجعون، مستکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے جو آیتی سے
مفہوم ہو رہا ہے ضمناً، تھجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سناتا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے
یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنانے
والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے ۵۸ افلم یدبروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں
کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءھم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت
ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے
بھی نہیں پہچان سکے؟ ام یقولون بہ جنۃ یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عیاذا باللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے
تاکید زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شناعت کا اظہار مقصود ہے الھمزۃ لانکار الواقع و
استقباحہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے
باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انہیں یہ بھی
خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلےٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حسد

اور بغض و عناد تھی قال سفیان بلے قد عرفوہ ولکنھم حسدوہ (قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۱۴۰) ام یقولون بہ جنۃ جنون ولیس کذالک لانھم یعلمون انہ ارجحھم عقلا واثبتھم ذھنا (مدارک ج ۳ صفحہ ۹۱) ف۵۹ بل جاءھم الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کران کے پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت وعیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق و امانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں واکثرھم للحق کرھون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑ اور حق بیان کرنیوالے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد و ضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں (جاءھم بالحق) یعنی القرآن والتوحید الحق والدین الحق (و اکثرھم للحق کارھون) حسدا و بغیا و تقلیدا (قرطبی) ف۶۰ ولو اتبع الحق الخ یہ زجر ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس الامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کارساز ہیں۔ لات مناۃ عزیٰ وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر و نیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء یتبعھم الغاوٗن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اول یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ لفسدت السموٰت الخ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان کا نظم و نسق بہت سے معبودوں اور کارسازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواءھم بان کان الشرک حقا لفسدت السموٰت والارض حسبما قرر فی قولہ تعالیٰ لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (روح ج ۱۸ صفحہ ۵۲) ف۶۱ بل اتینٰھم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے لئے باعث

الْقَوْلَ أَمْ جَآءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ ءَابَآءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾

اس کلام میں | یا آئی ہے | ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس ف۱

أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ

یا | پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانیوالے کو | سو وہ اسکو اوپرا سمجھتے ہیں ف۲ | یا

يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَآءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ

کہتے ہیں | اسکو سودا ہے | کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ف۵۹ انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو

لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَآءَهُمْ

سچی بات | بری لگتی ہے | اور اگر سچا رب چلے ف۶۰ | ان کی خوشی پر

لَفَسَدَتِ السَّمَٰوَٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ

تو خراب ہو جائیں | آسمان | اور | زمین | اور جو کوئی ان میں ہے | کوئی نہیں

أَتَيْنَٰهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾

ف۶۱ ہم نے پہنچائی ہے انکو | ان کی نصیحت | سو وہ | اپنی نصیحت کو | دھیان نہیں کرتے

أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ

یا تو ان سے مانگتا ہے ف۶۲ کچھ محصول | سو محصول | تیرے رب کا بہتر ہے | اور وہ بہتر ہے

الرَّٰزِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ

روزی دینے والا | اور تو تو | بلاتا ہے ان کو | سیدھی راہ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْءَاخِرَةِ

پر | اور جو لوگ ف۶۳ | نہیں مانتے | آخرت کو

عَنِ الصِّرَٰطِ لَنَٰكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَٰهُمْ وَكَشَفْنَا

راہ سے | ٹیڑھے ہو گئے ہیں | اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولدیں

مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾

جو تکلیف پہنچی ان کو | تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے ف۲

موضح قرآن ف۱ بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنیوالے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے ف۲ یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ ف۳ حضرت کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا۔

شرف وفضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بدنصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات وخیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونیکا اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تلبیۂ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللھم لبیک لاشریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول واقرار کی مزید تشریح وتنویر کردی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کرکے ان کے خود ساختہ کارساز ول کی نفی کی جائے تو آمادہ پیکار ہوجاتے ہیں ۶۲ ام تسئلھم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ وتبلیغ اور تعلیم وتدریس پر کوئی اُجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا بُرے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخراج ربک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دیگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھدی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ای ما یعطیک اللہ من رزقہ وثوابہ خیر (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۴۰) ۶۳ وان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہے نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں ولو رحمنھم الخ ان کی سرکشی اور ضد اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور انھیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد وعداوت اور بغض وحسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ۶۴ ولقد اخذنھم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ھو القحط والجوع الذی اصابھم بدعاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا مروی عن ابن عباس وابن جریج (بحر ج ۶ ص ۴۱۵) ان کی سرکشی اور ضد وعناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب میں مبتلا رہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ۶۵ حتی اذا فتحنا الخ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہوجائیں گے لیکن جب ہم نے اُن پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروگراموں کی کامیابی اور ہر خیر وبرکت سے مایوس ہوجائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ **حصہ دوم** ——— نفی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیل اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم ۶۶ وھو الذی انشأ لکم الخ

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾

اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں ۶۴ پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے

حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ

یہاں تک کہ جب کھولدیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا ۶۵ تب انکی اس میں

مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

آس ٹوٹے گی ف اور اسی نے بنا دیئے تمہارے کان ۶۶ اور آنکھیں اور

الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي

دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اُسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے

الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

زمین میں اور اسی کیطرف جمع ہوکر جاؤگے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا

اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں یہ تو وہی کہتے

مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

ہیں جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ ۶۷ کہتے ہیں کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا

اور ہڈیاں کیا ہمکو زندہ ہوکر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ

پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ

زمین ۶۸ اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے

قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا

ع ۴

منزل ۴

۱ ابتداء حصہ دوم پہلی عقلی دلیل ۱۲

۲ شکوی ۱۲

۳ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۴ تیسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔

پہلی تفصیلی عقلی دلیل برائے نفی شرک اعتقادی سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں لیکن انسان نہ ان نعمتوں سے کام لیتا ہے اور نہ ان کا شکر ادا کرتا ہے کہ توحید کے دلائل کو دیکھ سن کر اور ان میں غور و فکر کرکے ان کو تسلیم کرلے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا ہی ان کا شکر ہے۔ وھو الذی ذرأکم الخ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کرکے زمین میں پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن تمام انسان میدان حشر میں اس کے سامنے جمع کئے جائیں گے وھو الذی یحی و یمیت الخ زندگی اور موت اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور رات دن کا اختلاف یعنی رات دن کی آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی بھی اسی کے تصرف میں ہے افلا تعقلون کیا تم اب بھی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ جس قادر و قیوم نے سب کو پیدا کیا ہے ہر ایک کو سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں دی ہیں. موت و حیات اور سارا نظام عالم جس کے قبضہ میں ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے عبادت اور پکار میں اسکا کوئی شریک نہیں اور وہ حشر و نشر پر بھی قادر ہے (افلا تعقلون) کنہ قدرتہ و ربوبیتہ و وحدانیتہ و وانہ لایجوز ان یکون لہ شریک من خلقہ وانہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۴) ۶۷ بل قالوا الخ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا ءاذا متنا الخ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کردیئے جائیں گے لقد وعدنا نحن الخ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سراسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناتے چلے آرہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوتی ہے وہاں اس سے حشر و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ۶۸ قل لمن الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں بسنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قل افلا تذکرون ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذکرون) فتعلموا ان من فطر الارض ومن فیھا کان قادرا علی اعادۃ الخلق وکان حقیقا بان لا یشرک بہ بعض خلقہ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) قل من رب السموت الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قل افلا تتقون ظالمو! کچھ تو خدا کا خوف کرو جب تم مانتے ہو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک وہی ہے اس سے واضح ہوگیا کہ سب کا کارساز بھی وہی ہے افلا تخافونہ فلا تشرکوا بہ او افلا تتقون فی جحودکم قدرتہ علی البعث مع اعترافکم بقدرتہ علی خلق ھذہ الاشیاء (مدارک ج ۳ ص ۹۷) قل من بیدہ ملکوت الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے ملک میں ہے

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا

اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم

تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ

ڈرتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ

يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ

بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے

لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِالْحَقِّ وَ

اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑتا ہے کوئی نہیں ہم نے انکو پہنچایا سچ ۶۹ اور

إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ

وہ البتہ جھوٹے ہیں ۷۰ اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ

مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَ

اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور

لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾

چڑھائی کرتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے ۷۱ انکی بتائی باتوں سے

عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٢﴾ قُلْ

جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو یہ شریک بتلاتے ہیں تو کہہ

رَبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي

اے رب ۷۲ اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کریو

فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٩٤﴾ وَإِنَّا عَلَىٰ أَنْ نُرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ

ان گنہگار لوگوں میں ۷۳ اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھکو دکھلادیں جو ان سے وعدہ

لَقَادِرُونَ ﴿٩٥﴾ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ

کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ۷۴ ہم

ع ۵ / ۱۵ / ۵

ربط چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۲ تخویف دنیوی ۱۲

۳ طریق تبلیغ ۱۲

موضح قرآن ف یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔

اور ہر چیز اُسی کے اختیار و تصرف میں ہے وھو یجیر و لا یجار علیہ اور جسے وہ چاہے بچالے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ای من اراد اللہ اھلاکہ وخوفہ لم یمنعہ منہ مانع ومن اراد نصرہ وامنہ لم یدفعہ من نصرہ وامنہ دافع (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۵) قل فانّٰی تسحرون آپ ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کارساز سمجھتے ہو۔ ای فانی تخدعون وتصرفون عن توحیدہ وطاعتہ (خازن ج ۵ ص ۴۳) ای کیف یخیل الیکم ان تشرکوا بہ مالا یضر ولا ینفع (قرطبی) ۶۹ بل اتینٰھم

اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ اے رب ۷۲ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾

شیطان کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں ف۱

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں ۷۳ کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیجدو

لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ

شاید کچھ میں بھلا کام کر لوں اسمیں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے ۷۴

هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾

کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ف۲

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ

پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہیں ۷۵ ان میں اس دن اور

لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

نہ ایک دوسرے کو پوچھے ف۳ سو جس کی بھاری ہوئی تول ۷۶ تو وہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

کام کے نکلے اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ

جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں ۷۷ جھلس دیگی

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ

ان کے منہ کو آگ اور وہ اسمیں بدشکل ہو رہے ہونگے ف۴ کیا تم کو

اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوْا

سنائی نہ جاتیں ہماری آیتیں ۷۸ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

یہ ان ھٰذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا کہ مسئلہ توحید اور حشر ونشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمند ان کو سمجھ سکتا ہے۔ وانھم لکذبون اس لئے مشرکین اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد بالبعث وقیل مایعمہ والتوحید ویدل علی ذالک السیاق (روح ج ۱۸ ص ۵۹) ۷۰ مااتخذ اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت ومبرہن کرنے کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی ہو۔ وماکان معہ الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک وسہیم بھی کوئی نہیں کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعلا بعضھم الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وحدہٗ لا شریک ہے وہی قادر ومتصرف اور مختار وکارساز ہے اور ہر چیز اُسی کے اختیار وتصرف میں ہے واذ اکان کذالک فاعلموا انہ الٰہ واحد بیدہ ملکوت کل شئی ویقدر علیٰ کل شئی (خازن ج ۵ ص ۴۳) ۷۱ سبحٰن اللہ الخ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے عالم الغیب والشھادۃ الخ متصرف ومختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہ ہر شریک سے پاک اور ہر عیب سے منزہ ہے ۷۲ قل رب اما الخ تخویف دنیوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان

ر۲ تخویف اخروی ۱۲
ر۳ بشارت اخروی ۱۲
ر۴ زجر ۱۲
ر تخویف اخروی

منکرین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچا تیو یہ اس عذاب کی شدت وفظاعت کے اظہار کے لئے کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہوگا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے (روح) وانا علیٰ ان نریک الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت وطاقت ہے لیکن ہم عذاب کو مؤخر کر رہے تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں ۷۳ ادفع بالتی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضح قرآن ف۱ چھیڑ شیطان کی ہے دین کے جواب سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اس سے بہتر ف۲ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مر کر پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ف۳ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے ف۴ جلتے جلتے بدن سوج جاوےگا نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر اور دلائل کے ساتھ بیان کریں نحن اعلم بما یصفون باتی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی ۷۳ے وقل رب الخ توحید بیان کرتے وقت آپ شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال و افعال میں دخل دیں ۷۵ے حتّیٰ اذا جاء الخ یہ تخویف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بد انجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو اب اللہ تعالےٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیجدے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ شرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا ارجعون جمع برائے تکرار ہے ای ارجعنی ارجعنی ارجعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیا فی جھنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تثنیہ تکرار کے لئے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ع۔ قفانبک من ذکری حبیب و منزل ای قف قف۔ ارجعون علے جھۃ التکریر ای ارجعنی ارجعنی (قرطبی ج ۱۲ ص۱۴۹) ۷۶ے کلا الخ کلا کلمہ ردع ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حسرت اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا رہے گا مگر بے فائدہ ومن وراۂھم برزخ الخ ان کا موت کے بعد دنیا میں واپس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اُس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے ۷۷ے فاذا نفخ الخ تخویف اخروی ہے نفخ سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہو جائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں ایکدوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اُس جہان میں نسلی امتیاز کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر و غرور سے کچھ فائدہ ہوگا ۷۸ے فمن ثقلت الخ یہ بشارت اُخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تخویف اُخروی ہے وہاں نسلی اور خاندانی بڑائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلفح وجوھھم الخ جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلا ڈالے گی اور ان کی شکلیں جل کر بدنما اور قبیح ہو جائیں گی ۷۹ے الم تکن الخ یہ زجر ہے اور اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے جب انھیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾

اے رب زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے ہوئے

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ

اے ہمارے رب نکال لے ہمکو اس سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا

اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ

پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا ۸۰ے میرے

عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ

بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور رحم کر ہم پر اور

اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى

تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ

اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾ اِنِّيْ

بھول گئے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾

آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنیکا ۸۱ے کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا

فرمایا تم کتنی دیر رہے ۸۲ے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے

لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ

ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے فرمایا

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾

تم اس میں بہت نہیں ۸۳ے تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا

سو کیا تم خیال رکھتے ہو ۸۴ے کہ ہمنے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس

ر ۱ ادخال النبی ۱۲

موضح قرآن ل یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی یہ بھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی ؤ ہاں تھوڑی نظر آوے گی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب کہ شتاب ہی آیا۔

نہیں پڑھ کر تمہیں سنائی جاتی تھیں اور تم ان کا انکار کرتے تھے" قالوا ربنا الخ جواب میں وہ کہیں گے "ہمارے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ ہوگئے ہمارے پروردگار ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال کر عمل کرنیکا موقع عطا فرما۔ اب بھی اگر ہم نے ویسے ہی برے کام کئے تو واقعی ہم ظالم ہوں گے پھر جس طرح تو چاہے ہمیں عذاب دے لینا قال اخسئوا الخ " اللہ کی طرف سے آواز آئے گی دور ہو جاؤ اور مت بولو۔ یہ کلمہ تحقیر ہے جس طرح کتے کو دھتکارا جاتا ہے اسی طرح ان کو دھتکار دیا جائے گا ۸۰ انہ کان الخ یہ او خال الٰہی ہے اور جملہ ماقبل کے لئے علت ہے تمہیں یہ سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ تم عناد اور سرکشی میں انتہا کو

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

پھر کر نہ آؤ گے ف۱ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ ف۹۵ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

مالک اس عزت کے تخت کا اور جو کوئی پکارے ف۹۶ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا

جس کی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بیشک

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ

بھلا نہ ہوگا کافروں کا اور تو کہہ اے رب ف۱ معاف کر اور رحم کر اور تو ہے

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

بہتر سب رحم والوں سے

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ نور کی مدنی ہے اور اس میں چونسٹھ ۶۴ آیتیں اور نو ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اسمیں ف۲ باتیں صاف

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا

تاکہ تم یاد رکھو بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ہر ف۳ ایک کو دونوں میں سے سو سو دُرّے اور نہ آوے تمکو ان پر

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور

ربع

بقیہ خواب سورت

پہنچ چکے تھے تم دین حق سے استہزا کرتے تھے یہاں تک کہ جو لوگ ایمان لا چکے تھے تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے جو ضعفاء مومنین مثلاً حضرت بلال، صہیب، اور خبیب وغیرہم رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے یہ صنادید قریش ابوجہل وغیرہ انکی ہنسی اڑاتے تھے فرمایا حق کے انکار اور حق ماننے والوں سے تمسخر ہی نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے حتیٰ انسوکم الخ یعنی ان ایمان والوں سے عداوت و تمسخر میں تم اس قدر منہمک تھے کہ یہی چیز تمہارے لئے میرے ذکر اور میری توحید کو ماننے سے نسیان کا باعث بن گئی ای اشغلتم بالاستھزا بھم عن ذکری (قرطبی ج ۱۲ ص۱۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور توحید کی تبلیغ کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور استہزاء و تمسخر سے ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا غضب خداوندی اور عذاب آخرت کا موجب ہے ۸۱ انی جزیتھم الخ تم نے اپنا حال تو دیکھ ہی لیا کہ کس عذاب میں مبتلا ہو۔ ان غریب مسلمانوں کا حال بھی سن لو جن سے تم تمسخر کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ انھیں کوئی مرتبہ نہیں دے گا آج میں نے ان کو ان کے صبر و تحمل کی پوری پوری جزا دی ہے اور آج وہ خوش و خرم ہیں اور کامیاب و کامران ہیں ۸۲ قال کم لبثتم الخ جو کافر دنیا میں واپس جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ان سے قیامت کے دن سوال ہو گا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال رہے قالوا لبثنا یوما الخ وہ کہیں گے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں اے ہمارے پروردگار شدت ہول و عذاب سے ہم سب کچھ بھول چکے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے پوچھ جو انسانوں کی عمریں لکھتے تھے انہیں اچھی طرح معلوم ہوگا الملئکۃ العادین لاعماد العباد واعمالھم (روح ج ۱۸ ص۷۲) ۸۳ قال ان لبثتم الخ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا بیشک تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا میں بہت کم عرصہ رہے ہو لو انکم کنتم تعلمون مگر افسوس کہ تم نے اس قلیل وقت کی قدر نہ کی اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اب دوبارہ دنیا میں جاکر تم کیا کرلو گے ۸۴ افحسبتم الخ یہ زجر ہے دنیا میں تم اس طرح غافل رہے اور سرکشی کرتے رہے گویا تم ہمیشہ ہی دنیا میں رہو گے اور کبھی ہمارے سامنے حاضر نہیں ہو سکو گے تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بس یونہی بغیر کسی حکمت کے پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے احکام اور اوامر و نواہی سے بالکل آزاد ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل ہے۔

۸۵ فتعلی اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شریکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سارے عالم کا کارساز اور سارے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ ای تنزہ و تقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد والشرکاء والانداد الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۷) لا الٰہ الا ھو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ، عزت والے عرش کا مالک ہے جو سارے جہان کو محیط ہے ۸۶ ومن یدع الخ یہ تخویف اُخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انھیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کافر و مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاءہ العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند ربہ کانہ قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لایقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۰۹) سورت کی ابتداء میں فرمایا قد افلح المومنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی ۸۷ وقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنیکا حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا ادرکت احدا اغنتہ عن رحمۃ غیرہ ورحمۃ غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱)

سُورۂ مومنون میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ــــ تا ــــ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ عذابِ الٰہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان

۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ــــ تا ــــ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف بر دلائل عقلیہ

۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ــــ تا ــــ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی

۴۔ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ــــ تا ــــ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۳) نفی شرک فعلی

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ــــ تا ــــ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (ع ۴) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔

۶۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط نفی کارسازی از غیر اللہ۔

۷۔ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ ــــ تا ــــ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۸۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا ــــ تا ــــ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ نفی شرک اعتقادی بر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۹۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ ــــ تا ــــ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ نفی شرک فی التصرف

۱۰۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ ــــ تا ــــ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (ع ۶) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۳ شوال ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورۂ مومنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اَوَّلاً وَّاٰخِراً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ دَائِماً اَبَداً)

سُورۂ نُور

ربط سُورۂ نور کو سُورۂ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے:- سورۂ مومنون کی ابتداء میں فرمایا قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۂ نور میں فرمایا اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الخ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سُورہ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی نذریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورۂ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ــــ تا ــــ اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ○ اب سورہ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپکا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کردیں اس سُورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپؐ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ سورۂ نور کے دو حصّے ہیں پہلا حصّہ ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر وَ لَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعویٰ توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصّہ رکوع ۸ کی ابتداء یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِیَسۡتَاۡذِنۡکُمُ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:-

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حصّہ

ابتداء میں سورۃ انزلنٰھا و فرضنٰھا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ والزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنٰت الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا۔ چوتھا حکم والذین یرمون ازواجھم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جاءو بالافک (ع ۲) سے لیکر واللہ غفور رحیم (ع ۳) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصّہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنیوالوں کے لئے زجریں ہیں۔ ان الذین جاءو بالافک الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھڑ کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموہ ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تلقونہ بالسنتکم ــــ تا ــــ واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ ولا یأتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون ــــ تا ــــ ھو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تخویف اخروی اس کے بعد الخبیثٰت للخبیثین الخ میں بُرے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یاَیھا الذین اٰمنوا لاتدخلوا الخ (ع ۴) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ عوامی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) ولا یبدین زینتھن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں البتہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ

پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کرسکتی ہیں اور (۴) ولا یضربن بارجلہن الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چوتھا قانون وانکحوا الایامی منکم الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کرڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبتغون الکتب الخ ــــــ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انھیں مکاتب کردو۔ چھٹا قانون ولا تکرہوا فتیتکم علی البغاء الخ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم ایت الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتدار سورت میں مذکور ہوئی اور تخویف دنیوی ہے۔

اللہ نور السموت والارض الخ (ع ۵) اس میں دعوئ توحید کو ایک تمثیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالٰی ہی سارے جہان کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارسازی وصفات الوہیت، اسی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعوئ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ الخ یہ اللہ تعالٰی کو متصرف وکارساز سمجھ کر پکارنیوالوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالھم کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہے کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ الخ (ع ۲) دعوئ توحید جو اللہ نور السموت والارض میں مذکور ہے پر پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالٰی کی حمد وثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ وتقدیس کا اعلان کرتی ہے وللہ ملک السموت والارض الخ اور زمین وآسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالٰی ہی ہے لہذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دعوئ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور اولے برسانا اللہ تعالٰی ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار وتصرف میں ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ دعوئ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل وصورت اور افعال وخواص کے اعتبار سے مختلف ہیں یہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم ودانا سب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لقد انزلنا ایت مبینت الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتدائے سورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون امنا باللہ ــــ تا ــــ بل اولئک ھم الظلمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوٰی ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعوٰی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین ــــ تا ــــ فاولئک ھم الفائزون ۵ (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل وجان سے پیروی کرتے ہیں واقسموا باللہ ــــ تا ــــ الا البلغ المبین ۵ (ع ۷) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا ــــ تا ــــ لعلکم ترحمون ۵ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے

دُوسرا حِصّہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں اور منافقوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا یہا الذین امنوا لیستاذنکم الخ (ع ۸) اوقات استراحت وخواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ہلکے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پردے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعمی حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذالک یبین اللہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین امنوا باللہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل۔ مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جونہی موقع پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان للہ مافی السموت والارض ط آخر میں دعوئ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حِصّہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح وتطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعوئ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعوئ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

---

۲ سورة انزلنٰها الخ سورة مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذہ سورة اور انزلنٰها مع معطوفات سورة کی صفت ہے (مدارک) یہ سُورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر وعفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرضنٰھا ضمیر مفعول سے پہلے مضاف مقدر ہے ای فرضنا احکامھا (روح) احکام سے ستر وعفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں وانزلنا فیھا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ۵

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ

ایمان والوں پر ف۱ اور جو لوگ ۶ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو اسّی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ

دُرّے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ

ہیں نافرمان ف۲ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَ

اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ

جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروؤں کو اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ

سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ

کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو

آیٰت بیّنٰت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ و فرضنٰھا اشارة الی الاحکام التی بینھا اولاثم قولہ وانزلنا فیھا اٰیٰت بیّنٰت اشارة الی ما بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص ۳۱) ۳ الزانیة والزانی الخ یہ ستر وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور زانیہ کو سو سو دُرّے مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تاکہ لوگ بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو باتوں کا خاص خیال رکھو اوّل ولا تاخذکم بھما رأفة الخ اگر واقعی تم اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو، نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی کرو اور نہ اس قدر ہلکے کوڑے مارو کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس نہی کے تحت داخل ہے۔ دوم ولیشھد عذابھما الخ حد جاری کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیئے تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوارے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور مقادیر زکوٰة متواتر ہیں ثبوت الرجم منہ علیہ الصلوٰة والسلام متواتر المعنی کشجاعة علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ وجود حاتم (روح ج ۱۸ ص ۷۹) اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے اشارے سے بھی ثابت ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

تیسرا حکم ۱۲ — چوتھا حکم ۱۲

موضح قرآن ف۱ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی ہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے ف۲ قید والیاں یعنی کبھی ان کو بُری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگاوے، عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ازین آیت معلوم شد کہ زانیہ مُصرہ بر زنا را نکاح نتوان کرد و ہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی آنست کہ حرام کردہ شد شرک و زنا بر مسلمانان یا گویند خاص است بقومی یا گویند منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲۔

کہا کوڑے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپؐ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں
کے ایک عالم ابن صوریا کو حلف دے کر پوچھا سچ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپؐ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا
اس پر سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ الخ (ع ۶) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا نکیر ذکر کرنا
اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں ؎ ۴ الزانی لاینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بد کا ذکر کیا گیا
ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت
سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جا سکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے
ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک و مشرکہ
کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس
آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لاینکح کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح
کرے یعنی عدم لیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لایکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ
مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تقبیح الامر الزانی اشد تقبیح ببیان انہ بعد ان رضی بالزنا لایلیق بہ ان ینکح
العفیفۃ المؤمنۃ ... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیۃ ھی فی طبقتہ ... (فلاینکح) خبر مراد منہ لایلیق بہ ان ینکح کما تقول: السلطان لایکذب ای لایلیق بہ ان یکذب تنزیلا لعدم لیاقۃ
الفعل منزلۃ عدمہ (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چمٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار
مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک و مشرکہ کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ فالمعنی
الزانی لایطأ فی وقت الزنا الا زانیۃ من المسلمین او من ھی اخس منھا من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان
النکاح فی ھذہ الاٰیۃ الوطء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے بآیت وانکحوا الایامٰی منکم (قرطبی ج ۲ ص ۱۶۹)
لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ؎ ۵ وحرم ذلک الخ ذلک سے زنا کی طرف اشارہ ہے
جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہوگی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہوگا۔ والاشارۃ یحتمل ان تکون للزنا المفھوم مما
تقدم والتحریم علیہ علی ظاھرہ ولعل ھذہ الجملۃ وماقبلہا متضمنۃ لتعلیل ماتقدم الخ (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا اشارہ مذکورہ بالا
نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحرمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کاملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم
نے تکوینی طور پر مومنین کاملین کے دلوں کو ایسے بدکار مردوں اور عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی
نہیں ہوتے۔ ویحتمل ان تکون لنکاح الزانیۃ وعلیہ فالمراد من التحریم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعھم عن نکاح
الزوانی جعل نفوسھم ابیۃ عن المیل الیہ فلایلیق ذلک بھم الخ (روح) ؎ ۶ والذین یرمون الخ یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہوگئی
کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے برے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا
دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی
درے مارے جائیں ولاتقبلوا لھم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئک ھم الفٰسقون یہ تہمت لگانے
والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ مستانفہ ہے کلام مستانف غیر داخل فی حیز جزاء الشرط کانہ حکایۃ حال الرامین عند اللہ بعد انقضاء
الجملۃ الشرطیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۲) کذا فی البحر المحیط ج ۶ ص ۴۳۲) الا الذین تابوا الخ یہ الفٰسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے
والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ ای رجعوا عما قالوا وندموا
علی ما تکلموا استثناء من الفاسقین کما صرح بہ اکثر الاصحاب . . . . کون الاستثناء من الجملۃ الاخیرۃ مذھب الحنفیۃ فعندھم
لاتقبل شھادۃ المحدود فی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۱۸ ص ۹۵) ولیس یقتضی ظاھر الاٰیۃ عود الاستثناء الی الجمل الثلاث
بل الظاھر ھو مایعضدہ کلام العرب وھو الرجوع الی الجملۃ التی تلیھا الخ (بحر ج ۶ ص ۴۳۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں
نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص ۳۵۳ وارشاد العقل السلیم لابی السعود ج ۶ ص ۳۴۳)
بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی (کما فی روح المعانی ج ۸ ص ۱۲۶) ؎ ۷ والذین یرمون ازواجھم الخ یہ چوتھا حکم ہے۔ پہلے
اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لما ذکر حکم قذف
الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص ۱۰۲) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں
بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں بار اپنے اوپر بد دعا کریں کہ وہ
اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشھادۃ احدھم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

میں سچا ہے والخامسۃ الخ اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر خاوند اس طرح لعان کرے تو اس پر حدِ قذف نہیں ہوگی۔
ف۸ ویدرؤا عنہا الخ ان تشہد میں اَنْ مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر یدرؤا کا فاعل ہے اور العذاب سے حدِ زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی بطریق ذیل لعان کرے تو اس سے حدِ زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اسکا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر اس کا خاوند اپنے دعویٰ میں سچا ہو تو اس (مراد بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خاوند بیوی دونوں بطریق بالا لعان کرلیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائینگے اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) ف۹ ولولا فضل الخ تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانیوالوں پر زجریں ہو رہی ہیں۔ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی شاملِ حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے ہلاک کردیا جاتا۔ لَوْ کی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے آرہی ہے۔ اس سورت میں لَوْ چار بار آیا ہے لیکن اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور دوسرے لَوْ کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور چوتھے کا جواب ایک ہے ف۱۰ ان الذین جاءو الخ یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم ہوگئے۔ اوّل وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی اور اس کی تشہیر کی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ دوم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوگئے اور ان کی زبانوں سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں حضرت حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے منکم میں خطاب تمام مسلمانوں کو ہے عصبۃ سے وہ منافقین اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصّہ لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کرکے

ف۹ زجر بر منافقین ۱۲ ف۱۰ زجر بر گروہ ۱۲ ۱۲ زجر

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا
اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جاتی ہے

الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ
مار ف۸ یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص

الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ
جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل ف۹

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ اِنَّ
تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا جو

الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ
لوگ ف۱۰ لائے ہیں یہ طوفان تمہی میں ایک جماعت ہیں تم اسکو نہ سمجھو ف۱۱

شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
بُرا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ
وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے ف۱۲ اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۱ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
اس کیواسطے بڑا عذاب ہے ف۱۳ کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ
اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان

مُّبِيْنٌ ۝۱۲ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ
ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد ف۱۴

ع ۷

موضح قرآن ف اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہ رض پر پیغمبر ایک جہاد سے پھر آتے تھے۔ رات کو کوچ ہوا نفیری اور نقارہ نہ تھا ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں۔ ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہنچایا۔ کمبخت منافق لگے اپنے روسیاہ کرنے ایک مہینے تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا ہوتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سنا انکو نہایت غم اٹھا تین دن روتے روتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف۲ تم کو بہتر ہے اسواسطے کہ اللہ کے فرمانے سے ادب تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ بعضے خوشیاں کر کر کہتے بعضے افسوس کر کر بعضے چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سنکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید کہ در غزوہ بنی مصطلق حضرت عائشہ رض متہم شدہ و منافقان در اشاعت بدنامی سعی کردند و جماعہ اظہار براءت نمودند و جماعہ توقف نمودند۔ خدا تعالیٰ براءت صدیقہ نازل ساخت و ذم منافقان و مدح براءت کنندگان و تہدید توقف کنندگان فرمود ۱۲۔ ف۲ یعنی عبداللہ بن ابی منافق۔

منکم کا لفظ استعمال فرمایا ۔ د معنی (منکم) من اھل ملتکم وممن ینتمی الی الاسلام سواء کان کذالک فی نفس الامر ام لا فیشمل ابن ابی لانہ ممن ینتمی الی الاسلام ظاھرا وان کان کافرا فی نفس الامر (روح ج ۱۸ ص۱۱۵) ۱۱ لا تحسبوہ الخ اس افک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے تہمت سے پاک ثابت کردیا اور اس کے ساتھ گذشتہ چار احکام بھی نازل فرما دیئے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طہارت و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل ھو خیر لکم لاکتسابکم بہ الثواب العظیم وظھور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشرۃ اٰیۃ فی نزاھۃ ساحتکم الخ (ابو السعود ج ۶ ص۳۳۶) لکل امرئ منھم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا لیا ہے ۱۲ والذی تولی الخ اس سے عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد کا سرغنہ اور رلیڈر یہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے ۔ والاقرب فی الروایۃ ان المراد بہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول فانہ کان منافقا یطلب مایکون قدحا فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعا لہ فیماکان یاتی الخ (کبیر ج ۶ ص۳۵۱) (والذی تولی کبرہ) ھو عبد اللہ بن ابی ابن سلول (معالم وخازن ج ۵ ص۶۳) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں موصول سے عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو :- مدارک ج ۳ ص۱۰۳، جامع البیان ص۳۰۶، ابو السعود ج ۶ ص۳۳۶، روح ج ۱۸ ص۱۱۵، بحر ج ۶ ص۴۳۷ وغیرہ ۱۳ لولا اذ سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے ۔ قالوا ظن پر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے میں حسن ظن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی مخلص اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان نہیں کرسکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کر گذریں ۱۴ لولا جاءو الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے؟ جب وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے ہیں لہٰذا اے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط بات سنتے ہی اعلان کردیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی ۔ وھذا توبیخ وتعنیف للذین سمعوا الافک ولم یجدوا

فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ

پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

جھوٹے ف اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر ۱۵ اور اسکی رحمت

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْهِ

دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ

کوئی آفت بڑی ف۲ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر ۱۶ اور

تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ

بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور

تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖۗ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ

تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ف۱ اور کیوں نہ

اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا

جب ۱۳ تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ

اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ

تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ

پھر نہ کرو ۱۴ ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو اور

یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ

کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف۳ جو

الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ

۱۵ لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

منزل ۴

۱ زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۲ نیز زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۳ تخویف دنیوی و اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف چاہیئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگاویں انکو جھٹلاوے ۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے ف۲ اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے ف یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ف۳ یعنی پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے ۔ اگلی آیت میں پتہ بتا دیا ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جمعی کہ میگفتند فلان و فلان چنین میگویند و ما ندیدہ ایم و بتحقیق نمیدانیم ۱۲۔

فی دفعہ واتکارہ الخ (بحرج ۶ صہ ۳۳۴) ۱۵ ولولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے پہلے ولولا فضل اللہ الخ گذرچکا ہے وہاں لَوْ کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضتم الخ لَوْ کا جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عفیفہ عورت اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً نہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن رئیس المنافقین کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت میں دردناک عذاب میں گرفتار ہوگا ۱۶ اذ تلقونہ الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذ لمسکم کے متعلق ہے۔ (روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلائی ہوئی خبر کو ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے اور بلا تحقیق اس کی اشاعت کر رہے تھے اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاتا تو ایسا ہو سکتا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل کرنے میں عجلت نہیں فرمائی تحسبونہ ھینا الخ تم اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا احساس ہونا چاہیئے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے میں لب کشائی مناسب نہ تھی ۱۷ ولولا اذ سمعتموہ الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ اے اللہ بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگایا گیا ہے یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔ ویبین اللہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے احکام نازل فرماتا ہے جنمیں تمام بنی آدم کی فلاح و بہبود ہو ۱۸ ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے دنیوی اور اُخروی تخویف ہے نیز تہمت لگانے کی علت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ⑲ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ

نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا ۱۹ اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور

اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا اے ۲۰ ایمان والو نہ

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ

چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر

الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ

شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائیگا بے حیائی اور بری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ

فضل ۲۱ تم پر اور اسکی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ㉑

ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا

اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے ۲۲ اور کشائش والے اس پر کہ دیں

اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ

قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنیوالوں کو اللہ کی راہ میں

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ

اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے

لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ㉒ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف ف جو لوگ ۲۳ عیب لگاتے ہیں

ع ۲

تخویف دنیوی و اخروی برائے منافقین

اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں ۱۹ ولولا فضل اللہ الخ لَوْ کا جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک

موضح قرآن ف جب طوفان اٹھانیوالے جھوٹے پڑے اور اُن کو حد ماری گئی اسی کوڑے اُن میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابوبکر صدیق رضؓ کا بھانجا مفلس یہ اسکی خبر لیتے تھے اب قسم کھائی کہ اسکو میں کچھ نہ دونگا۔ اللہ نے اسکی سفارش کر دی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو ان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بند نہ کرونگا

ہلاک کردیتا اور مہلت نہ دیتا العجل لکم العذاب وکرہ المنۃ بترک المعاجلۃ بالعقاب مع حذف الجواب مبالغۃ فی المنۃ علیھم والتوبیخ لھم (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۲۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ما زکی منکم الخ ۲۰ یایھا الذین الخ ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت بُرا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہئے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ من یتبع الشیطان او تکب الفحشاء والمنکر فانہ لا یامر الا بھما ومن کان کذلک لا یجوز اتباعہ وطاعتہ (روح جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۴) ۲۱ ولو لا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ما زکی منکم الخ جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بیحیائی اور بہتان تراشی کو روکنے کے لئے احکام و حدود مقرر فرمادیئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ ہوجاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرماکر ان کے منہ بند کردیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات بینات نازل فرماکر توحید اور شریعت کی راہ واضح کردی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی کھول دیا ہے تاکہ گنہ گار توبہ کرکے گناہوں سے اپنے کو پاک کرسکیں تو یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہوسکتا ولکن اللہ یزکی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اس کا فضل و کرم شامل حال ہو تب ہی انسان گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے ای ان تزکیتہ ...... لکم وتطھیرہ وھدایتہ انما ھی بفضلہ لا باعمالکم (قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۲۰۷) ۲۲ ولا یأتل اولوا الفضل الخ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق کے قریبی رشتہ دار تھے یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق رض حضرت مسطح رض کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بناء پر ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے واقعہ افک میں مسطح رض سے بھی غلطی ہوگئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رض کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رض نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رض پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ
حفاظت والیوں بےخبر ایمان والیوں کو انکو پھٹکار ہے دنیا میں اور
الْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ
آخرت میں اور ان کیلئے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کردیں گی
اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾
ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے
يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ
اس دن پوری دیگا انکو اللہ ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ
اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں ؎ گندوں کے واسطے
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ
اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے
لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ
واسطے ستھریوں کے وہ لوگ ؎ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ؎ اے ایمان والو
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ
مت جایا کرو کسی گھروں میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرلو اور
تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ
سلام کرلو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
یاد رکھو ؎ پھر اگر نہ پاؤ ؎ اس میں کسی کو تو اس میں نہ

ع ۳ / ۹

بشارت اخروی ۱۲

پہلا قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن ف ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے ف۲ یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاوے کیا جانئے وہ کس حال میں ہو۔ اوّل آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

توحضرت ابوبکر صدیق رضؓ فوراً بول اٹھے بلٰی واللہ یاربنا انا نحب ان تغفر لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بحال کردیا ۲۳ ان الذین یرمون الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اُخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انھیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ھذا خاص فی عبداللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص ۶۴، خازن ص ۶۵) یوم تشھد الخ ظرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے گویائی کا اختیار سلب کرلے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمادے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اختیار کے بغیر بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انطقھن اللہ من غیر اختیار ھم (جامع ص ۳۰۷) یومئذ یوفیھم اللہ الخ دینھم، دین کے معنی حساب اور جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا ای حسابھم وجزاء ھم (قرطبی)، ومعنے الحق الثابت الذی ھم اھلہ (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہوجائیں گے اور ان پر واضح ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس انھا نزلت فی عبداللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامۃ علم حیث لا ینفعہ (بحر ج ۶ ص ۴۴۴) ۲۴ الخبیثت للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کی شان کے شایاں ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بُری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عفیف انسان ہیں اور زنا ایسی خباثت سے مبرّا ہیں۔ قال مجاھد وابن جبیر وعطاء واکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من الرجال وکذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱۱) یا الخبیثٰت سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ طیب و طاہر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہٰذا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آنچ نہیں آنے دیتا کان تعالیٰ یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اطھر من الرسول فازواجہ اذن لا یجوز ان یکن الا طیبات (کبیر ج ۶ ص ۳۰۹) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرّا ہیں جن کو خبیث لوگ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاک دامن مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرّا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارۃ قیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقۃ وصفوان (روح ج ۱۸ ص ۱۳۱) اولئک مبرءون مما یقولون ای عائشۃ وصفوان مما یقول الخبیثون والخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعزت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یایھا الذین امنوا الخ قصہ افک کی تفصیل کے بعد اب آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دواعی کا سدّ باب ہوجائے اور آئندہ کے لئے کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقعہ ہی نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ھدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کریں حتی تستأنسوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابھا (روح ج ۱۸ ص ۱۳۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو۔ وتسلموا علی اھلھا جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہوکر گھر میں رہنے والوں کو سلام مسنون کہو ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صرف مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ آکر اجازت نہ دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم ارجعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ھو ازکی لکم۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں تمہارا واپس آجانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالا رہوگے اب دروازے پر جم کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لانہ من سلامۃ الصدور والبعد عن الریبۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۰)

۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل وعیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً ہوٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیۃ وقتادۃ ومجاھد ھی الفنادق التی فی طرق السابلۃ قال مجاھد لا یسکنھا احد بل ھی موقوفۃ لیاوی الیھا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۱۲ صـ۲۲۱) ھی الخانات والمنازل المبنیۃ للسابلۃ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وقیل بیوت التجار وحوانیتھم (خازن ج ۵ صـ۶۶) ۲۹ قل للمومنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت وعفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب ومحرکات سے دُور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔ ۳۰ وقل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتھن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت وآرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت وآرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اور ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۱ ۔ ۔ ۔ ۔ ولیضربن بخمرھن الخ عورت کے خلقی حسن وجمال میں سینہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی خاص طور سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالدیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیھن من جلابیبھن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ ولا یبدین الخ اور اپنی زیبائش کو

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تمکو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾

تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے ف

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ

نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف۱ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

چھپاتے ہو ف کہدے ایمان والوں کو ۲۹ نیچی رکھیں ذری اپنی آنکھیں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے بیشک اللہ کو خبر ہے

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ

جو کچھ کرتے ہیں ف اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا

اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

اپنی آنکھیں ۳۰ اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں ف۲

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف۳ اور ڈال لیں ۳۱ اپنی اوڑھنی

عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

ل دوسرا قانون معاشرت ۱۲

ل تیسرا قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن ف۱ کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ دی ہو تو نہ جاوے اور پھر جاؤ کہے سے برا نہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ف۲ شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیویں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جدے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ف۳ تھامتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھا دیں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی تھی

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی رباط وقف ۱۲ ف۲ یعنی مواضع زیور ۱۲ ف۳ یعنی وجہ وکفین ۱۲۔

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذی رحم محرم ہیں باپ، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا او نسآءھن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کر سکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن وجمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس

أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيٓ

یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيٓ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا

بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا

مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ

اپنے ہاتھ کے مال ۳۳ کے یا کاروبار کرنیوالوں کے جو مرد کہ کچھ غرض

مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ

نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا

عَوْرَاتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا

عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو

يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ

چھپاتی ہیں اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے

الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ

ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ اور نکاح کر دو رانڈوں کا

مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِن

اپنے اندر ۳۴ کے اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر

يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ

وہ ہونگے مفلس ۳۵ کے اللہ انکو غنی کر دیگا اپنے فضل سے اور اللہ کشائش والا ہے

عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

سب کچھ جانتا ہے اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو ۳۶ کے نہیں ملتا سامان

نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ

نکاح کا جب تک کہ مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں کے

۴ چوتھا قانون معاشرت ۱۲

۵ پانچواں قانون معاشرت ۱۲

رضی اللہ عنہ لا یحل للمسلمۃ ان تراھا یھودیۃ او نصرانیۃ لئلا تصفھا لزوجھا۔ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳۳) ۳۲ے او ما ملکت الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم ہیں ای من الاماء ولو کوا فرا اما العبید فھم کالاجانب (روح ج ۱۸ ص ۱۴۳) او التابعین الخ یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر گذارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بس اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاتر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کر سکتی ہیں الرجل یتبع القوم فیاکل معھم ویرتفق بھم وھو ضعیف لا یکترث للنساء ولا یشتھیھن (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳۴) المراد بالتابعین غیر اولی الاربۃ ھم الذین یتبعون القوم لیصیبوا من فضل طعامھم لا ھمۃ لھم الا ذلک ولا حاجۃ لھم فی النساء (خازن ج ۵ ص ۷۰) او الطفل الذین الخ اسی طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

موضح قرآن

ف سنگار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چڑھے کپڑے اور تنی یا پوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گنا ڈھانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدنیّت عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگھرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ف رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ رانڈ عورت جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمٰن

ف حاصل این آیت آنست کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچہ در ستر آن حرج است و آن وجہ و کفین بود۔ و آنچہ در ستر آن حرج نیست مانند سر و گردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیان فرض است نہ از محارم۔ واللہ اعلم

پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سُن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شُبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ کروٹیں لینے لگیں وتوبوا الی اللہ الخ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر و نواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخلو عن سہو و تقصیر فی اوامرہ ونواہیہ وان اجتہد فلذا وصی المومنین جمیعًا بالتوبۃ وبتامیل الفلاح اذا تابوا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) ۳۳ وانکحوا الایامیٰ الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامیٰ اَیم کی جمع ہے اور اَیم غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کہتے ہیں یا وہ مرد و زن جن کا رفیق زندگی فوت ہوچکا ہو الایم قال نضر بن شمیل کل ذکر لا انثی معہ وکل انثی لا ذکر معہا بکرا کان او ثیبًا۔۔۔ وفی شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الایم التی لا زوج لہا واصلہ ھی التی کانت متزوجۃ ففقدت زوجہا برزء طرأ علیہا الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۷) یعنی جس عورت و مرد کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہوگیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان کا نکاح کردو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کردو کیونکہ نکاح ہوجانے سے ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہوجائیگا اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں الصّٰلحین سے یا تو شرعی معنی مراد ہے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کریں اور زوجین اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیحصن دینہم ویحفظ علیہم صلاحہم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵) یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کرنیکی صلاحیت رکھتے ہوں

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

لکھت آزادی کی مال لیکر ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں تو ان کو لکھ کر دیدو اگر سمجھو

فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تم کو دیا ہے

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا

اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں قید سے رہنا

لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ

کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر زبردستی کریگا

فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

تو اللہ ۳۹ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ

اور ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں ۴۰ کھلی ہوئی اور کچھ حال ف

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ

انکا جو ہوچکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف اللہ

نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ

روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ۴۱ مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق

فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ

اس میں ہو ایک چراغ ۴۲ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے

كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا

وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ

چھٹا قانون معاشرت ۱۲

برادعوی توحید

ع ۴ / ۱۰

موضح قرآن ف لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام، لونڈی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کرے گا اور دولتمندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کر دو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروا کر مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ ف۲ یعنی پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فتیلہ روشن است ۱۲۔ ف۲ یعنی در قندیل ۱۲۔

وقیل المراد بالصلاح معناد اللغوی ای الصالحین للنکاح و القیام بحقوقہ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۵) ۳۴ ان یکونوا الخ غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کے نکاح میں تاخیر نہ کرو کیونکہ فقر وغنا اللہ کے قبضے میں ہے اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ ان کے افلاس کو غنا سے بدل دے گا واللہ واسع علیم اس کے خزانے غیر محدود ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور وہ اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے فقیر یا غنی کر دیتا ہے ۳۵ ولیستعفف الخ نکاح سے یہاں اسباب نکاح مراد ہیں۔ (لا یجدون نکاحا) استطاعۃ تزوج من المھر و النفقۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) یعنی جو لوگ اس قدر محتاج ہیں کہ بیوی کے مہر اور اس کے نان و نفقہ کا بھی انتظام کرنے سے عاجز ہیں وہ صبر و ضبط سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید رکھیں جب اللہ تعالیٰ ان کے لئے نکاح کے اسباب مہیا کر دے تو نکاح کر لیں ۳۶ والذین یبتغون الخ یہ پانچواں قانون ہے نکاح کی صلاحیت رکھنے والے غلاموں اور لونڈیوں کی تزویج کا حکم دینے کے بعد مستحق کتابت غلاموں کو مکاتب کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائیں اور اپنے تصرفات نکاح، تجارت وغیرہ کے مختار ہو جائیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اسکا مالک کہہ دے کہ تم اتنی رقم ادا کر دو تو تم آزاد ہو خیرا سے مراد قدرت اور امانت ہے یعنی اگر تم سمجھو کہ غلام کمانے کی قدرت رکھتا ہے اور بددیانت نہیں کہ مال میں خیانت کرے تو اس کو مکاتب کر دو۔ ای امانۃ و قدرۃ علی تکسب (روح) و اتوھم الخ جب ان کو مکاتب کر دو تو ان کی کچھ مالی امداد بھی کرو تاکہ وہ کوئی کام شروع کریں بدل کتابت میں سے کچھ تخفیف بھی اس میں شامل ہے (روح، معالم، خازن) ۳۷ ولا تکرھوا فتیتکم الخ یہ صلاح و عفاف کا چھٹا قانون ہے زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرتے اور انکی کمائی کھاتے تھے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جن کی وہ کمائی کھاتا تھا حرمت زنا کے نزول کے بعد ان لونڈیوں نے زنا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب اسلام نے زنا حرام کر دیا ہے۔ اس لئے اب ہم یہ کام نہیں کریں گی ابن ابی نے ان کو مجبور کیا تو وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المفسرون نزلت فی عبداللہ بن ابی ابن سلول المنافق کانت لہ جاریتان یقال لھما مسیکۃ و معاذۃ وکان یکرھھما علی الزنا لضریبۃ یاخذ منھما الخ (خازن ج ۵ ص ۷۵) آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے لا اختصاص للخطاب بمن نزلت فیہ الآیۃ بل ھی عامۃ فی سائر المکلفین (روح ج ۱۸ ص ۱۵۷) ۳۸ ان اردن الخ اس سے بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ نہی ارادہ تحصن کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر لونڈیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ کریں تو ان کو زنا پر مجبور نہ کیا کرو اس سے مفہوم یہ نکلا کہ ارادہ تحصن نہ ہو تو اکراہ کی اجازت ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس کے متعدد جواب ہیں اول ارادہ تحصن کا ذکر محض مزید تغلیظ اور تقبیح فعل کے لئے ہے یعنی جب وہ پاک رہنا چاہتی ہوں تو پھر ان پر جبر کرنا بہت ہی برا فعل ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں کئی ایک ایسے واقعات سامنے آ چکے ہیں کہ بعض بے غیرت خاوند اپنی بیویوں کو بدکاری پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بطور تغلیظ فرمایا جب وہ پاک رہنے کا ارادہ کریں تو تمہیں بطریق اولیٰ انہیں پاک رہنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ (آل عمران) یہاں اضعافا مضاعفۃ کا اضافہ بطور تغلیظ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سود در سود ناجائز ہے اور سود مفرد جائز ہے فیہ توبیخ للموالی ای اذا رغبن فی التحصن فانتم احق بذالک (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) دوم ارادہ تحصن کا ذکر اغلب حالات کی رعایت سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ جبر و اکراہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب لونڈی اپنی آبرو محفوظ رکھنے کا تہیہ کرے اور زنا پر رضامند نہ ہو لیکن اگر وہ خود ہی رضامند ہو تو جبر و اکراہ کی نوبت نہیں آئے گی انما شرط ارادۃ التحصن لان الاکراہ لا یتصور الا عند ارادۃ التحصن فاما اذا لم ترد التحصن فانھا تبغی بالطبع (خازن ج ۵ ص ۷۶) سوم۔ لا تکرھوا فتیتکم الخ نکاح کر دینے سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری لونڈیاں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کا نکاح کر دو اور نکاح سے ان کو نہ روکو کیونکہ اس صورت میں ان کے زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خواہش نکاح کے وقت کسی کو نکاح سے روکنا بھی اسباب داعیہ الی الزنا میں سے ہے اس لئے جو شخص اپنی لونڈیوں کو نکاح سے روکتا ہے گویا وہ ان کو زنا پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ زنا سے عفاف و طہارت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں قالہ الشیخ قدس سرہ بعض امراء اور بڑے بڑے پیران سوء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی شان کا انہیں داماد نہیں ملتے حالانکہ صرف دین کو دیکھنا چاہئے یہ لوگ بھی اس آیت کے تحت داخل ہیں ۳۹ ومن یکرھھن الخ من کی جزاء محذوف ہے ای فلا اثم علیھن اسی نہی کے بعد جو ان کو بدکاری پر مجبور کرے گا۔ اس کا جرم و گناہ جبر کرنے والے پر ہے لونڈیوں پر نہیں۔ ہاں جبر و اکراہ کے بعد بتقاضائے بشریت ان (لونڈیوں) سے جو مطاوعت سرزد ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ معافی دے گا۔ تعلیق المغفرۃ لھن مع کونھن مکرھات لا اثم لھن... لاعتبار انھن وان کن مکرھات لا یخلون فی تضاعیف الزناء عن شائبۃ مطاوعۃ بحکم الجبلۃ البشریۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۵۸) ۴۰ ولقد انزلنا الخ..... دوسری بار ترغیب مع تخویف دنیوی ایت مبینت دلائل توحید اصلاح معاشرہ کے لئے احکام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی طرف اشارہ ہے ومثلا من الذین الخ گذشتہ لوگوں کے قصص و امثال تاکہ خدا سے ڈرنے والے اور انابت کرنے والے لوگ ان سے نصیحت و عبرت حاصل کریں ۴۱ اللہ نور السموت الخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو جائیں گے اور مسئلہ توحید اور دین اسلام سے پھر جائیں گے تہمت سے متعلقہ احکام اور اصلاح و تطہیر معاشرہ کے قوانین بیان کرنے کے بعد اب یہاں اصل دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نور السموت والارض اللہ تعالیٰ سارے جہان کا نور ہے سارے جہان کی رونق اور چہل پہل اسی کی ذات سے قائم ہے۔ سارے عالم کا کاروبار اسی کی تدبیر اور تصرف سے چل رہا ہے اور کائنات کے ذرّے ذرّے سے اس کی قدرت ظاہر ہو رہی ہے۔ وہی سارے جہان کا مدبّر اور تمام جہان والوں کا کارساز ہے قال مجاھد و ابن عباس فی قولہ (اللہ نور السموت والارض) یدبر الامر فیھما (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۹) (روح ج ۱۸ ص ۱۶۴) قال مجاھد

مدبر الامور فی السمٰوٰت والارض (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۷) اسی کے قدرت و تصرف سے زمین و آسمان کی رونق اور سارے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے منور اور موجود ہے المعنی ای بہ وبقدرتہ انارت اضواءھا واستقامت امورھا وقامت مصنوعاتھا (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۶) الواجب الوجود الموجد لماعداہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سارے جہان میں جو حسن و خوبی اور جمال و کمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ۴۲ مثل نورہ الخ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین و آسمان میں ظاہر و عیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف و شفاف شیشے کا شمعدان موجو

يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ

کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا انکو ۴۳

تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ

بلند کرنیکا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اسکی وہاں صبح اور

وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ

اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائینگے دل اور آنکھیں

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ

تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو

فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَ

اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ

جو لوگ منکر ہیں انکے کام ۴۴ جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو

مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ

پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اسکو پورا دیا

درخشاں ستارے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو جو کثیر الفوائد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں رہے۔ وہ تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ دکھائے بغیر ہی جل اٹھے گا مشکوٰۃ طاقچہ جس میں چراغ رکھا جاتا ہے مصباح چراغ زجاجۃ شیشہ۔ کوکب دری چمکنے والا ستارہ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یعنی وہ نہ باغ کی شرقی جانب ہو نہ غربی جانب بلکہ کھلے میدان اور صحرا میں ہو تاکہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ ایسے درخت کا روغن نہایت صاف و شفاف لطیف اور عمدہ ہوتا ہے ای ضاحیۃ للشمس لایظلھا جبل ولاشجر ولایحجبھا عنھا شیئ من حین تطلع الی ان تغرب وذالک احسن لزیتھا۔ (روح ج ۱۸ ص ۱۶۹) یوقد من شجرۃ الخ المصباح سے حال ہے اور شجرۃ سے پہلے مضاف مقدر ہے ای من زیت شجرۃ نور علی نور یعنی اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہوگئیں۔ چراغ میں تیل بھی زیتون کا ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چراغ اعلیٰ درجے کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کارسازی سارے جہان کے ذرے ذرے سے ظاہر و عیاں تھی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات کی ضیا پاشیوں سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

ر ۴۳ توحید پر نقلی دلیل ۱۲

ر ۴۴ جواب شبہ بطریق نقلی مذکور ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان و زمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباس رض نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چکنا ہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوتے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا ہے ف ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بدعمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بدعمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

فتح الرحمٰن ف حاصل این مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت و عبادت در دل مسلماناں حاصل می شود بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد بہت اشعار بآن مواظبت می فرماید ۱۲۔

نور علیٰ نور کا مصداق بنگیا یھدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے سارے جہان میں ظاہر وعیاں ہے۔ جہان کے ذرے ذرے سے اس کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چراغ کی روشنی وضوع و انجلاء کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کارساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ویضرب اللہ الامثال الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ھو اعلم بمن یستحق الھدایۃ ممن یستحق الاضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) ۴۳ فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقلی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف ومختار اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس کرتے ہیں۔ فی بیوت ظرف یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیھا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت وفیھا تکریر کقولک زید فی الدار جالس فیھا (بحر ج ۶ ص ۴۵۸) یا فی بیوت جزء مقدم ہے رجال نکرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اس کی توحید مراد ہے والمراد بالاذن الامر وبالرفع التعظیم (روح ج ۱۸ ص ۱۷۴) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما المراد بہ (بذکر اسمہ) توحیدہ عز وجل وھو قول لا الٰہ الا اللہ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۰) یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح وشام اس کی تسبیح و تقدیس کا وِرد کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادات ہی سے غافل ہوجائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے یخافون یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہوجائیں گے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیھم یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح وتقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی جزاء دے اور مزید فضل ومہربانی سے نوازے (روح) واللہ یرزق الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل وکرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزاء دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار وکارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزاء ہے ۴۴ والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہے کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب والے بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب یہ کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین وآسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت ودعا میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافر خانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالھم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قیعۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو لق ودق صحرا میں سفر کررہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بدحال ہوچکا ہو، دُور سے اُسے سراب نظر آئے جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سوا ریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام ونشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا رأی السراب من ھو محتاج الی الماء یحسبہ ماء فقصد لیشرب منہ فلما انتھی الیہ (لم یجدہ شیئا) فکذالک الکافر یحسب ان عمل عملا وانہ قد حصل شیئا فاذا وافی اللہ یوم القیٰمۃ وحاسبہ علیھا ونوقش علی افعالہ لم یجد شیئا بالکلیۃ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۶) ۴۵ حتی اذا الخ۔ حتیٰ غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد شبہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ محذوف ہوگا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائیں گے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انھیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کریگا ۴۶ او کظلمٰت الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات در ظلمات ہیں جس طرح ایک بہت ہی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں۔ ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک وجہالت کے ایسے ہی تہ بتہ اور موج در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رُشد وہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک وضلالت کے ان دبیز اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراپا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبھھا (اعمالھم) فی ظلمتھا وسوادھا لکونھا باطلۃ وخلوھا عن نور الحق بظلمات متراکمۃ من لج البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱۳) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمناک ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضاجوئی کے لئے ناچ وگانے کی نذر ومنت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناچ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان وقلم کی نوک پر لانے سے شرم وحیا مانع ہے

حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ وَكَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ

اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں

لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ

چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر ۴۷ اس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ

اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اسکو وہ سوجھے

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ

اور جس کو اللہ نے نہ دی روشنی اس کیواسطے کہیں نہیں روشنی ۴۸ کیا تو نے

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ

دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں ۴۸ آسمان و زمین میں اور اڑتے جانور

صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

پر کھولے ہوئے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى

جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور

اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ

اللہ ہی تک پھر جانا ہے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر ان کو ملا دیتا ہے

بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

پھر ان کو رکھتا ہے ۴۹ تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے

خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ ۢ

بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ

اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے

ع ۵ / ۱۱

۴۷ ومن لم یجعل الخ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نور توحید عطا نہیں فرمایا اور جس نے دنیا میں نیک کام نہیں کئے وہ آخرت میں بھی نور رحمت اور مغفرت سے محروم رہے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت عطا نہیں فرمایا اُسے اور کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ای من لم یشأ اللہ تعالیٰ ان یھدیہ اللہ سبحانہ لنورہ فی الدنیا فمالہ ھدایۃ ما من احد اصلا فیھا وقیل ومعنی الاٰیۃ من لم یکن لہ نور فی الدنیا فلا نور لہ فی الاٰخرۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۵)۔ ۴۸ الم تر الخ یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ساری ذی عقل اور غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ وللّٰہ ملک السمٰوٰت الخ زمین و آسمان کا مالک و مختار بھی وہی ہے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر من پر معطوف ہے۔ اور صافات اس سے حال ہے یعنی جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور جب رخ جاتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں "کلٌّ" کی تنوین مضاف الیہ سے عوض ہے ای کل واحد ممن ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تحمید کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیا علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل ومسبح صلاۃ نفسہ وتسبیحہ الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۸۷) ویراد بافرادھا (الطیر) بالصلوٰۃ والتسبیح ما الھمہ اللہ تعالیٰ کل واحد منھا من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵)۔ ۴۹ الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں کی مانند بادلوں میں سے اولے برساتا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے جب بجلی کوندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھوں کی روشنی ہی سلب کرلے۔ یہ سارا نظام اللہ ہی کے قبضے میں ہے یقلب اللیل والنھار الخ اس کے علاوہ رات دن کا انقلاب یعنی رات دن کی یکے بعد دیگرے آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی

(حاشیہ: ۴۸ دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل ۱۲ — دوسری عقلی دلیل)

موضح قرآن ف کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف حاصل ایں مثل آنست کہ اعمال کافر حبط شود و در آخرت آنرا ہیچ ثواب نباشد ۱۲ ف ۲ حاصل ایں مثل آنست کہ بر کافر ظلمات بہیمیہ متراکم شدہ است و انوار ملکیہ از وی بکلی معدوم شدہ است ۱۲۔

بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام تکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کارسازی، اس کا معبود برحق ہونا اور سارے عالم میں متصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبرۃ لاولی الابصار) ای دلالۃ لاھل العقل و البصائر علی قدرۃ اللہ و توحیدہ (خازن ج ۵ ص ۸۳)۔ یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل ہیں من جبال، من السماء سے بدل ہے اور جبال بادلوں سے کنایہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء۔۔۔۔ من جبال ای من قطع عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۱۸ ص ۱۹۰)

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ

ابھی اس کی بجلی کی کوندن لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾

رات اور دن کو اس میں دھیان کرنے کی جگہ ہے آنکھ والوں کو

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

اور اللہ نے بنایا ۵۰ ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے

عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ

اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ

ہر چیز کر سکتا ہے ۵۱ ہم نے اتاریں آیتیں کھول کھول کر بتلانے والی اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

۵۲ ہم نے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آگئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا

اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور جب

دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

ان کو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں فیصلہ کر دے تب ہی ایک فرقہ ان میں

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾

منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر

۵۰ واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوپائے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سارے جہان میں متصرف ہے ۵۱ ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہدایت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہوں گے ۵۲ ویقولون امنا الخ یہ منافقین پر شکوی ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو تک کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذا دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ چلو اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لھم الحق الخ لیکن اگر انہیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا تو دوڑ کر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعۃ طلبا لحقھم لا رضا بحکم رسولھم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) ۵۳ افی قلوبھم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا و رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ھم

حاشیہ: ر ۳ تیسری عقلی دلیل، تیسری بار اعادہ ترغیب، شکوہ و اعادہ احوال منافقین ۱۲

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ف۵۴ انما کان الخ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں اخروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو۔ مخلصین کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون وچرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس وپیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ ومن یطع اللہ الخ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے یخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈرے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے ویخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵)

ف۵۵ واقسموا الخ منافقین پر زجر ہے مع شکوی منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپکا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہوجائنگے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کنی کترا جاتے ہیں قل لا تقسموا الخ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرما دیا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعۃ معروفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدأ محذوف ای طاعتکم طاعۃ والجملۃ تعلیل للنھی کانہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعۃ لان طاعتکم طاعۃ معروفۃ بانھا واقعۃ باللسان فقط من غیر مواطأۃ من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ف۵۶ قل اطیعوا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرما دیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کروگے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑوگے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے۔ ای فان تتولوا فحذف احدی التائین

أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے ۵۳ یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا

اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾

ان پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۱

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائیے انکو اللہ اور رسول کیطرف

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

فیصلہ کرنے کو ان میں تو کہیں ہمنے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا

الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَ

بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور

يَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید

أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ

کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب ۵۵ کچھ چھوڑ کر نکل جائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا

چاہیئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو

اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۵۶ پھر اگر منہ پھیروگے تو اس کا ذمہ ہے

مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ

جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اسکا کہا مانو

تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ

تو راہ پاؤ اور پیغام لانیوالے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کرلیا اللہ نے

ع ۱۲

مومنین کی صفات اور ان کے لئے بشارت ۱۲

زجر بر منافقین ۱۲

منافقین کو اطاعت رسول کا حکم ۱۲

موضح قرآن ف ۱ دل میں روگ یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

(قرطبی ج ۱۲ صـ۲۹٦) یرید فان تتولوا فما ضررتموہ وانما ضررتم انفسکم (مدارک ج ۳ صـ۱۱٦) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ ہیں جو اُن کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر و احکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلئے اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کروگے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤگے اور ان کے احکام کی تعمیل کروگے تو فلاح دارین کی راہ پاؤگے اور دنیا و آخرت میں خوش و خرم رہوگے۔ ورنہ تمہاری سرکشی، شرارت اور منافقت سے پیغمبرؐ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کے ذمہ فریضۂ تبلیغ تھا جو اُس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ وما علی الرسول الا البلغ المبین التبلیغ الموضح فضرر عدم القبول لیس الا لکم (جامع صـ۳۱۱) ۵۷ وعد اللہ الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو دنیوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔ اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرما کر پورے فرما دیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہوگئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جبابرۂ مصر اور عمالقہ شام کو ہلاک کرکے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرکے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذین من قبلھم ای بنی اسرائیل حین اورثھم مصر والشام بعد ھلاک الجبابرۃ (بحر ج ٦ صـ۴٦۹) ۵۸ یعبدوننی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ متانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں ۵۷ انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دیگا انکو

فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ

ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور

لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ

جما دیگا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کیواسطے اور دے گا ان کو

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ

ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کرینگے ۵۸ شریک نہ کرینگے میرا

شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝55

کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اسکے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف۱ ف۲

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اور قائم رکھو نماز ۵۹ اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝56 لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ

تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کر یہ جو کافر ہیں تھکا دینگے ٦۰

فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝57 يٰٓاَيُّهَا

بھاگ کر ملک میں اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانیکی اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ

ایمان والو اجازت لیکر آئیں ٦۱ تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ف۳ اور

الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ

جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی

صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ

نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء

ع ۷ / ۱۳

سورت کے دوسرے حصے کی ابتداء ۱۲ — پہلا قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن ف۱ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عمالقہ پادشاہ ساخت ۱۲ ف۲ یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رض کردند مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمدہ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی غلامان و کنیزکان ۱۲۔

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کرینگے اور مجھے ہی سارے جہان کا متصرف وکارساز سمجھیں گے اور حاجات ومہمات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ففیہ دلالۃ علی ان الذین عناھم لا یتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشرک (کبیر ج ۶ ص ۴۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تخویف وتہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور ناقدری کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال وجان اور ان کی عزت وآبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھا لیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ قال اھل التفسیر اول من کفر بھذہ النعمۃ وجحد حقھا الذین قتلوا عثمان فلما قتلوہ غیر اللہ ما بھم وادخل علیھم الخوف حتی صاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوانا (خازن ج ۵ ص ۸۷) ۵۹ واقیموا الصلوۃ الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں عبادتیں تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطوف علی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا یضر الفصل وان طال (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) ۶۰ لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر وشرک میں منہمک اور ہمارے احکام سے بغاوت وسرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائیں گے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیئے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انھیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۟ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ
کی نماز سے پیچھے — یہ تین وقت بدن کھلنے کے ہیں تمہارے — کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر

جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ
ان وقتوں کے پیچھے — پھرا ہی کرتے ہو — ایک دوسرے کے پاس — یوں

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ
کھولتا ہے اللہ — تمہارے آگے باتیں — اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے — اور جب پہنچیں

الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
لڑکے ۲ — تم میں کے عقل کی حد کو تو ان کو ویسی ہی اجازت لینی چاہیئے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَ
اگلے — یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں — اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے — اور

الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جو بیٹھ رہی ہیں گھروں میں تمہاری عورتوں میں سے ۳ — جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی — ان پر گناہ نہیں

جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ
کہ — اتار رکھیں — اپنے کپڑے — یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار — اور اس

يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ
سے بھی بچیں — تو بہتر ہے ان کیلئے — اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ۳ — نہیں ہے

عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
اندھے پر ۴ — کچھ تکلیف — اور نہ لنگڑے پر تکلیف — اور نہ

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ
بیمار پر — کچھ تکلیف — اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر — کہ — کھاؤ — اپنے

بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
گھروں سے — یا اپنے باپ کے گھر سے — یا اپنی ماں کے گھر سے — یا اپنے

دوسرا حصہ اصلاح وتطہیر معاشرہ کیلئے تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر

موضح قرآن ف ۱ ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ف ۲ ویسی پروانگی جیسے جدے گھر والے ہر وقت خبر کر کر آویں ف ۳ یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ف ۴ یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ حاصل آنست کہ محارم واطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشند وعریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را واطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۲۔

جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی ۔ ۶۱ یاایھا الذین امنوا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت وعصمت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام وہدایات کا تتمہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہو چکی ہیں قیل ھذا رجوع الی تتمۃ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الآیات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص۳۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ خاوند بیوی میں مخالطت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور لونڈیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لینی چاہیئے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد لیس علیکم جناح الخ ان تینوں وقتوں کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافون علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد ورفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے یطوفون علیکم للخدمۃ وتطوفون علیھم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافضی الی حرج وھو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج ۳ ص۱۱۰) ۶۲ و اذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالے جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں معاشرت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۶۳ والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۶۴ لیس علی الاعمی الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی

عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ

پھوپی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی

مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا

کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر کر نہیں کچھ گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں ملکر

أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً

یا جدا ہو کر پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ

اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے آیتیں

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

تاکہ تم سمجھ لو ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر

وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا

اور اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اسکے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

جبتک اس سے اجازت نہ لیلیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ

مانتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے

فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ

تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کیواسطے اللہ سے

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کرو بلانا رسول کا

ربع

موضح قرآن ف یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے خاوند کا ہو تو اس کی مرضی چاہیئے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھئے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب مل کر کھایا کرو اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کھانا اور تقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نگاہبان و وکیل حفظ او باشد ۱۲ ف۲ یعنی اذنی کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند وحاجت اذن صریح نیست ۱۲۔

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شُبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شُبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انھیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگڑے اور مریض وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو وہ انھیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انھیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تھے اس کے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھانا لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیزوں یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلا دے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں (روح وغیرہ) جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھانا لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں ماں اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیٰحدہ رہتا ہو، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ او ما ملکتم مفاتحہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنجی بردار اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تصرف میں دے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھا پی سکتے ہو او صدیقکم اسی طرح اپنے گہرے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے لیس علیکم جناح الخ اور اس میں بھی کوئی تنگی نہیں کہ تم سب مل کر ہی کھاؤ یا جدا جدا کھاؤ یعنی دونوں طرح اجازت ہے اگرچہ مل کر کھانا افضل اور باعث برکت ہے۔ فهذه رخصة من الله تعالیٰ فی ان یاکل الرجل وحده ومع الجماعة وان كان الاكل مع الجماعة ابرك وافضل (ابن کثیر ج ۳ ص۳۰۵) **۶۵** فاذا دخلتم الخ مہمان گھر میں داخل ہونے کا ادب سکھایا گیا علیٰ انفسکم آپس میں ایک دوسرے پر جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا فاقتلوا انفسکم یعنی توبہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو عن الحسن المعنی فلیسلم بعضکم علیٰ بعض نظیر قوله تعالیٰ فاقتلوا انفسکم (روح ج ۱۸ ص۲۲۳)

بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اپنے اندر برابر اس کو جو بلاتا ہے ۶۸ تم میں ایک دوسرے کو۔ اللہ جانتا ہے ۶۸ ان لوگوں کو

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

تم میں سے جو سٹک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

اس کے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

عذاب دردناک ف سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ

اور زمین میں ۶۹ اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن ۶۹

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

پھیرے جائینگے اس کی طرف تو بتائیگا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۶۴

چیز کو جانتا ہے

۹ ع ۳ ۱۵

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ۱ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ

بڑی برکت ہے اس کی جس نے ۲ اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَۨا ۝۱ الَّذِيْ لَهٗ

تاکہ رہے جہان والوں کیلئے ڈرانیوالا وہ کہ جس کی ہے

ر ۱ بیان حال منافقین ر ۲ تخویف اخروی ۱۲ ر ۳ آخر میں دعوے کے دونوں جز کا ذکر ۱۲ ر ۴ دعوی سورت ۱۲ ر ۵ دعوی سورت پہلی عقلی دلیل ۱۲ ر ۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲

حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ اُبھر آتا ہے وصفها بالبرکة لان فیها الدعاء واستجلاب مودة المسلم علیه ووصفها ایضا بالطیب لان سامعها یستطیبها (قرطبی ج ۱۲ ص۳۱۹) کذلک یبین الله الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام

موضح قرآن ف حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیئے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

شریعت اور آداب معاشرت کھول کر اور واضح کرکے بیان کرتا ہے تاکہ ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام دینا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک وہاں حاضر ہوتی ہے یہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ۶۶؎ انما المومنون الخ یہ دوسرے حصے میں مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی اہم کام اور ضروری مقصد کے لئے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہوتے ہیں تو آپ سے اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے اس لئے ایسے مواقع میں جو لوگ آپ سے اجازت لیکر مجلس سے نکلتے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں مخلص مومن ہیں اس لئے جب کبھی وہ آپ سے اپنے کسی نجی کام کے لئے جانے کی اجازت طلب کریں تو جس کا عذر آپ معقول جانیں یا جسے مناسب سمجھیں اجازت فرما دیا کریں اور ان کے لئے استغفار بھی کریں کیونکہ نجی کام کے لئے اٹھ کر جانا اپنے اندر دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا شائبہ رکھتا ہے تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس قصور کی تلافی ہو سکے ۶۷؎ لا تجعلوا الخ یہ بھی ادب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب خدا کا پیغمبر تمہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جایا کرو اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر یا سستی نہ کیا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو جب آپ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ تو جہاں آپ حکم دیں وہاں بیٹھو اور جب اجازت دیں تب اٹھو۔ اس صورت میں دعاء مصدر کی طرف مضاف ہوگا۔ ای اذا احتاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اجتماعکم عندہ لامر فدعاکم فلا تفرقوا منہ الا باذنہ ولا تقیسوا دعاءہ ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۰) یا دعاء اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کو آواز دیتے وقت آپ کے ادب و تعظیم کا خیال رکھو۔ نہ آپکا نام لیکر آواز دو نہ دور سے اور بلند آواز سے پکارو۔ بعض لوگ آپ کو یا محمد کہہ کر آواز دیتے تھے اور بعض دیہاتی چلا کر آپکو پکارتے ان باتوں سے منع کیا گیا کیونکہ ادب پیغمبر کے خلاف ہیں۔ یرید یصیح من بعید یا ابا القاسم بل عظموہ کما فی الحجرات ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیۃ وقال سعید بن جبیر ومجاھد المعنی قولوا یا رسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یا محمد بتجھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۲۲) ۶۸؎ قد یعلم الخ مخلصین کے مقابلے میں منافقین کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ مخلص مومن تو اجازت کے بغیر حضور علیہ السلام کی مجلس سے نہیں اٹھتے لیکن منافقین موقع پاکر کسی دوسرے اجازت لے کر جانے والے کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھیں ان کی خفیف حرکتیں اس سے چھپی ہوئی ہیں۔ لواذا مصدر بمعنی اسم فاعل یتسللون کے فاعل سے حال ہے یعنی دوسروں کی آڑ میں چھپ کر نکلتے ہیں بان یستتر بعضھم ببعض حتی یخرج (روح ج ۱۸ ص ۲۲۶) فلیحذر الذین یخالفون الخ یہ ان منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر نکل جاتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہیں انھیں دنیا ہی میں اس کی سزا نہ مل جائے یا آخرت میں انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ (ان تصیبھم فتنۃ) ای لئلا تصیبھم فتنۃ ای بلاء (عذاب الیم) ای وجیع فی الآخرۃ (خازن ج ۵ ص ۹۲) ۶۹؎ الا ان للہ الخ آخر میں دعوئ توحید کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی یعنی سارے جہان کا مالک، متصرف فی الامور اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں للہ ما فی السموت والارض یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا مخلوق و مملوک اور اسی کے زیر تصرف ہے من الموجودات باسرھا خلقا وملکا وتصرفا ایجادا واعداما وابداء واعادۃ لا لاحد غیرہ شرکۃ او استقلالا (روح ج ۱۸ ص ۲۲۵) ۷۰؎ قد یعلم الخ وہ تمہارے تمام موجودہ حالات و کوائف کو بخوبی جانتا ہے تمہارا اخلاص و نفاق بھی اسے معلوم ہے اس لئے قیامت کے دن جب تم سب اس کے پاس جمع ہوگے تو وہ تمہارے اعمال ظاہرہ و باطنہ کی پوری تفصیلات سے تمہیں آگاہ کردے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے اخلاص و نفاق کے مطابق اس کے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ یہ منافقین کے لئے تخویف و تہدید ہے قد یعلم ما انتم علیہ ای من مخالفۃ امر اللہ وامر رسولہ وفیہ تھدید ووعید والظاھر ان الخطاب للمنافقین (بحر ج ۶ ص ۴۷۷) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ نور میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱:۔ ان الذین جآءو بالافک عصبۃ الخ (ع ۲) نفی علم غیب از نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

۲:۔ اللہ نور السموٰت والارض الخ (ع ۵) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

۳:۔ الم تر ان اللہ یزجی سحابا ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر (ع ۶) نفی شرک فی التصرف

۴:۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ لا یشرکون بی شیئا (ع ۷) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت دنیوی

۵:۔ حد زنا، حد قذف، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔

۶:۔ مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔

۷:۔ آداب و حقوق رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔

؎ آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے صبح سورہ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ دائماً ابداً۔ سجاد بخاری

سورۃ الفرقان

ربط نامی ربط۔ سورۂ نور میں فرمایا اللہ نور السموٰت والارض یعنی مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورۂ فرقان میں فرمایا تبٰرک الذی نزل الفرقان الخ یعنی یہی نور توحید حق و باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط: سورۂ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ لم یتخذ ولدا یعنی سارے جہان کا خالق، سارے عالم کا مدبر اور تمام امور میں متصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے، مصائب ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں منتیں دو۔ اب سورۂ فرقان سے سورۂ سبا تک بطور ثمرہ ونتیجہ یہ بیان ہوگا کہ جب کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں تو برکات دہندہ اور ہر خیر وبرکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہذا اسی کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورت کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر وبرکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اول ابتداء سورت تبارک الذی نزل الفرقان الخ میں۔ دوم تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سوم تبٰرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) میں۔ تیسری بار ذکر دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ الخ فرمایا یعنی برکات دہندہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموٰت والارض الخ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ وتصرف میں سارا جہان ہے اور جسکا کوئی نائب وشریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شیئ الخ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات دہندہ ہے اسکے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعوے پر عقلی دلیلوں کے بعد واتخذوا من دونہ الخ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بےبس بندوں کو متصرف ومختار اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات دہندہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت وحیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا الخ یہ شکویٰ اولیٰ ہے مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے واعانہ علیہ الخ یہ دوسرا شکویٰ ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکویٰ ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو صبح وشام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی الخ یہ تینوں شکووں کا جواب ہے اور اصل دعویٰ پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعویٰ کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصے کہانیاں ہے، بلکہ یہ دعویٰ اور یہ قرآن اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر وباطن کو جانتا ہے۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا مال ھٰذا الرسول الخ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھاتا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہوسکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہیئے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک الخ۔ پانچواں شکویٰ۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیجدیا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ او یلقٰی الیہ کنز الخ چھٹا شکویٰ۔ رسول کی تو بڑی ٹھاٹھ اور شان وشوکت ہونی چاہیے، وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہیئے۔ ان تینوں شکووں کے جوابات لف ونشر غیر مرتب کے طور پر آگے آرہے ہیں۔ وقال الظٰلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے۔ تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف ونشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعیم آخرت آپ کے لئے شوکت دنیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعۃ ۔ تا ۔ ثبورا کثیرا تخویف اخروی ہے۔ قل اذٰلک خیر ۔ تا ۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے۔ یوم یحشرھم ۔ تا ۔ نذقہ عذابا کبیرا مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں تھے۔ برکات دہندہ اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین ۔ تا ۔ وکان ربک بصیرا یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب لوازم بشریہ سے متصف تھے، ہماری سنت جاریہ یہی ہے وقال الذین لا یرجون الخ (ع ۳) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے جو ہمارے پاس آکر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے، یہ زائد بات ہے یوم یرون الملئکۃ الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصحٰب الجنۃ یومئذ الخ بشارت اخروی۔ ویوم تشقق السماء ۔ تا ۔ ھٰذا القراٰن مھجورا تخویف اخروی۔ وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوا الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال

الذین کفروا لولا نزل علیه الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کرکے خود بناتے ہو کذالک لنثبت به فؤادك الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولا یاتونك بمثل الخ ساتوں شکووں کا جواب دے کر فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجوههم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر یہی دعوی تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے اُن کو ہلاک کردیا گیا۔ ولقد اتینا موسی الکتب الخ (ع ۴) یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تخویف دنیوی۔ وعادا و ثمودا۔ تا۔ وکلا تبرنا تتبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تخویف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریة الخ ساتویں نقلی دلیل واذا راوك۔ تا۔ بل هم اضل سبیلا زجریں ہیں۔ الم تر الی ربك کیف مد الظل الخ (ع ۵) یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وهو الذی جعل لکم الیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وهو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آٹھویں عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہوجاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنه بینهم لیذکروا الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وهو الذی مرج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکٹھے چلتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وهو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرۂ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ویعبدون من دون الله الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وما ارسلنك الا مبشرا و نذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الحی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندۂ جاوید ہے۔ الذی خلق السموت والارض الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سارے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سارے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہٰذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذا قیل لهم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدائے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبرك الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعوی پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آرہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وهو الذی جعل الیل والنهار الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئك یجزون الغرفة۔ تا۔ حسنت مستقرا ومقاما میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی الخ۔ تخویف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات بابرکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھاتا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیئے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسکی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں آپکو بے حد و حساب انعام و اکرام سے نوازے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کرنے سے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہوگیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کرینگے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوگیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک و شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیبؑ اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنہیں ان کے انکار و جحود کی وجہ سے ہلاک کردیا گیا۔

مختصر خلاصہ دعوی سورت کا تین بار ذکر، دعوی سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعوی مذکورہ کے بارے میں سات شکووں اور شبہوں کے جوابات زجر و تخویف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

ٱلَّذِي لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِي ٱلْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُۥ تَقْدِيرًا ﴿٢﴾ وَٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوٰةً وَلَا نُشُورًا ﴿٣﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ إِفْكٌ ٱفْتَرَىٰهُ وَأَعَانَهُۥ عَلَيْهِ قَوْمٌ ءَاخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَآءُو ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوٓا۟ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ٱكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ قُلْ أَنزَلَهُ ٱلَّذِي يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٦﴾ وَقَالُوا۟ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأْكُلُ ٱلطَّعَامَ

سلطنت ۴؎ آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی اسکا ساجھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو ماپ کر اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بنائے کچھ چیز ۵؎ اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں بُرے کے اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے اور کہنے لگے ۶؎ جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے اور ساتھ دیا ہے اس کا اور لوگوں نے سو آگئے بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اسنے لکھ رکھا ہے سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اسکے پاس صبح اور شام ف۱ تو کہہ ۷؎ اسکو اتارا ہے اس نے جو جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور کہنے لگے ۸؎ یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

منزل ۴

۱؎ تیسری عقلی دلیل ۱۲

۲؎ زجر بطور شکوی ۲؎ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۳؎ شکوی ۱۲

۴؎ شکوی ۱۲

۵؎ جواب ہر سہ شکوی و پانچویں عقلی دلیل

۶؎ شبہہ منکرین ...

معانقہ ۱۰

۲؎ تبارك الخ یہ دعوی سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منفعت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاء بکل برکۃ وخیر (خازن ج ۵ ص ۹۳) عن ابن عباس معناہ جاء بکل برکۃ دلیلہ قول الحسن مجئ البرکۃ من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ تعالی ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارك) غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ وھذا الفعل لا یستعمل فی الاغلب الی غیرہ تعالی (روح ج ۱۸ ص ۲۳۲) وھی کلمۃ تعظیم لہ لا تستعمل الا للہ وحدہ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) ۳؎ الذی نزل الخ یہ دعوی سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے معرض علت میں ہے۔ الفرقان سے مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے سماہ ھٰھنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل والھدی والضلال والغی والرشاد والحلال والحرام (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۶) لیکون للعلمین نذیرا۔ اللہ نے اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالی تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلاشبہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۴؎ الذی لہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی اسکا نائب اور شریک نہیں لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق کل شیٔ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی متمکن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہوگا؟ ہرگز نہیں! لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لم یتخذ ولدا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسبی ولدیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ یہود و نصاری اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلۂ اولاد سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور کار مختار نہیں بنا رکھا۔ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (روح ۱۸ ص ۲۳۲) ولم یتخذ ولدا الظاھر نفی الاتخاذ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (بحر ج ۶ ص ۴۸۴) ولم یتخذ ولدا فبین سبحانہ انہ ھو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبودا ووارثا للملك عنہ (کبیر ج ۶ ص ۴۳۵) فقدرہ تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک اندازے کیسا تھ وہی رکھتا ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا؟ ۵؎ واتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے ضدی ہیں کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ الٰہ اور برکات دہندہ

موضح قرآن ف۱ اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافروں کہنے لگے ف۲ یعنی ابھی بخشش اور مہر ہی سے یہ اتارا۔

وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ
اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا

مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ
اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آ پڑتا اسکے پاس ف خزانہ یا ہو جاتا اس کیلئے ایک باغ

يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا
کھایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد

مَسْحُورًا ﴿٨﴾ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا
جادو مارے کی دیکھ کیسی بٹھلاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ
اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو کر دے

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی ہیں ان کے

الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ
نہریں اور کر دے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت

وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾ إِذَا رَأَتْهُمْ
کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جب وہ دیکھے گی انکو

مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا
دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھنجھلانا اور چلانا اور جب ڈالے جائیں گے

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ
اسکے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئی بندھے ہوئے پکار دینگے اس جگہ موت کو مت پکارو آج

ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ
ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے ف تو کہہ یہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

وہی ہو سکتا ہے جو ان مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود چونکہ ان صفات سے عاری ہیں اس لئے خیر و برکت بھی ان کے اختیار میں نہیں ۶ وقال الذین کفروا الخ یہ پہلا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعوی کہ "برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے" اس کا خود ساختہ ہے، اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ واعانہ علیہ قوم اٰخرون یہ دوسرا شکوی ہے اور اس خیال کی ساخت پرداخت میں کئی دوسرے لوگ بھی اس کے معاون ہیں۔ فقد جاء و ظلما و زورا یہ ادخال الٰہی ہے اس میں مشرکین کے قول مذکور کو سراسر بے انصافی اور جھوٹ قرار دیا گیا۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ قرآن تو محض اگلے لوگوں کے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے بس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیر سے وہی اس کے سامنے پڑھا اور رٹا جاتا ہے **۷** قل انزلہ الخ یہ تینوں مذکورہ شکووں کا جواب ہے نیز دعوی سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعوی اور یہ قرآن جو اس دعوی کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعوی مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سارے جہان کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگذر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیمھلھم ولا یعاجلھم بالعقوبۃ وان استوجبوھا بمکابرتھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں **۸** وقالوا مال الخ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کاٹتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اسکو نبوت مل گئی۔ واذا کان کذلک فمن این لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز عنا بالنبوۃ (خازن ج ۵ ص ۹۳) لولا انزل الیہ الخ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا ہی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ھلا انزل الیہ ملک من عند اللہ فیکون لہ شاھدا علی صدق ما یدعیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۱) **۹** او یلقی الخ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض از راہ عناد و مکابرہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبر مان کر اس کی پیروی کر رہے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (اعیاذا باللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینو

ع ۱۴

۲ ر ابع ت پانچواں شکوی ۱۲ -
۳ ت چھٹا شکوی ۱۲ -
ت دعوی سورت و اعادہ دعوی ۔
ہ چھٹے شکوی کا جواب ۱۲ -
ر ۴ تخویف اخروی ۱۲ -
ر ۵ بشارت اخروی ۱۲ -

موضح قرآن ف یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

شکووں کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لف ونشر غیر مرتب ۔ تبٰرک الذی الخ یہ دعوی سورت کا اعادہ ہے اور لف ونشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دیئے تو اس میں بھی اس کی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شآء جعل میں اِن شک کے لئے نہیں بلکہ بمعنی اذا ہے اور ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالیٰ مختار ہے جب چاہیگا آخرت میں ایسا کریگا۔ بل کذبوا بالساعۃ الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخرت کے منکر ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت اور باغات کیوں نہیں دیئے گئے یا مطلب ہے کہ وہ نہ صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدنا لمن کذب سے وادعوا ثبورا کثیرا تک منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے ۱۱ اذا رأتھم الخ یہ آتش جہنم کی شدت کا بیان ہے رأت کی ضمیر جہنم کی طرف راجع ہے۔ قیامت کے دن جب جہنم کی آگ دور سے دوزخیوں کے سامنے ہوگی اور وہ اسے دیکھ لیں گے تو اس کا غیظ وغضب اس قدر جوش میں آجائیگا کہ وہ دور ہی سے اس کی غضبناک آوازیں اور خوفناک پھنکاریں سن کر دہشت زدہ ہو جائیں گے زفیر سے آتش جہنم کی وہ خوفناک آواز مراد ہے جو اس کے شدید جوش اور غلیان سے پیدا ہوگی۔ سمعوا صوت طیبھا واشتعالھا (بحر ج ۶ ص ۴۸۵) واذا القوا منھا الخ مکانا مفعول فیہ ہے اور منھا اس سے حال مقدم ہے۔ ای فی مکان فھو منصوب علی الظرفیۃ و(منھا) حال منہ (روح ج ۱۸ ص ۲۴۳) مقرنین، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے ثبورا ہلاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈالدیا جائے گا تو وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضح القرآن) ۱۲ قل اذٰلک خیر۔ تا۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انھیں بطور جزاء ملیگا

الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ⑮ لَهُمْ فِيْهَا

جس کا وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کو وہاں

مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْــــُٔوْلًا ⑯ وَيَوْمَ

ہے جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ف۱ اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ

جمع کر بلائے گا انکو اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر اُن سے کہیگا کیا تم نے بہکایا

عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ⑰ۭ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ

میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم سے

يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ

بن نہ آتا تھا کہ پکڑلیں کسی کو تیرے بغیر رفیق لیکن تو انکو فائدہ پہنچاتا رہا

وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ⑱ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ

اور انکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونیوالے سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو

بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ

تمہاری بات میں ف۱ اب نہ تم لوٹا سکتے ہو ف۲ اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں گنہگار

مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ⑲ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ

ہے اسکو ہم مزہ چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ف۳

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ

رسول سب کھاتے تھے کھانا اور

يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ

پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے

فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ⑳

جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف۳

ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

منزل ۴

حاشیہ: ۱۲ تخویف اخروی ۔ ۱۳ جواب ہے ۔ ۱۴ تنبیہ ۔

اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذی عقل فیصلہ کر سکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہئے جو جنت کی طرف لے جائے لھم فیھا الخ جنت کے مزید عیش وآرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک سے حال ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے ذمے ہے۔ تفسیر حسینی میں ہے ف۲ یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ف۳ پیغمبروں کا فروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

ترجیح اس کو ہے کہ یشاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدا مسئولا اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی وحمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی لہذا مسئولیت یہاں وعدے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کنایۃ عن کونہ امرا عظیما ویجوز ان یراد کون الموعود مسئولا حقیقۃ بمعنی یسألہ الناس فی دعائھم بقولھم ربنا اٰتینا ما وعدتنا علی رسلک الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۴۷) ۱۳ ویوم یحشرھم الخ یہ تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ ویعبدون من دون اللہ سے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارا گیا۔ یرید المعبودین من الملائکۃ والمسیح وعزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲۳) قال الجمہور من عُبِدَ ممن یعقل ممن لم یأمر بعبادتہ کالملائکۃ وعیسیٰ وعزیر وھو الاظھر (بحر ج ۶ ص ۴۸۸) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو جو دنیا میں تمہیں کارساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی؟ یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ قالوا سبحٰنک الخ اللہ کے وہ نیک بندے بصد عجز و نیاز عرض کریں گے بارِ الٰہا! تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے لئے بھی کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کارسازی اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ما کان لنا ان نأمرھم بعبادتنا ونحن نعبدک ونحن عبیدک (معالم و خازن ج ۵ ص ۹۶) ۱۴ ولکن متعتھم الخ اے ہمارے پروردگار ان گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ ظالم پکارتے تو رہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا رہا یہانتک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے وکانوا قوما بورا اس طرح شقاوت اور بدبختی ان پر غالب آ گئی اور وہ گمراہ ہو کر ہلاک ہو گئے۔ الٰھی انت الذی اعطیتہ جمیع مطالبہ من الدنیا حتی صار کالغریق فی بحر الشھوات واستغرق فیھا صار صادا لہ عن التوجہ الی طاعتک والاشتغال بخدمتک (کبیر ج ۶ ص ۴۵۹) ۱۵ فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے فیقال لھم مقدر ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے ۱۶ وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا

اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں جس دن ۱۸ دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ

بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا

خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے

مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ

کوئی آڑ اور ہم پہنچے ۱۹ ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑتی ہوئی بہشت کے لوگوں ۲۰ کا اسدن

خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ

خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جس دن پھٹ جائے

السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾

آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ

بادشاہی اسدن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ

وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

کاٹ کاٹ کھائیگا گنہگار ۲۱ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

۲۳ بشارت اخروی

۲۴ تخویف اخروی ۱۲

کہا جائے گا کہ دیکھ لو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلا دیا ہے تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے کارساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انہیں تمہاری پکار کی خبر تک نہ تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (سورہ یونس ع ۳) فما تستطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکیں گے اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ ومن یظلم منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین سے یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر و شرک کرے گا اسے ہم

فتح الرحمٰن ۱۵ یعنی آسمان بہ ہیئت معتدہ خود باشد اما ابرنا گاہ منشق شود ۱۲۔

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایہا المکلفون ویعبد من دون اللہ تعالی الہا آخر کہؤلاء الکفرۃ الخ (روح ج ۸ ص۱۰
۱۶ وما ارسلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی رسل سابقین علیہم السلام، جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جائے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہو جائیگی حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی اور اچنبھے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے یعنی کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان وابتلاء مقصود ہے اتصبرون کیا تم اس ابتلاء پر صبر کرو گے؟ استفہام سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالی سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای محنۃ وابتلاء وھذا تصبیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عما عیروہ بہ من الفقر ومشیہ فی الاسواق یعنی انہ جعل الاغنیاء فتنۃ للفقراء نیغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص۱۲۴)
۱۷ وقال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے برائے بیان زیادت یعنی او نری ربنا۔ مشرکین جو منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہ حکم صادر فرمائے۔ لولا انزل علینا الملائکۃ فتخبرونا انک رسول حقا او نری ربنا فیخبرنا بذلک (بحر ج ۶ ص۴۹۴) لقد استکبروا فی انفسھم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے ۱۸
یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا حجرا مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہارھا ومحجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۳ ص۱۲۵) ۱۹ وقدمنا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قدمنا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قدمنا ای عمدنا (مظہری ج ۷ ص۱۳) ھباء غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم وخازن ج ۵ ص۹۵) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ رحم وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملیگا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾
رستہ اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست
لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ
اس نے تو بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے۔ اور ہے
الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ
شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے ف۱
يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾
اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ
اور اسی طرح ف۲ رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے
وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ
اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو اور مدد کرنے کو ف اور کہنے لگے ف۳
الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا
وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ
ایک جگہ ہو کر اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہم نے اس کو
تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ
ٹھہر ٹھہر کر ف اور ف۴ نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ کو ٹھیک بات
وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ
اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھیر کر لائے جائیں گے ف۵ اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر
إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾
دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سے

مراتی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

تخویف اخروی

موضح قرآن ف۱ یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لاوے گا ف۲ یعنی مرتبات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت رہے۔

جس سے مشرکین وکفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں ھباء منثورا ای باطلا لاثواب لہ لفوات شرط الثواب علیہ من الایمان و الاخلاص للہ تعالیٰ (مظہری) ۲۰ اصحب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقرا رہنے سہنے کی جگہ مقیلا استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن ایمان والوں کو رہنے سہنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ ویوم تشقق السماء الخ یہ تخویف اخروی ہے الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئیگی اسطرح ونزل الملئکۃ تنزیلا ما قبل کا بیان ہے اور واؤ تفسیریہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملک یومئذ الحق الخ بادشاہ تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہوجائیگا کہ بیشک آج بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافگندہ کھڑے ہیں۔ وکان یوما الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسیرا کے متعلق ہے ۲۱ ویوم یعض الخ قیامت کے دن مشرکین وکفار حسرت وندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لاکر اللہ کی توحید اور اس کے برکات دہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویلتی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک ور اور ھنادید کفر سے دوستی نہ گانٹھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لقد اضلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعوی تبارک سے ہٹا دیا۔ خذولا خوار کرنے والا۔ شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کرکے ان کو شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا اور آخرت میں برکات دہندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ معبود اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذولا ھو مبالغۃ من الخذلان ای من عادۃ الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) ۲۲ وقال الرسول الخ الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار وطغیان اور عناد وعدوان دیکھ کر اظہار افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد وعناد اور رد وانکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لما اکثروا من الاعتراضات الفاسدۃ ووجوہ التعنت ضاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یا رب..... اکثر المفسرین انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابومسلم بل المراد ان الرسول علیہ السلام یقول فی الاخرۃ..... والاول اولی لانہ موافق للفظ الخ (کبیر ج ۶ ص ۴۷۲) ۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد وعناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداوۃ قومہ وکفاک بی ھادیا الی طریق قہرھم والانتصار منھم وناصرا لک علیھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۴ وقال الذین الخ ساتواں شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کرکے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کرکے بناتا اور لوگوں کو سناتا ہے کذلک لنثبت بہ الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنا یہ شبہہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ اسے آسانی کے ساتھ یاد کرسکیں ورتلناہ ترتیلا یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے ترسل وترتیل کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک) ۲۵ ولا یاتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب وغریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا سات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور اعتراض فاسد وارد کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کردے گا۔ ولا یاتونک بمثل بسؤال عجیب من سؤالاتھم الباطلۃ کانہ مثل فی البطلان الا اتینک نحن بالجواب الحق الذی لا محید عنہ..... وما ھو احسن تکشیفا لما بعثت علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۶ ص ۴۹۷) ۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ محض ضد وعناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور لایعنی اعتراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مونہوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی دور ہیں۔ ضد وعناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کردیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہوچکا ہے۔

۲۷؎ ولقد اتینا الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعویٰ کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیلوں میں اگرچہ دعوے کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبارک سے دعویٰ ذکر کردیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعوے کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہمنے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دے کر انکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کردیا۔ و قوم نوح الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پیغام توحید لائے، قوم نے تکذیب کی تو انہیں بھی غرق کرکے آئندہ نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ وعادا و ثمودا۔ تا۔ وقرونا بین ذلک کثیرا یہ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ہیں قوم عاد کی طرف ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اصحاب الرس کی طرف شعیب علیہ السلام کو اور ان اقوام کے درمیانی زمانوں میں کئی دوسری قوموں کے پاس کئی پیغمبروں کو بھیجا گیا ان قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو ٹھکرایا تو ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ وکلا ضربنا لھم الخ ان تمام قوموں کے پاس ہم نے پیغمبروں کے ذریعے دلائل و براہین اور امثال و اشباہ سے مسئلہ توحید کو واضح کیا مگر ان معاند اقوام نے پھر بھی انکار کردیا تو ہم نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ ۲۸؎ ولقد اتوا الخ یہ ساتویں نقلی دلیل ہے اتوا کی ضمیر اہل مکہ سے کنایہ ہے اور القریۃ سے قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں جن پر پتھروں کی بارش کرکے اللہ نے ان کو برباد کیا تھا۔ مشرکین ملک شام کی طرف جاتے ہوئے ان بستیوں کے پاس سے گذرتے تھے افلم یکونوا یرونھا۔ کیا مشرکین مکہ نے ان تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا؟ استفہام انکاری ہے یعنی خوب دیکھا ہے مگر پھر بھی عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے یعنی اذا مروا بھم فی اسفارھم فیعتبروا و یتفکروا لان مدائن قوم لوط کانت علی طریقھم عند ممرھم الی الشام (معالم و خازن ج ۵ ص ۸۲) بل کانوا لایرجون نشورا ہلاک شدہ اقوام کی بستیوں کو دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے کیونکہ حشر و نشر پر ان کا ایمان نہیں، وہ آخرت کے حساب و عذاب سے مطمئن ہیں اور عذاب جہنم کا ان کے دلوں میں کوئی خوف نہیں بل کانوا قوما کفرۃ بالبعث لا یخافون بعثا فلا یؤمنون (مدارک ج ۳ ص ۱۲۵) لا یرجون ای لا یخافون او لا یعتقدون ۲۹؎ و اذا راوک الخ یہ شکوی ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جمے نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کردیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم پکے رہے یعنون انہ کاد یفتنھم عن عبادۃ الاصنام لولا ان صبروا و تجلدوا و استمروا علیھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۹) وسوف یعلمون الخ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ
اور ہمنے دی تھی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہمنے اس کیساتھ اسکا بھائی
هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِیْنَ
ہارون کام بٹانیوالا پھر کہا ہمنے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس
كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ﴿۳۶﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ
جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو پھر دے مارا ہمنے انکو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو
لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ہمنے انکو ڈبودیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں
اٰیَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۷﴾ وَّ عَادًا
نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہمنے گنہگاروں کیواسطے عذاب دردناک اور عاد کو
وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ
اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں
كَثِیْرًا ﴿۳۸﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا
بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہمنے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہمنے
تَتْبِیْرًا ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ
غارت کر کر اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر برسا
مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا
برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر
لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ
امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں انکو تجھ سے
اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾
مگر ٹھٹھے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

ر۱ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ۱۲ ر۲ دوسری نقلی دلیل ۱۲ ر۳ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ۱۲ ر۴ ساتویں نقلی دلیل ۱۲ ر۵ شکوی ۱۲

موضح قرآن ؎ کنوے والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوے میں موندا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول . . . . خلاص ہوا۔

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا گمراہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے **۳۰ہ** ارأیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودان باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کاد لیضلنا عن الھتنا بھی قرینہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالآیۃ شاملۃ لمن عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ھواہ ولمن اطاع الھوی فی سائر المعاصی وھو الذی یقتضیہ کلام الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲) اسی مفہوم کی ایک آیت سورۂ جاثیہ (ع ۳) میں ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ام تحسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں ؟ نہیں نہیں !! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لانھم لا یلقون الی استماع الحق اذنا ولا الی تدبرہ عقلا و مشبھین بالانعام التی ھی مثل فی الغفلۃ والضلالۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) **۳۱ہ** الم تر الی ربک الخ یہ دعویٰ سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور سمیٹتا ہے اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹتا بڑھتا ہے وھو الذی جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، نیند کو باعث راحت اور دن کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا وھو الذی ارسل الریاح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار ہوائیں چلاتا ہے جو باران رحمت کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر وہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں —

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا

یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے

عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ

ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ

کہ کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو نے اس شخص کو جس نے پوجنا اپنی

هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ

کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ یا تو خیال رکھتا ہے

أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ

کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ

إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ

برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے تو نے نہیں

تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ

دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو ف۱ اور اگر چاہتا تو اس کو

سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ

ٹھہرا رکھتا پھر ہمنے مقرر کیا سورج کو اسکا راہ بتلانے والا ف۲ پھر

قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي

کھینچ لیا ہمنے اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَ

بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ

دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلائیں

ع ۲

ا ۳ دعویٰ سورت پر چھٹی عقلی دلیل ۱۲۔

ا ۳ ساتویں عقلی دلیل ۱۲۔

ا ۳ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲۔

موضح قرآن ف اول ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آلگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اول روز ۱۲ ف۲ یعنی بہر صفت کہ آفتاب تقاضا میکند می رود ۱۲۔

اناسی، انسی کی جمع ہے جیساکہ کراسی، کرسی کی۔ (مدارک) ۳۲ ولقد صرفنٰہ الخ یہ زجر ہے یعنی ہم دعوی توحید کو گوناگون دلائل سے اور مختلف اسالیب بیان سے واضح کرکے بتاتے ہیں تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور اسے سمجھ لیں مگر اکثر لوگ پھر بھی انکار کرتے ہیں ۳۳ ولو شئنا الخ یہ تسلی ہے یعنی اگر ہم چاہتے تو تبلیغ رسالت کاکام آپ سے ہلکا کردیتے اور مختلف شہروں میں متعدد انبیاء بھیجدیتے لیکن ہم نے فیصلہ کرلیا کہ اب سارے جہان کی رسالت کا شرف آپ ہی کو عطاء کیاجائے تاکہ آپکا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلےٰ اور آپکا اجر و ثواب سب سے اعظم ہو۔ اس لئے آپ کافروں کی کوئی بات نہ مانئیں اور

الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ

ہوائیں خوش خبری لانیوالیاں اسکی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا

آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اس سے مرے ہوئے دیس کو

وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾

اور پلائیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى

اور ۳۲ طرح طرح سے تقسیم کیا ہمنے اسکو انکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے

اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا

بہت لوگ بدون ناشکری کئے اور اگر ۳۳ ہم چاہتے تو اٹھاتے

فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ

اور مقابلہ کر انکا اسکے ۳۴ بڑے زور کا ف اور وہی ہے

الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ

جس نے ۳۵ ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانیوالا اور یہ کھاری

اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا

اور وہی ہے جس نے بنایا ۳۵ پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اسکیلئے جد

وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کرسکتا ہے ف اور پوجتے ہیں ۳۶ اللہ کو چھوڑ کر

ر ۱ زجر ۱۲ — ر ۲ تسلیہ ۱۲ — ر ۳ نویں عقلی دلیل ۱۲ — دسویں عقلی دلیل ۱۲ — شکوی بطور زجر ۱۲

اور قرآن کے دلائل سے ان کے ساتھ خوب جہاد کریں اور ہرگز ہمت نہ ہاریں کیونکہ سارے جہان کے ہادی و رہنما آپ ہی ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے بہ ای بالقرآن یعنی بدلائلہ یعنی قرآن کی دعوت اور اس کے دلائل کو خوب واضح کرکے ان تک پہنچائیں وجاھدھم بہ ای بالقرآن (خازن ج ۵ ص ۹۶) لما علم تعالیٰ ما کابدہ الرسول من اذی قومہ اعلمہ انہ تعالیٰ لو اراد لبعث فی کل قریۃ نذیرا فیخف عنک الامر ولکنہ اعظم اجرک واجلک اذجعل انذارک عاما للناس کلھم وخصک بذلک لیکثر ثوابک الخ (بحر ج ۶ ص ۵۰۶) وجاھدھم بسبب کونک نذیر کافۃ القری جھادا کبیرا جامعا لکل مجاھدۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) ۳۴ وھو الذی مرج الخ یہ دعوی سورت پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اسکی توحید اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو سمندر ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرے کا پانی نہایت تلخ ہے اور ان کے درمیان برزخ اور ایک ایسا پردہ حائل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا یعنی کوئی مرئی پردہ نہیں محض قدرتی پردہ ہے مگر اس کے باوجود دونوں آپس میں ملتے نہیں حاجزا غیر مرئی من قدرتہ (ابو السعود) جو اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے وہی برکات دہندہ ہے ۳۵ وھو الذی خلق الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ایک قطرۂ آب سے انسان کو پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کو دو قسم کے رشتوں سے آپس میں جوڑ دیا ایک نسبی رشتہ دوم مصاہرت کا رشتہ۔ یہ رشتے بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۳۶ ویعبدون الخ یہ شکوی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھتے ہیں جنہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع و ضرر کے مالک نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں وکان الکافر علی ربہ ظہیرا۔ علی ربہ میں تضمین ہے۔ ای عالیا علی مخالفۃ ربہ یا علی بمعنی الی ہے اور ظہیرا کے معنی ہیں پیٹھ پھیرنے والا یا ظہیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے یقول عونا

موضح قرآن ف یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے نبیوں کی بہتات کردے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے ف اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کرسکتا ہے یعنی مارے پھر جلائے۔

للشیطان علی ربہ بالعداوۃ والشرک (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۲) **۵۷** وما ارسلنک الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین از راہ ضد و مکابرہ کہتے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلکم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرما دیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضاء قلب سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو **۵۸** وتوکل الخ

اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُہُمۡ وَ لَا یَضُرُّہُمۡ ؕ وَ کَانَ الۡکَافِرُ
اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے کافر

عَلٰی رَبِّہٖ ظَہِیۡرًا ﴿۵۵﴾ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا
اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا اور تجھ کو ہم نے بھیجا **۵۷** یہی

مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ﴿۵۶﴾ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ
خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر

مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿۵۷﴾
کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف راہ

وَ تَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِہٖ ؕ وَ کَفٰی
اور بھروسہ کر **۵۸** اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی

بِہٖ بِذُنُوۡبِ عِبَادِہٖ خَبِیۡرَا ﴿ۚۛ۵۸﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے **۵۹** آسمان

وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی
اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا

الۡعَرۡشِ ۚۛ اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِہٖ خَبِیۡرًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ
عرش پر وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہئے

لَہُمُ اسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَ مَا الرَّحۡمٰنُ ٭ اَنَسۡجُدُ لِمَا
ان سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جس کو

تَاۡمُرُنَا وَ زَادَہُمۡ نُفُوۡرًا ﴿٪۶۰﴾ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی
تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے انکا بدکنا بڑی برکت ہے **۶۱** اسکی جس نے بنائے

السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾
آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کریں اور اس زندہ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور ہر قسم کی برکات و خیرات جس کے قبضہ و اختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں وہ آپ کا حافظ و ناصر ہے فانہ الحقیق بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنھم الموت فانھم اذا ماتوا ضاع من توکل علیھم (ابوسعود ج ۶ ص ۴۹) وکفی بہ الخ یہ کفار کیلئے تخویف اخروی ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم و گناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا دے گا **۵۹** الذی خلق الخ یہ دعویٰ سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے الرحمٰن یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھو الرحمٰن فالرحمٰن خبر مبتدأ محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و حکمران ہے اسکا ایک نام رحمٰن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت و تعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے ای ھو الرحمٰن الذی لا ینبغی السجود والتعظیم الا لہ (کبیر ج ۶ ص ۴۹۲) فسئل بہ خبیرا کسی عارف خبیر سے اسکی رحمت کے بارے میں پوچھ دیکھو۔ ای فسئل عنہ رجلا عارفا یخبرک برحمتہ (بحر ج ۶ ص ۵۰۹) یا خبیرا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیا کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیائے کے بارے میں اللہ سے سوال کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایھا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بھذا الی غیری وقیل معناہ فاسأل عنہ خبیرا وھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص ۸۲)

تسلی و جواب سوال مقدر

دعویٰ سورت پر گیارہویں عقلی دلیل

شکویٰ ۱۲ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ اور بار دوم عقلی دلیل ۱۲

۶۰ واذا قیل الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمٰن کون ہے ہم تو رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم و معرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ ای لا نعرف الرحمٰن وکانوا ینکرون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمٰن (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۳) لانھم ما کانوا یطلقونہ علی اللہ وکانوا یقولون لا نعرف

موضح قرآن ف آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک ستاروں کا بستہ۔ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

الرحمٰن الا رحمان الیمامۃ یعنون مسیلمۃ الکذاب یسمونہ رحمان الیمامۃ (مظہری ج ۷ ص ۳۹) ۱۴۱ تبٰرک الخ یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ اور دعوے پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس اللہ نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالمتاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور کی سفید چادر بچھانیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کواکب سیارہ کی منازل مراد ہیں ھی منازل الکواکب السیارۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۳) ۱۴۲ وھو الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبر کرنا چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کرکے عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا چاہے وہ اسکا شکر بجالائے ۱۴۳ وعباد الرحمٰن الخ پہلے یہ مذکور ہوا کہ دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جارہا ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ عباد الرحمٰن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیارہویں آیت کی ابتدا میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی اولٰئک یجزون الخ درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں مذکور ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اخلاص عمل کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یمشون الخ یہ عباد الرحمٰن کی پہلی صفت ہے، وہ غرور و تکبر نہیں کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق خاطر ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رہتا ہے ۱۴۴ والذین یبیتون الخ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری رات نماز میں گذار دیتے ہیں۔ والذین یقولون الخ تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچائیو۔ کیونکہ اس کا عذاب ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی بری جگہ ہے غں اھ۔ شر لازم اور عذاب دائم الغرام الشر اللازم و الھلاک الدائم (خازن ج ۵ ص ۱۰۸)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ

اور وہی ہے ۱۴۲ جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدلتے اس شخص کیواسطے کہ چاہے

أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ

دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف اور بندے رحمٰن کے ۱۴۳ وہ ہیں جو

يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ

چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ف اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ

قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَ

تو کہیں صاحب سلامت ف اور وہ لوگ ۱۴۴ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور

قِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

کھڑے ف اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا

جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

عذاب بے شک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَ

اور جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور

كَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ

ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور وہ لوگ ۱۴۵ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ

إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کردی اللہ نے مگر جہاں چاہیے

وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُضَاعَفْ لَهُ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف دونا ہوگا اس کو

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ

عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہوکر ف مگر جس نے توبہ کی

والذین اذا انفقوا الخ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصًا مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعًا ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور رفاہ عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

موضح قرآن ف بدلتے یا تو بڑھتا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو گیا رات کا دن کو ف یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ف رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لینا نہیں ہوتا۔ ف مگر جہاں چاہیئے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی چاہیئے سوا تین گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ف یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اقتار ہے الانفاق فی غیر طاعۃ اسراف والامساک عن طاعۃ اقتار (بحر ج ۶ صفحہ ۵۱۴)
۴۵ والذین لا یدعون الخ یہ عباد الرحمٰن کی صفات کی پانچویں نوع ہے جس میں متعدد صفتیں مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے ومن یفعل ذٰلک الخ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دوہرا عذاب دیا جائیگا

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ اور جو کوئی توبہ کرے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا
اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنیکی جگہ ف۲ اور جو لوگ ۴۶

يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَ
شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکلجاتے ہیں بزرگانہ ف۳ اور

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ
وہ لوگ ۴۷ کہ جب انکو سمجھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور

عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
اندھے ہو کر ف۴ اور وہ لوگ ۴۸ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کیطرف سے

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾
اور اولاد کیطرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا ف۵

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا
وہ لوگ ۴۹ ان کو بدلا ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئینگے

تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۶ سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ
اور خوب جگہ رہنے کی ف۷ تو کہہ ۵۰ پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اسکو نہ پکارا کرو

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾
سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہونی ہے مٹھ بھیڑ ف۸

ع ۶ ۱۷ ۴

ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ رہیگا الا من تاب و اٰمن الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے اور توبہ کرنیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ کرلی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ بجا لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کردیگا کیونکہ وہ بڑا ہی مہربان ہے ومن تاب وعمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ بعد الموت (متابا) ای حسنا یفضل علی غیرہ الخ (خازن ج ۵ صفحہ ۱۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہوجاتا ہے معناہ ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفرۃ للذنوب محصلۃ للثواب العظیم (کبیر ج ۶ صفحہ ۵)
۴۶ والذین لا یشھدون الخ یہ عباد الرحمٰن کی چھٹی صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشھدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور سے مراد شرک ہے یا لہو و لعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشھدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاھر ان المعنی لا یشھدون بالزور او شھادۃ الزور قال علی والباقر فھو من الشھادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاھدۃ و الزور الشرک والصنم او الکذب او آلات الغناء (بحر ج ۶ صفحہ ۵۱۶) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجالس میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجالس کے پاس سے ان کا گذر ہوجائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گذر جاتے ہیں المعاصی کلھا لغو... یعنی لم یحضروا مجالسہ واذا اتفق مرورھم بہ لم یتدنسوا بشئ (جامع صفحہ ۳۲۲) یعنی جب شرک کی مجالس سے اتفاقاً گذرتے ہیں تو اپنا ایمان بچاکر گذر جاتے ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے ملوث نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی لہو و لعب کی مجالس سے گذرتے ہیں تو باوقار گذر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے ۴۷ والذین اذا الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گرے پڑتے

موضح قرآن ف۱ بدل دیگا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا۔ ف۲ پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے تبھی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے ہاں جگہ پاوے ف۳ یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں ف۴ آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے ف۵ یعنی فرشتے آگے آگے لے جاویں گے ف۶ یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے انکا تو وہی گھر ہے ف۷ یعنی بندہ مغرور نہ ہو خاوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد۔

یعنی اگر آیتیں سن کر شدتِ خوف یا فرطِ مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کرنے کے لئے تکلف اور تصنع سے ایسا نہیں کرتے یعنی انھم اذا ذکروا بھا خروا سجدا و بکیا سامعین باذان واعیۃ مبصرین بعیون راعیۃ لما امروا بہ و نھوا عنہ لا کالمنافقین واشباھھم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) ۴۸ والذین یقولون الخ یہ عباد الرحمٰن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایسا نیک بنا کہ انھیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچا دے کہ ہم پرہیزگاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس والحسن والسدی وقتادۃ والربیع بن انس ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۳) ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر ولانا نفعنا متعد الی غیرنا (جامع البیان) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں للمتقین کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المتقین سے حال ہے ای حال کونھم ائمۃ ۴۹ اولئک یجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمٰن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالا خانے دیئے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کرینگے خلدین فیھا وہ جنت کی نعیم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ جنت فنا ہوگی، نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انھیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی اچھا مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے ۵۰ قل ما یعبؤا الخ یہ تخویف دنیوی ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بکم میں باء تعدیہ کیلئے ہے ربی۔ یعبؤا کا فاعل ہے دعاؤکم مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم لعذبکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرمادیں میرے رب کو تمہاری پرواہ نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کردیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکڑتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یا ما یعبؤا بکم ربی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام نسفی، ابوالسعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ ما یصنع بکم ربی لولا دعاءہ ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابوالسعود وغیرہما) فقد کذبتم الخ لیکن اب تمہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ھذا العذاب فی الاخرۃ وقیل کان یوم بدر وھو قول مجاھد (کبیر ج ۲ ص ۵۰۴) فسوف یکون الخ یکون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے

سورۂ فرقان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱:۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان ــــ تا ــــ وخلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا ۵ نفی شرک فی التصرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔

۲:۔ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ــــ تا ــــ ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا۔ معبودانِ باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک و متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں

۳:۔ الذی یعلم السر ــــ تا ــــ انہ کان غفورا رحیما ۵ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴:۔ ویوم یحشرھم وما یعبدون ــــ تا ــــ فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ۵ (ع ۲) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کارساز اور برکات دہندہ ہونے سے صاف انکار کریں گے۔

۵:۔ واذا راوک ان یتخذونک ــــ تا ــــ افانت تکون علیہ وکیلا ۵ (ع ۴) خصوصیت سورت۔ جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔

۶:۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ــــ تا ــــ خلقنا انعاما واناسی کثیرا ۵ (ع ۵) جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ بھی وہی ہے

۷:۔ ویعبدون من دون اللہ ــــ تا ــــ علی ربہ ظھیرا ۵ خصوصیت سورت۔ جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء بروز سہ شنبہ ۲ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وبرحمتہ تتنزل البرکات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ وصحبہ وسائر عبادہ اجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

سورۃ الشعراء

ربط | نامی ربط۔ سورۃ الفرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ الخ اور سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۔ یعنی دعوی تَبَارَكَ کی توضیح وتفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں کیونکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعوی پر تیرہ دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعوے پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا۔ یعنی تم تکذیب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں وقائع امم سابقہ بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ۔ یعنی یہ مشرکین مکہ دعوتِ توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہونیوالا ہے جو امم گذشتہ کا ہوا جن کا ذکر اسی سورت میں آ رہا ہے۔

مختصر خلاصہ

خلاصہ | یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ تمہید مع ترغیب، تسلی، زجر برمنکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع ترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر منکرین۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دلیل عقلی و تخویف دنیوی۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى پہلی نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (ع ۵) دوسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِالْمُرْسَلِیْنَ (ع ۶) تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ ِالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۷) چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۸) پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۹) چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۱۰) ساتویں نقلی دلیل۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ع ۱۰) ابتداء سورت وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ سے متعلق اور دلیل وحی ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ دلیل نقلی۔ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً الخ دلیل نقلی۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے اسکے بعد بیان سابق کا ثمرہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں اول لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۔۔۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ یہ شبہہ اولی کے جواب کا تتمہ ہے۔ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ مشرکین کے دوسرے شبہہ کا جواب۔

حاصل۔ یہ توحید کے نہایت واضح دلائل ہیں۔ اسکے باوجود اگر مشرکین نہیں مانتے تو غم سے آپ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم چاہتے تو کوئی نشان ظاہر کرکے انکو ماننے پر مجبور کر دیتے لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں۔ یہ مشرکین ہر نئی اور تازہ دلیل کا انکار کر رہے ہیں اسلئے انہیں اب اس انجام کیلئے تیار رہنا چاہئے جو پہلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا۔ کیا وہ اس بات میں بھی غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین میں گوناگوں فائدے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن سمجھنے کیلئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے اسی میں غور کریں تو سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں انکو امم سابقہ مثلاً قوم فرعون، قوم نوح ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ان قوموں کو ہمارے پیغمبروں نے توحید کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں جب ان قوموں نے نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ان دلائل نقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی تبارك اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ تو شیطانی وسوسہ ہے نہ شاعرانہ بات ہے۔

مفصل خلاصہ

یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، زجر برمنکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، اور پھر سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی دو نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہوں کا جواب۔

تفصیل

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع الترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر برمنکرین فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ وہ ہر بار دعوی توحید کو جھٹلاتے ہیں اس لئے اب امم ماضیہ کی طرح کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دعوی توحید پر عقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس کو ہر قسم کی مفید پیداوار سے سرسبز و شاداب کر رکھا ہے۔ جب وہ اس کام پر قادر ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ اور وہ امم سابقہ کی طرح تمہیں ہلاک کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس کے بعد سات دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جو در اصل امم سابقہ کے وقائع ہیں اور ان کے بیان سے مشرکین کو متنبہ کرنا مقصود ہے اگر تم تکذیب دعوی سے باز نہ آئے تو تمہارا حال بھی یہی ہوگا۔

پہلی دلیل نقلی۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى (ع ۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشۂ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر غرقاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آ کر دعوت حق کو

قبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ الخ (ع ۵) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر خیر و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ الْمُرْسَلِیْنَ (ع ۶) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیادار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب طوفان سے بالکلیہ خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہِ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ کَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۷) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس ربِ جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیضِ برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اے ہود! تو ہمیں وعظ کر یا نہ کر ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۸) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معاندانہ جواب دیا۔ معجزۂ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعاماتِ خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۹) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بدبخت قوم اپنی بداعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۱۰) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پند و نصیحت کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا وقائع میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوتِ توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ع ۱۱) یہ ابتدائے سورت میں مذکور زجر سے متعلق ہے اور دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعوی توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی اللہ کی طرف سے جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعوی کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ اٰیَةً الخ یہ بھی دلیل نقلی ہے کَذٰلِكَ سَلَکْنٰهُ الخ تخویف دنیوی ہے اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ الخ معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے الٹا عذاب مانگتے ہیں۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ الخ یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الخ پر مشرکین کے دو شبہوں میں سے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملأ اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ یہ بیان سابق کا ثمرہ و نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے شافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ الخ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں خلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے شبہہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہوں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

۲ـہ یہ تمہید ہے اس میں قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے مضامین خوب واضح، جس کا اعجاز اور جس کا من عند اللہ ہونا اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اَلْکِتَابُ کی صفت اَلْمُبِیْنُ لا کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل نقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ **۳ـہ** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ دعوی توحید پر کچھ دلائل سورۃ الفرقان میں بیان ہو چکے ہیں اور کچھ اب سورۃ الشعراء میں بیان ہوں گے۔ ان دلائل کے باوجود بھی اگر مشرکین نہ مانیں تو آپ اپنی جان کو غم میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ غرض تبلیغ تھی جو احسن طریق سے ہو چکی اور زبردستی منوانا مقصود نہیں۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ الخ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیتے جس کے سامنے وہ عاجز ہو کر جھک جاتے اور مجبور ہو کر ایمان لے آتے مگر جبراً منوانا ہماری حکمت کے منافی ہے کیونکہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اپنے اختیار سے ایمان لاتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ اَنْ لَّا یَکُوْنُوْا ای لئلا یکونوا (مدارک) اور لَہَا خٰضِعِیْنَ کے بعد وَلٰکِنْ لِّنَبْلُوَھُمْ مقدر ہے۔ ای لونشاء لانزلنا اٰیة تضطرهم الی الایمان قهراً ولکن لا نفعل ذالك لانا لا نرید من احد الا الایمان الاختیاری۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۰)

۴ـہ یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے ہیں، چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت تَبَارَکَ پر مشتمل کوئی تازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ کَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے یا اخروی۔ ان معاندین پر ہماری حجت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید ہر پہلو سے ان پر دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و اعراض کر رہے ہیں، اس لئے اب عنقریب ہی انہیں توحید سے اعراض و استہزاء کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزاء کی سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے جنگ بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا آخرت کا۔ وهذا وعید لهم وانذار لهم سیعلمون اذا مسهم عذاب الله یوم بدر او یوم القیمة الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۶)

۵ـہ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار اگاتے ہیں جس میں ان کے لئے گوناگوں فوائد ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہان کا کارساز اور برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن اگر وہ غور و تدبر سے کام لیں تو حق سمجھنے کے لئے یہی ایک دلیل ہی کافی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی، اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے ہر نقلی دلیل کے بعد اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے جس سے تنبیہ مقصود ہے کہ ان میں سے ہر دلیل فی نفسہ مستقل اور عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے مگر اس کے باوجود معاندین نہیں مانتے۔ **۶ـہ** تیرا پروردگار ہر از بردست ہے وتعجب چاہیے منکرین کو کیوں پکڑ لے، لیکن وہ رحیم و مہربان ہے اس لئے مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا مزید موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں سے انتقام لینے میں زبردست اور توبہ کرنے والوں کے لئے مہربان ہے۔ (مظہری)

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۂ شعراء مکی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ ﴿۴﴾ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا کَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ کَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ کَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ۭ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۲ـہ شاید تو ۳ـہ گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت ۴ـہ رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو ۵ـہ کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ۶ـہ وہی ہے

ےکہ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا یَتَّقُوْنَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تمرد و سرکشی میں بدمست ہیں۔ ۸ے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الٰہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔

اَلْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑨ وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ
زبردست رحم والا ف۱ اور جب پکارا تیرے رب نے ۷ے موسیٰ کو کہ

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا یَتَّقُوْنَ ⑪
جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ⑫ وَیَضِیْقُ
بولا اے رب ۸ے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے

صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ⑬
میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ⑭ قَالَ
اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ ۹ے سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ⑮
کبھی نہیں ۱۰ے تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ⑯
سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا ۱۱ے

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ⑰ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ
یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ف۲ بولا کیا نہیں پالا ہے ہم نے تجھ کو

فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ⑱
اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس ۱۱ے

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ
اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْكٰفِرِیْنَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ
ناشکر ف۳ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

ولم یکن هذا الالتماس من موسیٰ علیہ السلام توقفا فی الامتثال بل التماس عون فی تبلیغ الرسالۃ (مدارک ج ۳ ص۱۳۷) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور اس سے مجھے سخت ذہنی اذیت پہنچے گی طبیعت ملول و حزین ہو جائے گی اور دل میں انقباض پیدا ہوگا اور پھر میری تائید کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا اور میری زبان صاف نہ چل سکے گی اس لئے ہارون کے پاس پروانۂ نبوت بھیج کر اسے معاون بنا دے کیونکہ اس کی زبان بھی صاف ہے اور وہ میری تائید بھی کریگا۔ زبان نہ چل سکنے کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ کی زبان میں رکاوٹ سی تھی عام گفتگو میں اگرچہ اس کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ جب قوم کی تکذیب کی وجہ سے ان کی طبیعت میں انقباض رونما ہو تو کہیں ان کی زبان اس معمولی لکنت کی وجہ سے لڑکھڑا نہ جائے۔ التکذیب سبب لضیق القلب ضیق القلب سبب لتعسر الکلام علی من یکون فی لسانہ حبسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص۵۰۵) ۹ے اور ان کو مجھ پر ایک قبطی کے خون کا دعویٰ بھی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے سے پہلے ہی مجھے قتل کر ڈالیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارا ایک آدمی قتل کر کے کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب کے تحت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا شرک نہیں۔ ۱۰ے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں دعائیں قبول فرمالیں! تائید کے لئے ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ کر دیا اور فرعون کے شر سے بھی محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما دیا۔ کلا یعنی تم بے فکر رہو وہ ہرگز تمہیں قتل نہیں کر سکیں گے فاذهبا تم اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اَنْ اَرْسِلْ میں ان مفسرہ ہے ماقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسال وفیہ معنی القول (مدارک ج ۳ ص۱۳۸) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس میں رسالت کا دعویٰ اور دعوتِ توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ ۱۱ے ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالتِ شیر خوارگی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گذارا؟ تجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الٰہ مانتا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الخ

مر ۱ پہلی نفی دین ۲

مر ۲ فرعون کا پہلا اعتراض اعتراض نمبر ۱

مر ۳ فرعون کا دوسرا اعتراض نمبر ۲

مر ۴ دوسرے اعتراض کا جواب ۲

موضح قرآن ف۱ یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا ف۲ بنی اسرائیل کا وطن تھا ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر میں آرہے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ ف۳ ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورۂ قصص میں آوے گا۔

الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ

پھر بھاگا میں ‌ؔ۱۳ تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا | چوکنے والا ؔ۱۲

لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ

مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پہنچانے والا اور

تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۲﴾

کیا ؔ۱۴ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تونے بنی اسرائیل کو ؔ۱

قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ

بولا فرعون ؔ۱۵ کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ

آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

مُّوْقِنِیْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾

یقین کرو بولا ؔ۱۶ اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو

قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ

کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا

رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ

پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ

پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ؔ۱ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ

بوجھ رکھتے ہو ؔ۲ بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا

لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ

تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو قید میں کہا اور ؔ۱ اگر لے کر آیا ہوں تیرے پاس

منزل ۵

(حاشیہ: دوسرے اعتراض کا جواب ۱۳)

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تونے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرتے ہوئے ایک اور سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلاوجہ قتل کر دیا۔ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ یہ کفرانِ نعمت سے ہے قال اکثر المفسرین الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی یقول ربیناك فینا فکافیتنا ان قتلت منا نفسا وکفرت نعمتنا وھی روایة عن ابن عباس (خازن ومعالم ج ۵ ص۹۹) ۱۲ یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف ونشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض چونکہ عصمت میں قادح تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا۔ یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلاقصد وارادہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے قبطی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ای من الجاھلین ...... واراد علیه السلام بذلك علی ماروی عن قتادة انه فعل ذلك جاھلا به غیر متعمد ایاه فانه علیه السلام انما تعمد الوكز للتادیب فادی الی ماادی (روح ج ۱۹ ص۶۹) ۱۳ اس غیرارادی قتل کی وجہ سے مجھے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرۂ مرسلین میں داخل فرما دیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیرارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حُكْمًا سے نبوت یا عقل وحکمت مراد ہے حکما ای حکمة او نبوة (ابوالسعود ج ۶ ص۵۲) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعوی لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے تینوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں ۱۴ یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ ای عبدت ای بان عبدت یہ ماقبل کا سبب ہے یعنی یہ تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تونے میری قوم کو ذلیل ورسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم وستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تونے ظلم وعدوان سے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم وجور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقة انعامه علیه تعبید بنی اسراءیل لان تعبیدھم وقصدھم بذبح ابناءھم ھو السبب فی حصوله عنده وتربیته ولو ترکھم لرباه ابواه (مدارك ج ۳ ص۱۳۵) ۱۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کارساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ۱۶ موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ الا تصغون الی ھذه المقالة اغراء به وتعجبا اذ کانت عقیدتهم ان فرعون ربهم ومعبودھم (بحر ج ۷ ص۱۳) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے بتلانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو بھڑکاتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بندہ گرفتن بنی اسرائیل نعمت نبود پس ہمچنین پرورش کردن کہ بآں ضرورت بود نعمت نباشد ۱۲۔

بِشَیۡءٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ

ایک چیز کھول دینے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو

الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ

سچ کہتا ہے ؁ پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدہا ہوگیا

مُّبِیۡنٌ ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۳۳﴾

صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے

قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیۡدُ

بولا اپنے گرد کے سرداروں سے ؁ یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے

اَنۡ یُّخۡرِجَکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ بِسِحۡرِهٖ ٭ۖ فَمَاذَا

کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا

تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَ اَخَاهُ وَ ابۡعَثۡ فِی

حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے ؁ اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے

الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۳۶﴾ یَاۡتُوۡکَ بِکُلِّ سَحَّارٍ عَلِیۡمٍ ﴿۳۷﴾

شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو ہو جادوگر ہے پڑھا ہوا

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۳۸﴾ وَّ قِیۡلَ

پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے اور کہہ دیا

لِلنَّاسِ هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

لوگوں کو کہ کیا تم بھی اکٹھے ہوگے شاید ہم راہ قبول کریں

السَّحَرَةَ اِنۡ کَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

جادوگروں کی اگر ہو ان کو غلبہ پھر جب آئے ؁

السَّحَرَةُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ

جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر

رکوع ۲ / ۶

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے پھر فرمایا۔ ہاں ہاں وہ رب کیوں جانتے ہو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اور جو سب کی پرورش کرتا ہے وہی سارے جہان کا رب اور کارساز ہے۔ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَکُمُ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قدر سنجیدہ ہو رہے تھے فرعون اسی قدر غیر سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ خائف تھا کہ کہیں ان کی معقول باتوں سے اس کے درباری متاثر نہ ہو جائیں۔ اب کی بار تو وہ اوچھا پن پر اتر آیا اور درباریوں سے بطور استہزاء کہنے لگا یہ تمہارا رسول تو (عیاذاً باللہ) دیوانہ ہے بھلا بتاؤ میرے سوا بھی کوئی رب اور معبود ہے۔ لمجنون حیث یزعم ان فی الوجود الٰہاً غیری وکان فرعون ینکر الٰهیۃ غیرہ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۹) ۱۷ اب بھی موسیٰ علیہ السلام برہم نہیں ہوئے بلکہ پوری سنجیدگی سے روزمرہ کے مشاہدات سے استدلال پیش کر دیا مشرق سے طلوع شمس اور مغرب سے غروب شمس مراد ہے۔ اراد بالمشرق طلوع الشمس ظہورا لنہار واراد بالمغرب غروب الشمس زوال النہار (کبیر ج ۶ ص ۵۱۳) فرمایا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر ڈوبتا ہے۔ اس نظم عجیب اور نسق غریب کے ساتھ سورج کا طلوع و غروب جس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہی رب العالمین ہے۔ اگر تم عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات کس قدر واضح اور معقول ہے۔ اس پر فرعون کا مزاج شاہانہ برہم ہوگیا اور اب موسیٰ علیہ السلام کو قید کی دھمکی دیدی قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَیۡرِیۡ الخ یعنی تم ان باغیانہ باتوں سے باز آجاؤ اور میری حکومت کو تسلیم کر لو اگر تم نے میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا۔ اِلٰهًا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ ۱۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصح مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوچھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر محکم بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالو گے اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ والمعنی اتفعل ذلک ولو جئتک بحجۃ بینۃ وانما قال ذلک موسٰی لان من اخلاق الناس السکون الی الانصاف والاجابۃ الی الحق بالبیان (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۰۷) ۱۹ فرعون نے کہا ہاں لاؤ وہ کونسی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور رد و قدح کی گنجائش مل جائے۔ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک ہیبتناک اژدہا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آرہا تھا۔ وَنَزَعَ یَدَهٗ الخ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ چمکدار ہا تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ ۲۰ اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے درباریوں اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہو گئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ قال هذا القول علی سبیل التنفیر لئلا یقبلوا قول موسٰی (خازن) ۲۱ مقربین دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ و ہارون

وعلیہما السلام) کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ فی الحال ان کو مہلت دو اور ان کے مقابلے کے لئے ملک کے کونے کونے سے ماہر جادوگروں اور اُن کے اُستادوں کو جمع کرو جن کے مقابلے میں یہ مات کھا کر خود بخود رسوا ہو جائیں گے اور اپنی نبوت و رسالت کا نام بھی نہ لیں گے۔ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ الخ چنانچہ مقابلے کے لئے ایک دن مقرر کر دیا گیا اور ملک بھر سے جادوگروں کو اکٹھا کر لیا گیا اور لوگوں کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ بھی مقررہ وقت پر جائے معہود میں پہنچ جائیں تاکہ وہ بھی یہ دلچسپ مقابلہ دیکھ سکیں۔ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ الاستفہام مجاز عن الحث والاستعجال (روح ج ۱۹ ص ۷۶) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ الخ یہ مقابلہ نہایت اہم ہوگا کیونکہ ہم اپنے دین پر

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا

ہو ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت

لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ

مقربوں میں ہو گے ف۱ کہا ان کو ۲۳ موسیٰ نے ڈالو جو

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ

تم ڈالتے ہو پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں

وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾

اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾

پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا

فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ

پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں ۲۴ بولے ہم نے مان لیا جہان کے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ

رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا ۲۵

اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے

الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬

جس نے تم کو سکھلایا ہے جادو سو اب معلوم کر لو گے

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں

وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫

اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو ۲۶ بولے کچھ ڈر نہیں

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ **۲۲** جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو ہم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کرایہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔ **۲۳** مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈال دو۔ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ الخ چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ اب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادوگروں کے تمام سنپولوں کو ہڑپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ — **۲۴** جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الٰہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تامل اس طرح سجدے میں گر پڑے گویا کسی نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ ای خروا ساجدین اثر ما شاھدوا ذلک من غیر تلعثم و تردد لعلمھم بان مثل ذلک خارج عن حدود السحر وانہ امر الٰہی قد ظھر علی یدہ علیہ السلام لتصدیقہ (روح ج ۱۹ ص ۷۸)

۲۵ فرعون جادوگروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمانے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادوگروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا۔ تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں

موضح قرآن ف۱ یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رحمہ۔

اور میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اب تمہارے اُلٹے ہاتھ پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوا کر تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ شاید جادوگر اس سزا کے ڈر سے ایمان لانے سے باز آجائیں نیز رعیت کو باور کرانا مقصود تھا کہ ناکامی اس لئے ہوئی ہے کہ جادوگر اندر سے موسیٰ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے فن کا پورا مظاہرہ کیا ہی نہیں۔ ۲۶ھ جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کے جواب میں کہا ہمیں سولی پر چڑھائے جانے کی پرواہ نہیں کیونکہ آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی اگر ہم اس طرح اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جائیں تو ہمیں اور کیا چاہیئے۔ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ تعلیل لنفی الضیر ای لاضیر فی ذلک بل لنا فیہ نفع عظیم لما یحصل لنا من الصبر علیہ لوجہ اللہ تعالٰی من الثواب العظیم (روح ج ۱۹ ص ۸۵)

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہیں ۲۷ھ کہ بخش دے ہم کو

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَ

رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ

حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۲۸ھ کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ

پیچھا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں

حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾

نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّ

پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے ۲۹ھ اور خزانوں اور

مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾

عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ

پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۳۰ھ ف پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں

قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ

کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں

اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۳۱ھ

ع ۳ ۱۸ ۷

۲۷ھ یہ لَاضَیْرَ کی دوسری تعلیل ہے۔ اَنْ كُنَّآ ای لان کنا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں۔ ۲۸ھ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کرے گا۔ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگا ہے تو ان کا تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی اکٹھے کئے۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ الخ یہ ہیں کیا چیز تھوڑے سے تو ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب جوش میں آگیا ہے۔ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ اور اب ہم حزم و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۲۹ھ فا فصیحہ ہے۔ فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم نے ان کو باغوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔ كَذٰلِكَ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی قوم فرعون کو سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۳۰ھ جب سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرہ قلزم کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے فرعونیوں نے ان کو آلیا۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ قَالَ كَلَّا الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ ۳۱ھ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الخ چنانچہ انہوں نے لاٹھی ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی تہ تک بارہ راستے بن گئے

موضح قرآن ف ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وباپڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا ملے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور پانی کا ہر ٹکڑا پہاڑ کی مانند اونچا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں نہ تھا۔ جب وہ نہ غیب داں تھے نہ متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات دہندہ بھی نہ تھے۔ ۳۲ جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گذر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا۔ جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ فَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی الخ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے صحیح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ عبرت حاصل کرنے کے لئے یہ کافی دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ سرکش اور معاند لوگوں کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ بنی اسرائیل کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی وہی دیتا ہے اور کوئی نہیں۔ ۳۳ یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ اس سے تخویف دنیوی مطلوب نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر انکار دعویٰ کی وجہ سے اُس وقت عذاب نہیں آیا۔ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و دعا میں مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ وابراہیم علیہ السلام یعلم انہم عبدۃ الاصنام ولکنہ سألہم لیریہم ان ما یعبدونہ لیس بمستحق للعبادۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۴۳) ۳۴ مشرکین نے کہا ہم ٹھاکروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا الخ یہ مشرکین کا جواب ہے۔ بَلْ ماقبل سے اضراب ہے یعنی وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع و ضرر ان کے اختیار میں ہے ہم تو محض اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے پاس ان معبودوں کے سمیع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اضربوا عن ان یکون لہم سمع او نفع او ضر اعترافا بما لا سبیل لہم الی انکارہ واضطروا الی اظہار ان لا سند لہم سوی التقلید فکانہم قالوا لا یسمعون ولا ینفعوننا ولا یضرون وانما وجدنا اٰباءنا یفعلون مثل فعلنا ویعبدون مثل عبادتنا فاقتدینا بہم (روح ج ۱۹ ص ۹۴) ۳۵ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے عجز کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک

كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ

جیسے بڑا پہاڑ ف۱ اور پاس پہنچا دیا ہم نے ۳۲ اسی جگہ دوسروں کو اور

اَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ

بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ

ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ

نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیرا رب

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ

وہی ہے زبردست رحم والا ف۲ اور سنا دے ان کو خبر

اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾

ابراہیم ۳۳ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿۷۱﴾

وہ بولے ۳۴ ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں

قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ

کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا

اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

یا برا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی

یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾

کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو ۳۵ جن کو تم پوجتے رہتے ہو

ع ۷ — وقف لازم

نقلی دلیل ۳

موضح قرآن ف۱ پانی پھٹ کر اٹھارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑ گئیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ف۲ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

پجاریوں کی پکار سنتے ہیں، نہ ان کا نفع نقصان ان کے اختیار میں ہے اس لئے مجھے ایسے معبودوں کی عبادت سے سخت نفرت اور عداوت ہے اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ مستثنیٰ منقطع ہے ہاں رب العالمین کی عبادت اور پکار سے نفرت نہیں کیونکہ وہ تو اپنے پجاریوں کا والی ہے، سب کا کارساز اور سب کے نفع نقصان کا مختار ہے، اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفتیں ذکر کی ہیں جو معبودانِ باطلہ میں نہیں پائی جاتیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ ف۳۶ اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی دین و دنیا کے منافع و مصالح کی طرف راہنمائی فرماتا ہے وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ الخ میرا روزی رساں بھی وہی ہے وَاِذَا مَرِضْتُ الخ بیماری سے شفا بھی وہی

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ

تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں

اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾

مگر جہان کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ف۳۶

وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ

اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾

تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا اور پھر جلائے گا

وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾

اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ

اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں ف۳۷ اور

اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِیْ

رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف۱ اور کر مجھ کو

مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ

وارثوں میں ف۳۸ نعمت کے باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ

كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾

تھا راہ بھولے ہوؤں میں اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ

جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے ف۳۹ مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس

بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾

دل چنگا لے کر اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے

عطا کرتا ہے۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ الخ موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ الخ اور اسی سے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطا سے درگذر فرمائے گا۔ خطا سے کوئی خاص خطا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خلاف اولیٰ کام سرزد ہو گیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مواخذہ نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر چونکہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ عمل کی معمولی فروگذاشت کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بیان کر کے قوم پر حجت قائم کی کہ تمہارے معبود عاجز و بے بس ہیں اس لئے وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کی فریاد سنتا ہے اور سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر ایک کا نفع نقصان اس کے اختیار میں ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وَهٰذَا كُلُّهٗ احتجاج من ابراهیم علی قومه انه لا یصلح للالٰهیة الا من یفعل هٰذه الافعال (خازن و معالم ج ۵ ص۹۹)۔ ف۳۷ حُكْمًا سے کمالِ علمی وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ سے کمالِ عملی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجھے حکمت اور کمال علم عطا فرما اور کمال عمل کی توفیق عطا فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں کی معیت سے سرفراز فرما۔ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ الخ لِسَانَ صِدْقٍ یعنی ذکر خیر۔ آئندہ نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ تاکہ وہ نیک کاموں میں میری اقتدار کرتی رہیں اور مجھے اجر ملتا رہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِسَانَ صِدْقٍ سے کلمۂ صادقہ یعنی دعوی توحید مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (زخرف ع ۳)۔ ممکن ہے آخرین سے امت محمد یہ مراد ہو اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل الثانی انه سأل ربه ان یجعل من ذریته فی اٰخر الزمان من یكون داعیا الی الله تعالیٰ وذلك هو محمد صلی الله علیه وسلم (کبیر ج ۶ ص۵۳۳) ویحتمل ان یراد بالاٰخرین اٰخر امة یبعث فیها نبی وانه علیه السلام طلب الصیت الحسن والذكر الجمیل فیهم ببعثة نبی یجدد اصل دینه و یدعو الناس الی ما كان یدعوهم الیه من التوحید معلما لهم ان ذلك ملة ابراهیم علیه السلام (روح ج ۱۹ ص۹۹)۔ ف۳۸ اور مجھے جنتِ نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغفر لابی بالهدایة والتوفیق للایمان (ابو السعود ج ۶ ص۳۹۹) وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ

موضح قرآن ف۱ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

-اور قیامت کے دن سرِ محشر مجھے رسوانہ کیجیو۔ انبیاء علیہم السلام کو تو قیامت کے دن سب سے زیادہ اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا، ان کی رسوائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شدتِ خوف سے بطورِ تواضع یا بغرض تعلیم غیر یہ دعا مانگی۔ ۵۳۹ یہ ادخال الٰہی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام نہیں یہاں یوم حشر کے شدتِ ہول کا بیان ہے بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ایسا دل جو شرک و شک سے محفوظ اور اخلاص سے لبریز ہو ای خالص من الشرك والشك (خازن ومعالم ج ۵ ص۱۰) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ الخ جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کر دی جائے گی اور دوزخ کافروں کے لئے ظاہر کر دی جائے گی وَقِیْلَ لَهُمْ اور مشرکین سے کہا جائے

وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا

اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ

تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری

اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ ؕ فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾

یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو ۵۴۰

وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ ؕ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا

اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں

یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾

باہم جھگڑیں گے قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں

اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا

جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِیْقٍ

گناہگاروں نے ۵۴۱ پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست

حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾

محبت کرنے والا ۵۴۲ سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا ۵۴۳ قوم

نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ ج اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ

نوح نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے ۵۴۴

یہ تیسری نقلی دلیل ہے ۱۲ — ع ۵ / ۹

گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور انہیں خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ای این الھتکم الذین كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ انھم شفعاء کم فی ھذا الموقف (روح ج ۱۹ ص۱۰۰) کیا آج وہ تمہارے کام آئیں گے یا عذاب سے اپنے کو بچا سکیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ نہ تمہیں عذاب سے بچا سکیں گے نہ اپنے کو۔ ۵۴۰ ان مشرکوں اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو اور ابلیس کے سارے لشکر کو جو انسانوں کو گمراہ کرتا رہا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد معبودانِ باطلہ سے جھگڑیں گے اور حسرت وندامت سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور معبودانِ باطلہ سے کہیں گے کہ ہم تو بہت بڑی گمراہی میں تھے جب استحقاق عبادت میں تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ اور ہماری گمراہی کا سبب مشرک پیشوا ہیں انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا المجرمون من دعاھم الی عبادۃ الاصنام من الجن والانس (بحر ج ۷ ص۲۳) ۵۴۱ افسوس جن کو دنیا میں ہم خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے آج ان میں سے کوئی بھی ہماری سفارش نہیں کر رہا اور نہ کوئی دوست کام آتا نظر آرہا ہے۔ فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِیْنَ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ من الذین کنا نعدھم شفعاء واصدقاء لانھم کانوا یعتقدون فی اصنامھم انھم شفعاءھم عند اللہ تعالٰی وکان لھم اصدقاء من شیاطین الجن (کبیر ج ۶ ص۵۳۲) ۵۴۲ کاش! ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اخلاص اور صدق نیت سے ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور شرک سے دور بھاگیں اور پھر ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ ان دونوں آیتوں کی تفسیر گذر چکی ہے۔ ۵۴۳ یہ تیسری نقلی دلیل ہے مع تخویف دنیوی۔ اس آیت میں قوم نوح کی طرف بہت سے رسولوں کی تکذیب منسوب کی گئی ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح آگے چل کر عاد وثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے ایک پیغمبر ہی کو جھٹلایا جو ان کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام توحید اور دیگر اصول دین میں متفق تھے اور سب کی دعوت ایک تھی اس لئے ان میں سے ایک کو جھٹلانا اور اس کی دعوت کو نہ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب کو جھٹلانا یا وتکذیبھم المرسلین باعتبار اجماع الکل علی التوحید واصول الشرائع التی لا تختلف باختلاف الازمنۃ والاعصار (روح ج ۱۹ ص۱۰۵) ۵۴۴ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ ضمیر مجرور قوم کی طرف راجع ہے اور اخوت سے قومی اور خاندانی اخوت مراد ہے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ان مشرکین ہی کی قوم اور انہی کے

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں | میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر ۴۷۵ | سو ڈرو

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو | اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر | سو ڈرو اللہ سے

وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میرا کہا مانو | بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں ۴۷۶ اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں

الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾

کمینے ۴۷۷ | کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں

إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا

ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو | اور میں

أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾

ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو | میں تو بس یہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾

بولے اگر تو نہ ۴۷۸ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور | سنگسار کر دیا جائے گا

النصف

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي

کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلا دیا | سو فیصلہ کر دے میرے

وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ

اور ان کے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي

ایمان والے | پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

خاندان سے تھے اخوھم نسبًا لا دینًا (مدارک ج ۳ ص ۱۵۲) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیساکہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور جنسی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں۔ جیساکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجا لاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت سے دینی اخوت مراد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ ۴۷۵ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے بھی اخلاقی محاسن و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور دیگر اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آرہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ فیما امرکم بہ من التوحید والطاعۃ للہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۰۱) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ ۴۷۶ مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر ہم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہوگا۔ یہ بات ہم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور محاسن اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ و حاصلہ وما وظیفتی الا اعتبار الظواهر دون الشق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرنی عدم اخلاصهم فی ایمانهم کما تزعمون (روح ج ۱۹ ص ۱۰۲) ۴۷۷ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اِنْ حِسَابُهُمْ الخ تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ باطن کا حساب کتاب تو اللہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لا چکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانا ہے خواہ وہ اشراف ہوں یا اراذل اور پھر ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری

موضح قرآن ف کمینے کہا مختنی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے ان کے کام سے کیا غرض کہ ان کا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دعوت قبول کرلیگا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۴۴۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصۂ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کردیں گے۔ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرمادے یعنی ان پر عذاب نازل کرکے ان کو ہلاک کردے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾

اس لدی ہوئی کشتی میں پھر ڈوبا دیا ہم نے اس کے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ

عاد نے پیغام لانے والوں کو ۵۰ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

اللہ سے اور میرا کہا مانو ۵۱ اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۲۷﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ

میرا بدلہ ہے اسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم

تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۰﴾

ہمیشہ رہو گے ف۱ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچائیں

بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

ع ۱۸ ۱۰

۴۴۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کرکے ہلاک کردیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۴۵۰ یہ چوتھی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ تا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ اس کی تفسیر ابھی گذری ہے۔ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ الخ رِيع بلند جگہ آيَة علامت، مینار۔ مَصَانِع عالیشان محلات حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوتِ توحید دینے کے بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان و شوکت کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں باندھے بیٹھے ہو۔ وَإِذَا بَطَشْتُمْ الخ پہلا بَطَشْتُمْ شرط اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِينَ بَطَشْتُمْ ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۴۵۱ اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبث اور ظالمانہ افعال کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ الخ قوم کو اللہ کے انعامات یاد دلائے تاکہ ان کے دلوں میں جذبۂ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ الخ یہ أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضح قرآن ف۱ ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ

باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں ۵۲ھ تم پر ایک بڑے

يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ اَوَعَظۡتَ اَمۡ

دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا

لَمۡ تَكُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِيۡنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ

نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے

الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوۡهُ

اگلے لوگوں کی ۵۳ھ اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ۵۴ھ پھر اس کو جھٹلانے لگے

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ

تو ہم نے ان کو غارت کر دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں

اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ

بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست

الرَّحِيۡمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذۡ

رحم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو ۵۵ھ جب

قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّىۡ

کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں

لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۴۴﴾

تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ۵۶ھ

وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا

اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی

عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتۡرَكُوۡنَ فِىۡ مَا هٰهُنَاۤ

جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں

ع ۷ / ۱۸ / ۱۱

یہ پانچویں عقلی دلیل ہے

۵۲ھ میری قوم! مجھے خطرہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات کے باوجود کفران نعمت کرو گے اور اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے رہو گے تو آخر ایک دن نہایت ہی دردناک عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَا الخ سرکش اور معاند قوم نے جواب دیا اے ہود! تیرے وعظ و تبلیغ کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا نہ ہم تیری بات مانیں گے، اس لئے تیرا وعظ کرنا اور نہ کرنا ہمارے لئے برابر ہے۔ ای لا نقبل کلامك ودعوتك وعظت ام سکت (مدارك ج ۳ ص ۱۴۸) **۵۳ھ** خُلُقُ یعنی عادت۔ یہ عالیشان محل بنانا اور یادگاریں تعمیر کرنا اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونا یا ایسا توحید کا وعظ سنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی ریت اور ڈگر ہے جس پر پہلے لوگ چلے آرہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں۔ وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں! اور نہ کوئی جزا و سزا ہے۔ ما ھذا الذی نحن علیہ من الدین الا خلق الاولین وعادتھم کانوا بہ یدینون ونحن بھم مقتدون او ما ھذا الذی نحن علیہ من الحیاۃ والموت الا عادۃ لم یزل علیھا الناس فی قدیم الدھر او ما ھذا الذی جئت بہ من الکذب الا عادۃ الاولین کانوا یلفقون مثلہ ویسطرونہ (کبیر ج ۶ ص ۵۳۶) **۵۴ھ** یہ مرنا جینا دنیا کا پرانا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَذَّبُوۡهُ الخ آخر قوم نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ **۵۵ھ** یہ پانچویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے۔ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ صٰلِحٌ ـــ تا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتُتۡرَكُوۡنَ الخ مَا موصولہ ھٰهُنَا صلہ۔ اٰمِنِيۡنَ، تُتۡرَكُوۡنَ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ فِىۡ جَنّٰتٍ الخ فِىۡ مَا ھٰهُنَاۤ سے بدل ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باغوں اور چشموں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گھنے گچھوں سے لدی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیش دیتے رہو گے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہو گے؟ وَتَنۡحِتُوۡنَ الخ یہ تُتۡرَكُوۡنَ پر معطوف ہے۔ فٰرِهِيۡنَ ای اشرین بطرین کما روی عن ابن عباس ... قال ابو صالح حاذقین وبذلك فسرہ الراغب (روح ج ۱۹ ص ۱۱۳) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہو گے۔ **۵۶ھ** تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيۡعُوۡۤا اَمۡرَ الۡمُسۡرِفِيۡنَ مسرفین سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ والمسرفون ھم کبراءھم واعلامھم فی الکفر والاضلال وکانوا تسعۃ رھط یفسدون فی الارض (بحر ج ۷ ص ۳۵) المسرفین قال ابن عباس المشرکون (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۰۲) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ

بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ

کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو

الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾

پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ

اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا

بولے تم پر تو کسی نے ۵۷ جادو کیا ہے تو بھی ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ

آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو

الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ

سچا ہے کہا یہ ۵۸ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور

لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر ف۱ اور مت چھیڑیو اس کو بری طرح سے

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا

پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو ۵۹

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ

پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۲ پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ

۵۷ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعوی کر دیا ہے ورنہ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کونسی امتیازی خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے فَاْتِ بِاٰيَةٍ الخ لہٰذا اگر واقعی تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ انك بشر مثلنا فكيف تكون نبيا وهذا بمنزلة ما كانوا ينكرون فى الانبياء انهم لو كانوا صادقين لكانوا من جنس الملائكة (کبیر ج ۶ ص ۵۳۱)

۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قد و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرما دیا۔ روی انهم قالوا نريد ناقة عشراء تخرج من هذه الصخرة فتلد سقبا فجعل صلح يتفكر فقال جبريل صل ركعتين واسئل ربك الناقة ففعل فخرجت الناقة ونتجت سقبا مثلها فى العظم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۷) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگا دی گئی کہ چشمے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلایا کریں اور ایک دن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ الخ نیز اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔

۵۹ پانی کے ایک دن کے ناغہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آ گیا تو اب اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے مگر اب کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیحہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ اسکی تفسیر گذر چکی ہے۔

موضح قرآن ف۱ اونٹنی پیدا ہوئی۔ پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ
ف۲ ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے۔

٦٠ یہ چھٹی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ لُوْطٌ ۔۔ تا ۔۔ عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّکْرَانَ الخ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے فرمایا کس قدر کم عقلی ہے کہ تم مردوں سے خلاف فطرت فعل کا ارتکاب کرتے ہو اور جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے اللہ نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ الخ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب میں تم اس قدر حد سے گذر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ (عنکبوت ع ۳)

٦١ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تند اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعوی نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پرواہ نہ کی اور صاف فرما دیا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قابل علیہ السلام تھدیدھم ذلک بما ذکر تنبیھا علی عدم الاکتراث به وانه راغب فی الخلاص من سوء جوارھم لشدة بغضه لعملھم (روح ج ۱۹ ص ۱۱۶)

٦٢ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پروردگار! مجھے اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَھْلَهٗ الخ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت کو عذاب سے بچا لیا البتہ ایک بڑھیا جو مشرکہ تھی اسے اور باقی قوم کو ہلاک کر دیا۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ الخ ان کی بستی کو تہ و بالا کر دیا اور اوپر سے سخت پتھروں کی بارش برسا دی۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً الخ قدم تفسیره۔

فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ کَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا لوط

لُوْطِ ۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ لُوْطٌ

کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو

اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ ۚ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو

الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا

جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو

خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو

عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰلُوْطُ لَتَکُوْنَنَّ

حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط تو تو

مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ

نکال دیا جائے گا کہا میں تمہارے کام سے البتہ

الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں

ع ۹ / ۱۲

ربط چھٹی نقلی دلیل

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی

الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا

رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ

ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا

بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ

اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو ماپ

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی

الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ

ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

٦٣ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ ـــ تا ـــ عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀ اس کی تفسیر گذر چکی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں تھا اس لئے یہاں اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں فرمایا۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ھود ع ٨) لم یقل ھنا اخوھم شعیب لانه لم یکن من نسبھم بل کان من نسب اھل مدین ففی الحدیث ان شعیبًا اخا مدین ارسل الیھم والی اصحاب الایکة (مدارک ج ٣ ص ١٣١)

٦٤ شرک کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ تول میں بد دیانتی کرتے تھے۔ اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر لوگوں کی حق تلفی نہ کرو۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الخ اور صحیح ترازو سے تولا کرو۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے۔ لیتے وقت زیادہ مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے وقت کم مقدار والے۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ الخ اس طرح بد دیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور قتل و غارت اور ڈکیتی سے ملک میں بد امنی اور بے چینی نہ پھیلاؤ۔ وَاتَّقُوا الَّذِىْ خَلَقَكُمْ الخ اس اللہ سے ڈرو جس نے تمکو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تخویف دنیوی ہے یعنی اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب سے تمہیں ہلاک بھی کرسکتا ہے۔ ذکرھم ثانیا بتقوی من اوجدھم واوجد من قبلھم تنبیھا علی ان من اوجدھم قادر علی ان یعذبھم ویھلکھم (بحر ج ٧ ص ٣٨)

۱۶۵ قوم نے جواب میں کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے (عیاذاً باللہ) تیرا دماغ متاثر ہو گیا ہے اور تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ہے کیونکہ تو ہماری مانند بشر ہے بھلا بشر بھی نبی ہو سکتا ہے؟ اس لئے ہم تو تجھے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید کلام حاشیہ ۵ میں گذر چکا ہے۔ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَآ الخ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو آسمان ہم پر گرا کر ہمیں ہلاک کر دے قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ الخ فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، میرا رب تمہاری تمام بداعمالیوں کو جانتا ہے وہ جب چاہے گا تمہیں پکڑے گا۔ ۱۶۶ آخر جب قوم تکذیب پر قائم رہی تو اللہ نے ان کو عذاب ظلہ سے ہلاک کر دیا جو بڑا ہی دردناک عذاب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ نے اصحاب الایکہ پر شدید گرمی مسلط کر دی وہ گرمی سے بھاگ کر گھروں میں داخل ہوئے تو وہاں باہر سے بھی زیادہ گرمی تھی آخر پھر گھروں سے باہر نکل آئے۔ پھر اللہ نے ایک بادل (ظلہ) بھیج دیا سب اس کے سائے میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ نے اس ظلہ سے آگ برسا دی جس سے سب جل کر ہلاک ہو گئے۔ ھی سحابۃ اظلتہم بعد ما حبست عنہم الریح وعذبوا بالحر سبعۃ ایام فاجتمعوا تحتہا مستجیرین بہا مما لہم من الحر فامطرت علیہم نارا فاحترقوا (مدارک ج ۳ ص ۱۴۹)۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ ان دونوں سورتوں کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اب آگے دعویٰ تبارک پر ایک دلیل وحی اور مزید دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک کتب سابقہ سے اور ایک علماء بنی اسرائیل سے۔ ۱۶۷ یہ ابتدائے سورت میں وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الخ سے متعلق ہے اور اِنَّهٗ میں ضمیر منصوب دعویٰ تبارک سے کنایہ ہے۔ اور یہ دعویٰ تبارک پر دلیل وحی ہے یا ضمیر سے قرآن مراد ہے۔ مشرکین اس دعوے کی تکذیب اور اس سے استہزاء کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دعویٰ تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الخ جسے روح امین حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلب مبارک پر اتارا ہے تاکہ آپ اس دعوے کی تبلیغ فرمائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہیں اس لئے اسے فصیح عربی زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا کر نازل کیا گیا۔ ۱۶۸ یہ دلیل

لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ

مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے اور ڈرو اس سے جس نے

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ

بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے تجھ پر تو

مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ

کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ

ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا

السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ

آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ

ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے

الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

دن کی وہ ۱ بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا البتہ اس بات میں

لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾

زبردست رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا ۱۶۷

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ

لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ

ڈر سنا دینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھا ہے ۱۶۸

ع ۱۰ / ۱۶ / ۱۴

(متعلق با ابتدائے سورت وما یاتیہم من ذکر من الرحمٰن الخ)

نقلی از کتب سابقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ دعویٰ کوئی نیا نہیں بلکہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اور اگر ضمیر سے قرآن مراد ہو تو اس میں تاویل کرنی پڑے گی یعنی ذکر القرآن یا مطلب یہ ہو گا کہ قرآن کے اغلب مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ ای وان ذکر القرآن لفی الکتب المتقدمۃ وقیل ان معناہ لفی الکتب المتقدمۃ وھو باعتبار الاغلب فان التوحید وسائر ما یتعلق بالذات والصفات وکثیر من المواعظ والقصص مسطور فی الکتب السابقۃ (روح ج ۱۹ ص ۱۲۰) چونکہ اس صورت میں تاویل کرنی پڑتی ہے اس لئے انسب یہی ہے کہ ضمیر منصوب سے دعویٰ تبارک مراد ہو جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی رائے ہے۔ اَوَلَمْ يَكُنْ

موضح قرآن ف۱ سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آتش بشکل سائبان ظاہر شدو ہلاک ساخت ۱۲۔

تَّهُمۡ اٰيَةً الخ یہ علماء بنی اسرائیل سے دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔ کیا ان کے لئے یہ دلیل کافی نہ تھی کہ اس دعوے کو علماء بنی اسرائیل بھی مانتے ہیں اور اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ علماء بنی اسرائیل سے وہ علماء مراد ہیں جو ایمان لاچکے تھے۔ علماء بنی اسرائیل عبد اللّٰہ بن سلام ونحوہ قال ابن عباس ومجاہد (معجم ۷ صفحہ ۱۴۱) ۱۶۹ یہ مشرکین کے فرط عناد کا بیان ہے جو دلائل عقلیہ ونقلیہ کے باوجود نہیں مانتے۔ ان کی ضد وعناد کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم یہ فصیح وبلیغ عربی قرآن کسی عجمی پر نازل کر دیتے جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہوتا اور اس کے باوجود معجزانہ طور پر صحیح صحیح پڑھ کر ان کو سنا دیتا تو وہ پھر بھی نہ مانتے اور نہ ماننے کے لئے کئی بہانے تراش لیتے۔ المراد بیان فرط عنادھم وشدۃ شکیمتھم فی المکابرۃ (روح ج ۱۹ ص ۱۲۷) وَلَوۡ نَزَّلۡنٰهُ عَلٰى بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ الذی لا یحسن العربیۃ فضلاً ان یقدر علی نظم مثلہ فقرأہ علیھم ھٰکذا معجزاً لکفروا بہ کما کفروا ولتمحلوا لجحودھم عذراً وسموہ سحراً (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل کر دیتے تو غرور واستکبار کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لاتے اور عذر کرتے کہ ہم اس کی زبان ہی نہیں سمجھتے وقیل المعنی ولو نزلناہ علی بعض الاعجمین بلغۃ العجم فقرأہ علیھم ما کانوا بہ مؤمنین لعدم فہمھم واستنکافھم من اتباع العجم (ابو السعود ج ۶ ص ۵۵۵) لیکن علامہ ابو السعود اس معنی کو مناسب مقام نہیں سمجھتے چنانچہ وہ معنی مذکور کے بعد فرماتے ہیں ولیس بذٰلک فانہ بمعزل من المناسبۃ لمقام بیان تمادیھم فی المکابرۃ والعناد ۱۷۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سَلَكۡنٰهُ میں ضمیر مفعول شرک وتکذیب یا استہزاء سے کنایہ ہے قال ابن عباس والحسن ومجاھد ادخلنا الشرک والتکذیب (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۰۵) مشرکین کے دلوں میں شرک کی بیماری اور پھر توحید کی تکذیب اور اس سے استہزاء کا روگ سرایت کر چکا ہے اور وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ المناک عذاب کو نہ دیکھ لیں فَیَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً الخ لیکن عذاب اچانک انہیں آلے گا اور اس سے پہلے انہیں اس کا علم نہ ہوگا تاکہ اس کی آمد سے پہلے وہ ایمان لے آئیں۔ فَیَقُوۡلُوۡا الخ جب عذاب آپہنچے گا تو اب حسرت وافسوس کے ساتھ تمنا کریں گے کہ انہیں مہلت مل جائے تاکہ وہ اپنی گذشتہ بداعمالیوں کی تلافی کر سکیں۔ ۱۷۱ یہ مشرکین پر زجر ہے یعنی یہ ظالم ایک طرف تو مطالبہ کرتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے اور دوسری طرف جب عذاب آجاتا ہے تو پھر مہلت مانگتے ہیں۔ اَفَرَءَیۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ۔ تا۔ مَا كَانُوۡا یُمَتَّعُوۡنَ۔ یہ مشرکین کے عناد ومکابرہ کی مزید وضاحت ہے نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر عمر میں اضافہ انہیں عذاب خداوندی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔ یعنی اگر ہم ان کو سالہا سال مزید مہلت دیدیں اور وہ عیش وعشرت کے مزے لے لیں۔ اس کے بعد ان کے مسلسل کفر وشرک کی وجہ سے موعود عذاب آجائے تو اس مہلت سے انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ نہ وہ ضد وعناد کی وجہ سے کفر وانکار سے باز آئیں گے، نہ خدا کا عذاب ان سے ٹل سکے گا۔ ۱۷۲ تخویف

زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمۡ یَكُنۡ لَّهُمۡ اٰیَةً اَنۡ یَّعۡلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا
پہلوں کی کتابوں میں ف کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ

بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوۡ نَزَّلۡنٰهُ عَلٰى بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ ﴿۱۹۸﴾
بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر ف

فَقَرَاَهٗ عَلَیۡهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكۡنٰهُ
اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے ف اسی طرح گھسا دیا ہم نے انکار کو

فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ حَتّٰى یَرَوُا
گنہگاروں کے دل میں ۱۷۰ وہ نہ مانیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے

الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۲۰۱﴾ فَیَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۰۲﴾
عذاب دردناک پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو

فَیَقُوۡلُوۡا هَلۡ نَحۡنُ مُنۡظَرُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۲۰۴﴾
پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں ۱۷۱

اَفَرَءَیۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ سِنِیۡنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمۡ مَّا
بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا

كَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یُمَتَّعُوۡنَ ﴿۲۰۷﴾
ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے

وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكۡرٰى
اور کوئی بستی نہیں ۱۷۲ غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو

وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّیٰطِیۡنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا
اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان ۱۷۳ اور نہ

یَنۡۢبَغِیۡ لَهُمۡ وَمَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ
ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو سننے کی جگہ سے

۱۷۰ تخویف دنیوی

۱۷۱ زجر

ع ۹ عند المتقدمین ۱۱

۱۷۲ تخویف دنیوی

۱۷۳ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب

موضح قرآن ف یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ کافر کہتے تھے کہ قرآن آنا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دنیوی ہے۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ ۳ کے یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے متعلق ہے۔ اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہے ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس خبریں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً متأثر کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ و هو رد لقول مشركى قريش ان لمحمد صلى الله عليه وسلم تابعًا من الجن يخبره كما تخبر الكهنة وان القرآن مما القاه اليه عليه الصلوٰة والسلام (روح ج ۱۹ ص ۱۳۱) یعنی اس قرآن کو جو دعوی توحید پر مشتمل ہے شیاطین لے کر نہیں آتے۔ کیونکہ شیاطین جو سراسر ناپاک اور خبیث ہیں اس لائق ہی نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت ہی ہے اس لئے کہ ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے سے انہیں دور کر دیا گیا ہے اور ان کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ ۴ کے فا فصیحہ ہے اور یہ ماقبل کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو پانچ امور پر مشتمل ہے یہ امر اول ہے۔ یعنی جب ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار ۱ے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ

عذاب میں ف۱ اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۲ اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۳ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ

میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۴ اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر جو

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے ف۵ اور تیرا پھرنا ف۶ نمازیوں میں ف۷ بے شک وہی ہے سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ

جاننے والا ف۸ میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان ف۶ اترتے ہیں

عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾

ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۶

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ

اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف۷ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

سر مارتے پھرتے ہیں ف۸ ف۳ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۹ مگر وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

یقین لائے ف۹ اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان

ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

پر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں ف۸ ف۱۰

ع ۱۱/۳۶ ۱۵

موضح قرآن

ف۱ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ منہ رح ف۲ جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے یہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے یہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۶ ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر و نیاز دے کر وہ سب شیطانوں میں مل کر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سننے۔ وہاں انگارے مارتے ہیں۔ جو تارے چھوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی آ کر اس اپنے دوست پر لا ڈالی اس ذرا لوگوں کو بنادی لوگ اس کے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ مکر بناتے ہیں۔ بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملالیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۷ کافر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۸ یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رح ف۹ جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے۔ عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رح ف۱۰ مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قیام بر کوع و از رکوع بسجود ۱۲ ف۲ یعنی نماز گذاران ۱۲ ف۳ یعنی بہر مضمون مبالغہ میکنند ۱۲۔

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لا چکے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ فَاِنۡ عَصَوۡكَ الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الخ یہ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ **۷۵** اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے حِيۡنَ تَقُوۡمُ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے تقلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ (حِيۡنَ تَقُوۡمُ) ای الی الصلوٰۃ (وَتَقَلُّبَكَ) ای ویری سبحانہ تعالیٰ من حال کالجلوس والسجود والی اخر کالقیام (فِى السّٰجِدِيۡنَ) ای فیما بین المصلین اذا اممتھم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ۔ اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ السّاجدین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ رضی کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وھو ذکر ما کان یفعلہ فی جوف اللیل من قیامہ للتھجد وتقلبہ فی تصفح احوال المتھجدین من اصحابہ لیطلع علیھم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعملون لاٰخرتھم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۹) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سَاجِدِيۡنَ سے حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ انی لا اقول بحجیۃ الاٰیۃ علی ھذا المطلب (روح ج ۱۹ ص ۱۳۷) **۷۶** یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کاہنوں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینے کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ وحیث کانت ساحۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزھۃ عن ان یحوم حولھا شائبۃ شیء من تلک الاوصاف اتضح استحالۃ تنزلھم علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ابو السعود ج ۶ ص ۴۶۷) **۷۷** یہ مشرکین کے دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ مسوق لتنزیھہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایضا عن ان یکون وحاشاہ من الشعراء وابطال زعم الکفرۃ ان القراٰن من قبیل الشعر (روح ج ۱۹ ص ۱۴۵) یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غوایت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ **۷۸** یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و ہجا اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ وَاَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ الخ یہ ان کے غادی (گمراہ) ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ فقد ظھر بھذا ان حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یشبہ حال الشعراء (کبیر ج ۶ ص ۵۹۴) **۷۹** مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی ہجو میں ابتداء نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ ای کان ذکر اللہ وتلاوۃ القراٰن اغلب علیھم من الشعر واذا قالوا شعرًا قالوہ فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزھد و الادب ومدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ وصلحاء الامۃ ونحو ذلک مما لیس فیہ ذنب (مدارک ج ۳ ص ۱۵۳) **۸۰** یہ تخویف دنیوی ہے اَلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشرکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاھر المطھر من الھجاء (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۱۰) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعوی توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے ولما ذکر وانتصروا من بعد ما ظلموا توعد الظالمین ھذا التوعد العظیم الھائل الصادع للاکباد وابھم فی قولہ اَیَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ (بحر ج ۷ ص ۴۹) تھدید شدید و وعید اکید (روح ج ۱۹ ص ۱۵۳) (وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝)

سورۂ الشعراء میں آیاتِ توحید

۱۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ ــ تا ــ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ٥ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ ــ تا ــ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ٥ (۴ ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ــ تا ــ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ٥ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴۔ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ــ تا ــ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ٥ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ــ تا ــ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۴ ۱۱) دعویٰ تبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔

۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ٥ جب ثابت ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

سورۃ النمل ۱

ربط | سورۂ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۂ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۂ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۂ نمل میں بیان ہوگا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو یٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکری تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۂ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعویٰ تَبٰرَكَ پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۂ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

خلاصہ | تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ ۔ تا ۔ وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ تمہید مع ترغیب۔ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ بشارت۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ تا ۔ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تخویف اخروی۔ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ الخ ترغیب الی القرآن مع تسلی۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ ۔ تا ۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تَبٰرَكَ کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا (ع ۲) ۔ تا ۔ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے، ہُدہُد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۔ تا ۔ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۴) یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعوے کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ ۔ تا ۔ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ (ع ۵) یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا الخ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ الخ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ الخ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (ع ۶) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض افسانہ ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ الخ یہ دوسرا شکوی ہے۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ الخ تخویف دنیوی۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ (ع ۷) یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ الخ تخویف اخروی۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ الخ آخر میں دعویٰ مذکورہ پر دلیل وحی بطور ثمرہ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ الخ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

مختصر خلاصہ

ابتداء میں تمہید مع ترغیب۔ تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتداء میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لف ونشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لف ونشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لف ونشر مرتب کے طور پر اول پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ **۲** یہ تمہید اور ترغیب الی القرآن ہے۔ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ سے مراد قرآن ہے از قبیل عطف صفت علی الصفة کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی چیز کی صفتیں ہیں۔ والمراد به القرآن وعطفه عليه مع اتحاده معه فی الصدق كعطف احدى الصفتين على الاخرى كما فی قولهم هذا فعل السخی والجواد الكريم (روح ج ۱۹ ص۱۵۵) یا کتابٌ مبین سے جنس کتب مراد ہے جو تمام کتب سابقہ کو شامل ہے اس صورت میں اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اس طرف اشارہ ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور کِتَابٌ مُّبِيْنٌ سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۳** یہ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے حال ہے یا تِلْكَ کے لئے خبر بعد خبر ہے (مدارک) یعنی اس سورت میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف صحیح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے متصف مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ اَلَّذِیْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ یہ سورت ان مومنوں کے لئے ہدایت وبشارت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ **۴** یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر وثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ ای اشد الناس خسرانًا لفوات الثواب واستحقاق العقاب (ابو السعود ج ۶ ص ۲۷۴) **۵** یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو حکیم وعلیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دو بار تسلی کا ذکر ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ الخ اور فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ (ع ۶ ـ ۷) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل [۱] مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ هُدًى وَّ

یہ آیتیں ہیں [۲] قرآن اور کھلی کتاب کی [۳] ہدایت اور

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے [۴] آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے کام

فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

سو وہ بھٹکے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بُری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب اور تجھ کو تو

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ

قرآن پہنچتا ہے [۵] ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

موسیٰ نے [۶] اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں

بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم سینکو

حاشیہ: ۱ تمہید مع ترغیب — ۲ تخویف اخروی — ۳ ترغیب الی القرآن — ۴ پہلا قصہ متعلق بعلت اولیٰ

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کرکے اس کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح وکامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ ؎۶ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدتِ اجارہ پوری کرکے جب اپنے اہلِ بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طویٰ میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہوا تو کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے انگارا ہی لے آؤں گا۔ شہاب ای شعلۃ مضیئۃ (مدارک ج۳ ص۱۵۶) قبس اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای بشعلۃ نار مقبوسۃ ای ماخوذۃ من اصلھا فقبس صفۃ شہاب او بدل منہ (روح ج۱۹ ص۱۵۹) ؎۷ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ آگ سمجھے تھے وہ دنیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نورِ الٰہی کی تجلی ہے۔ اَنْ بُوْرِكَ، اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخففۃ من الثقیلۃ وتقدیرہ نودی بانہ بورک والضمیر ضمیر الشان (مدارک ص۱۵۶) جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس کی تجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خطہ ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نورِ تجلی ظاہر ہوا ہے اور باقی چیزوں کو بھی اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ھو نور اللّٰہ ومن حولھا الملائکۃ وھو مروی عن قتادۃ و الزجاج (کبیر ج۶ ص۵۵۶) ؎۸ اس سے پہلے اَقُوْلُ مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور اَنْ بُوْرِكَ پر معطوف ہے وَالظاھر ان قولہ وسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ داخل تحت قولہ نودی الخ (بحر ج۷ ص۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم ورنگ اور دیگر صفاتِ مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

پھر جب پہنچا اس کے پاس ؎۷ آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو

حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧ يٰمُوْسٰٓى

اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا ؎۸ ؎۹ اے موسیٰ ؎۹

اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ

وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاٹھی

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ

پھر جب دیکھا اس کو ؎۱۰ پھنپھناتے جیسے سانپ کی شکل لوٹا پیٹھ پھیر کر اور

يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ

دیکھا اے موسیٰ مت ڈر ؎۱۱ میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے

الْمُرْسَلُوْنَ ⑩ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا

رسول ؎۱۲ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑪ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ؎۱۳ اور ڈال دیجے ہاتھ اپنا

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ

اپنے گریبان میں ؎۱۴ کہ نکلے سفید ہوکر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو

اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ⑫

نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ؎۱۵

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑬

پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ

اور ان کا انکار کیا ؎۱۶ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

موضح قرآن ف۱ آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ اول شک سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہوگئی بڑھ کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہوگیا تھا، اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کردیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ سورۂ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہوچکیں فائدہ ۵ وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میووں کا نقصان اور طوفان، اور ٹڈی اور چچڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عصا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف میں اس رکوع میں ہے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسیکہ در آتش است ملائکہ دراں نور مصور بصورت آتش بودند وکسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فروتر از ایشان بودند ۱۲۔

کرآئی بلکہ مراد یہ ہے کہ اس میں اس کی تجلی کا ظہور ہوا۔ ۹ اے موسیٰ اس وقت تم سے کلام کرنے والا میں ہوں جو سارے جہان میں متصرف اور فاعل مختار ہوں اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے۔ کیونکہ میں قدرت کے اعتبار سے سب پر غالب اور علم و حکمت کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی ہوں۔ وَاَلْقِ عَصَاکَ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لاٹھی زمین پر پھینکنے کا حکم دیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ معجزۂ عصا اور یدِ بیضاء اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے لیکن ان کا ظہور محض اللہ کی قدرت سے ہوا اس میں موسیٰ علیہ السلام کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں۔ ۱۰ وہ چھوٹا

عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ

غرور سے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہم نے علم دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا

الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

جس نے ہم کو بزرگی دی اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا

اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا

بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بے شک یہی ہے

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ

فضیلت صریح اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر

مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ

جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں یہاں تک کہ جب

اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ

پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ

گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ

اور ان کو خبر بھی نہ ہو پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے اور

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ

بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا

ع ۱۴ / ۱۶

سانپ جو تیزی سے حرکت کرے۔ دوسری جگہ اس سانپ کو ثُعْبَانٌ (اژدہا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسے چھوٹے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اگرچہ وہ بہت بڑا اژدہا بن گیا لیکن حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ کی مانند تھا۔ شبهها سبحانه فی شدة حرکتها واضطرابها مع عظم جثتها بصغار الحیات السریعة الحرکة الخ (روح ج ۹ ص۱۶۳) ۱۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدہا کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ! مت ڈرو، کیونکہ میرے قرب میں پیغمبر کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باین جلالت شان یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سانپ ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے اور ہر چیز کو جاننا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ اس سے ایمان والوں کو ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ الخ استثناء منقطع ہے اور اِلَّا بمعنی لٰکِنْ ہے اور بَدَّلَ بمعنی تَابَ قال صاحب المطلع والمعنی علیہ لکن من ظلم من سائر العباد ثم تاب فانی اغفر له (روح ج ۱۹ ص۱۶۲) یا لَا یَخَافُ بمعنی لَا یَتَضَرَّرُ یعنی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اِلَّا بمعنی بَلْ ہے جو ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہو گا اے موسیٰ! میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تاکہ کوئی مجھ سے ڈر کر بھاگے بلکہ اگر کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے تو میں اسے بھی معاف کر دیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔ قاله الشیخ قدس سرہ۔ ۱۲ یہ دوسرا معجزہ ہے۔ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم و خازن ج ۵ ص۱۱۲) فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ ای ارسلنا یعنی ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو یہاں مذکور ہیں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ الخ، مُبْصِرَۃً، اٰیٰتُنَا سے حال ہے۔ یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق و فجور اور ان کی ضد و عناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

سا دوسرا تفسیر نیز تحقیق بلکہ اولیٰ ۱۲

موضح قرآن رحمہ اللہ تعالیٰ ف۱ وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۲ منہ ف۲ چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہوگئی

کرشمے ہیں۔ ۱۳ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا یہ دونوں جَحَدُوْا کے مفعول لہ ہیں اور وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ جملہ جحدوا کے فاعل سے حال ہے۔ قوم فرعون کو دل سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے برحق ہونے کا پورا پورا یقین تھا لیکن انہوں نے محض بے انصافی اور غرور واستکبار کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ الخ پھر دیکھ لو ان معاندوں اور سرکشوں کا کیا حشر ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر کے ان کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے مصیبتوں سے نجات دی اور دنیا و آخرت میں آرام و راحت اور اعزاز و اکرام عطا فرمایا۔ اس میں مومنوں کے لئے بشارت کا پہلو ہے۔ ۱۴ یہ

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ

مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور

اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۱

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ

اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہُدہُد کو ۲۱

اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا

یا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت

شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ

سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند

مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا

صریح پھر بہت دیر نہ کی ۲۲ کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز

لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾

کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لے کر تحقیقی ف۲

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ

میں نے پایا ۲۳ ایک عورت کو کہ جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز

كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَ

ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا ف۳ میں نے پایا کہ وہ اور

قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور

زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم وفضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش وطیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ غیب داں نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہدہد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکہ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا الخ فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں عِلْمًا سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تنوین تقلیل کے لئے یا تعظیم و تفخیم کے لئے۔ یعنی علوم وفنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا عظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای اٰتینا کل واحد منہما طائفۃ من العلم لائقۃ من علم الشرائع والاحکام وغیر ذلک مما یختص بکل منہما کصنعۃ لبوس ومنطق الطیر او علما سنیا غزیرا فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح ملخصا ج ۱۹ ص ۱۷۰) وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ داؤد و سلیمان دونوں ہمارے شکر گذار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجالاتے تھے۔ ۱۵ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم، نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوتہ وعلمہ وملکہ دون سائر اولادہ وکان لداؤد علیہ السلام تسعۃ عشر ابنا (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۱۲) ای قام مقامہ فی النبوۃ والملک وصار نبیا ملکا بعد موت ابیہ داؤد علیہما السلام فوراثتہ ایاہ مجاز عن قیامہ مقامہ فیما ذکر بعد موتہ (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) ۱۶ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرما دیتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات بے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ

موضح قرآن ف۱ ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورۂ صاد میں اس چونٹی کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا ۱۲ منہ رح ف۲ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ منہ رح ف۳ سب چیزیں مال واسباب اور حسن وجمال بھی آگیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ منہ رح۔

فرمادیتا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمه معجزة له کقصة الهدهد (بحر محیط) مِن كُلِّ شَيْءٍ میں كُلِّ استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیاء جیسا کہ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما هو ما یهمه علیه السلام من امر الدنیا والآخرة وقد یقال انه ما یحتاج الملك من الات الحرب وغیرها (روح ج ١٩ ص١٧٦) یا یہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد به کثرة ما اوتی کما تقول فلان یعلم کل شیء ومثله واوتیت من کل شیء (مدارك ج ٣ ص١٥٦) **۱۷** حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا۔ تاکہ کثرت ازدحام کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم وضبط قائم رہ سکے۔ **۱۸** حَتَّىٰ ابتدائیہ ہے جو ابتدائے کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ يُوزَعُونَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کانه قیل فسار واحتٰی اذا اتوا الخ (روح) یا یہ آتینا داؤد وسلیمان علما کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چیونٹی کی بات بھی سنادی۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۱۹** حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چیونٹی کے دل میں ڈالدیا تو اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاهر ان علم النملة بان الآتی هو سلیمان علیه السلام وجنوده کان عن الهام منه عز وجل الخ (روح ج ١٩ ص١٧٦) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چیونٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن وانس عیب دان نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چیونٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چیونٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولیت من طعن فی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم رضی الله تعالیٰ عنهم تأسی بها فکف عن ذلك واحسن الادب (روح ج ١٩ ص١٧٨) **۲۰** اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چیونٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انه علیه السلام لم یسمع صوت اصلا وانما فهم ما فی نفس النملة الهاما من الله تعالیٰ (روح ج ١٩ ص١٧٦) رَبِّ أَوْزِعْنِي میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعامات کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چیونٹی کے دل میں ڈال دیا اور چیونٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام ہے

السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي

رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو ف۲۵ جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ

نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ف۲۶ اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ

پروردگار تخت بڑے کا ف۲۷ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تونے سچ کہا

أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا

یا تو جھوٹا ہے ف۲۸ لے جا میرا یہ خط

فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا

اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ

جواب دیتے ہیں ف۲۹ کہنے لگی ف۳۰ اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا

كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

ایک خط عزت کا ف۳۱ وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام

الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي

سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے

مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ ع قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي

حکم بردار ہو کر ف۳۲ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں ف۳۳

مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا

میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

السجدة ١٣ — ع ٢/١٧

موضح قرآن ف۲۵ ہُدہُد کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کو کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲۶ یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھا آ۔ ہُدہُد لے گیا جہاں بلقیس اکیلی سوتی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳۱ کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳۲ ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رحمہ۔

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرۂ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ ۲۱ اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پڑتال کی تو ہُدہُد کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے ہُدہُد مجھے ہی نظر نہیں آ رہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ لَاُعَذِّبَنَّہٗ الخ جب معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول اور واضح دلیل پیش کریگا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ۲۲ بس تھوڑی دیر کے بعد ہُدہُد واپس آگیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کر کے آیا ہوں جن کا آپ کو

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ۬ وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی ۲۵ بادشاہ جب

دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے ف۱ اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

کچھ تحفہ ۳۰ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف۲ پھر جب

جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنَِۦ اللّٰهُ

پہنچا سلیمان کے پاس ۳۱ بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ

اور نکال دینگے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے ف۳ ۳۲ بولا

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ

اے دربار والو ۳۳ تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ

میرے پاس حکمبردار ہو کر ف۴ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہُدہُد کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔ ۲۳ یہ ہُدہُد کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا الخ سبا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکۂ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو ورغلا کر اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہِ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم مجوسی تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انھم کانوا مجوسا یعبدون الانوار (بحر ج ۷ ص۶۶) کانت ھی وقومھا مجوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ۶ ص۵۶) .....

۲۴ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ فَصَدَّهُمْ کے متعلق ہے ای فصدھم عن السبیل لئلا یسجدوا فحذف الجار مع ان وادغمت النون فی اللام (مدارک ج ۳ ص۱۵۹) ہُدہُد نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہِ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالقِ کائنات اور مالک ارض و سماء کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خبء السماء المطر وخبء الارض النبات (معالم ج ۵ ص۱۱۹) ہُدہُد کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ ۲۵ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہُدہُد نے یہ ثمرہ اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ۲۶ ہُدہُد

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے۔ ں یا خوبصورت آدمی یا نادر اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۲ منہ رح ف۴ کافر جو اپنے اماں میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ سلیمان علیہ السلام خواست کہ بلقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال او را ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں

اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا
معتبر ف۱ بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں

اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ
لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا اسکو

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْ
دھرا ہوا اپنے پاس ف۲ کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ
کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا
اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ف۳ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے

عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ
آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو

لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ
سمجھ نہیں ف۴ پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا
بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہو چکے ہیں

مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ
حکم بردار ف۵ اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے

اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي
سوائے ف۶ البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسی نے کہا ف۷ اس عورت کو اندر چل

نے اس عجیب وغریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہدہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکۂ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ **۲۷** اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا الخ جب ہدہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہدہد نے ایک روشن دان سے داخل ہو کر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔ بلقیس نے بیدار ہو کر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہو گیا۔ مشیروں کو جمع کر کے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سربمہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن ورحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر وغرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ کریم کے معنی سربمہر کے ہیں و قد فسر ابن عباس وقتادۃ وزھیر بن محمد (الکریم) ھنا بالمختوم (روح ج ۱۹ ص ۱۹۶) انہ اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور اِنَّهٗ دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ کا متعلق صیغۂ امر ہے یعنی استعینوا بسم اللہ خاصۃ ولا تشرکوا یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ (جنات اور ستاروں) کی عبادت مت کرو **۲۸** خط کا مضمون اپنے وزراء اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کر کے کہا اے امراء! مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکۂ سبا کے طرزِ حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ الخ مشیروں کا جواب کوئی دانشمندانہ نہیں، اس سے خوشامد اور نیازمندی کی بو آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ **۲۹** بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی، وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت وسطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

موضح قرآن ف۱ اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جواہر لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رحمہ ف۲ یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رحمہ ف۳ روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ف۴ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت ہی یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ **۳۰ھ** بلقیس نے امراء سے کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر ہمیں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہیئے۔ قالت لقومہا ان کان ملکا دنیویا ارضاہ المال وعملنا معہ بحسب ذلک وان کان نبیا لم یرضہ المال وینبغی ان نتبعہ علی دینہ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۸)

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقَيْهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۗ

اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ

بولی اے رب میں نے برا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا ف۱ اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی

صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

صالح کو یہ کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے ف۲

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

کہا اے میری قوم کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو پہلے بھلائی سے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا

کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف۳ اور تھے اس شہر میں نو شخص کہ خرابی کرتے

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

ملک میں اور اصلاح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور

اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اس کے گھر پر پھر کہہ دیں گے اس کے دعویٰ کرنے والے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں

ع ۳ / ۱۸

۳۱ھ جب بلقیس کے ایلچی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔ تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ وما ارضی منکم بشیء ولا افرح بہ الا بالایمان وترک المجوسیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۲) **۳۲ھ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ایلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امراء سلطنت سے کہہ دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت میں حذف و تقدیر ہے کانہ قیل ارجع الیہم فلیأتونی مسلمین والا فلنأتینہم الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۰۱) **۳۳ھ** اس سے پہلے اندراج ہے جب [illegible] فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا اور پھر امراء سلطنت اور رؤسائے ملک کو ساتھ لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے

موضح قرآن ف۱ دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اس نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو، حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں سو وہی صحیح ہے حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا ف۲ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ف۳ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مصائب بر وفق قدر الٰہی جاری میشود ۱۲۔

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ۹۳۴ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجلس برخاست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لاسکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زر و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ الخ ایک شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں آنکھ جھپکنے سے بھی

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ

اور انہوں نے بنایا ایک فریب ۵۴ اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ف۱ پھر دیکھ ۵۵

كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٥١﴾

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کرڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ

سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

یَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا اِذْ

جانتے ہیں ف۲ اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے ۵۶ اور لوط کو جب

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف۳ کیا تم دوڑتے ہو ۵۷

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾

مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ

پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہنے لگے نکال دو لوط کے گھر کو

قَرْیَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانیوالوں میں اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ

فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى

پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۴ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو ۵۸ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ف۵

ع ۴ ‏/ ۱۵

پہلے لاسکتا ہوں۔ اَلَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عامل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کیا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کان اعرف بالکتاب منه لانه هو النبی فکان صرف هذا اللفظ الی سلیمان علیه السلام اولی (الثانی) ان احضار العرش فی ذلك الساعة اللطیفة درجة عالیة فلو حصلت لآصف دون سلیمان لاقتضی ذلك تفضیل آصف علی سلیمان علیه السلام وانه غیر جائز (کبیر ج ۶ ص۵۶۶) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہلِ بدعت کہتے ہیں اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا معجزہ ہوگا۔ امام نخعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک)۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلا عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے کالا علم نکالتے ہیں حالانکہ کالا علم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتے تھے جب تک شرارت حد کو نہ پہنچتی تب تک عذاب نہیں آتا۔ ف۲ یعنی یہی حال ہے ان کافروں کا ف۳ یعنی دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ف۴ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کرسکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور مکے والوں میں حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے ان کو بچایا اور اُن کو کھپایا، مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا جس رات حضرت نے ہجرت کی مکے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مار لیں۔ حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بنا دیا اور اسی میں کام بنا ف۵ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کہنی لوگوں کو سکھا دی۔

کفر ہے۔ ۳۵ بہرصورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی تھا مگر حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لِيَبْلُوَنِیٓ الخ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ ۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزوی تبدیلیاں کر کے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْ الخ جب بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ سوال میں یہ نہیں کہا گیا أَهٰذَا عَرْشُكِ کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ تاکہ یہ سوال اور پیچیدہ ہو جائے كَاَنَّهٗ هُوَ بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل وہی ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ الخ یہ بلقیس کا کلام ہے مِنْ قَبْلِهَا کی ضمیر سے احضار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہدہد کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

من تتمة كلامها على ما اختاره جمع من المفسرين .... واوتينا العلم بكمال قدرة الله تعالى وصحة نبوتك من قبل هذه المعجزة .... بما شاهدناه من امر الهدهد وما سمعناه من رسلنا اليك من الاٰيات الدالة على ذلك وكنا مؤمنين من ذلك الوقت فلا حاجة الى اظهار هذه المعجزة (روح ج ۱۹ ص ۲۰۴)

۳۷ مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ الخ جملہ صَدَّهَا کا فاعل ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشو و نما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صدها عن التقدم الى الاسلام عبادة الشمس ونشوءها بين اظهر الكفرة (مدارک ج ۳ ص ۱۶۲) یا صَدَّ کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں مَا كَانَتْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا وصدها الله او سليمان عما كانت تعبد بتقدير حرف الجار (کبیر ج ۶ ص ۵۶۸) ۳۸ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر آبی جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں تخت بچھوایا اور بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

بھلا کس نے بنائے آسمان ۵۹ اور زمین اور اتار دیا تمہارے لئے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ

آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے

مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ

تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت ۶۰ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی

هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا

نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق ۶۱

وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ

اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرنے کو بوجھ اور رکھا

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ

سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے ۶۲ بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور

يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ

دور کر دیتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر اب کوئی حاکم ہے

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ

اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو ۶۳

فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ

اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں

بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

اس کی رحمت سے پہلے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف وشفاف فرش ہے اور شیشے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ بلقیس نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اُٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ یعنی جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیشے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متنفر کرنے کے لئے کہا کہ بلقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا محل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ **۳۹** یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اُعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اعبدوا اللہ ای وحدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا (خازن ج ۵ ص ۱۲۶)، قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ **۴۰** جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ والمعنی فاذا قوم صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ یختصمون فیقول کل فریق الحق معی الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۳)، اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ **۴۱** حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (اعراف ع ۱۰) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہو تاکہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا

يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ

شریک بتلاتے ہیں بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا ت۳ اور کون

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ

روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ

تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ

لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ

خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر

فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا

آخرت کے بارہ میں ۳۸ دلیکن ان کو شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے

عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ

اندھے ہیں ۳۹ اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں ۴۰ کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور

اٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا ھٰذَا نَحْنُ

ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو

وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو کہہ دے پھرو ملک میں ۴۱ تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ

گنہگاروں کا اور غم نہ کر ۴۲ ان پر اور نہ خفا ہو

ع ۵ / ۸ / ۱

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

دوسرا دعویٰ کا ثمرہ ۱۲

شرک فی التصرف کی نفی

تخویف دنیوی

دوسری بار تسلی

موضح فرآن ف ۱ یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی نا کہ منقطع گشت ۱۲۔

عذاب وغضب کیوں مانگتے ہو ؟ السیئۃ عذاب وعقوبت۔ الحسنۃ توبہ و استغفار (روح) ۴۴۲ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذا باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین (صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار) ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ تشاءمنا بك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذيبهم فنسبوه الى مجيئه (مدارک)

مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن

ان کے فریب بنانے سے ۔ اور کہتے ہیں ۴۴۷ کب ہوگا یہ وعدہ اگر

كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم

تم سچے ہو ۔ تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر آپہنچ چکی ہو

بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو

بعض وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو ۔ اور تیرا رب تو ۴۴۸ فضل

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾

رکھتا ہے لوگوں پر ۔ پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾

اور تیرا رب جانتا ہے ۴۴۹ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کھلی

مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ

کتاب میں ۔ یہ قرآن ۴۵۰ سناتا ہے بنی اسرائیل کو

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَ

بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ف ۔ اور بے شک وہ ہدایت ہے اور

رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ

رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے ۴۵۱ تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى

اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا ۔ سو تو بھروسہ کر اللہ پر ۴۵۲ بے شک تو ہے

الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ

صحیح کھلے راستہ پر ۔ البتہ تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا

خلاصہ دوسرا شکوہ نمبر ۱۲

۱۲ دونوں دعووں پر ایک ایک مزید عقلی دلیل یہ پہلی دلیل پہلے دعوے پر ہے ۱۳ ۔ جملہ معترضہ بہ بیان صداقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ ۱۲ تسلی ۱۳

۴۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائركم عند الله اى السبب الذى منه يجئ خيركم و شركم عند الله وهو قضاءه وقدره ان شاء رزقكم وان شاء احرمكم (كبير ج ۶ ص۵۵۰) ۴۴۴ حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فسادی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قَالُوا تَقَاسَمُوا الخ ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شبخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ تَقَاسَمُوا جمہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قَالُوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہوگا یا اس کے فاعل سے حال ہوگا۔ أمر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وهو قول الجمهور وجوز ان يكون فعلا ماضيا بدلا من (قالوا) او حالا من فاعله الخ (روح ج ۱۹ ص۲۱۳) ۴۴۵ قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح ؑ کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ادھر ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ ومكرهم ما اخفوه من تدبير الفتك بصالح واهله ومكر الله اهلاكه اياهم من حيث لا يشعرون (بحر ج ۷ ص۸۵) وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا۔ مَكْرًا دونوں فعلوں کے ساتھ مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفخیم کے لیے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر منصوبہ بنایا۔ ۴۴۶ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدمعاشوں

موضح قرآن ف بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہی صحیح تھا۔

کو بلکہ ان کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً الخ ان کے گھر ویران پڑے ہیں یہ سزا ان کو ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے ملی۔ اس واقعہ میں علم و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ ۱۴۷ ایمان والوں اور کفر و شرک سے بچنے والوں کو ہم نے بچا لیا۔ مشرکین اور مفسدین کو ہلاک بھی ہم نے کیا اور ایمان والوں کو بچایا بھی ہم نے اس میں صالح علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ اور اَنْجَيْنَا جمع متکلم کے صیغوں سے جو عظمت و جبروت ظاہر کرنے کے لئے ہیں معلوم ہوا کہ منکرین کو ہلاک کرنا اور حضرت صالح علیہ السلام اور

الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَا اَنْتَ
بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر اور نہ تو

بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ
دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بچکیں ۴۸ تو تو سناتا ہے اس کو جو

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ
یقین رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں اور جب ۴۹ پڑ چکے گی ان پر بات

عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ
نکالیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَيَوْمَ نَحْشُرُ
اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ف۱ اور جس دن گھیر لائیں گے ہم

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
ہر ایک فرقہ میں سے ۵۰ ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی

يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ
جماعت بندی ہوگی ف۲ یہاں تک کہ جب حاضر ہو چکیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور

لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ
نہ آ چکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا بولو کہ کیا کرتے تھے اور

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ
پڑ چکی ان پر بات ۵۱ اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب وہ کچھ نہیں بول سکتے کیا

يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ
نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي
البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں اور جس دن پھونکی جاوے گی

ع ۶/۲

۲ تخویف دنیوی

۳ تخویف اخروی

یہ دوسری عقلی دلیل ہے متعلق بدعویٰ ثانیہ

مومنوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۴۸ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو افعال قبیحہ سے منع کیا مگر قوم نے ان کی اطاعت نہ کی اور سرکشی پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ بصر سے بصر قلب مراد ہے یعنی علم مطلب یہ ہے کہ تم اس بے حیائی کے فعل کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ سراسر بے حیائی ہے۔ من بصر القلب ای اتفعلونہا و الحال انتم تعلمون علما یقینا کونہا کذلک (روح ص ۲۱۶ ج ۱۹) ۱۴۹ یہ اس فاحشہ یعنی فعل قبیح کا بیان ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الخ اس ناصحانہ تبلیغ کے جواب میں قوم نے کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو کیونکہ وہ بڑے پاک بنتے ہیں اور ہمارے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ الخ آخر اس سرکش اور معاند قوم پر اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب نازل کر کے اسے ہلاک کر دیا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو بچا لیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی چونکہ کافرہ تھی اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا الخ قوم لوط کی بستی کو تہ و بالا کر کے اس پر پتھروں کی بارش کی گئی جیسا کہ سورۂ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ الخ فَاَنْجَيْنٰهُ اور اَمْطَرْنَا سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ ہی نے عذاب سے بچایا اور کافروں کو اسی ہی نے ہلاک کیا تو اس سے واضح ہو گیا کہ کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۵۰ یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے وَسَلٰمٌ عَلٰي عِبَادِهِ الخ اللہ کے برگزیدہ بندے صفات کارسازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ

موضح قرآن ف۱ قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر ف۲ یعنی ہر گناہ والے ایک جتھہ ہوں گے۔

اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور اتمام حجت کے طور پر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تبکیت للمشرکین والزام الحجۃ علیھم بعد ھلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص ۱۲۷) اَمَّا يُشْرِكُوْنَ میں ام متصلہ ہے۔ اس کے بعد بطور تنویر دوسرے دعوے پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ ۵۱ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی چاروں دلیلوں میں ام منقطعہ ہے بمعنی بل اور اس سے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا اس کے علاوہ یہ بتاؤ

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ

صور ت۱ تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے

وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ

اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف۲ اور تو دیکھے پہاڑوں کو ت۲ سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور

هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ اِنَّهٗ

وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری گری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو

خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا

خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۳ جو کوئی لے کر آیا بھلائی ت۳ تو اس کو ملے اس سے بہتر

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا ت۴ برائی

فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ

مجھ کو یہی حکم ہے ت۵ کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور

لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ

اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم بردار وں میں اور یہ کہ

اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ

سنا دوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا ت۶ راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی

ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

بہکا رہا تو کہہ دے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو

سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے ت۷ تو ان کو پہچان لوگے اور تیرا رب ت۸ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

ع ۷

منزل ۵

ت۱ بشارت اخروی ۱۲ — ت۲ تخویف اخروی ۱۲ — ت۳ تمام دلائل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲ — ت۴ پہلے دونوں مضمون پر متفرع ہے ۱۲

تمہارے معبود اپنے پجاریوں کے حق میں اچھے ہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے عابدین کے حق میں اچھا ہے۔ تم جن پیغمبروں اور ولیوں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ تم سے ضرر دور کر سکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے۔ والمعنیٰ اللّٰہ خیر لمن عبدہ ام الاصنام لمن عبدھا فان اللّٰہ خیر لمن عبدہ وامن بہ لاغنائہ من الھلاک والاصنام لم تغن عن عابدیھا شیئا عند نزول العذاب ولھذا السبب ذکر انواعا تدل علی وحدانیتہ فی قدرتہ (خازن ج ۵ ص ۱۲۷)

۵۲ یہ خطاب مخصوص لوگوں سے نہیں بلکہ ساری جنس مخلوق سے ہے مَا كَانَ لَكُمْ ای بجمیع جنسکم یعنی تمام جنس مخلوق کو یہ اختیار نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ الخ اور سورۂ یٰسین (ع ۳) میں ہے وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ہر دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشرکین کے لاجواب ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ دلیل میں جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشرکین بھی مانتے تھے کہ وہ اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ اب مشرکین سے سوال کیا گیا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں پائی جاتی ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے ؟ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ اس کا جواب وہ خوب جانتے ہیں کہ نفی میں ہے لیکن سرکشی اور ضد و عناد کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی توحید سے اعراض کرتے ہیں يَعْدِلُوْنَ عَنِ الْحَقِّ الَّذِيْ هو التوحید (مدارک و روح) یا اس کے معنی برابر کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکار میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای یساوون بہ غیرہ تعالیٰ من آلھتھم (روح ج ۲۰ ص ۵)۔ ۵۳ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پر سکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور کارساز ہے جو یہ مذکورہ کام کر سکے ؟۔ ۵۴ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصودی ہے۔ یعنی جو بےچین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب

موضح قرآن ف۱ ایک بار صور پھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں گے، اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا بہت باری ہے ف۲ یہ ہو گا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے۔

وبلیات سے بچاتا ہے، جو سب کا خالق اور سب کو ان کی ضروریں مہیا کرتا ہے وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ ۵۵ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب تم جنگلوں اور سمندروں میں راستہ بھول جاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری راہنمائی فرماتا ہے۔ اس نے زمین آسمان میں ایسی علامتیں مقرر فرما دی ہیں جن سے تم اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر سکتے ہو۔ باران رحمت سے پہلے بارش کی خوشخبری لانیوالی ہوائیں بھی وہی چلاتا ہے۔ کیا یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں موجود ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ جب اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں موجود نہیں ہیں تو پھر کارساز بھی اور کوئی نہیں۔ کیا اس میں اب بھی کوئی شک ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگلوں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی فرماتا ہے۔ باقی رہی حدیث۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تو اس میں عباد اللہ سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جنگلوں میں اسی مقصد سے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جیسا کہ ابویعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً الخ ۵۶ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ جس نے سب کو پیدا فرمایا، جو سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور جو زمین و آسمان سے مخلوق کی روزی کا انتظام کرتا ہے کیا اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دئیے ہیں اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے شرک پر کوئی دلیل پیش کرو۔ پہلی دلیل کے آخر میں فرمایا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ یہ لوگ توحید سے اعراض کرتے ہیں۔ دوسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کرکے فرمایا بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت تو بالکل جاہل ہے توحید کو جانتی ہی نہیں۔ تیسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کرکے فرمایا قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ ان کی ضد و جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ چوتھی دلیل کے بعد فرمایا تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ مذکور بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے آخر میں پانچویں دلیل کے بعد مشرکین کو چیلنج دیدیا کہ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو پیش کرو۔ ۵۷ یہ پہلے دونوں قصوں کا ثمرہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ فرشتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ارواح انبیاء علیہم السلام وَ الْاَرْضِ یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ آسمان والے نہ زمین والے بلکہ ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ حشر و نشر کب ہو گا۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ یعنی ان من فی السّمٰوٰت وھم الملائکۃ ومن فی الارض وھم بنوا ادم لا یعلمون متی یبعثون واللّٰہ تعالیٰ تفرد بعلم ذلك (خازن ج ۵ ص ۱۲۸) ۵۸ ادارک بمعنی فنی و اضمحل یعنی قیامت قائم ہونے کا وقت جاننا تو در کنار آخرت کے بارے میں انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہاں سے کلام کا رخ اہل مکہ کی طرف ہے۔ وقد فسرھا الحسن باضمحل علمھم فی الاخرۃ وتدارك (مدارك ج ۳ ص ۱۶۵، بحر ج ۷ ص ۹۳) یا اس کے معنی استحکام و تکامل کے ہیں۔ اور یہ بطور استہزاء و تہکم کہا گیا ہے جیسا کہ جاہل کو بطور استہزاء کہا جائے وہ بہت بڑا عالم ہے۔ ان وصفھم باستحکام العلم تھکم کما تقول لاجھل الناس ما اعلمك علی سبیل الھزء (کبیر ج ۶ ص ۶۴۴) بَلْ ھُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْھَا یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی ان کو تو قیامت قائم ہونے میں شک ہے بَلْ ھُمْ مِّنْھَا عَمُوْنَ یہ اس سے بھی ترقی ہے۔ یعنی شک بھی نہیں بلکہ محض جہالت کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ ۵۹ یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ لَقَدْ وُعِدْنَا ھٰذَا الخ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یہ بات کہتا ہے اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی کہنے والوں نے اس بات سے ڈرایا ہمیں تو یہ بات بالکل ایک افسانہ اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے جو پہلے لوگوں کی من گھڑت ہے۔ آج تک ہم نے اس کا کوئی اثر اور نتیجہ تو نہیں دیکھا۔ ذکروا انھم وعدوا ذلك ھم وآباؤھم قبل فلم یقع شیئ من ھذا الموعود فحسبوا وحصروا ان ذلك من اکاذیب من تقدم (بحر ج ۷ ص ۹۴) ۶۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی تم زمین میں چلو پھرو اور ان مجرمین کا انجام دیکھو جو شرک کرتے اور حشر و نشر کا انکار کرتے تھے نہی جرموں کی پاداش میں ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ ان کے آثار باقیہ کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور شرک اور انکار بعث سے باز آ جاؤ۔ ۶۱ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ یعنی آپ پر ہم نے عظیم الشان قرآن نازل کیا ہے آپ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں۔ اگر مشرکین نہ مانیں اور کفر و انکار پر اصرار کریں تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور نہ دشمنوں کی سازشوں سے آزردہ خاطر ہوں آپ حق پر ہیں اس لئے اللہ پر بھروسہ کرکے اپنا کام کئے جائیں اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ ۶۲ یہ دوسرا شکوی ہے۔ مشرکین بطور استہزاء و تخفیف کہتے وہ عذاب کہاں ہے جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ ہم تمہیں نہیں مانتے صاف انکار کرتے ہیں پھر وہ عذاب کیوں نہیں آتا۔ قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ فرمایا اتنی عجلت مت کرو، صبر کرو، جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا ہے وہ قریب آ پہنچا ہے۔ رَدِفَ لَکُمْ ای تبع والمراد بہ ھنا لحق ووصل وھو مما یتعدی بنفسہ وباللام کنصح (روح ج ۲۰ ص ۱۶) اور عذاب سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے۔ (روح وغیرہ) عسیٰ اور اسی طرح لَعَلَّ اور سَوْفَ شاہوں کے کلام میں امید و شک کے لئے نہیں بلکہ حتمی وعدہ و وعید کے لئے ہوتے ہیں۔ ان عسی ولعل فی وعد الملوك ووعیدھم یدلان علی صدق الامر وانما یعنون بذلك اظھار وقارھم وانھم لا یحجلون بالانتقام لوثوقھم بان عدوھم لا یفوتھم فعلی ذلك جری وعد اللّٰہ و وعیدہ (کبیر ج ۶ ص ۶۷۹) ۶۳ یہ لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب پر جلدی ان کو نہیں پکڑتا تاکہ ان کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اس کی نافرمانیوں میں منہمک رہتے ہیں۔ ۶۴ آخر میں دونوں دعووں پر لف و نشر مرتب کے طور پر مزید ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ

ہر ایک کے سینے میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ہر ایک کے ظاہری اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ الخ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ سے علم الٰہی یا لوحِ محفوظ مراد ہے۔ وھو اللوح المحفوظ۔۔۔۔۔ وقیل المراد با لکتاب لمبین علمه تعالٰی الازلی الذی ھو مبدا اظھار الاشیاء بالارادۃ والقدرۃ (روح ج ۲۰ ص۲۲) ۶۵؎ یہ جملہ معترضہ ہے اور اس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان مقصود ہے۔ یعنی یہ قرآن بہت سے ایسے مسائل کا صحیح صحیح فیصلہ کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل آپس میں مختلف تھے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بارے میں ان کا اختلاف وہ ان کے بارے میں افراط و تفریط میں گرفتار تھے قرآن نے اس معاملے میں افراط و تفریط کے درمیان صحیح راہ بتائی۔ یہودی ان کو برا جانتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دونوں کو کارساز سمجھتے تھے قرآن نے دونوں نظریوں کو باطل ٹھہرا کر صحیح فیصلہ دیا کہ وہ دونوں ہمارے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے نور سے ہیں اور نہ کارساز ہیں۔ ایسے امورِ غیبیہ صحیح صحیح بتا دینا یہ حضور علیہ السلام کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ ۶۶؎ یہ قرآن ماننے والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور سراپا رحمت ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ الخ اللہ تعالٰی لوگوں کے درمیان حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ وہ بڑا زبردست ہے اس کا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب کچھ جانتا ہے اس لئے اس کا فیصلہ سراپا حق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ بنی اسرائیل کے باہمی مختلف فیہ مسائل میں اس نے حق وانصاف اور حکمت بالغہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ ۶۷؎ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ یہ ماقبل کی علت اولی ہے۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ تسلی کی دوسری علت ہے۔ یعنی اگر یہ مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم کیوں کرتے ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں ان مشرکین کے دلوں اور کانوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوگا اور وہ کبھی حق کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کی مثال تو مُردوں کی سی ہے جو نہ سُن سکتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے مہر جباریت کی وجہ سے ان کے تمام حواس معطل ہو چکے ہیں یا ان کی مثال ایسے بہروں کی سی ہے جو بہرے بھی ہیں اور پھر پیٹھ پھیر کر دور بھاگ جائیں۔ جس طرح یہ آپ کی بات نہیں سُن سکتے ایسے ہی ان مشرکین پر بھی آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس آیت میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح مُردوں کے تمام حواس معطل ہو جاتے ہیں وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔ اسی طرح کافر چونکہ اپنے ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی گویا ان کے یہ حواس مُردوں کی طرح معطل اور بیکار ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف صاف سماعِ موتٰی کی نفی ہوتی ہے اگر مُردے سُنتے ہوں تو یہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی واستدل بقوله سبحانه اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى علی ان المیت لا یسمع کلام الناس مطلقًا (روح ج ۲۰ ص۱۲) سماعِ موتٰی کی پوری تحقیق سورۂ روم کی تفسیر میں آئے گی انشاءاللہ تعالٰی۔ ۶۸؎ یہ تیسری تشبیہ ہے اس میں مشرکین کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک اندھا بینائی نہ ہونے کی وجہ سے راستہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح مشرکین بھی راہِ ہدایت پر نہیں آتے۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ آپ کی تبلیغ سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو قرآن کو اللہ کا کلام سمجھیں اور اخلاص کے ساتھ راہ حق کی تلاش کریں۔ ۶۹؎ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قول سے قیام ساعت کا وعدہ اور وقوع قول سے قیامت کا قرب مراد ہے (مدارک و روح) یعنی آخری زمانے میں قرب قیامت کی علامت کے طور پر ہم زمین سے ایک عجیب و غریب جانور پیدا کریں گے جو لوگوں سے صاف صاف باتیں کرے گا اِنَّ النَّاسَ الخ اس سے پہلے حرف جر مقدر ہے ای تکلمھم بانھم کانوا لا یتیقنون بآیات اللہ تعالٰی الناطقة بمجیئ الساعة (روح ج ۲۰ ص۲۳) یعنی وہ جانور لوگوں سے کہے گا کہ لوگ ان نشانیوں کو نہیں مانتے جو اللہ تعالٰی نے قیامت کے لئے قائم فرمائی ہیں۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا یہاں دَآبَّة سے کوئی خاص دابہ مراد نہیں بلکہ عام ہے۔ اَلْقَوْلُ سے وعدۂ عذاب مراد ہے۔ یعنی جب کسی قوم پر انکار توحید کی وجہ سے عذاب الٰہی کا وقت آجائے تو اللہ تعالٰی بطور اعجاز جانوروں کو قوت گویائی عطا فرما کر ان سے دینِ حق کی سچائی پر شہادت دلوا دیتا ہے۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک گوہ نے آپ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات گذر چکے ہیں۔ جب ایسی معجزانہ شہادتوں کے بعد بھی لوگ دینِ حق کو نہ مانیں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ تکلمھم یعنی وہ دابہ (جانور) دینِ حق کی سچائی اور دوسرے ادیان کے بطلان کی گواہی دیتا ہے۔ تکلمھم ببطلان الادیان کلھا سوی دین الاسلام (مدارک ج ۳ ص۱۶۸) اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا الخ یہ ماقبل کی علت ہوگی۔ یعنی ہم دابہ اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری آیتوں کو نہیں مانتے۔ دابہ کا معجزانہ کلام ان کو ایمان کی طرف مائل و راغب کرے گا۔ ۷۰؎ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب ہم انکار کرنے والوں کو فوج در فوج میدان حشر میں جمع کریں گے تو انہیں ایک جگہ روک دیا جائے گا تاکہ پچھلے بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کو اکٹھا کر کے حساب کے لئے لیجایا جائے۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ الخ جب تمام کفار موقف میں جمع ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا کیا میری آیتوں کو تم نے سرسری طور پر سن کر ہی انکار کر دیا اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے اور ان کی حقیقت کو پانے کی کوشش نہ کی اکذبتم بہا بادی الرأی من غیر فکر ولا نظر یؤدی الی احاطة العلم بکنھھا وانھا حقیقة بالتصدیق (مدارک ج ۳ ص۱۶۸) اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جب ہماری آیتوں میں تم نے غور و فکر نہیں کیا تو بتاؤ تو سہی دنیا میں تم کرتے کیا رہے ہو۔ کیا میں نے تم کو عبث اور بیکار کاموں کے لئے پیدا کیا تھا؟ ۷۱؎ وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب کی پاداش میں عذاب میں مبتلا کر دئے جائیں گے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی معقول عذر و معذرت پیش کر سکیں گے۔ ۷۲؎ یہ دوسری عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالٰی ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا تاکہ وہ اس میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں یہ رات دن کی آمد و رفت اللہ تعالٰی کے اختیار و تصرف میں ہے لہٰذا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔

اس آیت میں صنعت احتباک ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لینشروا فیہ۔ والمشھوران فی الآیۃ صنعۃ الاحتباک والتقدیر جعلنا اللیل مظلما لیسکنوا فیہ والنھار مبصرا لینشروا فیہ (روح ج ۲۰ ص۳۵)

۷۳ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکر اشیاء من احوال یوم القیمۃ لیرتدع بسماعھا من اراد اللہ تعالیٰ ارتداعہ نبھھم علی ما ھو دلیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بما ھم یشاھدونہ فی حال حیاتہم وھو تقلیب اللیل والنھار (بحر ج ۷ ص۹۹) ۷۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبرا اٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبوط رکھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام (کبیر، مدارک وغیرہ)، نفخات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو، تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الخ (زمر ع۷) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفخات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت فَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ الخ میں مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۷۵ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعاً (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے محکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ ۷۶ یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزا ملے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ ای بکلمۃ الاخلاص وھی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (معالم و خازن ج ۵ ص۱۳۳) ای بقول لا الٰہ الا اللہ عند الجمھور (مدارک ج ۳ ص۱۷۱) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الحسنۃ کلمۃ الشہادۃ (ابو السعود ج ۶ ص۱۳۵) ۷۷ یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسیئۃ وھو الشرک وبہ فسرہ من فسر الحسنۃ بشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ الخ (روح ج ۲۰ ص۳۲) ۷۸ آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ کیونکہ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں ای اواظب علی قراءتہ علی الناس بطریق تکریر الدعوۃ وتثنیۃ الارشاد (روح ج ۲۰ ص۳۹) ۷۹ میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و نشر مرتب۔ ۸۰ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کارسازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ الخ آپ مشرکین سے فرما دیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لوگے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی ہم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیریھم اللہ من اٰیاتہ فی الاخرۃ فیستیقنون بہا وقیل ھو انشقاق القمر والدخان وما حل بھم من نقمات اللہ فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص۱۷۲) ۸۱ یہ وعدہ و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔ کلام مسوق من جہتہ سبحانہ بطریق التذییل مقرر لما قبلہ متضمن للوعد والوعید (ابو السعود ج ۶ ص۱۳۵)

سورۃ النمل میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

۱۔ یٰمُوسٰی اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ نفی علمِ غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۳۔ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی علمِ غیب از سلیمان علیہ السلام واصحاب سلیمان علیہ السلام۔

۴۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔

۵۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔

۶۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔

۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَاِذَا ھُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ آٰللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ (ع ۵) تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے۔

۹۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پانچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۱۰۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی العلم۔

۱۱۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی العلم۔

۱۲۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔

۱۳۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف۔

۱۴۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

سُورۃ القصص

ربط سورۂ القصص کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ النمل تک مسئلۂ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی و نقلی دلائل سے واضح کیا جاچکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

القصص کا النمل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ الفرقان، الشعراء اور النمل میں عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات دہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذائیں دیتے تھے۔ اب القصص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اے رسول! مسئلۂ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے سچے رسول ہیں آخر غلبہ آپ ہی کو حاصل ہوگا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوتِ توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر ہم نے ان کو اور ان کے تبعین کو سربلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

خلاصہ یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہل کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ ـــ تا ـــ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى ـــ تا ـــ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ (ع ۴) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔ امر اول۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ الخ فرعون بڑا سرکش تھا وہ محکوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ الخ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ (ع ۴) قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ (ع ۷) اللہ کے سوا دعاء اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الخ پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوتِ توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر غلبہ آپ کا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور جملہ معترضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ ـــ تا ـــ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ع ۵) یہ جملہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے پیش آچکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعۂ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہ شکوی ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جاتی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض ضد پر مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ (ع ۶) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ یہ پچھلی کتابوں کے عالموں سے دلیل نقلی ہے۔ انصاف پسند علماء اہل کتاب قرآن پر ایمان لا چکے ہیں یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ الخ مومنین اہل کتاب کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى الخ یہ دوسرا شکوی ہے۔ اگر ہم آپ کی بات مان لیں تو دوسرے مشرکین ہمیں یہاں سے نکال دیں گے۔ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ہم نے ان کو حرم میں پناہ دے رکھی ہے جس کا احترام سب کے دلوں میں ہے اس لئے اگر وہ ہدایت کو قبول کر لیں تو کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ الخ (ع ۶) تخویف اخروی ہے۔ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الخ بشارت اخروی۔ اس کے بعد اس دعوی توحید پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں سے دو علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔

پہلی عقلی دلیل وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ الخ سارے جہاں کا خالق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی

ہے۔ دوسری عقلی دلیل۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعا ہے۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے۔ جب متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے تو غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ الخ چوتھی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ یہ سارا نظام شمسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی نظام کا حصہ ہے۔ جس کے قبضے میں یہ سب کچھ ہے وہی پکار کے لائق ہے۔ پانچویں عقلی دلیل یہ اصل میں تیسری اور چوتھی دلیلوں کا بالاجمال اعادہ ہے۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ الخ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دن رات کو پیدا فرمایا رات تمہارے آرام کے لئے ہے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدائے رحیم و مہربان کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الخ یہ تخویف دنیوی ہے قارون کا حال دیکھو کتنا بڑا دولت مند اور کس قدر وسیع وسائل کا مالک تھا لیکن انکار توحید پر اللہ کے عذاب سے اسے کوئی چیز نہ بچا سکی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ الخ (۹۶) یہاں سے ان چھ امور کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مذکور الصدر چھ امور پر متفرع ہیں لیکن بطور لف و نشر غیر مرتب۔ یہ امر اول پر متفرع ہے۔ فرعون متکبر و سرکش تھا جسے دنیا ہی میں ہلاک کر دیا گیا اور یہاں فرمایا جو لوگ زمین پر سرکشی اور فساد نہیں کرتے بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں آخرت میں نیک انجام صرف انہی کا ہوگا۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ الخ یہ امر دوم پر متفرع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس بھیجا اسی طرح وہ آخرت میں عظیم الشان ٹھکانے کی طرف یا بعد ہجرت مکہ کی طرف آپ کو واپس لوٹائے گا۔ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ یہ امر نہم پر متفرع ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہدایت پر کون ہے اور نیک انجام کس کا ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی یہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى الخ یہ امر سوم پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر پیغمبر ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ○ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں مجرموں سے تعاون نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الخ یہ امر ششم پر متفرع اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہوگیا کہ متصرف و کارساز، عالم الغیب اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قصص [۱] مکی ہے اور اس کی اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی [۲] ہم سناتے ہیں تجھ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③

کچھ احوال موسیٰ [۳] اور فرعون کا تحقیق ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں [ف]

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

فرعون چڑھ رہا تھا [۴] ملک میں اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ

کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو ان میں [۵] ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④

اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو بے شک وہ تھا خرابی ڈالنے والا [ف۲]

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي

اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں [۶] ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤

ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور جما دیں ان کو ملک میں اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥ وَاَوْحَيْنَآ

اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا [ف۳] اور ہم نے حکم بھیجا [۷]

[حاشیہ:] تمہید مع ترغیب — دلیل نقلی ۲

[۱] تمہید مع ترغیب ہے یعنی یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں انہیں توجہ سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔ اَلْكِتٰبُ کی صفت اَلْمُبِيْنُ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں

موضح قرآن ف۱ یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلے میں ف۲ بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پکڑے یعنی بنی اسرائیل۔ ف۳ ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا۔

اگرچہ عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ۳ یہاں سے لے کر مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اور نَتْلُوْا کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب وغریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں او جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگوں ہوگا — انبیاء علیہم السلام پر ہمیشہ مصیبتیں آئی ہیں ؎

آن بلا ہا کہ شدہ با انبیاء

ہیچ کس نہ دید نشاں در کربلا

اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ

موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو

فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ

دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور

جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ

کریں گے اسکو رسولوں سے ف۱ پھر اٹھا لیا ف۲ اس کو فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ

کہ ہو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بے شک فرعون اور ہامان اور

جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝۸ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ

ان کے لشکر تھے چوکنے والے ف۳ اور بولی ف۴ فرعون کی عورت

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے اس کو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آئے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ

یا ہم اس کو کرلیں بیٹا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ف۵ اور صبح کو موسیٰ کی ماں

اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا

کے دل میں قرار نہ رہا ف۱ قریب تھی کہ ظاہر کردے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی

عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ

اس کے دل پر ف۲ اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں اور کہہ دیا ف۳ اس کی بہن کو

قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۱

اس کے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہوکر اور ان کو خبر نہ ہوئی

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ

اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دائیوں کو پہلے سے ف۴ پھر بولی میں بتلاؤں تم کو

۴ فرعون ارض مصر میں سرکش ہوگیا اور ظلم و عدوان کی انتہا کو پہنچ گیا۔ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا اہل مصر کے لوگوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کردیا اور ان سے مختلف قسم کی شدید اور شاق خدمات لیتا تھا یا مطلب یہ ہے کہ رعیت کو مختلف فرقوں میں پارہ پارہ کردیا اور ان کے درمیان بغض و عداوت کا بیج بو دیا تاکہ وہ متفق نہ ہوسکیں اور آپس کے اختلافات میں لگے رہیں اور اس کے نیک و بد کاموں پر کسی کو نقد و تبصرہ کا موقع ہی نہ ملے۔ انگریزوں کی بعینہٖ یہی پالیسی تھی بلکہ ہر ظالم اور جابر حکمران یہی پالیسی اختیار کرتا ہے ا صنافا فی استخدامہ لیستعمل کل صنف فی عمل من بناء وحرث وحفر وغیر ذلک من الاعمال الشاقۃ . . . . او فرقًا مختلفۃ قد اغری بینھم العداوۃ والبغضاء لئلا تتفق کلمتھم (روح ج ۲۰ ص ۴۳) ۵ طَآئِفَةً سے بنی اسرائیل مراد ہیں جو عرصۂ دراز تک قوم فرعون کے ہاتھوں مصائب میں مبتلا رہے اس جماعت کو اس نے بالکل ضعیف بے بس اور مغلوب کر رکھا تھا اور ان کو ہر نوعِ ستم کا نشانہ بنایا تھا۔ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ یہ ماقبل کی تفسیر ہے یا يَسْتَضْعِفُ کی ضمیر سے حال ہے۔ یذبح تبیین للاستضعاف وتفسیرہ او فی موضع الحال من ضمیر يَسْتَضْعِفُ الخ (بحر ج ۷ ص ۱۰۴) فرعون بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا کہ وہ بڑی ہوکر اس کی قوم کی خدمت کریں گی لیکن لڑکوں کو قتل کرادیتا تھا کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ نکل کر سارے مصر پر چھا گئی ہے اور اس نے تمام قبطیوں (قوم فرعون) کو جلا دیا ہے لیکن بنی اسرائیل اس سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ فرعون نے تعبیر جاننے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ جس شہر سے بنی اسرائیل آئے ہیں اس میں ایک شخص پیدا ہوگا مصر کی تباہی اس کے ہاتھ پر ہوگی اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کردیا۔

موضح قرآن ف۱ یہ ان کی ماں کے دل میں پڑگیا یا خواب میں دیکھا ہر گذر کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا ف۲ ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو ف۳ خبر نہیں کہ بڑا ہوکر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔

یا وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وَھٰذا الوجہ ھوالاولیٰ بالقبول (کبیر ج ۶ ص ۳۳۵) ۶ اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مقہور لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدا بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی بھم فی الدین والدنیا علی ما فی البحر (روح ج ۲۰ ص ۴۴) ای قادۃ فی الخیر تقتدی بھم وقیل ولاۃ ملوکا (خازن ج ۵ ص ۱۳۴) مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ٥ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا یعنی بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ ۷ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں تھا یعنی ان مستضعفین کی سربلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ اَوْحَيْنَا میں وحی سے الہام اور القاء فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو اگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ۸ فا فصیحہ ہے یعنی جب والدہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو بچے کو الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثناء میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لِيَكُوْنَ لَهُمْ میں لام عاقبت کا ہے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھا لیا جو انجام کار ان کا دشمن اور ان کے لئے غم و اندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خٰطِئِیْنَ کفر و شرک اور انکار

عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ⑫

ایک گھر والے کہ وہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ

پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو ۱ اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑬

جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ۲

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ

اور جب پہنچ گیا ۵ اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ⑭ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر ۳

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ

جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد

يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ

لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ

پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے

عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا

دشمنوں میں پھر مکا مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ⑮ قَالَ

شیطان کے کام سے ۱۰ بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح ۴ بولا

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ

اے میرے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا

موضح قرآن ف۱ فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو لے پالا تو دائیاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پیا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ ف۲ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ ف۳ جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے ان کے کفر سے اور ان کے ساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل دیکھ دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو مارا تھا ادب دینے کو اس کی اجل آ گئی پچھتائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے۔

حق کی وجہ سے مجرم اور گنہگار تھے۔ ۹ فرعون کے دل میں خود بخود یا کسی کی توجہ دلانے سے یہ خیال پیدا ہوا ممکن ہے یہ وہی مولود ہو جس کے ہاتھ اس کی سلطنت کا زوال مقدر ہو اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کی اور کہا یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے آپ اسے قتل نہ کرائیں ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچ جائے یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں گے کیونکہ ہمارے بیٹا بھی تو نہیں ہے۔ فرعون نے آسیہ کی بات مان لی۔ اور بچے کے قتل سے دستکش ہو گیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ یہ سب کچھ ہوا مگر ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی مولود ہے جس کے ہاتھ پر ان کا زوال و

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ⑯ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ

بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا

عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ⑰ فَأَصْبَحَ

مجھ پر ف۱ پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف۲ پھر صبح کو اٹھا ف۳

فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ

اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد

بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ

مانگی تھی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے

مُّبِينٌ ⑱ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

صریح ف پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو

عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا

دشمن تھا ان دونوں کا، بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ

خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا یہی جی چاہتا ہے کہ

جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ⑲

زبردستی کرتا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کرا دینے والا ف۳ ف۴

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يٰمُوسَىٰ

اور آیا ف۵ شہر کے پرے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ

إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ

دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا

مِنَ النّٰصِحِينَ ⑳ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

بھلا چاہنے والا ہوں ف۶ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا ف۷ راہ دیکھتا

ہلاک ہو گا۔ ای لا یشعرون انہ الذی یفسد ملکھم علی یدیہ قالہ قتادہ (بحر ج ۷ ص ۱۰۵) فَارِغًا یعنی صبر سے خالی یا خیال فرزند کے سوا ہر خیال سے خالی۔ (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ (یوحانذ بنت یصہر بن لاوی) کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صحیح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر و استقلال سے خالی ہو گیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتا دیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل المعنی انہا کادت تظہر امرہ من شدۃ الفرح بنجاتہ وتبنی فرعون ایاہ (روح ج ۲۰ ص ۴۹) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کر کے انہوں نے دریا میں ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چیخیں نکل جاتیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لما رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصیح و تقول وا ابناہ وقیل لما سمعت ان فرعون اخذ التابوت لم تشک انہ یقتلہ فکادت تقول وا ابناہ شفقۃ علیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۷۲) ۱۱ لیکن ہم نے والدۂ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگا دی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کر کے مضبوط کر دیا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے ای من المصدقین وعد اللہ ایاھا۔ (خازن ج ۵ ص ۱۳۷) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لَوْلَا کا جواب مقدر ہے ای لابدتہ بقرینۃ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ (روح) ۱۲ ماں کی مامتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی

موضح قرآن ف۱ شاید اس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی اور بخشنا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں ف۲ یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریادے گئے ہیں دیکھئے کس پر ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ ف۳ ہاتھ ڈالتے چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلاویں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ ف۴ یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چون موسیٰ اسرائیلی مفسل مبین گفت و دانست کہ غضب کردہ بر سر من می آید ۱۲۔

ع ۲ / ۵

قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا
بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب

تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ
منہ کیا ۱۲ مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو

سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ
سیدھی راہ پر ۱ اور جب پہنچا ۱۳ مدین کے پانی پر پایا

عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ
وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ۲ اور پایا ان

دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ
سے درے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ
بولیں ہم نہیں پلاتی پانی چرواہوں کے پھیر لے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے

كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
بڑی عمر کا ۳ پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو ۱۴ پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب

اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ
تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں ۴ پھر آئی اس کے پاس

اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ؗ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ
ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ۱۵ بولی میرا باپ

یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا
تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب

جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ وقفة
پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر

موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت مریم بنت عمران (یہ مریم بنت عمران والدۂ مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہیں)، کو تفتیش احوال کے لئے فرعون کے گھر اس کے پیچھے پیچھے بھیجا تاکہ معلوم کرے کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور دور سے سب کچھ دیکھتی رہیں اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ تفتیش احوال کے لئے وہاں کھڑی ہیں۔ عَنْ جُنُبٍ ای عن بعد یعنی دور سے دیکھ، ۱۳ تحریم منع سے کنایہ ہے۔ مراضع، مرضع کی جمع ہے یعنی مریم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دائیوں کا دودھ پینے سے روک دیا۔ اب وہ سب پریشان تھے کہ کیا کریں بچہ کسی دایہ کا دودھ منہ سے بھی نہیں لگاتا۔ جب مریم نے یہ صورت حال دیکھی تو جرات کر کے قریب چلی گئیں اور کہا اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیئے دیتی ہوں شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ ۱۴ فا رفصیحہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اور ان کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ ۱۵ جب موسیٰ علیہ السلام سن نمو کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا ای الفقہ والعقل والعلم فی الدین فعلم موسی و حکم قبل ان یبعث نبیاً (معالم ج ۵ ص ۱۳۸) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہو گی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں ملی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ ۱۶ ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ الٹا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا اور نہ عادۃً گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم

موضح قرآن
ف۱ یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ ف۲ مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو۔ ف۳ وہ حیا سے کنارے کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اوروں سے بچا پانی پلاتیاں۔ ف۴ عورتوں نے پہچانا کہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا، تھکا بھوکا جا کر اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔

ہوگیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبائر قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مرگیا۔ لا یشکل ایضا علی القول بعصمتهم عن الکبائر والصغائر مطلقا لجواز ان یکون علیه السّلام قد رای ان فی الوکز دفع ظالم عن مظلوم ففعله غیر قاصد به القتل وانما وقع مترتبا علیه لا عن قصد (روح ج ۲۰ ص ۵۳) ف۱۷ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبطی کی موت واقع ہوگئی تو بہت نادم ہوئے اور بول

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا

بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک

يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ

اے باپ اس کو نوکر رکھ لے ف البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے

الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

جو زور آور ہو امانت دار ف کہا میں چاہتا ہوں ف کہ بیاہ دوں تجھ کو

اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ

ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ

پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ

اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾

تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

بولا یہ وعدہ ہوچکا میرے اور تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کردوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٢٨﴾ ع

سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں ف

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ

پھر جب پوری کرچکا ف موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی

جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

اٹھے یہ تو ایک شیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے ورغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ الخ اس غیر ارادی لغزش پر اللہ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے معافی دیدی کیونکہ معاف کرنے والا اور مہربان حقیقت میں وہی ہے۔ ف۱۸ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ کے بعد فلا تھتِّی محذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا بِمَا میں بار قسمیہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے اور فَلَنْ اَکُوْنَ الخ جواب پر معطوف ہے ای اقسم بانعامك علی لامتنعن عن مثل هذا الفعل الخ (روح ج ۲۰ ص ۵۵) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوگیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرمادی ہے (ایضا) اس پر امر خامس یعنی فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْکٰفِرِیْنَ متفرع ہوگا۔ ف۱۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید و بیم اور کشمکش میں گذار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبطی سے گتھم گتھا ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام ہی یہی ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ الخ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبطی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ مجھے پکڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کرڈالا اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر و تشدد سے بڑا بننا چاہتا ہے۔ ف۲۰ اسرائیلی کی گفتگو سے قبطی کے قتل کا معمہ حل ہوگیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان (جو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے، شمعون یا حزقیل) کو اس کی اطلاع ہوگئی وہ دوڑتا ہوا

موضح قرآن ف زور۔ دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے ف۲ ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر چاہتے اسی وقت شہر خالی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ ٢١ موسیٰ علیہ السلام بلاتوقف شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر ہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کرلیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہوکر التجا کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی ملجاو ماویٰ نہیں یعنی ینتظر الطلب هل یلحقه فیأخذه ثم لجأ الی الله تعالیٰ لعلمه انه لا ملجأ الا الیه (خازن ج ۵ ص١٤٠) ٢٢ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی تھا اس لئے مدین کا رُخ کیا۔ ومدین قریة شعیب علیه السلام سمیت بمدین بن ابراهیم ولم تکن فی سلطان فرعون وبینها وبین مصر مسیرة ثمانیة ایام (مدارک ج ۳ ص١٧٦) راستہ چونکہ صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چل دیئے کہ وہ اپنی مہربانی سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ ٢٣ خدا خدا کرکے مدین پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنوئیں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں دور پرے اپنا ریوڑ روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنا ریوڑ اس طرح دور کیوں روکے کھڑی ہو؟ انہوں نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ کیونکہ ہم خود کنوئیں سے پانی نہیں نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا ضعیف ہے وہ بھی اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلالیں گی۔ انا امرأتان لا نطیق ان نستقی ولا نستطیع ان نزاحم الرجال فاذا اصدروا سقینا مواشینا ما افضلت مواشیهم فی الحوض (معالم ج ۵ ص١٤٠) مشہور قول یہی ہے کہ یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ اس قدر ضد تھی کہ انہوں نے انسانی مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت شعیب علیہ السلام کے بڑھاپے کا خیال کرتے نہ ان کی بیٹیوں کے ضعف صنفی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ

آگ کا تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اس کے پاس ٩ آواز ہوئی

شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ

میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطّہ میں

الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٠﴾

ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہان کا رب

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ

اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ

الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو

مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿٣١﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ١٠ نکل آئے

بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ

سفید ہو کر نہ کہ کسی برائی سے اور ملالے اپنی طرف اپنا بازو

مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ

ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں ١١ تیرے رب کی طرف سے فرعون

وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ

اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ف ١٢ بولا اے رب۔ ١٣

اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾ وَ

میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور

اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ

میرا بھائی ہارون ١٣ اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ

کنوئیں کا منہ بھی نہایت وزنی پتھر سے بند کر دیتے اور ڈول بھی اس قدر وزنی تھا جسے کئی طاقتور آدمی ہی کھینچ سکتے تھے۔ ٢٤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر رحم آگیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی انه نحی القوم عن رأس البئر وسألهم دلوا فاعطوه دلوهم وقالوا استق بها وکانت لا ینزعها الا اربعون فاستقی بها وصبها فی الحوض الخ (مدارک ج ۳ ص١٧٦) سائے میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے بھوک کی شکایت

موضح قرآن ف بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید ہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ١٢۔

کی کہ میرے مولیٰ! اس وقت جو بھی تو مجھے تھوڑا بہت کہیں سے بھجوا دے میں اس کا محتاج ہوں۔ **۲۵ف** اسی خیال ہی میں تھے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک آئی، اس کی چال ہی سے شرم وحیا اور شرافت نمایاں تھی، اس نے آکر کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپکے احسان کا آپ کو بدلہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہو لئے اور لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے اور دائیں بائیں مجھے راستہ بتاتی جاؤ (روی انہ علیہ السلام اجابھا فقام معہا فقال لہا امشی خلفی وانعتی لی الطریق فانی اکرہ ان تصیب الریح ثیابک فتصف لی جسدک ففعلت الخ (روح ج ۲۰ ص ۶۵)، جب انہوں

رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

مدد کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے ۲۸ف اور دیں گے تم کو غلبہ

فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

غالب رہو گے پھر جب پہنچا ان کے پاس ۲۹ف موسیٰ لے کر ہماری نشانیاں کھلی ہوئی بولے

مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

اور کچھ نہیں یہ جادو ہے باندھا ہوا اور ہم نے سُنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

دادوں میں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات

مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ

اس کے پاس سے اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بے شک

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا اور بولا فرعون اے دربار والو

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ

مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا سو آگ دے اے ہامان

عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ

میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ

مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ

کے رب کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف اور بڑائی کرنے لگا وہ

نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اب بے خوف ہو جاؤ یہاں فرعون کا کوئی تسلط نہیں اور اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور ظالموں سے تمہیں بچا لیا **۲۶ف** دونوں بہنوں میں سے ایک بولی — اور یہ وہی تھی جو انہیں بلانے گئی تھی — اباجان! اس نوجوان کو آپ ملازم رکھ لیں جو ریوڑ کو چرانے، اسے پانی پلانے اور اس کی دیکھ بھال کا کام کیا کرے۔ کیونکہ آپ کو ملازم ایسا چاہیئے جو طاقتور بھی ہو اور نیک بھی اور اس نوجوان میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوت کا اندازہ اس نے اس سے لگایا کہ انہوں نے تنہا ڈول کھینچ لیا جو کئی آدمی مل کر کھینچ سکتے تھے۔ اور ان کی امانت اور نیکی کا اندازہ اس سے لگایا جب وہ انہیں ساتھ لیکر گھر آ رہی تھی تو انہوں نے اسے کہا تھا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے۔ **۲۷ف** حضرت شعیب علیہ السلام کو جب موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت وامانت کا علم ہوگیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں اگر تو آٹھ برس میری نوکری کرے تو میں ایک بیٹی تیرے نکاح میں دے دوں۔ اگر تو آٹھ کے بجائے دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے احسان وتفضل ہوگا اور کام کاج میں میں تجھ پر سختی کرنے اور زیادہ مشقت ڈالنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔ اور انشاءاللہ تو مجھے اس معاملے میں اچھا پائیگا۔ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ الخ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہوگیا کہ مجھے اختیار ہے آٹھ سال پورے کروں یا دس سال اور دس سال پورے کرنے کے سلسلے میں مجھ پر دباؤ نہ ڈالا جا سکے گا اور ہمارے اس معاہدے پر خدا گواہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ معاہدہ پختہ ہو چکا ہے ہم میں سے کوئی اپنے معاہدے سے پھر نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گذشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوج مہر بن سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے والتزوج علی رعی الغنم جائز بالاجماع لانہ من باب القیام بامر الزوجیۃ (روح ج ۲۰ ص ۶۹) لیکن ایک شبہہ ہو سکتا ہے کہ رعی غنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوحہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوحہ کی تعیین لامحالہ کرنی ہوگی۔ وھذہ مواعدۃ منہ ولم یکن ذلک عقد نکاح اذ لو کان عقدا لقال قد انکحتک (مدارک ج ۳ ص ۱۰۵) **۲۸ف** تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد

موضح قرآن ف گارے کو آگ دے یعنی پکی اینٹ بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اُسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنادے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیکر مصر کا رُخ کیا تاکہ وہاں اپنی والدہ، ہمشیرہ اور بھائی کی ملاقات کریں۔ ان کا خیال تھا کافی عرصہ گذر چکا ہے اب قبطی کے قتل کا معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوگا۔ راستے میں جب وادی طوی میں پہنچے جو کوہ طور کے دامن میں ہے تو راستہ بھول گئے۔ رات کا وقت تھا اور سردی بھی پڑ رہی تھی۔ اچانک کوہ طور کی جانب سے آگ دیکھی تو بیوی سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں، وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا یا کم از کم تمہارے تاپنے کے لئے وہاں سے آگ ہی لے آؤں گا۔ ۲۹ه مِنْ شَاطِئِ مبدل منہ اور مِنَ الشَّجَرَةِ اس سے بدل ہے جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اس بابرکت اور سرسبز و شاداب خطے میں وادی کے دائیں کنارے کی جانب سے ایک درخت میں سے آواز آئی اے موسیٰ! میں اللہ ہوں یعنی ساری کائنات میں متصرف اور سارے جہاں کا مالک ہوں۔ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی میں اَنْ تفسیریہ ہے جو ندا کی تفسیر کر رہا ہے۔ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ یہ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی پر معطوف ہے فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ الخ جب انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی کا بہت بڑا اژدھا بن گیا ہے اور وہ سپولے کی مانند بڑی تیزی سے حرکت کر رہا ہے تو خوف سے پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ الخ پھر آواز آئی اے موسیٰ! آگے بڑھو اور مت ڈرو اور اسے پکڑ لو تم ہر خوف و خطر سے محفوظ ہو اس اژدہا سے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اژدہا اگرچہ بہت بڑا تھا لیکن چھوٹے سانپوں کی سی تیزی سے حرکت کر رہا تھا اس لئے اسے جَآنٌّ (چھوٹے سانپ) کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ای فی سرعة الحركة مع غاية عظم جثتها (ابو السعود ج ۶ ص ۶۵۶) سانپ کو دیکھ کر بتقاضائے بشریت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ ۳۰ه یہ دوسرا معجزہ ہے مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ الخ یعنی ہاتھ کا سفید ہونا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہوگا۔ وَاضْمُمْ اِلَيْكَ الخ یعنی اگر خوف وغیرہ ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ لیا کرو اس سے خوف و ہراس جاتا رہے گا۔ خوف و ہراس کے وقت اگر آدمی ہاتھ سینے پر رکھ لے تو اس سے دل کو تقویت ملتی ہے اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔ مِنَ الرَّهْبِ ای من اجل المخافة ...... ومن شان الانسان اذا فعل ذلك فی وقت فزعه ان یقوی قلبه (روح ج ۲۰ ص ۷۵) یا یہ عدم خوف سے کنایہ ہے کیونکہ پرندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں وھو ماخوذ من فعل الطائر عند الامن بعد الخوف وھو فی الاصل مستعار من فعل الطائر عند ھذہ الحالة الخ (روح) ۳۱ه یہ دونوں معجزے عصا اور ید بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں۔ اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ ۳۲ه منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قبطی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی صراحت

وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا

اور اس کے لشکر نے ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف

لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی

پھر کر نہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اسی کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے ان

الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ

کو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور

جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ

کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن

لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ

ان کو مدد نہ ملے گی اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

اور قیامت کے دن ان پر بُرائی ہے اور دی ہم نے

مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی

موسیٰ کو کتاب ۱ بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو

بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

سمجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں ف

وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ

اور تو نہ تھا ۲ غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم

وَمَا کُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰکِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا

اور نہ تھا تو دیکھنے والا ف لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں ۱

فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ

پھر دراز ہوئی ان پر مدت اور تو نہ رہتا تھا ۳ مدین والوں میں

ع ۴

۱ گذشتہ قوم ثمود ۱۲

۲ بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

منزل ۵

موضح قرآن ف توریت کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ ف غرب کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو توریت ملی۔

چاہتے تھے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ رسالت سے استعفا رچاہتے ہیں۔ طلب من اللہ تعالیٰ مایقوی قلبه ویزیل خوفه (کبیرج ۶ صفحہ) والمراد بهذا الخبر طلب الحفظ والتائید لابلاغ الرسالة علی اکمل وجه لاالاستعفاء من الارسال (ر وح ج ۲۰ صفحہ)
۳۳ یہ دوسری درخواست تھی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور قادر الکلام ہے اسے میرا معاون بنا کر میرے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ میری تائید کرے اور میری تقریر کو بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کر سکے اور کافروں کے مجادلے کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ ومعنی تصدیقه موسی اعانته ایاه بزیادة البیان فی مظان الجدال ان احتاج الیه لیثبت دعواه (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۸۱)
۳۴ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں درخواستیں منظور فرمالیں اور فرمایا تیرے بھائی کو تیرا معاون بھی بنادوں گا اور تمہیں ایسا غلبہ دوں گا کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے اور تمہیں ایسا رعب عطا کروں گا کہ وہ مارے خوف وہیبت کے برے ارادے سے تمہارے قریب بھی نہ آسکیں گے۔ بِاٰیٰتِنَا کا متعلق محذوف ہے ای اذھبا بایاتنا۔ یا نجعل یا سلطانا۔ یا لا یصلون سے متعلق ہے۔ یا ظرف اَلْغٰلِبُوْنَ کے متعلق ہے اور ظرف کی تقدیم رعایت فاصلہ یا حصر کے لئے ہے۔ (روح)
۳۵ موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس گئے اور انہیں معجزے دکھائے تو وہ کہنے لگے یہ تو بڑا زبردست جادو ہے جو موسیٰ نے خود ایجاد کیا ہے ایسا جادو تو آج تک ہمارے باپ دادا کے زمانے میں بھی کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ (بحر) یا اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور دعوت ہے کہ اللہ کے سوا سارے جہاں کا کوئی مالک و کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعاء اور پکار کے لائق ہے۔ وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا یعنی بالذی تدعونا الیه (معالم و خازن ج ۵ صفحہ ۱۱)
۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اہل سمجھ کر ہدایت کا پیغام دیکر بھیجا ہے اور جسے اس نے حسن عاقبت کا وعدہ دیا ہے اللہ اسے تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر وہ ساحر و مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو وہ اسے منصب نبوت پر فائز نہ فرماتا کیونکہ ایسے مفتری اس کے نزدیک فوز و فلاح کے مستحق نہیں۔ (روح و مدارک)

تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
کہ ان کو سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً
تو نہ تھا ۳۸ طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے

مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
تیرے رب کا تاکہ تو ڈرسنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرسنانے والا

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ
تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اتنی بات ۳۹ کے لئے کہ کبھی

تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا
آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں

رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ
اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور

نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ
ہوتے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی ۴۰ ان کو ٹھیک بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ
ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا
کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے

سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ
دونوں جادو ہیں آپس میں موافق ۴۱ اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے ۴۲ تو کہہ

فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ
اب تم لاؤ ۴۳ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

امر ثالث یعنی قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی الخ اس پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تھا ایسا ہی جواب دینے کا حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ **۳۷** فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر پردہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے از راہِ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شرفاء قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں

موضح قرآن ف۱ کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توریت کے حکم سنے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو سو مردار ہے اور بہتیری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔
فتح الرحمٰن ف۱ یعنی توریت و قرآن ۱۲۔

ہوسکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ الخ ارے ہامان فوراً پختہ اینٹوں کی بھٹی پڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون کانت عادته متی ظهرت حجة موسٰی ان یتعلق فی دفع تلك الحجة بشبهة یروجها علی اغمار قومه وذکر ههنا شبهتین الاولی قوله ما علمت لکم من اله غیری الشبهة الثانية قوله فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ الخ (کبیر ج ۶ ص۶۰۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون کے حکم کے مطابق ہامان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف دفع الوقتی کے لیے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الاقرب انه کان اوهم البناء ولم یبن (کبیر) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تقریر ہے اور اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ **۳۸** یہ فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی اور ان کے کبر و غرور کا بیان ہے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت و عظمت انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی کبر و نخوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی تعظموا عن الایمان ولم ینقادوا للحق (خازن ج ۵ ص۱۴۵) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما القیته فی النار (روح ج ۲۰ ص۸۳) **۳۹** فرعون، اس کے امرار دربار، اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو پکڑ لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جتھہ، نہ لاؤ لشکر۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر و ضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید سے گمراہ کرتے تھے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ دنیا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ

اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے

اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

کہ وہ چلتے ہیں نری اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی

هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

لوگوں کو اور ہم پے در پے بھیجتے رہے ہیں ان کو اپنے کلام تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

دھیان میں لائیں جن کو ہم نے دی ہے کتاب اس سے پہلے

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖۤ

وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کی طرف سے ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار

اُولٰٓىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

وہ لوگ پائیں گے اپنا ثواب دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے اور بھلائی

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا

کرتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب

سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا

سنیں نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؗ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ؗ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ

ع ۸ / ۵ — النصف

موضح قرآن ف یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے سے سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید یہود پیش آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمدینہ ہجرت کنند و نسخ یہودیت تصریح فرمایند معتقد قرآن بودند ومیگفتند عرب را فرمان قرآن لازم است واللہ اعلم ۱۲۔

انہیں عذاب سے بچا سکیں گے۔ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا الخ دنیا میں ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ساری مخلوق کی لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنا دیا اور آخرت میں بھی وہ مطرود و ملعون ہوں گے۔ ۱۴۰ القرون الاولیٰ سے گذشتہ اقوام متمردہ مراد ہیں۔ ان اقوام کے پاس اللہ کے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے اور انہیں توحید کی دعوت دی لیکن انہوں نے دعوت توحید کو نہ مانا اور اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ان کو دنیا ہی میں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اب اسی دین کے احیا کی خاطر موسیٰ کو بھیجا اور اسے تورات دی جس کی ہر آیت میں نور بصیرت کا سامان تھا، وہ سراپا ہدایت اور باعث رحمت تھی کیونکہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے انسان اللہ کی رحمت کا مستحق ہو جاتا تھا۔ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تورات نازل کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعوت توحید فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر دیا۔ اب چونکہ پھر ضرورت تھی کہ دین حق جو علماء یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں مسخ و محو ہو چکا ہے اسے از سر نو زندہ کیا جائے اس لئے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دے کر بھیجا گیا جس میں یہی دعویٰ توحید پیش کیا گیا ہے جو موسیٰ اور ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا تھا اب اہل عرب اس دعوے کا انکار کریں گے تو ان پر بھی دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آ جائے گا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو اللہ نے غلبہ دیا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اب اس کا تعلق ابتداء سورت یعنی تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے ظاہر ہو گیا۔ فی التعرض لبیان کون ایتاء ها بعد اهلاکهم للاشعار بانها نزلت بعد مساس الحاجة الیها تمهیدًا لما یعقبه من بیان الحاجة الداعیة الی انزال القرآن الکریم علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه واٰله وسلم الخ (روح ج ۲۰ ص ۸۴)۔ ۱۴۱ یہاں سے لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ گذشتہ زمانے کے احوال ظاہری اسباب علم کے بغیر صحیح صحیح بیان فرما رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے وحی کے ذریعے سے یہ ساری باتیں آپ کو بتائی ہیں۔ ان الوقوف علی ما فصل من الاحوال لا یتسنی الا بالمشاهدة او التعلم ممن شاهدها وحیث انتفی کلاهما تبین انه بوحی من علام الغیوب لا محالة (ابو السعود ج ۶ ص ۶۰) یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غربی جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف وحی کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملة الحاضرین للوحی الیه او الشاهدین علی

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤی اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

تو راہ پر نہیں لاتا ۱۳۸ جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے ف اور کہنے لگے ۱۳۹ اگر ہم راہ پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے ف کیا ہم نے جگہ نہیں دی ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف میوے ہر چیز کے روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے ف اور کتنی غارت کر دیں ہم نے ۱۴۰ بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے اور تیرا رب نہیں ۱۴۱ غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سنائے ان کو ہماری باتیں اور ہم ہرگز نہیں غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تم کو ملی ہے کوئی چیز ۱۴۲ فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

موضح قرآن ف حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ ف۲ یہ کہے گئے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مردمان اخراج کنند ۱۲۔

الوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام وھم السبعون المختارون للمیقات (روح ج ۲۰ ص۸۸) ٤٢ھ لیکن آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان توہم نے کئی قرن پیدا کئے اور صدیوں زمانہ گذر گیا اس کے بعد ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طرح فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ کے بعد فَاَرْسَلْنَاكَ مقدر ہے بقرینہ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ٤٣ھ ثَاوِيًا ای مقیمًا اسی طرح آپ اہل مدین یعنی قوم شعیب علیہ السلام میں بھی موجود نہ تھے اور نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے آپ کو منصب رسالت عطا کیا اور ذریعہ وحی گذشتہ واقعات کی آپ کو خبر دی۔ ولکنا ارسلناك واخبرناك بھا وعلمنا کھا (مدارک ج ۳ ص۱۸۲) ٤٤ھ جب کوہ طور کے دامن میں ہم نے موسیٰ کو آواز دی اس وقت بھی آپ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو توحید کی دعوت دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی داعی نہیں آیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں۔ فی زمان الفترۃ بینك وبین عیسیٰ وھو خمسمائۃ وخمسون سنۃ (مدارک ج ۳ ص۱۸۲) ٤٥ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لَوْ کا جواب آخر میں مقدر ہے ای لما ارسلنا رسولا اور فَيَقُوْلُوْا اَنْ تُصِيْبَهُمُ الخ پر متفرع ہے۔ مُّصِيْبَةٌ دنیوی عذاب۔ مَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اعمال مشرکانہ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب ان پر کفر و شرک کی وجہ سے عذاب آجاتا تو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا جس کی ہم پیروی کرتے اور اس پر ایمان لاتے، تو ہم کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرکین کا عذر قطع کرنے کے لئے ہم نے آپ کو اور دوسرے رسولوں کو بھیجا۔ والمعنی لولا انھم قائلون اذا عوقبوا بما قدموا من الشرك والمعاصی ھلا ارسلت الینا رسولا محتجین بذلك علینا ما ارسلنا الیھم ای انما ارسلنا الرسل ازالۃ لھذا العذر (بحر ج ۷ ص۱۲۳، کبیر ج ۲۵) اگر اَنْ تُصِيْبَهُمْ کی ضمیر غائب سے اہل مکہ مراد ہوں تو جواب مقدر لَمَا اَرْسَلْنَاكَ ہوگا۔ یا جواب مقدر لعذبناھم ہے۔ یعنی ہم نے آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکہ کو ان کے شرک کی وجہ سے ہلاک اس لئے نہیں کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کرسکیں۔ ورنہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کی وجہ سے وہ اس لائق تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ٤٦ھ یہ شکویٰ ہے۔ پھر جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرآن ان کے پاس آگیا تو اب ایمان لانے کے بجائے ضد و عناد اور مجادلے پر اتر آئے اب کہتے ہیں یہ قرآن تورات کی طرح ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ سوال کرنے والے یا تو یہودی تھے یا مشرکین نے یہودیوں کے ایماء پر سوال کیا تھا اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا الخ یہ جواب شکویٰ ہے یعنی ان کا سوال محض از راہ تعنت و عناد ہے، طلب حق کے لئے نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تورات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ تورات اور قرآن کے بارے میں وہ کہتے ہیں سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ ایک قراءت میں سَاحِرَانِ ہے تو اس سے ان کا اشارہ حضرت رسول اکرم اور موسیٰ علیہما السلام کی طرف ہوگا۔ وَقَالُوْا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ الخ چونکہ یہ دونوں کتابیں جادو ہیں اور ان کے لانے والے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) اس لئے ہم دونوں ہی کو نہیں مانتے۔ ٤٧ھ اگر قرآن اور تورات جادو کی کتابیں ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب لا کر ہمیں دیدو جو ان دونوں سے زیادہ رُشد و ہدایت پر مشتمل ہو فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ الخ اگر تم ان سے بہتر کوئی کتاب نہ لا سکو اور نہ ان کی پیروی کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کے غلام ہو۔ اس طرح یہ آیت سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے یعنی قرآن رشد و ہدایت کی واضح اور بین کتاب ہے اور تورات بھی نور بصیرت اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ تھی اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں کتابیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں تو تم ان سے کوئی بہتر کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ۔ وَمَنْ اَضَلُّ حقیقت یہ ہے کہ تم طالب ہدایت نہیں بلکہ خواہشاتِ نفس کے غلام ہو اور جو شخص محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کو نہ مانے اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوتا اور پھر ایسے ضدی اور معاند لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اس لئے انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ ٤٨ھ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ ہم نے کفار مکہ کے پاس پے بہ پے اور مسلسل آیات بھیجیں اور مسئلہ توحید کو ہر طرح واضح کیا تاکہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں جن کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ تو مان ہی لیں گے۔ ٤٩ھ یہ پہلی کتابوں کے علماء سے نقلی دلیل ہے۔ علماء اہل کتاب میں جو انصاف پسند اور خدا ترس ہیں وہ تو اس قرآن پر ایمان لا چکے ہیں اور اس پر کماحقہ عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (بقرہ ع ۱۴) ٥٠ھ یہ مؤمنین اہل کتاب کے اوصاف ہیں۔ جب وہ قرآن حکیم کی آیتیں سنتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں آمنا وصدقنا یہ قرآن سراپا حق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے ہم تو اس کے نزول سے پہلے ہی اللہ کی توحید پر قائم تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لا چکے تھے۔ ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ای من قبل القرآن مسلمین مخلصین للہ بالتوحید مؤمنین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم انہ نبی حق (معالم ج ۵ ص۱۴۷) اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ لما شاھدوا ذکرہ فی الکتب المتقدمۃ وانھم علی دین الاسلام قبل نزول القرآن (روح ج ۲۰ ص۹۳) ٥١ھ ان لوگوں کو دوہرا اجر و ثواب ملے گا کیونکہ پہلے وہ اپنی کتاب پر ایمان لائے اور پھر قرآن پر ایمان لائے۔ بِمَا صَبَرُوْا اپنے دونوں ایمانوں پر قائم رہے اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ الخ گناہوں سے بچ کر اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں یا مشرکین کی تکلیف و ایذاء کا حلم و عفو سے جواب دیتے ہیں۔ یدفعون بالطاعۃ المعصیۃ وبالحلم الاذی (مدارک ج ۳ ص۱۸۴) ٥٢ھ ہر بری اور فضول بات یا شرک جیسا کہ امام ضحاک نے فرمایا ہے۔ (روح) یعنی جب وہ مشرکین سے لغو، بیہودہ اور مشرکانہ باتیں سنتے ہیں تو ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ تمہیں سلام ہے ہم تم ایسے نادانوں کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سلام متارکہ ہے نہ کہ سلام تحیہ۔ قال الزجاج سلام المتارکۃ لا سلام تحیۃ (بحر ج ۷ ص۱۲۶) ٥٣ھ یہ

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ سے متعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضور علیہ السلام نے بڑی کوشش کی کہ وہ اسلام لے آئے مگر آپ کی آرزو پوری نہ ہو سکی جس سے آپ کو سخت غم لاحق ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری، مسلم نسائی، ترمذی، احمد وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ) یعنی ہم نے اہل مکہ کی راہنمائی کے لئے مسلسل آیتیں نازل کیں اور نصائح بھیجے اور آپ نے بھی دعوت وارشاد میں کوئی قصور نہیں کیا لیکن ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے، اس لئے اگر بعض مشرکین آپ کی انتہائی ناصحانہ تبلیغ اور مشفقانہ دعوت اور ان سے قلبی محبت وانس کے باوجود ایمان نہیں لائے تو اس پر آپ غم نہ کریں۔ کیونکہ یہ معاملہ آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ جن کی قسمت میں ہدایت لکھی ہے وہ اللہ کو معلوم ہیں اور صرف انہی کو ہدایت حاصل ہوگی۔ مساق الآیۃ لتسلیتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث لم ینجع فی قومہ الذین یحبہم ویحرص علیہم شدا لحرص انذارہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایاہم (روح ج ۲۰ ص ۹۶) ف۵۴ یہ دوسرا شکوی ہے۔ بعض مشرکین نے حضور علیہ السلام سے آکر کہا ہم جانتے ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سارے عرب کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتے اگر آپ کو مان لیں تو سارا عرب ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمیں اپنے وطن سے نکال کر بے وطن کر دے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ان کا یہ خدشہ بے اصل ہے کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے انہیں حرم پاک میں جگہ دے رکھی ہے جو امن وسلامتی کا گھر ہے یہاں کے رہنے والوں پر کوئی دست ستم دراز نہیں کر سکتا۔ اور مزید برآں یہ کہ ہر جانب سے ہر قسم کے میوے اور پھل یہاں کھنچے چلے آرہے ہیں لیکن اکثر لوگ اس میں غور نہیں کرتے۔ حاصل یہ ہے کہ اب وہ شرک کرتے ہیں مگر اس کے باوجود حرم کی برکت سے امن میں ہیں اور آرام وراحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ ایمان لے آئیں تو حرمت مقام کے ساتھ حرمتِ ایمان بھی حاصل ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ پہلے سے بھی زیادہ مامون ومحفوظ ہو جائیں گے۔ حاصل الرد انہ لاوجہ لخوف من التخطف ان امنوا فانہم لایخافون منہ وہم عبدۃ اصنام صیف یخافون اذا امنوا وضموا حرمۃ الایمان الی حرمۃ المقام (روح ج ۲۰ ص ۹۷) ف۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ بہت سے لوگ پہلے گذر چکے ہیں جو اہل مکہ کی طرح عیش وآرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اس امن وچین کی وجہ سے غرور میں آگئے اور اکڑ گئے اور ہماری نعمتوں کا شکر نہ کیا بلکہ اللہ کا رزق کھا کر اور اس کی نعمتیں استعمال کر کے اس کی توحید کا انکار کیا اور غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ ای اشرت وطغت قال عطاء عاشوا فی البطر فاکلوا رزق اللہ وعبدوا الاصنام (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۳۵) تو ہم نے ان کو تباہ وبرباد کر دیا۔ دیکھ لو یہ ان کی بستیاں ابھی تک ویران اور غیر آباد پڑی ہیں۔ قریۃ سے اہل

ع ۱۰ / ۶ / ۹

خَيْرٌ وَّأَبْقٰى أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ أَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا
سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں — بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے

حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ
اچھا وعدہ ف۵۶ سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ
زندگانی کا پھر وہ وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ف۱ اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾
ان کو پکارے گا ف۵۷ تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعوی کرتے تھے

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
بولے جن پر ثابت ہو چکی بات ف۵۸ ف۱ اے رب یہ لوگ ہیں جن کو

أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ مَا
ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ف۱ ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ

كَانُوْٓا إِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ
ہم کو نہ پوجتے تھے ف۱ اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو ف۶۱

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ
پھر پکاریں گے ان کو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ
کسی طرح وہ راہ پائے ہوئے ہوتے ف۲ اور جس دن ان کو پکارے گا اللہ تو فرمائے گا

مَاذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْۢبَآءُ
کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ف۳ ف۶۳ سو جس نے کہ توبہ کی ف۶۴ اور یقین لایا

موضح قرآن ف۱ یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہے انہوں نے پر نام لے کر نیکوں کا اسی سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔ ف۲ یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وہ جواب نہ دیں گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ف۳ یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در عذاب ۱۲ ف۲ یعنی رئیسانِ کفر ۱۲ ف۳ یعنی بغیر اکراہ ۱۲ ف۴ یعنی جواب با صواب نیابند ۱۲۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور عمل کئے اچھے سوامید ہے کہ ہو وہ چھوٹنے والوں میں

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ
اور تیرا رب ۵۴ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں

الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾
پسند کرنا اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾
اور تیرا رب جانتا ہے ۵۵ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں

وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَ
اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور

الْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ
آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے تو کہہ

اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى
دیکھو تو ۵۶ اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ
قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر

النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے

يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾
کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

منزل ۵

قریہ مراد ہیں۔ ۵۶ ہماری سنتِ جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آپہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کما حقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ ۵۷ یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیائی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستعار کی زینت و آرائش ہے اسے بقاء و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۵ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا نفع آور اور کونسا خسارے کا ہے۔ ۵۸ استفہام انکاری ہے۔ ایک وہ مؤمن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعیم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملنے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولتِ ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ۵۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ شُرَكَآءِ سے وہ تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے المراد بالشرکاء من عبد من دون اللہ تعالٰی من ملک او جن او انس او کوکب او صنم او غیر ذلک (روح ج ۲۰ ص ۱۰۰، بحر ج ۷ ص ۱۲۸) قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ تعالٰی ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کارساز سمجھا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں تمہارے سفارشی ہیں۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتے؟ اَيْنَ مَا كنتم تعبدونه وتجعلونه شريكا في العبادة وتزعمون انه يشفع اين هولاء ينصركم ويخلصكم من هذا الذي نزل بكم (کبیر ج ۶ ص ۴۲۳) ۶۰ موصول سے کفر و شرک کے امام اور پیشوا مراد ہیں یعنی مشرک پیر جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور هٰٓؤُلَآءِ سے ان کے مشرک پیرا در متبع مراد ہیں۔ كَمَا اَغْوَيْنَا ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے الذین حق علیہم القول ای الشیاطین وائمة الکفر رؤسه (بحر) یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہٰذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءھم ویطیعون شھواتھم (مدارک ج ۳ ص ۱۸۶) ۶۱ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شرطیہ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ محذوف ہے۔ (روح) یا لَوْ تمنی کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنوا لوانہم کانوا مهتدين فلا يحتاج

۱۲ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۱۲ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۱۲ تیسری عقلی دلیل ۱۲

۱۲ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

الی الجواب (روح ج ۲۰ صنـ۱۰۲) ۶۲؎ قیامت کے دن مشرکین سے یہ سوال بھی ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ کے رسولوں کو کیا جواب دیا اور ان سے کس طرح پیش آئے جو انہیں شرک سے روکتے اور توحید کی دعوت دیتے تھے۔ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ الخ دہشت اور ہیبت کی وجہ سے انہیں سب کچھ بھول جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ ۶۳؎ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے۔ جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ۶۴؎ یہاں سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک وہی دعوی دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے جس کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر مصائب برداشت کئے اور جسے فرعون نے رد کیا اور مقابلے میں مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کا دعوی کیا۔ اور جس دعوے کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور مشرکینِ مکہ نے اس کا انکار کیا۔ وہ دعوی یہ تھا وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یعنی غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ الخ یہ دعوی مذکورہ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اور سارے جہاں میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی مخلوق میں سے کوئی مختار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اختیار و تصرف میں اس کا مزاحم ہو اور وہ مشرکین کے شرک سے برتر اور منزہ ہے۔ ای تنزه بذاته تنزها خاصا به من ان ينازعه احد اويزاحم اختياره (ابو السعود ج ۶ صنـ۶) ۶۵؎ یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو لامحالہ حاجات و مشکلات میں پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى الخ دنیا اور آخرت میں صفاتِ کارسازی کا مالک وہی ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے پہلی دلیل دوسری کے لئے علت ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ ثبوت دعوی کا مدار چونکہ امر اول (پہلی دلیل) پر ہے اس لئے اگلی تین دلیلوں سے اسی کو ثابت کیا ہے۔ وَلَهُ الْحُكْمُ الخ غائبانہ حکم یعنی قضاء و قدر کا فیصلہ

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا
اور اپنی مہربانی سے ۶۶؎ بنا دیئے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو

فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
اور جس دن ان کو پکارے گا ۶۷؎ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
تم دعویٰ کرتے تھے اور جدا کر لیں گے ہم ۶۸؎ ہر فرقہ میں سے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ
ایک احوال بتلانے والا ف۱ پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع اِنَّ قَارُوْنَ
اور کھوئی جائیں گی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ف۱ قارون جو تھا ۶۹؎

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ص وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ
سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر اور ہم نے دیئے تھے اس

الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي
کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی مرد زور

الْقُوَّةِ ق اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ
اور جب کہا اس کو اس کی قوم نے اترا مت اللہ کو

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ
نہیں بھاتے اترانے والے ف۲ اور جو تجھ کو ۷۰؎ اللہ نے دیا ہے اس سے کمالے

الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ
پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے ف۳ اور بھلائی کر

ع ۱۵ / ۱۰

منزل ۵

حاشیہ: ۱ سطر یا تخویف دلیل ۱۴ — ۲ تخویف اخروی ۱۳ — ۳ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن: ف۱ احوال بتانے والا پیغمبر یا اُن کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ ف۲ قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہوگیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگاری یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا، جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا، اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰ سے منافق بن کر پیچھے عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا، ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا۔

فتح الرحمٰن: ف۱ یعنی ہر پیغمبری بر قوم خود گواہی دہد ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا عمل صالح بجا آر ۱۲۔

بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کسی کا اس میں دخل نہیں۔ برکات دہندہ اور حاجت روائی کا فیصلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ ٦٦ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی یہ بات تم بھی جانتے اور مانتے ہو کہ دن رات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ قیامت تک رات ہی رہے اور دن کبھی نہ آئے تو کیا تمہارے معبودوں میں اللہ کے سوا کوئی ایسا کارساز ہے جو تمہیں دن کی روشنی مہیا کر سکے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اسی طرح اگر وہ قیامت تک دن کو طویل کر دے تو آرام و راحت کے لئے اللہ کے سوا کوئی رات لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ

جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ

اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے ف۱ بولا یہ مال تو مجھ کو ملا ہے

عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ

ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ غارت کر چکا ہے

مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ

اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور

اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾

زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ ف۲ ف۳

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ

دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی

لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ

اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے

اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا

دل میں پڑتی ہے جو سہنے والے ہیں ف۴ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ

كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ

ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان دلائل میں غور و فکر کرکے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ ٦٧ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔ یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شرک کرنا اور معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب سے بڑی ناشکری ہے۔ ٦٨ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں نے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع کر دیا۔ ٦٩ شَهِيْدًا سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی اور جب اس نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی نبیهم لان الانبیاء للامم شهداء علیهم یشهدون بما کانوا علیه (مدارک ج ٣ ص١٨٤) فی الشهید یشهد علی تلك الامة بما صدر منها وما اجابت به لما دعیت الی التوحید وانه قد بلغهم رسالة ربهم (بحر ج ٧ ص١٣١) ٧٠ مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جرائم و معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

موضح قرآن ف۱ خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حصے کے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما۔ ف۲ ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گناہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا۔ ف۳ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں، نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بری قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در صورت لزوم پاداش مجال عذر نیست ١٢۔

سمجھتے رہے۔ ان الحق للّٰہ فی الالوھیۃ لایشارکہ سبحانہ فیھا احد (روح ج ۲۰ صفحہ ۱۰۹) غیراللہ کو کارساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ ما کانوا یفترون من الوھیۃ غیراللہ والشفاعۃ لھم (مدارک) ۱۲ یہ تخویف دنیوی ہے اور وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الخ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران اور قارون کا والد یصہر دونوں حقیقی بھائی تھے جو قاہث بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے۔ (روح) قارون منافق تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا سے پار ہو گیا ولٰکن فی بنی اسرائیل اقرأھم للتوراۃ ولکنہ نافق کما نافق السامری (خازن ج ۵ صفحہ ۱۵۱) وہ کثرتِ مال کی وجہ سے دوسرے اسرائیلیوں پر ظلم و زیادتی کرتا تھا۔ مفاتح سے مراد خزانے ہیں نہ کہ کنجیاں جیسا کہ حضرت ابنِ عباس اور دوسرے مفسرین نے کہا ہے قال السدی ای خزائنہ وفی معناہ قول الضحاک ای ظروفہ واوعیتہ وروی نحو ذٰلک عن ابن عباس رضؓ والحسن رضؓ (روح ج ۲۰ صفحہ ۱۱۰) اور عُصْبَۃ تین سے دس آدمیوں تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے اسے اس قدر دولت دی تھی کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی جماعت بڑی مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ اِذْ، قَالَ الخ کے متعلق ہے یا اس کا متعلق محذوف ہے ای اظھر التفاخر والفرح (روح) ۷۳ قوم کے لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دولت دی ہے اس میں اللہ کا حق ادا کرے اور اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر کے سامان آخرت تیار کر اور دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا۔ جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور تجھے دولت عطا فرمائی ہے اسی طرح تو اللہ کے بندوں پر احسان کر اور دولت کے بل پر زمین میں شر و فساد بپا مت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ شر پسند لوگوں کو پسند نہیں فرماتا ۷۳ قارون نے اپنے ناصحین کو نہایت ہی سرکشانہ جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کیمیا مراد لیا ہے۔ اراد بہ علمہ بوجوہ المکاسب والتجارات (کبیر ج ۶ صفحہ ۶۳۹) قال ابن المسیب علم الکیمیاء (روح) ۷۴ یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش

مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ

مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے

بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

تھے اس کا سا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے خرابی یہ تو چھٹکارہ نہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پاتے منکر وہ گھر ہے پچھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ

بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی ف۱ جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

بھلائی ف۲ اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

برائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے ف جس نے بھیجا حکم بھیجا

عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ

تجھ پر قرآن کا وہ پھر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ ف۱ تو کہہ میرا رب

ع ۸ ۱۱ — ۱ بشارت اخروی ۱۲ — ۲ بشارت اخروی ۱۲ — ۳ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قسمت، ہے بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا ہی بڑی قسمت ہے سو وہ ان کو ملے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے ف۲ نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملنا ہے مقرر اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آخرت ۱۲۔

اور متکبر مجرموں کے گناہوں کا کوئی حساب کتاب نہیں کیا جاتا اور انہیں بلاحساب ہی جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ جرم و گناہ اور معاصی کے سوا ان کے پلے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ لعلمہ تعالٰی بھم بل ید خلون النار بغیر حساب (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) ٧٥ قارون ایک دفعہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ، اپنے خدم و حشم کے جلو میں نہایت ہی بیش قیمت لباس اور ساز و سامان کے ساتھ نکلا۔ جب دنیا دار لوگوں نے اس کی شان اور آن بان دیکھی تو بول اٹھے ہائے کاش! ہمارے پاس بھی اس قدر دولت ہوتی۔ قارون تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ دنیاداروں کی باتیں سن کر دیندار اور اہلِ علم نے اس آرزو پر انہیں سرزنش کی اور کہا تم پر افسوس!

اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٨﴾

خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ اور کون پڑا ہے صریح گمراہی میں ف١ اور تو توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر مہربانی سے تیرے رب کی سو تو مت ہو مددگار کافروں کا ف٢ اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو شرک والوں میں ف٣ اور مت پکار اللہ کے سوائے دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے ف٤ ہر چیز فنا ہے مگر اس کا منہ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف٥

تم دنیا کی تمنا کرتے ہو حالانکہ ایمان اور عملِ صالح کا ثواب و اجر اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن یہ خیال صرف انہی لوگوں کے دلوں میں آتا ہے جو ایمان و عملِ صالح پر قائم ہوں اور شہوات و معاصی سے اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھ سکتے ہوں۔ ٧٦ قارون کی سرکشی اور اس کے عناد و استکبار اور انکار و جحود کی وجہ سے ہم نے اس کو اور اس کے عالیشان محلات کو خزائن دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ الخ دنیا میں ہزاروں افراد اس کی خدمت اور امداد و اعانت کرنے والے موجود تھے مگر عذاب خداوندی سے اسے کوئی بھی نہ بچا سکا۔ قارون کے بارے میں کئی بے سروپا قصے مشہور ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ مثلاً اس کے خزانے اس قدر زیادہ تھے کہ ان کی چابیاں ساٹھ بلجائیں خچریں اٹھا سکتی تھیں جب کہ ایک چابی صرف انگلی کی مقدار لمبی تھی اور اتنی ہلکی کہ چمڑے سے بنائی گئی تھی۔ اسی طرح جب وہ شان و شوکت سے نکلا تو اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ستر ہزار پیادوں، چار ہزار گھوڑ سواروں اور تین سو لونڈیوں کا جلوس تھا۔ علیٰ ہذا قارون اس وقت سے لے کر اب تک زمین میں دھنس رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا وغیرہ وغیرہ یہ سب بے سند اور جھوٹے قصے ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ فلکیات کے ماہرین کے مطابق زمین کے قطر کی مقدار معین ہے اس لئے یہ دھنسنے کا واقعہ اشکال سے خالی نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم بصحۃ ذلک بل ھو مشکل ان صح ما قال الفلاسفۃ فی مقدار قطر الارض (روح ج ۲۰ ص ۱۲۳)، ٧٧ کل جن لوگوں نے قارون کی شان و شوکت دیکھ کر اس جیسی دولت اور شان کی تمنا کی تھی اب وہ اپنی باتوں پر ندامت کا اظہار کرنے لگے اور کہا دولت کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے دولتمند بنائے اور جسے چاہے تنگدست کرے اور اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر دولت نہیں دی ورنہ ہم بھی قارون کی طرح سرکش اور خدا کے نافرمان اور باغی ہو جاتے اور ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو قارون کا ہوا۔ ٧٨ یہ بشارت اخروی ہے۔ شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے دعوت توحید کی خاطر بہت مصائب اٹھائے اسی طرح اے پیغمبر آپ پر بھی اس دعوت کی وجہ سے مصائب

موضح قرآن ف١ پھر لاوے گا پہلی جگہ یہ آیت اتری ہجرت کے وقت پھر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ ف٢ یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ ف٣ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن، گو کہ اپنے قرابتی ہوں۔ ف٤ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو، مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ۔

آئیں گے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی طرح آخر کامیابی آپ ہی کو ہوگی۔ اب سورت کے آخر میں چھ امور ایسے مذکور ہوں گے جن سے موسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان مماثلت و مشابہت ظاہر ہوگی۔ یہ امر اول ہے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ الخ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون ایسے سرکش اور متمرد سے واسطہ پڑا حضور علیہ السلام کو بھی ایسے متمردین سے واسطہ پڑا۔ اس آیت میں بطور بشارت ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو تمرد و سرکشی نہیں کرتے یعنی آخرت کی راحت ایسے ہی لوگوں کو حاصل ہوگی لیکن متمردین کو المناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ **۷۹** یہ نیک لوگوں کے لئے بشارت اور بُروں کے لئے تخویف ہے۔ یعنی نیکی کا بدلہ تو اصل نیکی سے زیادہ دیا جائے گا لیکن بُرے کاموں کی سزا ان کے مطابق ہوگی اس میں زیادتی نہ ہوگی۔ **۸۰** یہ امر دوم ہے جو اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ پر متفرع ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے اور وہاں سے واپس مصر آنے سے متعلق ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین کو ہجرت کر گئے لیکن ہم انہیں واپس مصر لائے اسی طرح آپ کو بھی اعزاز و اکرام کے ساتھ مکہ واپس لاؤں گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں مراد فتح مکہ ہے۔ فَرَضَ کے معنی اَنْزَلَ کے ہیں قال مقاتل انزلہ علیك وکذا قال الفراء وابوعبیدۃ ۔۔۔۔ وقال ابن عباس ایضا ومجاھد المعاد مکۃ واراد ردہ الیھا یوم الفتح (بحر ج ۷ ص ۱۳۶) گویا یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے کہ آپ مطمئن رہیں آخر آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے اور آپ غالب ہوں گے۔ **۸۱** یہ امر سوم ہے جو وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے معاندانہ کلام کا جو جواب دیا تھا حضور علیہ السلام کو بھی وہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ **۸۲** یہ امر چہارم ہے جو وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ پر متفرع ہے۔ یہ امر ثانی کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی جس طرح آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی اور آپ منصب نبوت پر فائز ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا اسی طرح وہ محض اپنے فضل و احسان سے عزت و شان کے ساتھ مکہ میں داخل فرمائے گا۔ اس میں بھی موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب انہیں بچپن میں صندوق میں بند کرکے دریا کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا اس وقت کسی کے زاویۂ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ پیغمبر ہوگا۔ علیٰ ہذا جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے روانہ ہوئے اور راستے میں آگ دیکھی اور وہاں سے آگ لینے کے لئے گئے اس وقت انہیں خیال تک نہ تھا کہ میں منصب نبوت پر سرفراز ہونے والا ہوں۔ **۸۳** یہ امر پنجم ہے اور فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ۝ پر متفرع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ وہ مجرموں کا تعاون نہیں کریں گے یہاں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ بھی مشرکین سے تعاون اور موافقت نہ کریں۔ وَلَا یَصُدُّنَّكَ الخ آپ نہ تو کسی معاملے میں کافروں کے معاون بنیں اور نہ ان کے کہنے سے اللہ کے قرآن کی تبلیغ سے رکیں جبکہ اللہ نے قرآن کی آیتیں تبلیغ کی خاطر آپ پر نازل فرمادیں۔ آپ اللہ کی توحید کی دعوت دیئے جائیں اور دین میں مشرکین سے ہرگز موافقت نہ کریں۔ یہ خطابات اگرچہ بظاہر حضور علیہ السلام سے ہیں کیونکہ قرآن کے مخاطب اول آپ ہی ہیں لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ میں مضاف مقدر ہے ای الی عبادتہ جل وعلا وتوحیدہ سبحانہ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۰) (اِلٰى رَبِّكَ) الی معرفتہ وتوحیدہ (وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ) قال ابن عباس رضی اللہ عنہما الخطاب فی الظاھر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم والمراد بہ اھل دینہ ای لا تظاھروا الکفار ولا توافقوھم (معالم ج ۵ ص ۱۵۴) **۸۴** یہ امر ششم ہے جو وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ پر متفرع ہے یہی وہ دعوت ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی اور جس کی خاطر عمر بھر مصائب اٹھائے۔ یہ تمام سورت کے بیان کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ یہ خطاب بدستور امت سے ہے۔ سورت میں بیان کردہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خالق و مالک، متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے۔ نفع نقصان اور منع و عطاء اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو، مصائب و مشکلات اور حاجات و بلیات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ لا تتخذ غیرہ وکیلا علی امورك کلھا ولا تعتمد علی غیرہ (خازن ج ۵ ص ۱۵۵) ویجوز ان یکون المعنی لا تعتمد علی غیر اللہ ولا تتخذ غیرہ وکیلا فی امورك فان من وثق بغیر اللہ تعالیٰ فکانہ لم یکمل طریقہ فی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۴۲۳) **۸۵** اللہ کے سوا حاجات میں مافوق الاسباب کسی اور کو مت پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، نافع و ضار اور مانع و معطی نہیں۔ اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ لا الہ الا ھو ای لا نافع ولا ضار ولا معطی ولا مانع الا ھو کقولہ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا (**۸۶** وَجْهَهٗ سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ لفظ وجہ ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہالک اور فانی ہے۔ اِلَّا وَجْهَهٗ ای الا ذاتہ عزوجل (روح) ومعنی الا وجھہ الا ایاہ قالہ الزجاج (بحر ج ۷ ص ۱۳۷) لَهُ الْحُكْمُ قضاء و قدر اس کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن تم سب جزاء و سزا کے لئے اسی کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ جس طرح قضاء و قدر اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح قیامت کے دن فصل و قضاء بھی اسی کے ہاتھ میں ہوگا اور وہاں کوئی دم بھی نہیں مار سکے گا۔

سورۃ القصص میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ الخ (۲۳) ــــ خاندانِ شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بناپر رکھی تھی۔

۲۔ تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۔عورت کو ہر حال میں شرم وحیا سے رہنا چاہیئے۔

۳۔ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ الخ دس سال موسیٰ علیہ السلام کو اس خدمت کے ذریعہ تربیت دی گئی تاکہ وہ آئندہ مصائب برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں۔

۴۔ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا ــ تا ــ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ (۲۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۵۔ اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔

۶۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ ــ تا ــ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ ــ تا ــ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (۴۶) نفی علم غیب وحاضر وناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ ــ تا ــ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ۝ (۶۴) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ــ تا ــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ الخ توحید کی خاطر مصائب برداشت کرنے کے بعد آخر غلبہ آپ ہی کو ملے گا۔

۱۱۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى الخ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ توحید کو ماننے کی توفیق دے تو مشرکین سے تعاون نہ کرنا چاہیئے۔

۱۲۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۶ ½ بجے صبح سورۃ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولی والآخرۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الشافع المشفع بالساہرۃ وعلی آلہ وصحبہ المقتدین بسنتہ الطاہرۃ)

سُورۂ عنکبُوت

ربط | سورۂ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورۂ القصص کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہوگیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید (اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا حاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو) کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا۔ جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ باد و باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب و بلیات میں کام نہیں آسکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد الشعراء میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ | سورۂ عنکبوت کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لف و نشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائلِ عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ ـــــ ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا ـــ تا ـــ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ اس پر تین واقعات مرتب ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ (ع ۲) ـــ تا ـــ وَجَعَلْنٰهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال مسئلہ توحید کی خاطر مشرکوں کے ہاتھوں گونا گوں تکلیفیں اٹھائیں۔ ایمان والو! اسی طرح تم پر آزمائشیں آئیں گی۔ دوسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ (ع۲) ـــ تا ـــ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۰ ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر اپنی قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی اذیتیں اٹھائیں یہاں تک کہ انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ تیسرا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ ـــ تا ـــ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۰ (ع ۴) لوط علیہ السلام اپنی سرکش قوم کے ہاتھوں مصائب و تکالیف میں مبتلا ہوئے۔ قوم کے طعنے سنے اور قوم نے ان کے معزز مہمانوں کی بیعزتی کا ارادہ کرکے انہیں اذیت پہنچائی۔ ایمان والو! ان انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح تم پر بھی مسئلہ توحید کی وجہ سے تکلیفیں آئیں گی اس لئے ان پر صبر کرنا ہوگا۔ یہ تینوں قصے اگرچہ بالذات اور براہِ راست پہلے دعوے سے متعلق ہیں لیکن بالواسطہ دوسرا دعویٰ بھی ان سے ثابت ہو رہا ہے یعنی یہ منکرینِ توحید اور معاند قومیں ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں۔ جب ہمارا عذاب آپہنچا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ الخ (ع ۱) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر جو مصائب مقدر ہیں وہ ضرور آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ الخ توحید اور دینِ حق کی خاطر جو لوگ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے کسی پر احسان نہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ مسئلہ توحید کی وجہ سے تمہیں مصائب کا سامنا کرنا ہوگا یہ نہایت عظیم الشان دعویٰ ہے اسی لئے ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر مشرک والدین تمہیں شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت بھی جائز نہ ہوگی۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا الخ بیان حال منافقین۔ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو تھوڑی سی تکلیف ہی سے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ شکویٰ مع تخویف اخروی

دوسرا دعویٰ ـــــ مشرکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا الخ ـ اس دعوے پر چار قصے متفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعیب علیہ السلام کا ہے۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ـــ تا ـــ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۰ (ع ۴) دوسرا اور تیسرا قصہ عاد و ثمود و قوم ہود و صالح علیہما السلام کا ہے۔ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا ـــ تا ـــ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ۰ چوتھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ـــ تا ـــ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۰ ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق و فجور اور انکار و عصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ نہیں آسکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے، لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر پکڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۰

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ـــ تا ـــ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ اس کے بعد اس دعوے پر چار عقلی دلیلیں، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ، اس کی وحدانیت اور کارسازی کی دلیل ہے۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ الخ (ع ۵) یہ دلیل وحی ہے۔ جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعے بھیجی جارہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ یہ امر مصلح ہے۔ مشرکین کی ایذاء رفع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ یہ طریق تبلیغ ہے۔ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعویٰ توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الخ یہ شکوی ہے مشرکین کہتے یہ پیغمبر ہمیں منہ مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا؟ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ الخ جواب شکوہ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم کرنے کے لئے انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ الخ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ الخ اعادہ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ یہ ابتداء سورت یعنی وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذاء پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ الخ (ع ۶) یہ جواب سوال مقدر ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ بے زبان چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں، جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتا ہے تمہیں بھی دے گا اس کی فکر نہ کرو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ عنکبوت ۱ مکہ میں نازل ہوئی اس کی انہتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ

کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ ۲ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کیا یہ سمجھتے ہیں ۳ جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں بری بات طے کرتے ہیں ۴ جو کوئی توقع رکھتا ہے ۵ اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آرہا ہے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ ۶ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے

بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔

الرزق لمن یشآء الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے لہٰذا کارساز اور مستحق دعا و پکار بھی وہی ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ آسمان سے بارش برسانا اور زمین میں سرسبز و شاداب کھیت اگانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تمام صفاتِ کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس کے سوا کوئی کارساز اور دعا و پکار کے لائق نہیں۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ الخ (۶۷) زجر بر مشرکین۔ جب ان کی کشتیاں خطرات میں گھر جاتی ہیں تو وہ سب کو چھوڑ چھاڑ خالص اللہ کو پکارتے ہیں، جب اللہ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الخ دلائل میں بھی غور و فکر کرو اور ہمارے احسانات کو بھی دیکھو اور ان کا شکر بجالاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کے جوار میں بسا دیا ہے اور امن و اطمینان کی زندگی عطا کی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا الخ یہ بھی ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید کی وجہ سے کفار کی طرف سے مصائب آئیں گے جو لوگ مردانہ وار ان کا مقابلہ کریں گے اور توحید کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے پر آمادہ ہو جائیں ہم انہیں راہِ توحید پر ثابت قدم رکھیں گے اور انہیں سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا کریں گے۔

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَئِنْ جَاۤءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان پر سے برائیاں ان کی اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر کاموں کا [ف۱] اور ہم نے تاکید کر دی [۵] انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں تو ان کا کہنا مت مان مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے [۶] اور بھلے کام کئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں [ف۲] اور ایک وہ لوگ ہیں [۷] جو کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کے اور اگر آ پہنچے مدد [۸] تیرے رب کی طرف سے تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے جہان والوں کے اور البتہ [۹] معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغاباز ہیں اور کہنے لگے منکر

منزل ۵

[حاشیہ: ادعاء النبی ۱۲ — بشارت اخروی ۳ — تخویف و تسلی ۴]

سورت کا پہلا دعویٰ۔ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کی رضامندی اور نعیم جنت حاصل کرنے کے لئے دعویٰ توحید کو صرف مان لینا ہی کافی ہے اور اس کے بعد وہ آزاد ہیں اور آزمائشوں اور تکلیفوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا نہیں جائے گا؟ استفہام انکاری ہے یعنی لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں بلکہ دعویٰ توحید کی وجہ سے انہیں مشرکین کے ہاتھوں مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا ہوگا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الخ۔ جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کو بھی ایسا کرنا پڑا۔ جب انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوموں نے انہیں گوناگوں مصائب کا تختۂ مشق بنایا۔ اسی طرح ان کے متبعین کو بھی آلام و مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الخ یہ ابتلاء و امتحان کی حکمت اور علت ہے۔ اور علم یہاں بمعنی اظہار و تبیین ہے ومعنی الاٰیۃ فلیظہرن اللہ الصادقین من الکاذبین (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۵۵) یعنی ہم ہجرت سے، مصائب و مشکلات سے اور اقامت فرائض و واجبات سے مسلمانوں کی آزمائش کریں گے تاکہ مخلص اور منافق، راسخ الایمان اور ضعیف الایمان میں امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے انہ تعالیٰ یمتحنھم بمشاق التکالیف کالمہاجرۃ والمجاھدۃ ورفض الشہوات ووظائف الطاعات وفنون المصائب فی الانفس والاموال لیتمیز المخلص من المنافق والراسخ فی الایمان من المتزلزل فیہ فیجازی کلا بما یقتضیہ ویجازیہم سبحانہ بحسب مراتب اعمالہم (روح ج ۲۰ ص ۱۳۳) ۳ یہ دوسرا دعویٰ ہے۔ مشرکین کا خیال

موضح قرآن ف۱ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ف۲ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑیئے۔

باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ السَّیِّاٰتِ کفر و شرک و معاصی۔ السّیاٰت ای الشرك والمعاصی (مدارك ج ۳ ص ۱۹۱) فعل مضارع حدوث وتجدد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر و شرک اور فسق و فجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نکلیں گے؟ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ ۴ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت وتخویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا الخ مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ انہیں کافروں کی ایذاء سے ہجرت بھی کرنا ہو گی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب و آلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاھَدَ الخ یہاں جو لوگ محض دینِ حق کی خاطر ترک وطن کی مشکلات اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس سے فائدہ انہی کا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرکے انہیں اجر عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکیہ ہے بلکہ جہاد سے ایذاء کفار پر صبر کرنا مراد ہے (موضح) ای ومن جاھد فی الدین وصبر علی قتال الکفار واعمال الطاعات فانما یسعی لنفسہ ای ثواب ذلك کلہ لہ (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۲۷) ۵ یہ ان مؤمنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب و آلام پر صبر کیا۔ اٰمَنُوْا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَحْسَنَ الخ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن (سب سے بہتر) جزاء دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا ای احسن جزاء اعمالھم والجزاء الحسن ان یجازی بحسنۃ حسنۃ واحسن الجزاء ان تجازی الحسنۃ الواحدۃ بالعشر وزیادۃ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۹) حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال یعنی ہجرت کی جزاء دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہترین عمل کی پوری پوری جزاء دیں گے اور مفہوم مخالف مراد

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰکُمْ ؕ وَمَا ھُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰھُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ ؗ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ وَھُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہِ اعْبُدُوا اللہَ وَاتَّقُوْہُ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْکًا ؕ اِنَّ

ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے اپنے ۱ بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ وہ جھوٹ بناتے تھے ۱ اور ہم نے بھیجا ۲ نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا ان میں ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا ان کو طوفان نے اور وہ گناہگار تھے ۳ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے واسطے ۴ اور ابراہیم کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو ۵ بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

ع ۱۳ / ۱۳

۴ ربط قصہ متعلق بدعوی اولی

۳ دوسرا قصہ متعلق بدعوی اولی

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ کوئی چاہے کہ رفاقت کر کر کسی کے گناہ اپنے اوپر لیوے یہ ہونا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ اور اس پر بھی ف۲ کہتے ہیں طوفان سے پہلے اتنا رہے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی چودہ سو برس ف۳ جس وقت یہ سورت اتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذاء سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینے کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بار گمراہ شدن و گمراہ کردن بردارند و بار تابعان از سر ایشان دفع نکنند ۱۲۔

نہیں ہوگا یعنی یہ مفہوم مراد نہ ہوگا کہ جو عمل احسن نہ ہو بلکہ حسن ہو اس کی جزاء نہیں ملے گی۔ اس کی جزاء یا عدم جزاء سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا۔ ٦ے اے ایمان والو! مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر کئی آزمائشیں آئیں گی۔ یہ ایک نہایت اہم اور عظیم الشان دعوٰی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو ہم نے تمہیں حکم دیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ توحید پر قائم رہو۔ لیکن اگر تمہارے ماں باپ مشرک ہوں اور تمہیں شرک کرنے پر مجبور کریں اور تمہارے انکار پر تمہیں تکلیف و اذیت پہنچائیں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت ہرگز نہ کرنا اور ہر قسم کی تکلیف و اذیت کو استقلال سے برداشت کرنا۔ ٧ے یہ بشارت اخروی ہے جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور توحید کی راہ میں آنیوالی ہر مصیبت اور تکلیف میں ثابت قدم رہے ان کو ہم صالحین میں شمار کریں گے اور انہیں ان جیسی ہی جزاء دیں گے۔ ای یجعلہم منہم ویدخلہم فی عدادھم کما یقال الفقیہ من العلماء (کبیر ج ٦ ص ٦٣٤) ٨ے یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے الاٰیۃ نزلت فی المنافقین (قرطبی ج ١٣ ص ٣٢٩) اوذی فی اللہ الخ یعنی اللہ کی توحید کی خاطر اور اس کی راہ میں ای لاجلہ عزوجل علی ان فی للسببیۃ او المراد فی سبیل اللہ بان عذبھم المشرکون علی الایمان بہ تعالٰی (روح ج ٢٠ ص ١٣٩) ایمان والوں کو توحید کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان منافقوں کی طرح کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہوگا جو زبان سے تو ایمان کا دعوی کرتے ہیں لیکن جب اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کی خاطر مشرکین کی طرف سے ایذاء پہنچی تو اسے اللہ کا عذاب سمجھ کر جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرنے لگے اور ایمان کو خیرباد کہہ دیا۔ ای نزلوا ما یصیبہم من اذیتہم منزلۃ عذابہ تعالٰی فی الاٰخرۃ فجزعوا من ذلک ولم یصبروا علیہ واطاعوا الناس وکفروا باللہ تعالٰی (روح ج ٢٠ ص ١٤١) ٩ے لیکن اگر مسلمانوں کو فتح و غنیمت حاصل ہوجائے تو مال کے لالچ میں ان سے کہتے ہیں کیا دین میں ہم تمہارے ساتھی نہیں؟ اس لئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ الخ اللہ نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں کیا میں ان کے سینوں کی باتیں نہیں جانتا؟ جس طرح میں مؤمنوں کے اخلاص کو جانتا ہوں اسی طرح ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں۔ ما فی صدور ھؤلاء من النفاق وما فی صدور المؤمنین من الاخلاص (مدارک ج ٣ ص ١٩٣)

الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ

جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری

رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ

روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور

اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا

اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے ١٠ے

فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ

تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا كَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ

بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر کیا دیکھتے نہیں ١١ے کیونکر شروع کرتا ہے اللہ

الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ

پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر آسان ہے ف تو کہہ

سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ

ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر

اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

اللہ اٹھائے گا پچھلا اٹھان بے شک اللہ ہر چیز کر

قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ

سکتا ہے دکھ دے گا جس کو چاہے ١٢ے اور رحم کرے گا جس پر چاہے

وَ اِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ

اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں

وَ لَا فِی السَّمَآءِ ؗ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا

اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ

١٠ے یہ مؤمنوں کے لئے بشارت اور منافقوں کے لئے تخویف ہے اور علم سے مجازاۃ مراد ہے۔ والمراد بالعلم المجازاۃ ای لیجزینھم بما لھم من الایمان والنفاق (روح) ١١ے کفار پر شکوی اور تخویف اخروی ہے۔ کافروں کی سرکشی اور بیباکی ملاحظہ ہو خود کفر و شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی ان کی راہ پر چلیں اور جس عذاب کا تمہیں خطرہ ہے اس کا بوجھ ہم اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ وَلْنَحْمِلْ اتَّبِعُوْا پر معطوف ہے اور امر بمعنی خبر ہے۔ قال ابن عطیۃ قولہ ولنحمل خبر یعنی امر او معناہ الخبر (بحر ج ٧ ص ١٤٤) ١٢ے وہ دوسروں کا بوجھ کیا اٹھائیں گے

موضح قرآن ف رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتے ہیں سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا، وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق ف ٢ یعنی شروع تو دیکھتے ہو دہرانا اسی سے سمجھو۔

وہ تو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوں گے۔ ایک تو خود ان کے اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور کا بوجھ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور کفر و شرک پر اکسانے سے گناہ کا بوجھ اس پر مستزاد ہوگا۔ دنیا میں جو وہ افترا کرتے رہے اور جھوٹی باتیں بناتے رہے آخرت میں ان کے بارے میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ ۱۳ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کا پیغام دیا اور وہ توحید کی خاطر ساڑھے نو سو سال تکلیفیں اٹھاتے اور مشرکین کی ایذائیں برداشت کرتے رہے۔ اے ایمان والو! تم پر بھی مصائب آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں بلکہ ان پر صبر کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قوم میں ساڑھے نو سو برس رہنے کا ذکر صرف اس جگہ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عرصۂ دراز تک توحید کی خاطر مشرکین کے ہاتھوں مصائب برداشت کئے۔ وَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ الخ یہ ضمناً دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مشرکین ہمارے پیغمبر کو ساڑھے نو سو سال ستاتے اور شرک میں لگے رہے ان کا خیال تھا کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکے گا لیکن اللہ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا اور ان میں سے ایک بھی عذاب خداوندی سے بچ نہ سکا۔ فَاَنْجَيْنٰهُ الخ نوح ؑ کو اور اس پر ایمان لانیوالوں کو جو کشتی نوح میں سوار تھے ہم نے طوفان سے تو بچا لیا لیکن وہ ساڑھے نو سو سال مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ ۱۴ یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی لیکن اس کی وجہ سے وقت کے بادشاہ نمرود، اپنی قوم اور خود اپنے باپ کے مسلسل مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا۔ اَوْثَانًا، تَعْبُدُوْنَ کا مفعول اور ذوالحال مؤخر ہے اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حال مقدم ہے۔ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور شرک کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ٹھاکر ہی تو ہیں وہ کب الوہیت کے سزاوار ہیں تم انہیں کارساز سمجھ کر ایک صریح غلط اور جھوٹا نظریہ پیش کرتے ہو۔ ای تکذبون کذبا حیث تسمونها الهة وتدعون انها شفعاؤكم عند الله سبحانه (روح ج ۲۰ ص ۱۴۴) ۱۵ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کا حصہ ہے۔ فرمایا اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے اور پکارتے ہو وہ تو تمہاری سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی کے لئے بجا لاؤ اور تمام حاجات و طلبات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا

نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ

مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ

يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾

ناامید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا

حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جلا دو پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ

ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں ف اور ابراہیم بولے ۱۵ جو ٹھہرا لئے ہیں تم نے

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اللہ کے سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپس میں دنیا کی زندگانی میں

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ

پھر دن قیامت کے ۱۶ منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے

بَعْضُكُمْ بَعْضًا ؗ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا

نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ۖۗ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى

مددگار ف پھر مان لیا اس کو لوط نے ۱۷ اور وہ بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں

رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ

اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے زبردست حکمت والا ف اور دیا ہم نے اس کو اسحٰق

وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَ

اور یعقوب ۱۸ اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

ع ۹ ۱۴

وقف لازم

موضح قرآن ف۱ اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جلنے میں پتہ ہے کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ ف۲ یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔ ف۳ حضرت لوط بھتیجے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

شکر ادا کرو۔ سب سے بڑا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ **۱۶ف** یہاں سے لے کر لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا کلام چل رہا ہے یا یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کا حال مذکور ہے۔ وھذہ الاٰیات محتملۃ ان تکون من جملۃ قول ابراھیم علیہ السلام لقومہ وان تکون معترضۃ وقعت فی شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وشان قریش (مدارک ۱۹۳) یعنی اگر تم میری تکذیب کر رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ پیغمبروں کا کام منوانا نہیں بلکہ پیغام الٰہی پہنچانا ہی ان کے ذمہ ہے۔ **۱۷ف** کیا وہ غور نہیں کرتے اللہ نے کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پہلی بار پیدا فرمایا اسی طرح وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، یہ کام تو اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا الخ یہ خطاب اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہو تو اس سے پہلے وَقُلْنَا لَهٗ محذوف ہوگا اور اگر خطاب حضور علیہ السلام سے ہو تو حذف کی ضرورت نہیں۔ یعنی زمین میں چل پھر کر اللہ کی گوناگون مخلوق کو دیکھو۔ مخلوق کی انواع و اقسام کا کوئی حساب نہیں، جنسیں اور قسمیں مختلف، شکلیں اور طبیعتیں مختلف، رنگ اور زبانیں مختلف۔ جس قادر و توانا اور حکیم و دانا نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہی انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی ہے۔ **۱۸ف** وہ قانونِ عدل کے تحت جسے چاہے سزا دے اور اپنی مہربانی سے جس پر چاہے رحمت فرمائے۔ تم سب میدانِ حشر میں اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تم زمین و آسمان میں کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے اپنے کو نہیں بچا سکتے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے جو تمہیں اس کے عذاب سے نجات دلا سکے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی توحید، اس کے رسولوں اور حشر و نشر کا انکار کرتے ہیں وہ میری رحمت سے محروم ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ **۱۹ف** حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ کا جواب قوم نے یہ دیا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اس سے بھی زیادہ عبرتناک ایذا دو اور اسے آگ میں ڈال کر جلا دو۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ الخ مشرکین نے آخر انہیں آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ نے ان کو آگ سے بچا کر صحیح سلامت باہر نکال لیا۔ **۲۰ف** مَوَدَّةَ مفعول لہ ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہے، بین اسم ہے بمعنی وصلۃ (پیوستگی) یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا ہے تاکہ اس بنا پر تمہاری دنیا میں باہمی محبت و پیوستگی اور اتحاد باقی رہے اور مخالفت پیدا نہ ہو ای لیتوادوا ویتواصلوا ویجتمعوا علے عبادتہا کما یجتمع ناس علی مذھب فیقع التحاب بینھم (بحر ج ۷، ص۱۴۳)، یا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اسلاف کے ساتھ محبت و عقیدت کی وجہ سے ان کے ٹھاکر بنا کر رکھ لئے اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ ان الاوثان اول ما اتخذت بسبب المودۃ و ذلک ان

وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷

اور دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ نیکوں سے ہے ف

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸

اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو ۲۲ تم آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہان میں

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ

کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو ف۲۳ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۹

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر تو ہے سچا

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۳۰

بولا اے رب میری مدد کر ان شریر لوگوں پر ف

ع ۳ ۱۵

وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۳۱

اور جب پہنچے ۲۴ ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی والوں کو بے شک اس کے لوگ ہو رہے ہیں گنہگار

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڵ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

بولا اس میں تو لوط بھی ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم بچا لیں گے اس کو

منزل ۵

(حاشیہ:) مزید قصہ متعلق بدعویٰ اولیٰ ۱۷

موضح قرآن ف دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ ف۲ راہ مارنا بھی ان میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اور بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور چھیڑ کرتے ہوں گے۔

کان اناس صالحون فماتوا واسف علیھم اھل زمانھم فصوروا احجارا یصورھم حبا لھم فکانوا یعظمونھا فی الجملۃ ولم یزل تعظیمھا یزداد جیلا فجیلا حتے عبدت فالاٰیۃ اشارۃ الی ذٰلک فالمعنی انما اتخذتم اسلاً فکم من دون اللہ اوثانا الخ (روح ج ۲۰ صفحہ ۱۵۱) ۲۱ دنیا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہوگے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔ یعنی معبود اپنے پجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرأ الاوثان من عابدیھا وتتبرأ القادۃ من الاتباع ویلعن الاتباع القادۃ (خازن ومعالم ج ۵ صفحہ ۱۵۸) اور تم سب جہنم میں جاؤ گے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ) یخلصونکم منھا کما خلصنی ربی من النار التی القیتمونی فیھا (ابو السعود ج ۶ صفحہ ۶۹) ۲۲ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تأمل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ الخ الی ربی ای الی الجھۃ التی امرنی ربی بالھجرۃ الیھا (روح ج ۲۰ صفحہ ۱۵۲) یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہوگا وہاں جا رہا ہوں۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوثٰی سے حران اور پھر حران سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے (روح وغیرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے ارضِ شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی تیار رہو تمہیں بھی اپنے دین و ایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی ۲۳ ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کر دیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مختص کر دیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندۂ جاوید بنا دیا تمام اہلِ ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلم یبعث اللہ نبیًا بعد ابراھیم الا من صلبہ . . . . اھل الملل کلھا تدعیہ وتقول ھو منا . . . ان اھل کل دین یتولونہ (قرطبی ج ۱۳ صفحہ ۳۳۹) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہِ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ ۲۴ یہ تیسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتدا اس قوم سے ہوئی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا الخ یعنی تم سے پہلے کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الخ تم اس قدر بیباک ہو چکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ بالقتل واخذ المال کما ھو عمل قطاع الطریق وقیل عن اعراضھم السابلۃ بالفاحشۃ (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۹۶) ۲۵ تمہاری بے

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ

اور جب پہنچے ۲۶ ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫

تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا

اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ

ہم بچا لیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ

رہ جانے والوں میں ف۱ ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر

الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ

يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

نافرمان ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان ۲۷ نظر آتا ہوا

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

سمجھ دار لوگوں کے واسطے ف۲ اور بھیجا مدین کے پاس ۲۸ ان کے بھائی

شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا

شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو

الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾

پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے ف۳

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

پھر اس کو جھٹلایا ۲۹ تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

موضح قرآن ف۱ یہ خفا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ف۲ یعنی وہ شہر الٹے راہ پر نظر آتے ہیں۔ ف۳ ان میں عادت تھی دغا بازی کی دین لین میں مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے۔

بے حیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ ای اتیان الرجال فی مجالسھم یری بعضھم بعضا قالہ منصور ومجاھد والقاسم بن محمد وقتادۃ وابن زید (بحر ج ۷ ص۱۵۱) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ الخ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا تو یہ کہ ہم اس فعل کو تو چھوڑنے والے نہیں اگر تو سچ کہتا ہے کہ اس فعل کی وجہ سے ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا تو وہ عذاب لے آ اس میں دیر کیوں کر رہا ہے قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ الخ آخر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ **۲۶** اَلْبُشْرٰى سے یا تو بیٹے کے تولد کی بشارت مراد ہے یا قوم لوط کی ہلاکت اور لوط علیہ السلام کی نجات کی بشارت مراد ہے بالبشرٰی ای بالبشارۃ بالولد والنافلۃ (روح ج ۲۰ ص۱۵۳) استنصر لوط علیہ السلام ربہ فبعث علیھم ملائکۃ لعذابھم فجاء وا ابراھیم اولا مبشرین بنصرۃ لوط علی قومہ (قرطبی ج ۱۳ ص۳۴۳) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا الخ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس میں تو لوط بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرکہ ہے۔ قوم لوط دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ شرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط کانت فیھم ذنوب غیر الفاحشۃ ... ومع ھذا کلہ کانوا یشرکون باللہ (قرطبی ج ۱۳ ص۳۴۲) **۲۷** جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادتِ بد کے پیشِ نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے ڈر سے سخت آزردہ خاطر ہوئے قَالُوْا لَا تَخَفْ الخ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کا اندیشہ بھانپ لیا اور کہا آپ مت ڈریں اور نہ غم کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ الخ اور آپ کی قوم کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ **۲۸** ہم نے اس قوم کی ہلاکت و تباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل و بصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یا سیاہ پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا یا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دینِ حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضمناً دوسرا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سرکش اور فسق و فجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ **۲۹** یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم و بے انصافی۔ بددیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم و بے انصافی سے زمین پر شر و فساد مت بپا کرو۔ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ اخشوا الیوم الاخر وخافوہ (خازن ج ۵ ص۱۶۰) **۳۰** وہ اپنی طاقت و قوت اور دولت و شوکت کے نشے میں بدمست تھے۔ شعیب علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ و تلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب و انکار پر اڑے رہے فَكَذَّبُوْهُ ای اصروا علی التکذیب (قالہ الشیخ رحمہ اللہ) ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بالاتر ہیں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے الرَّجْفَة کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرمادیا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرَّجْفَة سے شدید زلزلہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور خارا شگاف آواز مراد ہے۔ الرجفۃ الزلزلۃ الشدیدۃ او صیحۃ جبریل علیہ السلام لان القلوب رجفت بھا (مدارک ج ۳ ص۱۹۷)

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ۙ۳۷ وَعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَ
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو ۳۱ اور
قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَیَّنَ
تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور فریفتہ
لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
کیا ان کو شیطان نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو
السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ۝ۙ۳۸ وَقَارُوْنَ
راہ سے اور تھے ہوشیار ف اور ہلاک کیا قارون
وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
اور فرعون اور ہامان کو ۳۲ اور ان کے پاس پہنچا
مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ
موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں
وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۝ۚ۳۹ فَكُلًّا اَخَذْنَا
اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے
بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ
اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پتھراؤ
حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ ۚ
ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے
وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ
اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا
مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ
کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

۳۱ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین مکہ! ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَزَیَّنَ لَهُمُ الخ شیطان نے ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال قبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہِ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے کام لیتے تو حق و باطل میں امتیاز کر سکتے تھے۔ مستبصرین ای عقلاء یمکنهم التمییز بین الحق والباطل بالاستدلال والنظر ولکنهم اغفلوا و لم یتدبروا (روح ج ۲۰ ص ۱۵۸)۔

۳۲ یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام دلائل و بینات لیکر آئے یہ لوگ دولت و حکومت کے نشے میں چور ان کی بات کب سننے والے تھے۔ انہوں نے قبول حق سے استکبار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی گرفت سے نکل جائیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ہم نے سب کو پکڑ لیا اور انکے گناہوں کی دنیا میں بھی انہیں عبرتناک سزا دی۔ ان چاروں قوموں کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ چار قصے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سے متعلق ہیں۔ کسی قوم کو حاصب یعنی طوفانِ باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحہ (چنگھاڑ) سے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ الخ ان قوموں کو گوناگون عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استکبار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضح قرآن ف یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

۳۳ف یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعوے کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالا بن کر اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھی سے۔ بعینہٖ یہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودانِ باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آسکتے۔ اس مثال میں مشرک کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (اِتَّخَذَتْ بَیْتًا: لنفسہا تأدی الیہ وان بیتہا فی غایۃ الضعف والوھن لا یدفع عنہا حرًا ولا بردًا فکذلک الاوثان لا تملک لعابدیہا نفعًا ولا ضرًا (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۶۰)۔ **۳۴ف** یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارنے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خبیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کونسی عقلمندی ہے۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ الخ ہم مثالیں دے کر لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھاتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔ **۳۵ف** یہ مرکزی دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہار حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بِالْحَقِّ، ای للحق واظہار الحق (معالم و خازن ص ۱۶۰ ج ۵) انہا مع اشتمالہا علی جمیع ما یتعلق بہ معاشہم شواھد دالۃ علی شئونہ تعالی المتعلقۃ بذاتہ وصفاتہ (ابو السعود ج ۶ ص ۴۹۶) ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾

پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مثال ان لوگوں کی ۳۳ف جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر

اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ

اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے

بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ

ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

اللہ جانتا ہے ۳۴ف جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے

مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَ

کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ف۲ اور

تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ

یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور

مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ

ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

آسمان اور زمین ۳۵ف جیسے چاہئیں اس میں

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

نشانی ہے یقین والوں کے لئے ف۳

وقف لازم

رکوع ۴

حاشیہ: یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے

دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل

موضح قرآن

ف۱ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ ف۲ یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں، بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرما دیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں اسی کو ہیں۔ ف۳ یعنی اُس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کاموں میں کون شریک ہونے کی کیا احتیاج۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ بتان پناہ بردہ اند و بتان ہیچ نفع نہ دہند چنانکہ خانۂ عنکبوت ہیچ فائدہ نمید ہد ۱۲۔

۳۶ یہ دعویٰ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ مسئلہ توحید وحی کے ذریعہ سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے آپ اس سے مسئلہ توحید کو بیان کرتے رہیں اور کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ یہ امر مصلح ہے یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے کی وجہ سے کفار کی طرف سے آپ کو جو تکلیف و ایذاء پہنچے اس کا اثر کم کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ نماز سے اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق قائم رہے گا، صبر و ہمت کا جذبہ پیدا ہوگا اور مصائب و مشکلات کی اہمیت دل سے کم ہو جائے گی۔ الفحشاء سے کافروں کی خباثتیں اور ان کی ایذائیں مراد ہیں۔ یعنی نماز کافروں کی خباثتوں اور ایذاؤں کا اثر دل سے زائل کر دیگی۔ المنکر خلاف شریعت امور۔ نماز سے آدمی کے دل میں خوفِ خدا، خشوع و خضوع اور عجز و انکسار وغیرہ صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں اس لئے نمازی آدمی طبعاً خلاف شریعت امور سے متنفر و مجتنب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خوبی صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب آدمی اس شعور کے ساتھ نماز پڑھے کہ وہ احکم الحاکمین کے حضور کھڑا ہو کر فریضۂ نماز ادا کر رہا ہے۔ ساری نماز میں اس کی توجہ نماز ہی میں رہے۔ توجہ اور شعور کے بغیر صرف ظاہری ارکان نماز ادا کر لینے سے یہ آثار ظاہر نہیں ہو سکتے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ ذکر سے نماز یا عام ذکر اللہ مراد ہے۔ یعنی نماز یا ہر وقت ہر معاملے میں اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور وہ ہر عمل کے مطابق اس کی جزاء و سزا دے گا۔ **۳۷** یہ طریق تبلیغ ہے۔ مشرکین مکہ کی طرح اگرچہ اہل کتاب بھی ایذا رسانی میں پیش پیش ہیں لیکن پھر بھی تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور درشتی سے کام نہ لو۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الخ البتہ ان میں سے جو ضد و عناد اور بے انصافی پر اتر آئیں اور نرمی کا ان پر کوئی اثر نہ ہو ان کے ساتھ ذرا سخت لہجہ اختیار کر لو تاکہ ان کے غرور و استکبار کا جواب ہو جائے۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ بالافراد فی الاعتداء والعناد ولم یقبلوا النصح ولم ینفع فیھم الرفق فاستعملوا معھم الغلظۃ (روح ج ۲۱ ص ۲) یا استثناء منقطع ہے یعنی اگر آپ نرمی سے تبلیغ کریں گے تو اس سے وہ زیادہ متاثر ہوں گے اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ البتہ ان میں سے جو ضدی اور بے انصاف ہیں وہ نہیں مانیں گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۳۸** یہ تبلیغ کا طریق احسن ہے۔ اہل کتاب سے یوں کہو کہ ہم اس وحی پر بھی ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو تم پر نازل ہوئی، ہمارا اور تمہارا معبود اور کارساز بھی ایک ہی ہے اور ہم تو اسی معبود برحق کے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے اے اہل کتاب! تم بھی اس کے پورے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور اس کی آخری کتاب اور اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ **۳۹** کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ اَلْكِتٰبَ یعنی قرآن کو ماننے

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

تو پڑھ جو اتری تیری طرف ۳۶ کتاب اور قائم رکھ نماز

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَ

بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور

لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ

اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱ اور

لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ

جھگڑا نہ کرو ۳۷ اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِيْۤ

مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو ۳۸ کہ ہم مانتے ہیں جو

اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ

اترا ہم کو اور اترا تم کو اور بندگی ہماری اور تمہاری

وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ

ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۲ اور ویسی ہی ۳۹

اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ۴۰ ہم نے کتاب دی ہے

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ

وہ اس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور

مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ

منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف۳ اور تو پڑھتا

تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ

نہ تھا ۴۱ اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب ۳

موضح قرآن ف۱ جتنی دیر نماز میں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے امید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے۔ یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔ ف۲ یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو ان سے ان کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹو نرمی سے بات سمجھاؤ مگر جو ان میں بے انصافی پر آوے اس کو سزا دینی ہے۔ ف۳ ان لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کو بھی مانیں گے۔

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہئے۔ ۵۴۰ یہ دعوی توحید پر نقلی دلیل ہے مؤمنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لاچکے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لاچکے ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ یہ زجر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لاچکے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ ۵۴۱ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعوی توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الٰہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑے گا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال النحاس دلیلا علی نبوته لقریش لانه لا یقرأ ولا یکتب ولا یخالط اهل الکتاب ولم یکن بمکة اهل الکتاب فجاء هم باخبار الانبیاء والامم وزالت الریبة والشك (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۵۳) اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ ۵۴۲ یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا يَجْحَدُ الخ ہماری آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکابرہ میں حد سے گذر چکے ہیں۔ ۵۴۳ یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے اکسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف۱ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا

صاف ف۲ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں ۵۴۳ اور کہتے ہیں کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ

اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

ع ۵

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف۳

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ (اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ) ینزل ایتها شاء ولست املک

موضح قرآن ف۱ یعنی جگہ تھی شبہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ استاد پاس بیٹھے تھے۔ نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ف۲ یعنی پیغمبر نے کسی سے نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا افزود ہے۔ ف۳ اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تنہا ذات حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

شَيْئًا منها (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) ۴۴ے یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جویا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک وشبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حجج واضحہ آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک وشبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت وعبرت ہے وہ اس میں غور وفکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ای اولم یکفهم اٰیة مغنیة عن سائر الاٰیات ان کانوا طالبین للحق غیر متعنتین هٰذا القراٰن الذی تدوم تلاوته علیهم فی کل مکان و زمان فلا تزال معهم اٰیة ثابتة لا تزول ولا تضمحل الخ (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) ۴۵ے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل و براہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرما دیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ باطل سے معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں وهو ما یعبد من دون اللہ تعالیٰ (ابو السعود ج ۷ ص ۴۵) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ای بغیر اللہ عز وجل وهو شامل لنحو عیسیٰ والملائکة علیهم السلام والباطل فی الحقیقة عبادتهم الخ (روح ج ۲۱ ص ۸) ۴۶ے یہ زجر مع تخویف دنیوی واخروی ہے۔ یہ معاندین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر ومعین نہ ہوتا تو اب تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اسلئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آلے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وهو یوم القیٰمة او یوم بدر (مدارک) یستعجلونك الخ یہ زجر مذکور کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین و کفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزاء ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۴۷ے یہ پہلے

لَجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۗ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
تو آپہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَ
خبر نہ ہوگی ف۱ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور
اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ
دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف۲ جس دن
يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے
اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾
نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف۳
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ
اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ف۴ میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ
بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر
اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ہماری طرف پھر آؤ گے ف۵ اور جو لوگ یقین لائے اور کئے
الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
بھلے کام ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ
بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا
الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

موضح قرآن ف۱ اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح مکے میں مکے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ ف۲ یعنی آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ بُرے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف۳ یہ اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا۔ جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف۴ جب کافروں نے مکے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اسی تراسی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تا وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۵ خدا تعالیٰ ترغیب میفرماید بہ ہجرت حبشہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔

دعوے سے متعلق ہے۔ ابتدار سورت میں کہا گیا توحید کی خاطر مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور ان منافقین کی طرح نہ ہونا جو معمولی تکلیف پر توحید کا نام لینا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا اگر مشرکین اس قدر ایذائیں دیں کہ وطن میں رہنا مشکل ہو جائے تو میری زمین فراخ ہے وطن سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت بجا لا سکو۔ کُلُّ نَفْسٍ الخ یہ دنیا چند روزہ ہے آخر ہر ایک کو موت آئے گی اور تم سب میرے پاس آؤ گے۔ ۴۸ یہ ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر ایمان لائے اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، اپنی جائیدادیں اور مکان چھوڑے آخرت میں ہم انہیں شاندار بالا خانے عطا کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ یہ ان ایمان والوں کا اجر ہے جنہوں نے اپنی عملی زندگی میں توحید کا نمونہ پیش کیا اور دین حق کی خاطر مصائب برداشت کئے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھا۔ ۴۹ وطن چھوڑنے سے فقر و فاقہ کا اندیشہ تھا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے اس کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہجرت کر کے مدینہ جائیں گے تو وہاں کھائیں گے کیا اس پر فرمایا اللہ پر بھروسہ کرو جو تمام جانوروں کو روزی دیتا ہے وہی تمہارا بھی رازق ہے۔ تم دیکھتے ہو تمام جانور خالی ہاتھ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب کو روزی پہنچاتا ہے تو وہ تمہیں کیوں روزی نہیں دے گا۔ لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلم من مکۃ بالھجرۃ خافوا الفقر والضیعۃ فنزلت (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا اور ہر چیز جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ تمہاری پکاریں سنتا اور تمہاری حاجتوں کو جانتا ہے اس لئے اس پر بھروسہ کرکے اس کے دین کی خاطر ہجرت کرو وہ تمہارے تمام کام آسان فرمائے گا۔ ۵۰ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ سارا نظام شمسی بھی اسی کے تصرف و اختیار میں ہے تو پھر کہاں ان کی عقلیں ماری گئیں کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ۵۱ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق جو انسان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے وہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اس کے اختیار میں ہے اور وہ عالم الغیب بھی ہے لہٰذا تمام حاجات و مصائب میں وہی کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۲ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حیف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ

بھروسہ رکھا ف اور کتنے جانور ہیں ۴۹ جو اٹھا نہیں رکھتے

رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ

اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

سننے والا جاننے والا ف اور اگر ۵۰ تو لوگوں سے پوچھے کہ

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ

کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى

سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

الٹے جاتے ہیں ف۳ اللہ پھیلاتا ہے روزی ۵۱ جس کے واسطے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ

چیز سے خبردار ہے ف اور جو تو پوچھے ان سے ۵۲ کس نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ

آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے

بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ

مر جانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ

پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف اور ۵۳ یہ

ع ۶ ۱۲ ۲

دوسری عقلی دلیل ۵۰

تیسری عقلی دلیل ۵۱

چوتھی عقلی دلیل ۵۲

موضح قرآن ف یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ف۲ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی ف۳ یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا۔ ف۴ ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ف۵ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ مفلس سے دولت مند کر دے۔

ہے تو آپ اعلان فرما دیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیکن دلائل کے اس قدر وضوح وظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ ۵۳ دنیا کی تحقیر و تقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز دل بہلایا جا سکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ ای ماھی فی سرعۃ زوالھا عن اھلھا وموتھم الا کما یلعب الصبیان ساعۃ ثم تیفرقون (بحر ج ۷ صفحہ ۱۵۸) اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ ۵۴ یہ زجر ہے۔ مشرکین جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفان باد میں گھر جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مزعومہ مددگاروں اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ عذاب آگیا ہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ڈراتا تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ ۵۵ دونوں صیغوں میں لام بمعنی کَیْ ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتحاد و اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای لیشرکون لیکونوا کافرین بما اتیناھم من نعمۃ النجاۃ بسبب شرکھم ولیتمتعوا باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان وتوادھم علیھا (روح ج ۲۱ ص ۱۳) یا دونوں میں لام امر کا ہے قرینہ یہ ہے کہ ایک قراءت میں وَلْیَتَمَتَّعُوْا کا لام ساکن ہے اور سکون لام امر ہی پر جائز ہے لام کَیْ پر جائز نہیں اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ھما لام امر معناہ التھدید والوعید .... ومن قرأ ولیتمتعوا باسکان اللام لم یجعلھا لام کی لان لام کی لا یجوز اسکانھا (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۶۳) فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۔ اب کفران نعمت اور شرک کر لیں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ ۵۶ اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور و تدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقام امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکے والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال و جان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

اَلْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ

دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر

الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی

فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں ۵۴ پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّیْنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰىھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ ﴿۶۵﴾

کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰھُمْ ۚۛ وَلِیَتَمَتَّعُوْا ۛ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

۵۵ تا منکر ہوتے رہیں ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ف۱

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ ۵۶ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِھِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَۃِ اللّٰہِ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

یَکْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ

مانتے ف اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَہٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ

جھوٹ ۵ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا

بسنے کی جگہ نہیں ۵ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۵ محنت کی ہمارے

لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾

واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ۶ ف۲

وقف لازم

ع ۷ / ۳

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور سارے ملک عرب میں فساد تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں مانتے ف۲ اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بدوستی یکدیگر بسبب اجتماع بر شرک بہرہ مند شوند ۱۲۔

کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ الخ کیا ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ ۵۷ یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر افتراء کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا بان زعم ان لہ شریکا . . . . ام کذب بالحق ای بالرسول وبالقراٰن (ابو السعود ج ۶ ص ۶۶) ۵۸ استفہام انکاری ہے۔ ہمزۂ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقیناً جہنم میں ہوگا۔ ھٰذا تقریر لثوائہم فی جہنم لان ہمزۃ الانکار اذا دخلت علی النفی صار ایجابًا (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) ۵۹ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدۂ نفس اور منافساتِ مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتداء یعنی دعویٰ اولیٰ سے متعلق ہے۔ دینِ حق اور مسئلہ توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہِ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہِ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا) فی شاننا ومن اجلنا ولوجھنا خالصًا... لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا والمراد نزیدنھم ھدایۃ الی سبیل الخیر وتوفیقًا لسلوکھا (روح ج ۲۱ ص ۱۴) ۶۰ یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شامل حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

سُورۂ عنکبوتُ کی خصُوصیَاتُ

اور اس میں آیات توحید

۱۔ اَحَسِبَ النَّاسُ ۔ تا ۔ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)

۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ ۔ تا ۔ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)

۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ ۔ تا ۔ اِنَّا مَعَکُمْ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)

۴۔ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ مصائب و مشکلات میں کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف

۷۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا ۔ تا ۔ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۸۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔

۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ ۔ تا ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ ۔ تا ۔ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہیئے۔

۱۲۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ۔ تا ۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ ۔ تا ۔ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

(آج بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۶ء بروز چہار شنبہ ۸ بجے صبح سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الہادی الی اوجز المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدایۃ فی الظلمات الحوالک)

سُورۂ رُوم

ربط سورۂ روم کو سورۂ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کسی کو بھی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدۂ توحید پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یعنی صرف زبان سے اٰمَنَّا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورۂ روم میں فرمایا وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ الخ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الٰہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (ع۵) سوم آخر میں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (ع۶)

خلاصہ مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ الخ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دو بار اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا (ع۴) دوم فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ (ع۵) مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اٹل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتدائے سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا سے لے کر بِلِقَآئِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ۔ تک مشرکین پر زجریں ہیں۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی ہے اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (ع۲) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جو ذات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ الخ تفصیل انجام مومنین و کفار فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف اخروی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ الخ یہ ابتدائے سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہٰذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کرکے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی الخ

پہلی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ الخ (ع۳) انسانوں کو مٹی سے پیدا کرکے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا تیسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا چوتھی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ سارا انتظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے آٹھویں عقلی دلیل۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی الخ یہ ان تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہٰذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دعا رو پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد ضَرَبَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ (ع۴) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عبید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا الخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کرتے ہیں۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الخ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الخ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ الخ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ الخ (۵۶) تخویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری بپا ہے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ الخ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الخ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کارساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ تخویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یہ ابتدائے سورت میں مذکور وعدۂ نصرت یعنی لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ۔ کا اعادہ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ الخ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے ادھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سر نو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرلے گا۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا الخ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مُردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سُن سکتے۔ مہر جباریت کی وجہ سے ان کے دل مُردہ اور بے حس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ الخ (۶۴) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گذار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ الخ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصاً مسئلۂ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ الخ (ع ۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

۲ے رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بُصریٰ یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہوگئے۔ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب (نصاریٰ) ہیں اس لئے اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ الخ یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارضِ مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ وادنی الارض اقربھا فان کانت الواقعۃ فی اذرعات فھی ادنی الارض بالنظر الی مکۃ (بحر ج ، ص۱۶۲) وقد جاء من طرق عدیدۃ ان الحرب وقع بین اذرعات و بصریٰ وقال ابن عباس والسدی بالاردن و فلسطین (روح ج ۲۱ ص۱۷) ۳ے یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مِنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ یہ مصدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور ھُمۡ ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتھم یا مصدر مبنی للفاعل ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور ھُمۡ ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ رومی اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلب فارس ایاھم علی انہ مصدر مضاف الی مفعولہ او الی نائب فاعلہ ان کان مصدر المجہول ورجحہ بعضھم بموافقتہ للنظم الجلیل (روح ج ۲۱ ص۱۸) ۴ے بِضۡعِ عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آ جائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابوبکرؓ سے فرمایا لفظ بضع تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کر لو۔ حضرت ابوبکرؓ دوبارہ

سُوۡرَةُ الرُّوۡمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوۡنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوۡعَاتٍ

سورہ روم ۱ے مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۞ ۱ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۞ ۲ فِىۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَ ۞ ۳ فِىۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَيَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۞ ۴ بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ يَنۡصُرُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۞ ۵ وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۞ ۶ يَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۖۚ وَهُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۞ ۷ اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

۱ے مغلوب ہو گئے رومی ۲ے ملتے ہوئے ملک میں ۳ے اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ۴ے چند برسوں میں ۵ے اللہ کے ہاتھ میں سب کام پہلے اور پچھلے ۶ے اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان ۷ے اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا ۸ے اللہ کا وعدہ ہو چکا ۹ے خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۱۰ے جانتے ہیں ۱۱ے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ آخرت کی خبر نہیں رکھتے ۱۲ے کیا دھیان نہیں کرتے ۱۳ے اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

موضح قرآن ف۱ روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین پر یعنی عراق پر کافر چاہتے تھے کہ فارس جیتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اُڑتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہوں گے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ ف۲ کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی ف۳ یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ف۴ یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید فارس بر روم غالب شدند و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندوہگین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بغلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ یکی از دلائل نبوت است ۱۲۔ ف۲ یعنی در سرحد خود ۱۲۔

ابی بن خلف سے ملے اور سو اونٹ شرط پر لگا دیئے اور میعاد نو سال تک بڑھا دی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ)
یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی
دلیل ہے۔ اس وقت ابی بن خلف مر چکا تھا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کا مال اس کے وارثوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ
کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابو بکر الخطر من ذریۃ ابیّ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھٰذہ اٰیۃ بینۃ علی صحۃ نبوتہ وان القراٰن من عند اللہ
لانھا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) **ف٥** اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ ہی نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مؤمنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ **ف٦** جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہوگی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فارسیوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظھورھم علی المشرکین یوم بدر وظھور اھل الکتاب علی اھل الشرک (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۶۰) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وفرحھم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۲۱ ص ۲۱) **ف٧** مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعدھم اللہ وعدًا (کبیر ج ۶ ص ۶۹۶) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۹ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر اور بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف۱ کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لے کر کھلے حکم سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ برا کرتے تھے ف۲ پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۳ اللہ بناتا ہے پہلی بار پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت آس توڑ کر رہ جائیں گے

فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرما دئیے۔ **ف٨** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا ہے ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ف۲ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا۔ ف۳ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ
گناہ گار — اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے

شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ
سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر ۱؎ اور جس دن

تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا
قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ۲؎ سو جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي
لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ

رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿۱۵﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ
باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی اور جو منکر ہوئے اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ
جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ

فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ
عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو ۳؎

تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ
جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ
آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب

تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ
دوپہر ہو ۴؎ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے ۵؎ اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے

سے تخویف اخروی ۱۲

سے فاصبحو ۱۲

سے ثم یحیی دوسری عقلی دلیل ۱۲

ہیں۔ ان کی ساری تگ و دَو بس دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ **۹** یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظامِ عالم اظہارِ حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت وصنعت، وسعتِ علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ **۱۰** یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان محلوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغامِ توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ الخ یہ ان معاندین کے انجام بد کا بیان ہے۔ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا، كَانَ کی خبر مقدم ہے اور السُّوأَىٰ اس کا اسم مؤخر ہے۔ اور أَن كَذَّبُوا الخ ماقبل کا سبب ہے ان سے پہلے بائے سببیہ یا لام تعلیل مقدر ہے ای بان او لان (روح) اور السُّوأَىٰ سے مراد عقوبت ہے۔ یعنی دنیا میں سخت ترین سزا کی صورت میں وہ اپنے انجام سے دوچار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں سے استہزاء کرتے تھے۔ **۱۱** یہ حشر و نشر کے اثبات پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسانوں کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اس کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہوں گے۔ **۱۲** اثبات قیامت کے بعد قیامت کے دن مجرمین اور مؤمنین کے احوال کا ذکر کیا گیا۔ یہ مجرمین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوں گے۔ پلے میں کوئی عمل نہیں ہوگا شرک کی وجہ سے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جن معبودوں کی سفارش پر اعتماد تھا وہ بھی کام نہ آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکیں گے اور اس وقت انہیں یقین ہوگا کہ دنیا میں جن کو کارساز اور شفیع غالب سمجھ کر پوجتے رہے وہ تو عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کارساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شرکاء سے تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ من شرکاء ھم من الذین عبد وھم من دون اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) شفعاء یجیرونھم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کانوا یزعمون (الجامع القرطبی ج ۶ ص ۱۳) امام مقاتل فرماتے ہیں شرکاء سے ملائکہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وقال مقاتل الملائکۃ علیھم السلام (روح) **۱۳** کے

موضح قرآن ف ۱ یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ ف ۲ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آ چکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تنزیہ او از رزائل و اتصاف او بفضائل متجدد میگردد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر آگاہ ہو جائیں گے تو معبودانِ باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشرکآءھم کافرین ای بالھتھم وشرکتھم حیث یئسوا منھم ووقفوا علی کنہ امرھم (روح ج ۲۱ ص ۲۵) ۱۴ یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام کی تفصیل ہے یَتَفَرَّقُوْنَ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ ای یتمیز اھل الجنۃ من اھل النار (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۶۹) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام واکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش وخرم رہیں گے۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے اس میں منکرین توحید اور جاحدین آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذاب جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۵ فاء فصیحہ ہے اور یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور پنجوقتہ نمازوں میں اس کی تسبیح وتقدیس بیان کرو۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ اگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں فَسَبِّحُوْا سُبْحَانًا تھا لیکن معنیً خبریہ ہے بقرینہ وَلَہُ الْحَمْدُ الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ دلائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ لَہُ الْحَمْدُ اگرچہ لفظاً خبر ہے لیکن معنیً انشاء ہے کیونکہ اس سے زمین وآسمان کے باسیوں کو اللہ کی حمد وثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بثبوت الحمد لہ تعالیٰ ووجوبہ علی الممیزین من اھل السموات والارض فی معنی الامر بہ علی ابلغ وجہ فکانہ قیل فسبحوا اللہ تعالیٰ تسبیحہ اللائق بہ سبحانہ فی ھذہ الاوقات واحمدوہ (روح ج ۲۱ ص ۲۸) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفق المفسرون علی ان الخمس داخلۃ فی ھذہ الاٰیۃ وعن ابن عباس ماذکرت الخمس الا فیھا (بحر ج ۷ ص ۱۶۶) حِیْنَ تُمْسُوْنَ میں مغرب اور عشاء، حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ میں صبح، عَشِیًّا میں عصر اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ (بحر، مدارک، روح وغیرہ) سورۂ عنکبوت میں وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (ع ۵) فرمایا تھا ان آیتوں میں اس کی تفصیل فرما دی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

۱۲ توحید پر پہلی عقلی دلیل

ع ۲ ۵

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ

اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۱ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے ۱۶ کہ تم کو بنایا

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ

مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پر پھیلے پڑے اور

۱۷ دوسری عقلی دلیل

مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے

لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ

البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اس

۱۸ تیسری عقلی دلیل

اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ

کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا ۱۸ اور طرح طرح کی

اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں

۱۹ چوتھی عقلی دلیل

لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ

سمجھنے والوں کو ف۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور

النَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت

۲۰ پانچویں عقلی دلیل

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ

پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں ف۴ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ دکھلاتا ہے تم کو

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

بجلی ۲۰ ڈر اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

موضح قرآن ف۱ یعنی مٹی مردہ سے جیتے جاندار ف۲ حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے، پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا انسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت ناجہان کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ف۳ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ف۴ دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

کہ یہاں تسبیح سے نماز ہی مراد ہے کیونکہ نماز اول سے آخر تک قولاً و فعلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس پر مشتمل ہے اسی لئے قرآن میں اکثر نماز کو تسبیح سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً وَ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا (احزاب ع ۶) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا (طٰہٰ ع) سورۂ عنکبوت میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ کی تعبیر اختیار کی گئی اور یہاں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ الخ سے اس مضمون کو ادا کیا گیا۔ وَلَهُ الْحَمْدُ الخ یعنی زمین و آسمان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تمام صفاتِ کارسازی سے متصف ہے اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ ۱۶ یہ بھی بعث و نشور پر عقلی دلیل ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہوگا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائلِ عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔ ۱۷ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ای من شکل اَنْفُسِكُمْ و جنسها (مدارک ج ۳ ص ۲۰۶) یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتۂ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الخ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت ڈالنے میں غور و فکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ ۱۸ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کارسازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہذا اس کا شکر ادا کرنا، اسی کو کارساز

فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مر گئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ

ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان

وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ

اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین

الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي

میں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے ف۱ اور اسی کا ہے جو کوئی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ

آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے

الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ

جو ۲۲ پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ

زبردست حکمتوں والا ف۲ بتلائی تم کو ۲۳ ایک مثل تمہارے اندر سے

هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو ان کا

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کو

ع ۳ / ۹

۲۲ چھٹی عقلی دلیل ۱۲

۲۳ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

۲۴ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲

۲۷ تمثیل معبود برحق اور معبود باطل ۱۲

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ ف۲ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ ہوویں، نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے۔

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ ۱۹ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَّطَمَعًا دونوں یُرِیْكُمُ کے مفعول لہ ہیں ای للالقاء الخوف و الطَّمَعِ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوفا من الصاعقة وطمعًا فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکیر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ والمتفکرون قلیلون وادنیٰ منه العالمون وادنیٰ منه الفهم مجرد السماع وادنیٰ منه العقل وعدم الجنون کما قال العارف الرومی رح ؎

فکر آن باشد بکشاید رہے
راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ ۲۰ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی میعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل ؑ صور پھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصۃً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قٰنِتُوْنَ مخلصون (روح) کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قانتون قائمون بالشهادة

يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ

جو سمجھتے ہیں ف۱ بلکہ چلتے ہیں ف۲ یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا

بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں

لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ف۳

حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ

ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ

بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ

اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۳ سب رجوع ہو کر اس کی طرف ف۴

اتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾

اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں ف۵

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ

جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر

حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ

فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے ف۶ لوگوں کو

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ

کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو

مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بنانے ف۷

موضح قرآن

ف۱ یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ ف۲ یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ ف۳ یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ ف۴ یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا را شریک او نتوان گفت ۱۲۔

علی وحدانیتہ تعالیٰ کما قال الشاعر وفی کل شیء لہ اٰیۃ تدل علی انہ واحد **۲۱ھ** یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلٰی الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات وصفات میں منفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاھد المثل الاعلٰی قول لا الٰہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیۃ (بحر ج ۷ ص ۱۷۰) عن قتادۃ و مجاھد ان (المثل الاعلٰی) لا الٰہ الا اللہ ولعلھما ارادا بذلک الوحدانیۃ فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ (روح ج ۲۱ ص ۳۴) وھو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ **۲۲ھ** یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمثیل تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلا یتبین بہ بطلان الشرک (من انفسکم) ای منتزعا من احوالھا التی ھی اقرب الامور الیکم واعرفھا (روح ج ۲۱ ص ۳۷) کخیفتکم انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثل خیفتکم من ھو من نوعکم من الاحرار المالکین لکم (روح) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت وہیبت حاصل ہو جائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کرلے یا اپنے بعض اختیارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلک لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب ومالک الاحرار والعبید ان تجعلوا بعض عبیدہ لہ شرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) قال ابن عباس تخافونھم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضا فاذا لم تخافوا ھذا من ممالیککم ولم ترضوا ذلک لانفسکم فکیف رضیتم ان تکون آلھتکم التی تعبدونھا لی شرکائی وھم عبیدی (معالم وخازن ج ۵) **۲۳ھ** یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا ھم المشرکون (بحر ج ۷ ص ۱۷۹) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کرلی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یھدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علی ھدایتہ احد (ابو السعود ج ۶ ص ۲۲۷) **۲۴ھ** فاء فصیحہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنیً عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو شامل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتدائے سورت میں مذکورہ وعدۂ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بینات سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں منہمک ہیں حق واضح ہو چکا اور توحید دلائل سے ثابت ہو چکی لہذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذا تبین الحق وظھرت الوحدانیۃ فاقم الخ (نیساپوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیم اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجھک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے کنایہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ والثبات علیہ (روح ج ۲۱ ص ۳۹) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استعداد اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیم فرمایا اور سورۂ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ ط امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ط ذلک الدین القیم (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقھم قابلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) ای الزموا فطرۃ اللہ وھی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۴۱۵) لا تبدیل لخلق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید اٹل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہی ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو وقیل ھو نفی معناہ النھی ای لا تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۷ ص ۱۷۲) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشرک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۳) **۲۵ھ** یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای راجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ واخلاص العمل وقیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲۱ ص ۴۱) ولا تکونوا من المشرکین یہ منیبین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیموا الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابو السعود فرماتے ہیں ولا تکونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ تبدیلا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۴۷) یہ اعادۂ جار کے ساتھ المشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنا لیا اور پھر ہر فریق اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنا لئے ہیں لیکن اے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ **۲۶ھ** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پند و نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجریں ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودان باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتے اور خالص اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کرو گے تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

عذاب ہے اس لئے اس وقت خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے۔ ثم اذا الخ لیکن اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی اور رحمت سے انہیں اس مصیبت سے نجات وخلاص دیدیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں اور اپنی نجات اور کامیابی کو غیراللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں و ذلک بنسبۃ خلاصھم الی غیرہ تعالیٰ من صنم او کوکب او نحو ذلک من المخلوقات (روح ج ۲۱ ص ۳۹) قال ابن عطیۃ ویلحق من ھذہ الالفاظ شیٔ للمؤمنین اذجاءھم فرج بعد شدۃ علقوا ذلک بمخلوقین الخ (بحر ج ۷ ص ۱۴۳) ۲۷ لام بمعنی کَیْ ہے یعنی وہ اپنی کامیابی کو غیراللہ کی طرف منسوب کرکے اللہ کے انعام واحسان کی ناشکری کرتے ہیں۔ اچھا دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھالو اور کفران نعمت کرلو عنقریب اس کا انجام دیکھ لوگے۔ ام انزلنا الخ ام منقطعہ ہے بمعنی بل والھمزۃ اور استفہام انکاری ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ کیا ان مشرکین کے پاس ہماری طرف سے کوئی دلیل وحجت موجود ہے جس سے شرک کا ثبوت ہوتا ہو؟ ہرگز نہیں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل موجود نہیں محض اہواء وظنون کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ ام بمعنی بل والھمزۃ للاضراب عن الکلام السابق والاستفہام عن الحجۃ استفہام انکار وتوبیخ (بحر) ۲۸ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ الخ سے مشرکین مراد ہیں یعنی جب ہم لوگوں کو بارش، صحت، وسعت رزق وغیرہ کی صورت میں اپنی رحمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اترانے لگتے ہیں۔ لیکن اگر اپنی ہی بداعمالیوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آگئی تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے مزعومہ معبود اور کارساز اس مصیبت سے ان کو بچانے میں ناکام رہے۔ ۲۹ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے یعنی رزق کی فراخی اور تنگی تو اللہ کے اختیار میں ہے لہٰذا جب وہ اپنی رحمت سے روزی میں وسعت عطا کرے تو اس کا شکر کرنا چاہئے اور اگر وہ روزی تنگ کر دے تو صبر واستقلال کے ساتھ اسی کو پکارنا چاہئے۔ ۳۰ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر۔ شرک نہ کرو، مذکورہ بالا تفصیلات میں یہی مذکور ہوا ظلم نہ کرو اور احسان کرو یہاں یہ دونوں باتیں مذکور ہیں۔ دوسری صراحۃً اور پہلی ضمناً۔ تمام حقداروں کے حقوق ادا کرو اس کے ضمن میں بے انصافی اور حق تلفی کی ممانعت آگئی۔ ذلک خیر الخ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا ہی ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ وما اتیتم من ربا الخ دولت کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اس میں واجب حقوق پر اسے صرف کیا جائے لیکن لوگوں سے سود پر قرض لینا اور سود ادا کرکے ان کی دولت میں اضافہ کرنا اللہ کی دی ہوئی دولت کا جائز اور صحیح مصرف نہیں۔ اس سے لوگوں کی دولت میں تو ضرور اضافہ ہوگا لیکن اللہ کے وہاں اس میں کوئی خیر وبرکت نہ ہوگی اور نہ اس پر کوئی اجر وثواب مرتب ہوگا۔ وما اتیتم من زکوۃ الخ البتہ جو کچھ تم محض اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اس میں برکت ہوگی اور اس کے اجر وثواب میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ اس آیت کو بعض مفسرین نے مکی اور بعض نے مدنی کہا ہے پہلی صورت میں زکوۃ سے نفلی صدقہ اور دوسری صورت میں اس سے زکوۃ مفروضہ مراد ہوگی۔

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۟ فَسَوْفَ

کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے ۲۷ سو مزے اڑا لو اب آگے

تَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ

جان لوگے کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ

يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۵ وَاِذَآ اَذَقْنَا

بول رہی ہے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور جب چکھائیں ہم ۲۸

النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ

لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر ان پر آپڑے کچھ برائی

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝۳۶ اَوَ

اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو آس توڑ بیٹھیں کیا

لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ

نہیں دیکھ چکے ۲۹ کہ اللہ پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳۷ فَاٰتِ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے

ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ

قرابت والے کو اس کا حق ۳۰ اور محتاج کو اور مسافر کو

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ

یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟

جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے

فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ

لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو

(حاشیہ:) ۲۹ توحید پر نویں عقلی دلیل ۳۰ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر

موضح قرآن ف یعنی جس کو چاہیئے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

۳۱؎ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کارساز سمجھ رکھا ہے گیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کارساز ان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ وتعالیٰ الخ جب یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کارسازی اور کمالاتِ الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ ۳۲؎ یہ تخویف دنیوی ہے۔ دنیا میں جو شر و فساد بپا ہوتا ہے اور مصائب و بلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بداعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان و طغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے (بما کسبت ایدی الناس) بسبب معاصیھم وشرکھم (مدارک ج ۳ ص ۲۱۰)

شرک و معاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک و عصیان سے باز آجائیں۔ ۳۳؎ یہ تخویف دنیوی ہے۔ شرک و معاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت و تباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی مشرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسواکن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ ۳۴؎ یہ پہلے فاقم وجھک الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لامحالہ آکر رہے گا اور کسی کے رُکے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان و یقین بے سود ہوگا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر من کفر فعلیہ الخ یہ تخویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحا (الخ)۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ

دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں

ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ

جن کے دونے ہوئے ۔ اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر

رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ؕ ھَلْ مِنْ

تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے

شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَہٗ

تمہارے شریکوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے

وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ

اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے ۳۲؎ خرابی جنگل میں

وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ

اور دریا میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ

کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں وف۱ تو کہہ

سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ

پھرو ۳۳؎ ملک میں تو دیکھو کیا ہوا انجام

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّشْرِکِیْنَ ﴿۴۲﴾

پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ

سو تو سیدھا رکھ ۳۴؎ اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آ پہنچے

یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ یَوْمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾

وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ف۲

منزل ۵

دسویں عقلی دلیل

تخویف دنیوی

تخویف اخروی

انہ لا یحب الکافرین اس کی رضا و محبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر و مشرک اس کے غضب و سخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا چاہیے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ ف۲ یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مالی را کہ بشرط زیادت میدہند ربا نام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی قحط و غرق و سائر مصائب جزاء عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

۳۵ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز وشاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا بادبانی کشتیوں کو اِدھر سے اُدھر لیجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں۔ ۳۶ یہ مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت دنیوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ عناد وتکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء ورسل علیہم السلام دلائل وبینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا وکان حقا علینا نصر المؤمنین یہ وعدۂ نصرت کا اعادہ ہے جس کا ابتدائے سورت میں وعد اللّٰہ لا یخلف اللّٰہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد ونصرت تو ہم نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہو گا۔ ۳۷ یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لیجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے دان کانوا ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اس کا اسم ضمیر شان مقدر ہے۔ حالانکہ بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہو گی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مر جائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح)، لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے کنایہ ہے ای من قبل ھذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار واعادہ نہیں ہو گا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ

يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے

الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ

اور اس کی نشانیوں میں ۳۵ ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور

لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

اور ہم بھیج چکے ہیں ۳۶ تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس

فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ

سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۲ اللہ ہے جو ۳۷ چلاتا ہے

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ

ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے

وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ

اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب

۳۵ گیارھویں عقلی دلیل

۳۶ تخویف و بشارت

۳۷ بارھویں عقلی دلیل

موضح قرآن ف۱ یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ف۲ بیچ میں باؤ کا ذکر اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

۳۸ھ یعنی باران رحمت پر رحمت الٰہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بنجر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت وصنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذٰلک لمحی الموتٰی جملہ معترضہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو تازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وھو علی کل شئ قدیر۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر و نشر پر قادر ہے۔ **۳۹ھ** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یاد دلانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیتوں پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر و جحود اور انکار و تکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم و انابت کا جذبہ پیدا نہیں ہو گا **۴۰ھ** مشرکین کے عناد و مکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار و تکذیب سے باز نہیں آ رہے۔ آپ کے انذار و تبلیغ میں کوئی قصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموتٰی یہ تو مُردے ہیں اور مُردوں کو آپ کسی طرح بھی اپنی بات نہیں سنوا سکتے دوم ولا تسمع الصم الخ یہ تو بہرے ہیں اور بہرے بھی وہ جو آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں بھلا ان کے کانوں میں آپ کی دعوتِ حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم وما انت بھٰدی العمی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ اندھوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ و انذار ہے۔ یہ معاندین جو مہر جباریت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع و بصر کھو چکے ہیں ان کو راہِ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الخ البتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرنے اور ان کے سامنے تسلیم و انقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پا لینے کے بعد اسے تسلیم کرنے کی سچی تڑپ ہو۔

اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اس کو پہنچاتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی

لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

نا امید سو دیکھ لے ۳۸ھ اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر

يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مر گئے پیچھے بے شک وہی ہے مُردوں

الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا

کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں ۳۹ھ

رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے ف

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ

سو تو سُنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سُنا سکتا بہروں کو پکارنا

اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ

جبکہ پھریں پیٹھ دے کر اور نہ تو راہ سجھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے

اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

اللہ ہے جس نے ۴۱ھ بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے

ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ

پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

موضح قرآن ف پھیلاتا ہے جس طرح چاہے پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلا۔ ف۲ غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری اور یہاں اس پر فرمایا کہ مراد پاکر بندہ نڈر نہ ہو وے اللہ کی قدرت رنگا رنگ ہے۔

تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مُردے سُنتے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

نفی سماع موتی کے دلائل | نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا رہا ہے۔ پہلی آیت انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعآء اذا ولوا مدبرین (نمل ع ۶) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ تیسری آیت ان اللہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر (فاطر ع ۳)۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہاء و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس بنا پر کہ کفار کو حق سُنانا متعذر ہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر متفرع ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل عبارت یہ ہے۔ فانهما یفیدان تحقیق عدم سماعهم فانه تعالیٰ شبه الكفار بالموتیٰ لافادة تعذر سماعهم وهو فرع عدم سماع الموتیٰ (فتح القدیر ج۲ ص۴۴۷) اور اس سے تھوڑا سا پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی ارتکاب هذا المجاز هنا عند اکثر مشائخنا هو ان المیت لا یسمع عندهم.... لانها (الیمین) تنعقد علی ما بحیث یفهم والمیت لیس کذلک لعدم السماع (فتح القدیر) اور کتاب الایمان میں لکھتے ہیں فلو کلمه بعد موته لا یحنث لان المقصود منه الافهام والموت ینافیه لانه لا یسمع فلا یفهم (فتح القدیر ص۱۰۰) قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں اسماع (سنانے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ
بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور جس دن قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۙ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ
قیامت قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ

كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
اسی طرح تھے اُلٹے جاتے اور کہیں گے جن کو ملی ہے سمجھ

وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ
اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے

الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنتُمْ
کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ
جانتے سو اس دن کام نہ آئے گا ان گنہگاروں کو قصور بخشوانا

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا
اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے اور ہم نے بٹھلائی ہے آدمیوں کے واسطے اس

الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ
قرآن میں ہر طرح کی مثل اور جو تو لائے ان کے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ
وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مہر لگا دیتا ہے

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ
اللہ ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے سو تو قائم رہ بے شک

اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿٦٠﴾
اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے

موضح قرآن ف یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف یعنی چون عقوبات مخلدہ معاینہ کردند دنیا را بمشابہ ساعتی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیا را بمشابہ خلود خیال میکردند ۱۲۔

اسماع ہیں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مُردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مُردے زائر کا کلام سُن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتی کے دلائل اور ان کا جواب | قائلین سماع موتی کی سب سے قوی دلیل قلیب بدر والی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابوطلحہ رض بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک ویران کنویں میں پھنکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا الیس قد وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا۔ اس پر حضرت عمر رض بول اٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلیب بدر کے مُردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب | اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور، انک لا تسمع الموتیٰ یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بمسمع من فی القبور، لئے تم مُردوں کو اپنی باتیں سنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت صدیقہ نے یہاں سماع کو علم پر محمول فرمایا ہے۔ اقول انما قال انھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق، (صحیح بخاری ص ۵۶۷) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آ رہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتی عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھی من خوارق العادۃ (روح ج ۲۱ ص ۵۶)۔

سوم حضرت ابوقتادہ رض فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلیب بدر کے مُردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوا دیا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتی پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابوقتادۃ احیاھم اللہ تعالیٰ یعنی اھل الطوی حتی اسمعھم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبیخا وتصغیرا ونقمۃ وحسرۃ وندما (صحیح بخاری ص ۵۶۶، روح ج ۲۱ ص ۵۶)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مُردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مُردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علیٰ وجہ الموعظۃ للاحیاء لا لافھام الموتیٰ کما روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم دار قوم مومنین اما نساءکم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فسکنت فھذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج ۴ ص ۱۰۰)

دوسری دلیل | قائلین سماع موتی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا اذ اتاہ ملکان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے بھی عموم احوال و اوقات میں سماع موتی کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللھم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال جمعا بینہ وبین الآیتین فانھما یفید ان تحقیق عدم سماعھم (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۴)

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رح سے منقول ہے انہوں نے فرمایا لیسمع مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آ جاتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل | بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے ہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آ کر انہیں سلام کیا کرو۔ فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم احد الا ردوا علیہ الیٰ یوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

بہرے کہ حاکم متساہل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لا نسلم صحتہ و تصحیح الحاکم محکوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲۱ ص۵۵)۔

چوتھی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا یسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشبیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان الحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انہ ضعیف بل منکر (روح)

جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مُردے نہیں سُنتے لیکن جن بعض احوال میں مُردوں کے سُننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال و موارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فنہ تنبہ بہ عائشۃ فلا یکون دلیلا علی السماع فا لظاھر عدم السماع وھو الاصح عندنا (الکوکب الدری ج)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما ھو عدم السماع لکن المستثنیات فی ھذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص۴۷۹) قدوۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلک التعلق والقول بوجود قوۃ السمع ونحوہ فیھا لنفسھا ان تسمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا وکذا سائر الاحساسات لیس الا تابعا للمشیئۃ فما شاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن فیقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماعہ من السلام ونحوہ وھذا الوجہ ھو الذی یترجح عندی (روح ج ۲۱ ص۵۵) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کر کے قائلین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقا سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح سورۂ روم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں "یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مُردے کو سُنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سُن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا۔ نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے" الخ

ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات چاہے اسے سُنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیت قوۃ یسمع بھا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوہ مما یشاء اللہ سبحانہ اسماعہ ایاہ (روح ج ۲۱ ص ۵۵)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر انہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح حدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع والی جن حدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ قلیب بدر والی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علیین اور سجین قبر کے پاس ہے یا قبر سے دور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی افنیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سجین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علیین اور سجین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مُردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب و جوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا" یعنی روح جہاں بھی ہو گی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے یمین کی جانب ارواح صلحاء ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیاء جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس افنیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگانِ دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جا کر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذریں دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے کفی باللہ شھیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ع ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکلیہ بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لھا ولا شعور ولا فرح ولا سرور فی البرزخ (تحریرات ص۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس و شعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ منکر و نکیر قبر میں آ کر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح وسرور اور بدکاروں کو عذاب ہوتا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ فعند الحنفیۃ الجسد میت لا یسمع فما ورد من وسعۃ القبر والاجلاس یقولون المراد بالقبر البرزخ ومن الاجلاس ومن عود الروح وسعۃ القبر وضرب المرزبۃ وسماع الاصوات هو امر مغایر المحسوسات کحواسنا الظاھرۃ الخ (تحویلات ص) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت والم اور سرور وعذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماوراء ہے اسے تکلیف تو کسی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت وسرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھوئیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے یہی وہ نسمہ ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت ھذا المعبر بالجزء الباقی من البدن ھو النفس ھی شبیھۃ بالروح ممازجۃ ملازمۃ لھا کالدخان للنار فھی المتألمۃ المتلذذۃ واما الروح فلا تتألم اصلًا ولا تتلذذ بغیر ذکر وعزمن یفرق بینھما (ایضًا ص)

٤١ھ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار وادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت وضعف، جوانی و بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق نہیں۔ ٤٢ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت کی ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ جس طرح وہ قیامت میں صحیح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئیے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون من الحق الی الباطل ومن الصدق الی الکذب (کبیر ج ۶ ص ۷۲۵)

٤٣ھ لیکن جو لوگ دنیا میں علم وایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ انہ حق (روح ج ۲۱ ص ۶۱) ٤٤ھ قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر وبہانہ مفید ثابت نہ ہوگا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کر کے اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منھم الاعتاب وھو ازالۃ العتب یعنی التوبۃ التی تزیل اثار الجریمۃ لا تطلب منھم لانھا لا تقبل منھم (کبیر) ٤٥ھ یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر ونشر کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھا دیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ ٤٦ھ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے اور ذٰلِکَ سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی ضد وعناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اہواء وخرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھو دیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یتحرون الحق بل یصرون علی خرافات اعتقدوھا وترھات ابتدعوھا (ابو السعود ج ۶ ص ۳۲۷) ٤٧ھ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزردۂ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لامحالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا اور مقہور ومغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے متبعین کو بدر میں ان پر فتح وغلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الخ ان منکرین توحید ورسالت اور جاحدین بعث ونشور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بددعا کرنے کا باعث نہ بننے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آ کر رہے گا۔ ای لا یحملنک ھؤلاء الذین لا یوقنون بالاخرۃ علی الخفۃ والعجلۃ فی الدعاء علیھم بالعذاب او لا یحملنک علی الخفۃ والقلق جزعًا مما یقولون ویفعلون (مدارک ج ۳ ص ۲۱۳)

سُورۂ روم میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ (ع ۱) فتح وشکست اللہ کے اختیار میں ہے۔

۲۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا (ع ۲) نفی شفاعت قہری۔

۳۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ (ع ۴) نفی تصرف واختیار از معبودانِ باطلہ۔

۵۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ــــ تا ــــ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔

۶۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ ــــ تا ــــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ــــ تا ــــ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ جو لوگ حق واضح ہوجانے اور حجت خداوندی قائم ہوجانے کے بعد بھی محض ضد وعناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کرکے ان سے قبول حق کی توفیق واستعداد سلب کرلی جاتی ہے۔

(آج بتاریخ ۱۸، ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۶۶ء بروز پنج شنبہ
قبل دوپہر سورۂ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً وآخراً والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین متوالیاً سرمداً۔)

سُورۂ لقمان

ربط سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں کہا گیا رومیو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دیدیا جائیگا۔ سورۂ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کریگا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی گویا یہ سورت سورۂ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب کے بعد نفی شرک پر ایک نقلی دلیل اور آٹھ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے نیز آٹھ میں دو نفی شرک فی العلم پر اور باقی چھ نفی شرک فی التصرف پر دلالت کرتی ہیں۔ دو بار دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے ایک بار اجمالی۔ تیسری دلیل عقلی کے بعد قل الحمد للّٰہ میں اور ایک بار تفصیلی چھٹی عقلی دلیل کے بعد ذٰلک بان اللّٰہ ھو الحق الخ میں تلک ایٰت الکتٰب الحکیم۔ تا ـــ وھو العزیز الحکیم تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک محسنین یعنی نیک روش اختیار کرنیوالے۔ ان کے لئے قرآن ھم ابامدایت و رحمت ہے۔ دوم غیر محسنین یعنی معاندین اور کج روی اختیار کرنیوالے جو قرآن کو سننے کے بجائے مشرکانہ قصے کہانیاں اور آلات لہو ولعب سے دلچسپی لیتے اور ان کو غور سے سنتے ہیں۔ قرآن کے انکار کی وجہ سے ان کی گمراہی اور عمیٰ میں مزید، اضافہ ہوگا وہ انوار قرآن سے محروم رہیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

خلق السمٰوٰت ـــ تا ـــ فی ضلٰل مبین نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کرکے اپنی قدرت سے تھام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گوناگون نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو کارساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کارساز بھی نہیں ہو سکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔

ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ (ع ۲) یہ توحید پر دلیل نقلی ہے لقمان سے واذ قال الخ یہ بیان حکمت ہے۔ حضرت لقمان بھی چونکہ محسنین میں سے تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے منع کیا۔ ووصینا الانسان الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ یٰبنی انھا ان تک الخ کلام حضرت لقمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یٰبنی اقم الصلوٰۃ ذکر امر مصلح۔ ولا تصعر خدک ـــ تا ـــ لصوت الحمیر اخلاق فاضلہ کی تعلیم۔

الم تروا ان اللہ سخر الخ (ع ۳) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں ومن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی واذا قیل لھم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے ومن یسلم وجھہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے ومن کفر الخ یہ تخویف اخروی مع تسلی ہے۔

ولئن سالتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سارے جہان میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للّٰہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

ولو ان ما فی الارض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائینگے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الم تر ان اللہ یولج الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے ذٰلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ یعنی دلائل بالا سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے ورے مشرکین جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الم تر ان الفلک تجری الخ (ع ۴) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتا ہے وہی سب کا کارساز ہے واذا غشیھم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خالصًا للہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

اکثر پھر شرک کرنے لگتے ہیں یاایھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ نر یا مادہ، کالا یا گورا۔ سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفاتح الغیب ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۲ ف تلک ایٰت الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس

سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ لقمٰن [۱] مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ① تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ② هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ③ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖۗ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ⑦ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ⑧ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ⑨ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

یہ [۲] آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے [۳] اور مہربانی نیکی کرنیوالوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ [۴] اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچے اور ایک وہ لوگ ہیں [۵] کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے [ف۱] تا بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے [ف۲] اور جب سنائے اس کو ہماری آیتیں [۶] پیٹھ دے جائے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی جو لوگ [۷] یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان [۸]

منزل ۵

کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاندین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ الحکیم ای ذی الحکمۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے لبریز مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت الحکیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلی مذکور ہے ۳ ف ھدی الخ المحسنین نیک روی اختیار کرنیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجالانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۷، ص ۱۸۳) یعنی جو بیان آگے آرہا ہے وہ محسنین کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدیٰ اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علیٰ وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوۃ الخ یہ المحسنین کی صفت کاشفہ ہے۔ زکوۃ سے یا زکوۃ اموال مراد ہے کیونکہ زکوۃ کی نفس فرضیت مکہ میں ہوچکی تھی البتہ تعیین نصابات مدینہ میں ہوئی۔ ان الزکوۃ ایجابھا کان بمکۃ کالصلوۃ وتقدیر الانصباء ھو الذی کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۶) یا زکوۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۴ ف اولئک علی ھدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۵ ف ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاندین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لھو الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ھو

[۱] تمہید مع ترغیب ۱۲
[۲] بشارت اخروی برائے محسنین ۱۲
[۳] برائے غیر محسنین ۱۲ اور ان کیلئے زجر و تخویف اخروی ۱۲
[۴] تخویف اخروی
[۵] بشارت اخروی ۱۲
[۶] توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا اسلامی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ و ناچ دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۲۔

الغناء واشباهہ یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رح کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے سے کل ماشغلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ وذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا۔ امام ضحاک رح کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لھو الحدیث الشرک (الکل من الروح ج ۲۱ ص۶۷) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضاھو الکفر والشرک (قرطبی ج ۱۴ ص۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو ولعب مثلاً سارنگی، طاؤس رباب وغیرہ سب حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ فتاوے تاتار خانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲۱ ص۶۸) امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفۃ یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلک مذھب اھل الکوفۃ سفیان وحماد وابراھیم والشعبی وغیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلک ولا نعلم خلافا بین اھل البصرۃ فی کراھۃ ذلک والمنع منہ انتھی وکان مرادہ بالکراھۃ الحرمۃ (روح ج ۲۱ ص۶۹) امام مالک رح سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۱۴ ص۵۵ و روح) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل (روح و قرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابی عن الغناء فقال ینبت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علمائے امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۱۴ ص۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذن ھذا السماع حرام باجماع اھل الحل والعقد من المسلمین انتھی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعتہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فحرام (قرطبی ج ۱۴ ص۵۴)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہِ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عمی اور وقر ہے ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

٦ھ واذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کبر وغرور اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سنا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے ای یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وآیاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص۴۴۳)۔

۷ھ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے جو لامحالہ پورا ہوگا۔

۸ھ خلق السموٰت الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستونوں کے بغیر ان کو تھام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈانواں ڈول نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع واقسام کی عمدہ اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمد ترونھا۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آئیں۔ ان تمید بکم بمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۱۴ ص۵۸)

۹ هذا خلق الله الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرف وکارساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے۔ جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لا محالہ سب کا کارساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک ذرّے کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کارساز ہونے کے لائق بھی نہیں ماذا خلق الذین من دونہ مما اتخذتموهم شركاء له سبحانه في العبادة حتى استحقوا به المعبودية (روح ج ۲۱ ص ۸۲) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بات نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت وجہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں۔

۱۰ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے۔ چنانچہ لقمان جو محسنین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پند ونصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرمہ اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے وعلى هذا جمهور اهل التاويل انه كان وليا ولم يكن نبيا وقال بنبوته عكرمة والشعبي (قرطبی ج ۱۴ ص ۵۹) ان اشکرلی سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اسکا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشكر لا يحصل الا للشاكرين اذ هو تعالى غني عن الشكر فشكر الشاكر لا ينفعه وكفر من كفر لا يضره (بحر ج ۷ ص ۱۸۶)

۱۱ واذ قال لقمٰن الخ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پند ونصائح کا ذکر ہے۔ پند ونصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرك بالله اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشراك فوضع المعبودية في غير الله تعالى ولا يجوز ان يكون غيره معبودا

ا توحید پر نقلی دلیل ۱۲

۲ اوضاع التهى ... ۱۲

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن

بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ

تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنزَلْنَا

تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ

آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے

كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ

خاصے یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا ۹ اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے

الَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾

اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن

اور ہم نے دی لقمان کو ۱۰ عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی

يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے

حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا

سب تعریفوں والا ف۱ اور جب کہا لقمان نے ۱۱ اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے

تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا

شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کر دی

الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ

انسان کو ۱۲ اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ

فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾

چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف۲

موضح قرآن ف۱ حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داود کے وقت میں اللہ نے ان کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو موافق ہوں پیغمبروں کے حکم کے ف۲ یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

اصلا (کبیرج ۶ صـ۳۵ے) ۱۲ ووصینا الخ یہ ادخال الہی ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کا حق ادا کرنے کی نصیحت کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ والدین کا اگرچہ بہت حق ہے انہوں نے تیری پرورش کی اور تیری خاطر بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس لئے ان کی اطاعت اور ان سے نیک سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن اگر وہ تجھ کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وھنا علے وھن کمزوری پر کمزوری یعنی جس قدر جنین نشو نما پاتا ہے اسی قدر والدہ کمزوری کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ پھر دو سال بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکرگزاری کی مستحق ہے ان اشکرلی الخ ان تفسیریہ ہے اور یہ وصینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصینا کما اختارہ النحاس فان تفسیریۃ (روح ج ۲۱ صـ۸۶) ۱۳ وان جاھداك الخ اگر ماں باپ تجھ پر زور ڈالیں اور تجھے شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی ہرگز اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے دوسرے حقوق ادا کرتا رہ اور اطاعت صرف اسی کی کر جو توحید پر قائم ہو اور شرک سے بیزار ہو۔ ای رجع الی بالتوحید والاخلاص بالطاعۃ (روح ج ۲۱ صـ۸۸) پھر قیامت کے دن تم سب میرے سامنے حاضر ہو گے تو وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دی جائیگی ۱۴ یبنی انھا الخ یہ کلام لقمان ہے اس میں ایک طرف تو جزاء و سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم غیب کلی اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے انھا کی ضمیر سے حسنہ اور سیئہ مراد ہے یعنی نیکی (توحید وغیرہ) اور گناہ (شرک وغیرہ) اگر رائی کے برابر بھی ہوگا اور زمین و آسمان میں کہیں بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا اور اس پر جزاء و سزا دے گا کیونکہ وہ باریک سے باریک چیزوں کو جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ انھا ای الحسنۃ والسیئۃ ان کانت فی الصغر مثل حبۃ خردل . . . . . لا تخفی علی اللہ (کبیرج ۶ صـ۳۶ے) ۱۵ یبنی اقم الخ بیان توحید کے بعد بیٹے کو امر مصلح یعنی نماز قائم کرنے کا حکم دیا جو توحید پر قائم رہنے اور اعمال صالحہ بجا لانے میں ممد و معاون ہے وأمر بالمعروف الخ اپنی تکمیل کے بعد دوسروں کی تکمیل کی طرف قدم اٹھاؤ توحید اور حسنات کیطرف دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبیر انہ قال وأمر بالمعروف یعنی التوحید وانہ عن المنکر یعنی الشرك (روح ج ۲۱ صـ۸۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق میں اور تبلیغ وارشاد میں مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند مکارم اخلاق میں سے ہے ۱۶ ولا تصعر خدك الخ عباداً

ربط کلام لقمان ۱۳

ذکر امر مصلح ۱۴

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں ۱۳ اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو

عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق

وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ

اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ یٰبُنَیَّ

پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱ اے بیٹے ۱۴

اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو

فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ

کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے

بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾ یٰبُنَیَّ اَقِمِ

اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے بیٹے قائم رکھ

الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

نماز ۱۵ اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور

اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾

تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف۲

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا

اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۶ اور مت چل ۱۷ زمین پر اتراتا

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ

بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرنیوالا ف۳ اور چل ۱۸ بیچ کی چال

موضح قرآن ف۱ شریک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے ف۲ نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے ف۳ گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ۔

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یقول لا تتکبر فتحتقر عباد اللہ وتعرض عنھم بوجھک اذا کلموک (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۴۶) فالمعنی اقبل علیھم متواضعا مؤتنسا مستأنسا (قرطبی ج ۱۴ ص ۷۰) ۱۷ ولا تمش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے ۱۸ واقصد الخ چلنے میں میانہ روی

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ ۞ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾

اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے ۱۹ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی اور لوگوں میں ایسے ہیں ۲۰ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہئے ۲۱ چلو اس حکم پر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۲۲ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۲۳ مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

ع ۲ / ۱۱

منزل ۵

اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریہہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریہہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکر الاصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال و اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ واقصد فی مشیک اشارۃ الی الافعال واغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط فی الافعال وعلی الاقلال من فضول الکلام (بحر ج ۷ ص ۱۸۹) ۱۹ الم تروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بتمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۲۰ ومن الناس الخ یہ معاندین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسئلہ توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضحہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے الٹا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحیدہ عزوجل وصفاتہ جل شانہ کالمشرکین المنکرین وحدتہ سبحانہ وعموم قدرتہ جلت قدرتہ وشمولھا للبعث (روح ج ۲۱ ص ۹۴) علم سے دلیل عقل، ھدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۲۱ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولو کان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدر ہے ای ایتبعونھم ولو کان الشیطان یدعوھم فیما ھم علیہ من الشرک الی عذاب السعیر (ابو السعود ج ۶ ص ۴۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۲ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملیگی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وھو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الٰہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

ر ۱ توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲-
ر ۲ زجر برائے معاندین ۱۲-
ر ۳ شکوی برائے ... ۱۲-
ر ۴ بشارت اخروی ۱۲-

کا انجام سبھی اسی کے اختیار میں ہے اسلئے اس کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں۔ تقدیم ظرف حصر کیلئے ہے و التقدیم (الی اللہ) للحصر ردا علی الکفرۃ فی زعمھم مرجعیۃ الھتھم لبعض الامور (روح ج ۲۱ ص ۹۵) ف۲۳ ومن کفر الخ یہ معاندین کے لئے تخویف اُخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر مشرکین ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں قیامت کے دن یہ سب میرے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کے تمام اعمال ان کے سامنے رکھونگا میں تو ان کے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہوں نمتعھم قلیلا الخ دنیا میں ان کو جو میں نے زندگی دے رکھی ہے یہ تو صرف چند روزہ ہے اس کے بعد انہیں چار و ناچار شدید

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اور جو کوئی منکر ہوا ف۲۳ تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکو

فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

پھر ہم جتلا دینگے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے جو بات ہے

الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ

دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو

إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ

گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے ف۲۴ کس نے بنائے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ

آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ

اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان ف۲۵ اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پروا

الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ

سب خوبیوں والا اور اگر جتنے ف۲۶ درخت ہیں زمین میں

أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ

قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہوں سات سمندر

مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾

نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی ف۱ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا

مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ

تم سب کا بنانا ف۲۷ اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام کرتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے ف۲۴ ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لامحالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہوگا قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں ف۲۵ للہ ما فی السمٰوٰت الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض خلقا و ملکا و تصرفا لیس لاحد سواہ عزوجل استقلالا ولا شرکۃ فلا یستحق العبادۃ فیھما غیرہ سبحانہ و تعالیٰ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۲۱ ص ۹۶) ف۲۶ ولو ان الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ لو شرطیۃ، ما فی الارض اسم انّ، من شجرۃ بیان ما، اقلام خبر انّ، والبحر مبتدا، یمدہ الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ یا فی الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے ما نفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ ای وکتبت بتلک الاقلام وبذلک المداد کلمات اللہ ما نفدت الخ (الکل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جائے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات حیطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے ف۲۷ ما خلقکم الخ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معلومات او ۱۲

یہ تخویف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعث اور ایک جان کی پیدائش یا بعث اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرور سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء و سزا دے گا۔ ان اللہ سمیع بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اسکی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۸ الم تر الخ یہ توحید پر چھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم (نظام شمسی) اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات، رات کے بعد دن، دن رات میں کمی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ہر ایک کا ایک معین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لامحالہ اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعاء کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ یہاں کا متعلق محذوف ہے ای ذلك البيان بالادلة لتستيقنوا بان الله الخ یعنی دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذلک ای الذی هو قادر علی هذه الاشياء التی ذکرت هو الحق المستحق للعبادة (وان ما يدعون من دونه الباطل) يعنی لا يستحق العبادة (وان الله هو العلی) يعنی فی صفاته له الصفات العليا والاسماء الحسنی (الكبير) فی ذاته لانه اكبر من كل كبير (خازن ج ۵ ص ۱۸۲) ۳۰ الم تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اسکی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندروں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے ليريكم من اياته ای بعض دلائل الوهيته تعالیٰ ووحدته سبحانه وقدرته جل شانه وعلمه عز وجل (روح ج ۲۱ ص ۱۰۵ وابوالسعود ج ۶ ص ۴۲۷) ۳۱ و اذا غشيهم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خودساختہ کارسازوں

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي
سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ۔ تو نے نہیں دیکھا ۲۹ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو
النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا سورج
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ
اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ
خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ۔ یہ اس لئے ۳۰ کہ اللہ وہی ہے ٹھیک
وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ
اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوائے سو وہی جھوٹ ہے اور اللہ
هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي
وہی ہے سب سے اوپر بڑا ۔ تو نے نہ دیکھا ۳۱ کہ جہاز چلتے ہیں
فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ
سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں البتہ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣١﴾ وَإِذَا
اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنیوالے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب
غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ
سر پر آئے ۳۲ ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر
لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ
اسی کے لئے بندگی پھر جب بچا دیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں
مُقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴿٣٢﴾
بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف

ع ۳ / ۱۲

سر ۱ چھٹی عقلی دلیل ۱۲ — سر ۲ تفصیلی ثمرہ ہے دلائل مذکورہ ۱۲ — سر ۳ ساتویں عقلی دلیل [illegible] — سر ۴ زجر [illegible]

موضح قرآن ف ٹھیرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دورہ ف۲ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔

سے مایوس ہوکر خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں موحدین لہ لایدعون لخلاصھم سواہ (قرطبی ج ۱۴ ص۸۰) فلما نجٰھم الخ جب اللہ تعالیٰ ان کو طوفان سے بچا کر کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ تو راہ اعتدال اختیار کر لیتے ہیں اور حق یعنی توحید پر قائم ہوجاتے ہیں فمنھم مقیم علی التوحید (روح ج ۲۱ ص۱۰۶) البتہ عہد شکنی اور ناشکری جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ ایسے واضح اور روشن دلائل سے بھی نہیں سمجھتے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے جحود و انکار پر ڈٹے رہتے ہیں

۳۲ یایھا الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس دن میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئیگا اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ وَٱخْشَوْا۟
اے لوگو۳۲ بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو

يَوْمًا لَّا يَجْزِى وَالِدٌ عَن وَلَدِهِۦ
اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے

وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِۦ شَيْـًٔا
اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی

إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ ٱلْحَيَوٰةُ
بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی

ٱلدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِٱللَّهِ ٱلْغَرُورُ ﴿٣٣﴾
زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز

إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَ
بے شک ۳۳ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور

يُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ
اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں

وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا

وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ
اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں

تَمُوتُ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ
مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا

خَبِيرٌۢ ﴿٣٤﴾
خبردار ہے۔

ع ۴ / ۱۴

(حاشیہ: تخویف اخروی ۱۲ — آٹھویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲)

پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر ہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہوکر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں کبھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمنائیں دلاکر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے **۳۳** ان اللہ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مفاتح الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ (صحیح بخاری ص۱۲، صحیح مسلم ج ۱ ص۲۹، نسائی ج ۲ ص۲۶۳، ابن ماجہ ص۷) یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورۃ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص۶۹۱) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئًا من ھذہ فقد کفر بالقرآن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۱۴ ص۸۲، خازن ج ۵ ص۱۹۳) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں دھی مفاتیح الغیب التی قال اللہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (ابن کثیر ج ۳ ص۴۵۵) امام قتادہؒ فرماتے ہیں اشیاء استأثر اللہ بھن فلم

موضح قرآن ف یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکاوے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

یطلع علیھن ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا (ابن کثیر ج ۳ صہ۴۵۵، روح ج ۱۲ صہ۱۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہوگیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد ہیں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ھو اشارۃ الی ھذہ العلوم الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ (مدارک ج ۳ صہ۲۱۹) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ وتابعین وعبارات مفسرین سے ثابت وواضح ہوگیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی الآیۃ (اعراف ع ۲۳)۔ (۲) ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا (طٰہٰ ع ۱)۔ (۳) یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عند اللہ الآیۃ (احزاب ع ۸)۔ (۴) وما یدریک لعل الساعۃ قریب (شوریٰ ع ۲)۔ (۵) الیہ یرد علم الساعۃ (حم السجدۃ ع ۶)۔ (۶) ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین ○ قل انما العلم عند اللہ (ملک ع ۲، یونس) (۷) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا ○ فیم انت من ذکرٰھا ○ الیٰ ربک منتھٰھا ○ (نازعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ (صحیح مسلم ج ۲ صہ۳۱۰) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قدوۃ المفسرین، حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ۱۱ صہ۳۵) حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من الملئکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ۱۶ صہ۹۹) امام سدی کبیر رح سے منقول ہے لم یعلم قیامھا متی تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ۹ صہ۹۸) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمھا ولا یعلمھا الا ھو (معالم ج ۲ صہ۲۶۵) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلم وقت ذلک علی التعیین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ۴ صہ۳۹۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیھا ملکا ولا نبیا (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت ارسائھا عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احدا من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ۲ صہ۸۶) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں، قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیہ احدا (جامع البیان صہ۳۶۶) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الی یوم القیامۃ امام ابو السعود فرماتے ہیں:۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احدا من ملک مقرب او نبی مرسل (ارشاد العقل السلیم برحاشیہ کبیر ج ۴ صہ۳۴۲) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطلع علیہ نبیا ولا ملکا (ایضاً ج ۶ صہ۸۰، خازن ج ۵ صہ۲۲۶ واللفظ لہ) نیز مفسر خازن رقمطراز ہیں:۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمھا فلم یطلع علیہ احد (خازن ج ۲ صہ۲۶۵) علامہ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطلع علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ۲۹ صہ۲)

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ وتابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراض:۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں ھذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رضؓ کے بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ آپ نے ام الفضل رضؓ سے فرمایا رأیت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رضؓ کو جھنڈا دیا۔ لاعطین الرأیۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ (مشکوٰۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یأجوج ومأجوج کے بعد ایک عالمگیر بارش ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بارش ہوگی۔

جواب:- مفاتح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراض میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطاء فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطۂ وحی حاصل ہو جاتے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانہ بہ العلم الکامل باحوال کل علی التفصیل (روح ج ۲۱ ص۱۱۲) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں کی خبر دے دیتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات وعلامات کے ذریعہ بارش کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہوا اور بطور ملکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جائے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہو گی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہو گا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ولیس المغیبات محصورۃ بھذہ الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنھا (روح ج ۲۱ ص ۱۱۲) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:- ولیست خزائن الغیب منحصرۃ فی الخمس المذکورۃ بل کل مالم یوجد او لم یظھر بعد (مظہری ج ۳ ص۲۴۷)۔

سورۂ لقمان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات!

۱:- ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲:- یٰبنی لا تشرک باللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔

۳:- وان جاھداک علی ان تشرک (ع ۲) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

۴:- ولئن سألتھم من خلق السمٰوت ــــ تا ــــ ھو الغنی الحمید (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵:- ولو ان ما فی الارض ــــ تا ــــ ان اللہ عزیز حکیم ٥ نفی شرک فی العلم۔

۶:- ذٰلک بان اللہ ھو الحق ــــ تا ــــ وان اللہ ھو العلی الکبیر ٥ (ع ۳) نفی معبودیت و الوہیت از معبودان باطلہ۔

۷:- ان اللہ عندہ علم الساعۃ ــــ تا ــــ ان اللہ علیم خبیر ٥ (ع ۴) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز چہارشنبہ تین بجے بعد دوپہر سورۂ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۂ طٰہٰ میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ ـــ تا ـــ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔

۲۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ ـــ تا ـــ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى ـــ تا ـــ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى ○ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۴۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ـــ تا ـــ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ (ع ۳) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔

۶۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ ـــ تا ـــ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔

۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مومنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔

۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔

۱۲۔ دولتِ دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمداللہ تعالیٰ و عونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۶۵ء بروز منگل سورۂ طٰہٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔)

سورۃ السجدہ

ربط سورۂ السجدہ کو ماقبل سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ لقمان میں حضرت لقمان کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یٰبنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (ع ۲) لقمان نے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ سمجھ کر نہ پکارنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۂ سجدہ میں فرمایا انما یؤمن بایٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا الخ (ع ۲) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

سورۂ سجدہ کا ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ الفرقان سے لے کر سورۂ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خودساختہ معبودوں کو اس لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۂ سجدہ میں ترقی کر کے فرمایا جس طرح اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہٰذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا جائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

خلاصہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعتِ قہری کی نفی ہے جس پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے ابتداء میں تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ قرآن بلاشبہ رب العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ حق ہے اسے مانو۔ ام یقولون افترٰہ شکویٰ ہے بل ھو الحق الخ یہ جواب شکویٰ ہے یہ قرآن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اللہ الذی خلق السمٰوٰت الخ یہ نفی شفاعتِ قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع الخ۔ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض الخ سارے جہان کی تدبیر کار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے ذالک علم الغیب الخ وہی عالم الغیب ہے الذی احسن کل شیٔ ــــ تا ــــ قلیلا ما تشکرون ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

وقالوا ءاذا ضللنا الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین نہ صرف توحید کا انکار کرتے تھے بلکہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے تھے اور کہتے جب ہم مر کر مٹی میں مل کر گم ہو جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے؟ قل یتوفٰکم ملک الموت الخ یہ جواب شکویٰ ہے جس طرح موت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ ملک الموت کے ذریعے تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

ولو تریٰ اذ المجرمون الخ (ع ۲) یہ منکرین توحید و بعث و نشور کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انما یؤمن بایٰتنا الخ یہ توحید کے ماننے والوں اور ہر حال میں اللہ کو پکارنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن کان مؤمنا الخ اعادہ بشارت و تخویف بطور لف و نشر غیر مرتب اما الذین اٰمنوا الخ تفصیل بشارت واما الذین فسقوا الخ تفصیل تخویف ومن اظلم الخ زجر مع تخویف۔

ولقد اٰتینا موسیٰ الخ (ع ۳) یہ دعویٰ سورت (نفی شفاعتِ قہری) پر نقلی دلیل ہے از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔ اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے ان سے پہلے ہم نے بڑی زبردست اقوام کو اسی جرم کی پاداش میں ہلاک کیا کہ انھوں نے دعوتِ توحید کو رد کیا۔ مشرکین مکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

اولم یروا انا الخ یہ دعویٰ سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے اور اس سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیاتِ نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

ویقولون متیٰ الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین از راہ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم الفتح الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجا لاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

ـــٰه۲ تنزیل الکتٰب الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل وجان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتٰب مبتدا، لاریب فیہ جملہ معترضہ اور من رب العلمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زمخشری، ابوحیان اور آلوسی نے اسی کو ترجیح دی ہے قال ابوحیان الذی اختارہ ان یکون (تنزیل) مبتدأ و (لاریب فیہ) اعتراض لامحل لہ من الاعراب و (من رب العلمین) الخبر وضمیر (فیہ) راجع لمضمون الجملۃ اعنی کونہ منزلا من رب العلمین لاللتنزیل ولا للکتاب کانہ قیل: لاریب فی ذلک ای فی کونہ منزلا من رب العلمین وھذا ما اعتمد علیہ الزمخشری (روح ج ۲۱ ص ۱۱۷)

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ②

اتارنا کتاب کا ؎۲ اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ③

کیا کہتے ہیں ؎۳ کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے۔ کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنائے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان ؎ اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤

تدبیر سے اتارتا ہے کام آسمان سے ؎ زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ف۱ ف۱

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

یہ ہے جاننے والا چھپے ؎ اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بنائی

ـــٰه۳ ام یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک وشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا افترا کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کرکے (عیاذاً باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ بل ھو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتنذر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک وضلالت کو چھوڑ کر توحید وہدایت کی راہ اختیار کر

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

حضرت عیسے علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرین فلم یأتہم من عہد اسمٰعیل علیہ السلام نبی منہم بل لم یرسل الیہم نبی مطلقا وموسیٰ وعیسیٰ وغیرھما من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام لم یبعثوا الیہم علی الاظہر (روح ج ۲۱ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلک فی الفترۃ التی کانت بین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۸۳، قرطبی ج ۱۴ ص ۸۵)

موضح قرآن ف۱ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان وزمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر مردمان نزول تدبیر وعروج او تصور کنند در کم از ہزار سال خیال نمایند وآن ہمہ پیش خدا تعالیٰ در یک روز تمام میشود وغرض آنست کہ اوہام ایشان بقدرت او نمی رسند ۱۲

ف۴ اللّٰہ الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارے نظامِ عالم کی تدبیر اور عنانِ اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظامِ کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس نے کسی کو نہیں دیا۔ استویٰ علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۳۶۶ وحاشیہ ع۶۳ مالکم من دونہ الخ یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیارات کسی کے سپرد نہیں کر رکھے تو جس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ اس لئے تم نے اپنے معبودانِ باطلہ کو کیوں شفعاء بنا رکھا ہے ای ما لکم اذا جاوزتم رضا تعالی احد ینعکم ولا شفیع لکم و یجیرکم من بأسہ الخ (ابو السعود ج ۶ ص۲۴۹)

ف۵ یدبر الامر الخ نظامِ عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تکوینی احکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمالِ صالحہ اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا راستہ ہوگی۔ معناہ واللہ اعلم ان امرہ ینزل من السماء علی عبادہ وتعرج الیہ اعمالھم الصالحۃ الصادرۃ علی موافقۃ ذلک الامر... ان نزول الامر وعروج العمل فی المسافۃ الف سنۃ مما تعدون وھو یوم فان بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ فینزل فی مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ویعرج فی مسیرۃ خمسمائۃ فھو مقدار الف سنۃ (کبیر ج ۶ ص۵۵۷)

ف۶ ذلک عالم الغیب الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالقِ کائنات اور مدبرِ عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی احسن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خوبی سے خالی نہیں ومعنی احسن حسّن لانہ ما من شئ خلقہ الا وھو مرتب علی ما تقتضیہ الحکمۃ فالمخلوقات کلھا حسنۃ الخ (بحر ج ۷ ص۱۹۹)

ف۷ وبدأ الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ ثم جعل نسلہ الخ اس کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ خلاصہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور منی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا ثم سوّٰہ الخ رحمِ مادر میں نطفۂ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجا لاؤ۔ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواعِ عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ

جو چیز بنائی اور شروع کی ف۷ انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر

جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ﴿٨﴾ ثُمَّ سَوَّاهُ

بنائی اس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا

وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنا دئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ﴿٩﴾ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا

اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱ اور کہتے ہیں ف۸ کیا جب ہم رل گئے

فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ

زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب

رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي

کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو ف۹ فرشتہ موت کا جو

وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ

تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۲ اور کبھی تو دیکھے ف۱۰ جس وقت کہ

الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا

منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے اے رب ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ

اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آ گیا اور اگر

شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي

ہم چاہتے ف۱۱ تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾

مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

ع ۱۴

موضح قرآن ف۱ اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اس کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذاتِ پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ف۲ یعنی تم آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ۱۲ منہ

سوا اوروں کو کارساز اور شفعاء بنارکھا ہے ف۸ وقالوا الخ یہ شکوی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر ونشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مرکر مٹی ہوجائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہوجائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل هم بلقاء الخ وہ نہ صرف بعث ونشور کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لهم جحود قدرة الله عن الاعادة لانهم يعترفون بقدرته ولكنهم اعتقدوا ان لاحساب عليهم وانهم لا يلقون الله تعالیٰ (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۲) ف۹ قل يتوفكم الخ یہ جواب

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ

سواب چکھو مزہ ۱۳ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تمکو

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا

اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

باتوں کو ۱۳ وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کرکر

وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى

اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جدا رہتی ہیں ۱۴

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور

طَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ف سو کسی جی کو معلوم نہیں ۱۵

مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ

کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ۱۶ ایمان پر برابر ہے اسکے جو نافرمان ہے

لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ۱۷ اور کئے کام بھلے

فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

تو ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۱۸ سو ان کا گھر ہے آگ جب چاہیں

السجدۃ

وقف غفران

مبشرات اخروی

تخویف اخروی

شکوی ہے۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہوجاؤ گے شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں "تم آپ کو محض دھڑ اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہوگئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہوجاتے" (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کرسکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اسی طرح بیک وقت مختلف جگہوں میں حاضر ہوسکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں۔ اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا (انعام ع ۱۹) اور ولو تری اذ يتوفى الذين كفروا الملئكة (انفال ع ۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ (عزرائیل) مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ف۱۰ ولو تری الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعث ندامت اور شرمساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! اور کہہ رہے ہونگے کہ بارے خدایا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل وجان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر ونشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو گیا ہے ابصرنا البعث وما وعد تنابه وسمعنا قول الرسل ای سمعناه سمع طاعة (روح ج ۲۱ ص ۱۲۷) ف۱۱ ولو شئنا الخ یہ مشرکین کے قول فارجعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انہیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انہوں نے ضد وعناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے

موضح قرآن ف اللہ سے لالچ برا نہیں نہ اس سے ڈر اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف در جاسے بندگی کرے تو رہا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جاکر راہ ہدایت اختیار کریں فھو موجب ذلک القول لنشأ اعطاء الھدی علی العموم بل منعناہ من اتباع ابلیس الذین انتم من جملتھم حیث صرفتم اختیارکم الی الغی باغوائه الخ الاسود ج ۶ صـ۷۵۵) ۱۲ فذوقوا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توحید اور اعمالِ صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا اب اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۳ انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیاتِ خداوندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں وسبحوا بحمد ربھم وہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام صفات کارسازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کارسازی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کارسازی سے متصف ہے لہٰذا سارے عالم میں وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے ای نزھوہ وحمدوہ (قرطبی ج ۱۴ صـ۹۹) وھم لا یستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۴ تتجافی الخ یہ بھی ان مومنین کاملین کی صفت ہے کہ وہ میٹھی اور پرسکون نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التنفل باللیل قاله الجمھور من المفسرین وعلیه اکثر الناس (ایضاً صـ۱۰۰) یدعون ربھم الخ ان کاملین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۵ فلا تعلم الخ یہ ان مومنین کاملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آرام و آسائش کا جو سامان عالم آخرت میں تیار کر رکھا ہے اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعیم جنت کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں نفی علم سے علم علیٰ سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۶ افمن کان الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طریق پر تخویف و بشارت کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزا اور آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانیہ کے مستحق اور فساق غضب خداوندی کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزا کی تفصیل مذکور ہے ۱۷ اما الذین امنوا الخ۔ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے نسخ میں لمراتب الفریقین بعد نفی استوائھما (روح ج ۲۱ صـ۱۳۳) مومنین کاملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الٰہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ

أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا

کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹا دیئے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو

عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيقَنَّهُم

آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم انکو

مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ

ف۱ تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ

پھر آئیں ف اور کون بے انصاف زیادہ اس سے ۲۰ جس کو سمجھایا گیا اسکے رب کی باتوں سے پھر

أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَ

نے دی ہے ۲۱ موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور

جَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے ف۲ اور کئے ہم نے ان میں ۲۲

أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا

پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے ہماری باتوں پر

يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یقین کرتے ف۳ تیرا رب جو ہے ۲۳ وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا

جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوجھ نہ آئی ۲۴ اس سے کہ کتنی کھپا دیں ہم نے

مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي

ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

ع ۲ / ۱۱ / ۱۵

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں لوٹ مار بندے دیکھ لیں گے ۱۲ منہ ف۲ دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار ۱۲ منہ ف۳ یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوئی ۱۲ منہ

تعالیٰ انہیں آخرت میں جنت الماویٰ عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۱۸ؔ واما الذین فسقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ لیکن فساق وکفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذاب جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے ۱۹ؔ ولنذیقنھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے عذاب ادنیٰ سے مصائب دنیا اور عذاب اکبر سے عذاب جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق وکفار کو مبتلائے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کرکے راہ ہدایت اختیار کرلیں۔ قال الحسن وابو العالیۃ والضحاک و ابی بن کعب وابراھیم النخعی لعذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامھا مما یبتلی بہ العبید حتی یتوبوا وقالہ ابن عباس ولاخلاف ان العذاب الاکبر عذاب جھنم الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷) ۲۰ؔ ومن اظلم الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ ایک وہ مومنین کاملین ہیں جو آیات الٰہی سن کر سربسجود ہوجاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اور ایک وہ مجرمین ہیں جو آیات الٰہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض وانکار کا ضرور انتقام لیں گے۔ ای لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بآیاتہ وبینھا لہ ووضحھا ثم بعد ذلک ترکھا وجحدھا واعرض عنھا وتناساھا کانہ لا یعرفھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۲) مجرمین سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۹۹) ۲۱ؔ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ تو جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔ لقائہ لقاء مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یا فاعل کی طرف پہلی صورت میں فاعل مقدر ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول یعنی موسیٰ علیہ السلام کے کتاب (تورات) کو پالینے یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے میں کوئی شک نہ کرے ولقاء مصدر مضاف الی مفعولہ وفاعلہ موسیٰ ای من لقاء موسی الکتاب او مضاف الی فاعلہ ومفعولہ موسی ای من لقاء الکتاب موسی ووصولہ الیہ (روح ج ۲۱ ص ۱۳۷) اور فلا تکن کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ۲۲ؔ وجعلنہ ھدی الخ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا وجعلنہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب وحاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ بعینہٖ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۲۳ؔ وجعلنا

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ

بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے ۲۵ کہ ہم ہانک دیتے ہیں

الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ

پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے

اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ

ان کے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں ۲۶

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ

کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ فیصلہ کے دن ۲۷

لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

کام نہ آئے گا منکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

سو تو خیال چھوڑ ان کا ۲۸ اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

ع ۳ / ۱۶

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب لہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ

اے نبی ۲ ڈر اللہ سے ۳ اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓى اِلَیْكَ

مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ف۱ اور چل اسی پر ۴ جو حکم آئے تجھ کو

مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّ

تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

موضح قرآن ف ۱ کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے دانا کون۔

منھم ائمۃ الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کئے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان ویقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے **۲۳** ان ربک الخ مومنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فریق کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء وسزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم بین المؤمنین والکفار فیجازی کلا بما یستحق (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۰۹) **۲۴** اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گذرتے ہیں اور ان کی تباہی وہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوام متمردہ کی تباہی وبربادی میں عبرت ونصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر وتدبر سے کام لیا جائے **۲۵** اولم یروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر ونشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب وگیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں۔ مینہ برسانا اور کھیتیاں اگانا جس خدائے قادر وقیوم کے اختیار وتصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع واقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے **۲۶** ویقولون الخ یہ شکویٰ ہے۔ ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو ماننے اور احوال قیامت اور عذاب جہنم سے ڈرنے کے بجائے تمسخر اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ **۲۷** قل یوم الخ یہ جواب شکویٰ اور تخویف ہے ان استہزاء کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن تم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت وندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (لا ینظرون) لا یمھلون لیتوبوا ویعتذروا (معالم وخازن جلد ۵ ص ۱۸۹)۔ **۲۸** فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار واستہزاء کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد ونصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادث زمان اور مصائب دہر سے نیست ونابود ہو جائیں گے (وانتظر) ای موعدی لک (انھم منتظرون) ای ینتظرون بکم حوادث الزمان (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۱۲) آخر جنگ بدر میں اللہ کا وعدۂ نصرت پورا ہوا۔ کلمۂ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح وکامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا۔ مشرکین خائب وخاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً۔
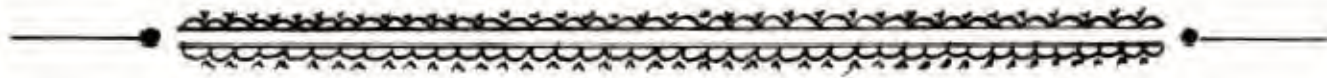
سورۃ سجدہ کی خصوصیات
اور اسمیں
آیات توحید

۱۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ افلا تتذکرون ۵ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
۲۔ یدبر الامر من السماء ـــــ تا ـــــ العزیز الرحیم ۵ نفی شرک فی التصرف والعلم۔
۳۔ اولم یروا انا نسوق الماء ـــــ تا ـــــ افلا یبصرون نفی شرک فی التصرف۔

سورۃ احزاب

ربط:۔ سورۃ احزاب کو سورۃ سجدہ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں فرمایا ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۃ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیوں کہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودانِ باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۃ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ:۔ اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دو فروع میں اصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فروعی خرابیاں یہ تھیں **اول** وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے **دوم** اپنے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور متبنیٰ کی وفات یا تطلیق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدہ شرکیہ یعنی شفاعتِ قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کا ذکر بطور نظیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں یایھا النبی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وماجعل ازواجکم الخ میں نظیر اول مذکور ہے اور وماجعل ادعیاءکم ابناءکم میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینبؓ کا نکاح آپ کے متبنیٰ زید بن حارثہ کے ساتھ کرایا۔ خاوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کے عمل سے اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپؐ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپؐ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس[19] احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دو ازواج مطہرات کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواجِ پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیمان کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تخویفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی اولی بالمومنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپؐ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپؐ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذ اخذنا من النبیین الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کرنے کی وجہ سے ضرور آپؐ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و میثاق میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یا ایھا الذین اٰمنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار رہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو ناساز گاریٔ اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذ جاءتکم جنود (۲۴) سے وکان اللہ علےٰ کل شیٔ قدیرا (ع ۳ تک) میں مذکور ہیں۔ یا ایھا النبی قل لازواجک الخ (ع ۴) یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے حبالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یانساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

ح پیغمبر! اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دوگنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوہرا اجر دوں گا۔ یٰنِسَآءَ النبی لستن الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات منافقوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسومِ جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر بدنما داغ سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے

انّ المسلمین والمسلمات الخ (ع ۵) یہ مومنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مومن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

و اذ تقول الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورتِ حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کرلیں لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کریں گے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرلیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہ فرمائی اور آپؐ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرمادیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ الخ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہٰذا آپؐ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ (ع ۶) یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کرلو۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرمادیں کہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ چھٹا حکم برائے مؤمنین۔ اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کردیا کیونکہ وہ غیر مدخول بہا تھیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ الخ آٹھواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کردیا ہے۔ اس لئے تم آپؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپؐ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ الخ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مومن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کرکے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کردیئے جائیں گے۔

يَسْأَلُكَ النَّاسُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا الخ (ع ۹) یہ مؤمنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کرکے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ الخ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تخویف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔

ف۲ یایھا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین ومنافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ پر مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الھتنا وقل انھا تشفع وتنفع وندعک وربک فشق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین وھموا بقتلھم فنزلت (روح جلد ۲۱ ص۱۴۳ وکذا فی المعالم والخازن وغیرہما) مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کرلیں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں ذرہ برابر کوتاہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودوا لوتدھن فیدھنون (القلم) اور مائدہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اذا لاذقنٰک ضعف الحیوۃ وضعف المماۃ الخ یہ آیتیں تین اوامر اور ایک نہی پر مشتمل ہیں ف۳ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقوٰی اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں والمقصود الدوام والثبات علیھا (روح ج ۲۱ ص۱۴۳) ولا تطع الکفرین الخ یہ نہی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی رو رعایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا ودل لقولہ ان اللہ کان علیما حکیما علی انہ کان یمیل الیھم استدعاء لھم الی الاسلام ای لو علم اللہ عزوجل ان میلک الیھم فیہ منفعۃ لما نھاک عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۱۴ ص۱۱۵) ف۴ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے اللہ کی طرف سے آپ پر جو امور واحکام دین وحی ہو رہے ہیں آپ ان کی پیروی کریں کفار ومنافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلاح وتقوٰی کی راہیں سمجھاتا ہے اور کفار ومنافقین کے مکر وفریب سے باخبر کر دیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدک الی ما فیہ صلاح حالک وانتظام امرک ویطلعک علی ما

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ

بھروسہ رکھ ف۵ اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ف۶ کسی مرد کے

مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو کہ جن کو

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ

ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے پالکوں کو ف۷ تمہارے بیٹے

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے ف۸ اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

سمجھاتا ہے راہ ف۹ ف۱ پکارو لے پالکوں کو ف۱ ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے

اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

اور رفیق ہیں ف۲ اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤

پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

نبی سے لگاؤ ہے ف۱ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ

ان کی مائیں ہیں ف۳ اور قرابت والے ف۱ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو ف۱۳

موضح قرآن ف۱ کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے۔ جورو کو ماں کہنا سورۃ قد سمع اللہ میں آویگا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ف۲ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا۔

فتح الرحمٰن ف۱ کہ درین آیت رد است بر قول کافری کہ مرا دو دل دادہ اند بر آنچہ اہل جاہلیت مقرر کردہ بودند کہ مظاہرہ مثل مادر حرام مؤبد میشود و تعریض است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت ف۲ چون زینب را تزوج فرمود کہ زن پسر خود را بزنی گرفت ۱۲ ف۲ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ف۳ یعنی در حرمت نکاح ۳

يعملونه من المكائد والمفاسد (ابو سعود ج ۶ ص۲۶۳) ف۵ و توکل الخ یہ تیسرا امر ہے آپ بلا خوف و خطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ و ناصر نہیں ف۶ ماجعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے بطور تمثیل فرمایا جس طرح ایک جوف میں دو دل جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع و ضار سمجھیں اور مشرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایجتمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (قرطبی ج ۱۴ ص۱۱۷) یا دو دل ہونے سے دو رُخ ہونا مراد ہے کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی،

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست ؎
یکے بین و یکے دان و یکے گو
یکے خواہ و یکے خوان و یکے جو

ف۷ و ما جعل ازواجکم الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ
اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں

مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ
لکھا ہوا ف۱ اور جب لیا ہم نے ف۲ نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۷﴾ لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ
اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار ف۳ تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا
ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب ف۴ ف۳ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ
ایمان والو یاد کرو ف۵ احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر

جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ
فوجیں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور

كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ
ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ف۴ جب چڑھ آئے تم پر ف۶ اوپر

فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ
کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور

بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾
پہنچے دل گلوں تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں ف۵

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾
وہاں جانچے گئے ف۷ ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

موضح قرآن ف۱ نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا دو دو کو پیچھے ان کے ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتہ مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاؤ یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو یہ حکم جاری رکھا یا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ ف۲ اوپر پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں اُولو العزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ف۳ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کریگا اور منکروں کو سزا دے گا ف۴ ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورۂ حشر میں آئیگا۔ ہر قوم میں پھرے اور قریش کو اور فزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر پڑا گرد خندق کھودی جب فوجیں آئیں دُور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پُروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بھوکے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا لاچار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی تنگی لڑائی لڑنی اور خندق کھودنی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ف۵ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دہشت جتانے والے لگے آنکھیں چرانے اور دل پہنچے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کئی کئی اٹکلیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچے ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صلۂ ارحام واجب است و توارث بہجرت و اسلام منسوخ شد بتوارث بقرابت و ارحام ۱۲ ف۲ مترجم گوید کفار در غزوۂ احزاب بر مدینہ ہجوم کردند و آنحضرت بخندق

اپنے پاس نہ رکھتا اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کے مانند سمجھتا اسلام نے اس رسم جاہلیت کو اٹھایا اور کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد تعلقات زوجیت بحال رکھنے کا حکم دیا اس آیت میں ارشاد فرمایا تم اپنی بیویوں کو ظہار کے بعد اپنی مائیں کچھ بیٹھتے ہو تمہارے اس زعم سے تمہاری مائیں نہیں بن جاتیں تمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے بعینہٖ اسیطرح کسی کے کہنے اور سمجھنے سے معبودانِ باطل خدا کے یہاں شفیع غالب اور نافع وضار نہیں بن جاتے، نافع وضار وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و اختیار میں سارا نظام کائنات ہے ۸ وماجعل ادعیاءکم الخ یہ دعویٰ سورت کی دوسری نظیر ہے اور ایک قدیم رواج یہ بھی تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا یہاں تک کہ آدمی اور اس کے متبنیٰ کے درمیان وراثت بھی جاری ہوتی اور متبنیٰ کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا یہاں تک کہ متبنیٰ کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا حرام سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رواج کے مطابق حضور علیہ السلام نے بعثت سے پہلے زید بن حارثہ کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو بھی اٹھا دیا ابطال لما کان فی جاھلیۃ وصدر من الاسلام من انہ اذا تبنی الرجل ولد غیرہ اجریت احکام البنوۃ علیہ وقد تبنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ زید بن حارثۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۴۶) جس طرح کسی کے بیٹے کو بیٹا بنا لینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا اسی طرح زبانی دعویٰ سے معبودانِ باطل شفیع اور نافع وضار نہیں بن جاتے۔ ۹ ذلکم قولکم الخ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں حقیقت اور نفس الامر سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے سروپا باتوں کی اجازت نہیں دیتا وہ توحق بیان کرتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے اس لئے ظہار اور تبنی کے بارے میں اللہ نے حق بات ظاہر فرما دی اور اس بارے میں جو سیدھی راہ اور منصفانہ روش تھی واضح کر دی ۱۰ ادعوھم الخ جسے متبنیٰ بنا لیا جاتا تھا اسے اس کے منہ بولے باپ کا بیٹا منسوب کرکے پکارتے تھے مثلاً زید بن محمد، سالم بن ابی حذیفہ، عامر بن خطاب وغیرہ حالانکہ ان تینوں کے نسبی باپ اور تھے۔ فرمایا ان کو ان کے اصل باپوں کی طرف منسوب کرکے بلایا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ عدل و صدق کے مناسب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، انھیں اپنے بھائی کہہ کر آواز دے لیا کرو غلطی سے جو پہلے ہوتا رہا معاف ہے اب آئندہ حکم واضح ہو جانے کے بعد اگر ان کو ان کے اصل باپوں کے سوا منہ بولے باپوں کی طرف منسوب کروگے تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہوگا ۱۱ النبی اولی الخ یہ مومنوں سے پہلا خطاب ہے پیغمبر علیہ السلام کا ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے، اس لئے اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے رسم جاہلیت کو توڑا ہے اب کفار و منافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقتِ ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی ماؤں کیطرح قابل حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت و آبرو

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا

اور جب کہنے لگے منافق ۱۸ اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا ⑫ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ

وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ول اور جب کہنے لگی ایک جماعت

مِّنْهُمْ يٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ

ان میں اے یثرب والو ۱۹ تمہارے لئے ٹھکانا نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا

فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ

ایک فرقہ ان میں نبی سے ۲۰ کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ⑬ وَلَوْ

اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا ف۲ اور اگر

دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا

شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے ۲۱ پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں

وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ⑭ وَلَقَدْ كَانُوا عٰهَدُوا

اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی ف۳ اور اقرار کر چکے تھے

اللّٰهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ ۲۲ اور اللہ کے قرار کی

مَسْـُٔولًا ⑮ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ

پوچھ ہوتی ہے ف۳ تو کہہ کچھ کام نہ آویگا تمہارے یہ بھاگنا ۲۳ اگر بھاگو گے

الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ⑯ قُلْ

مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں تو کہہ

مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوٓءًا أَوْ

کون ہے کہ ۲۴ ف۴ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

موضح قرآن ف۱ بعضے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیئے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولے ف۲ یثرب نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کر کر زنانے ان میں رکھدیئے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی ف۳ جنگ احد کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی بات نہ کرینگے ف۴ یعنی جسکی قسمت میں موت ہے اسکو بچاؤ نہ ہوگا بھاگنے سے اور اگر موت نہیں تو بھاگ کر بچا کئی دن

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل کلام آنست کہ در جہاد توقف میکنند و اگر جنگ در مقدمہ نفسانی میشد توقف نمیکردند ۱۲۔

واحترام وحرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلة الامهات فی التحریم واستحقاق التعظیم واما فیما عدا ذلك فهن کالاجنبیات (ابوالسعود ج ۶ ص۶۱۶) ۱۳ه واولوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی۔ دو مسلمان آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کر لیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے سیطرح ہجرت بھی بناء توارث تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہو گئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون بالهجرة وقیل اخی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین الناس فکان یؤاخی بین الرجلین فاذا مات احدهما ورثه الاخر دون عصبته حتی نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص۱۹۲) فی کتاب اللہ ای فیما فرض اللہ او من المؤمنین الخ اولی کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنین ومہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ازواج مطہرات حرمتِ نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ۱۳ه الا ان تفعلوا الخ ان تفعلوا بتاویل مصدر مبتدا ہے اور اس کی خبر جائز محذوف ہے ای الا فعلکم معروفا ای احسانا جائز الخ معروف سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مؤمنین اور مہاجرین مراد ہیں اس میں اجنبی مؤمنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی اجازت دی۔ اراد بالمعروف الوصیة وذلك ان اللہ لما نسخ التوارث بالحلف والهجرة اباح ان یوصی الرجل لمن یتولاه بما احب من ثلثه (معالم ج ۵ ص۱۹۲) ۱۴ه واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں۔ ہم نے تمام نبیوں سے یہ عہد مؤکد بالایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فریضہ کما حقہ ادا کرنا اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سستی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں کسی رواداری یا تساہل کو روا نہ رکھیں اور کفار ومنافقین کے شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا فریضہ انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ المیثاق الغلیظ الیمین باللہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ اللہ سبحانہ من النبیین المیثاق بتبلیغ الرسالة والدعوة الی الحق اکد بالیمین باللہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ (روح ج ۲۱ ص۱۵۴)

اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝ لَقَدْ كَانَ

چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۱ اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں ف۲ اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی دریغ رکھتے ہیں تم سے ف۳ پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے انکو کہ تکتے ہیں تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بیہوشی ف۴ موت کی پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے گرے پڑتے ہیں مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے کئے کام اور یہ ہے اللہ پر آسان ف۵ سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں ف۶ اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑی ف۷ سمجھانے کے لئے

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کر ڈالیں ف۲ یعنی برے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھلکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ف۳ یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتا دیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در معاونتِ شما ۱۲ ف۲ یعنی از ہر آئندہ و رونده ۱۲ ۔

لیسئل الصّٰدقین الخ یہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذ میثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سر محشر انبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۱۵ یایھا الذین اٰمنوا اذکروا الخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوۂ احزاب میں میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوۂ احزاب کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں یہ سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکین عرب اور یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیر کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابو سفیان بن حرب، بنو اسد کا طلیحہ، غطفان کا عیینہ، بنو عامر کا عامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابو الاعور سلمی۔ بنو نضیر کا حیی بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کرا دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گذر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیراندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوۂ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۱۶ اذ جاءٓوکم الخ یہ اذ جاءتکم سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے آ پہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ واذ زاغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے وتظنون باللہ الظنونا خطاب مخلص مومنین سے ہے یا اللہ ای فی حق اللہ۔ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں فتح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہوگا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدۂ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستاصلون وظن المؤمنون انھم ینصرون (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۵) وکذا فی الروح وغیرہ ۱۷ ھنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دئے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدۂ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ۱۸ واذ یقول الخ یہ اذ زاغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبھم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایر وصف کی وجہ سے ہے جوزان یکون المراد بھم المنافقین انفسھم والعطف لتغائر الوصف (روح ج ۲۱ ص ۱۵۸) غزوۂ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور چمک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہ رض کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اسی شر انگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طعمۃ بن ابیرق ومعتب بن قشیر وجماعۃ نحوا من سبعین رجلا قالوا یوم الخندق کیف یعدنا کنوز کسریٰ وقیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۷) غرورا ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذا باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غرورا ای وعد اصحاب غرور ای کذب۔ ۱۹ واذ قالت الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہلِ یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دین شرک میں واپس آجاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

لا مقام لکم فی حومۃ القتال والممانعۃ فارجعوا الی بیوتکم ومنازلکم امروھم بالھرب عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الاول واسلموہ الی اعداءہ (بحر ج ۷ ص ۲۱۶)، ۲۰ ویستاذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور لنگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع پاکر نقصان پہنچائیں، حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرما لی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۲۱ ولو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطارھا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنۃ سے مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فسادی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں، پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو فتنہ وفساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف وتامل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جا گھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کرلیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۲۲ ولقد کانوا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدان جہاد سے کبھی پیٹھ نہیں پھیریں گے اور عہد وپیمان کو توڑنا ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو پچھتائے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ رہیں گے اور نہ میدان جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قال قتادۃ وذلک انھم غابوا عن بدر ورأوا ما اعطی اللہ اھل بدر من الکرامۃ والنصر فقالوا لئن اشھدنا اللہ قتالا لنقاتلن (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۵۰)

۲۳ قل لن ینفعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجئے کہ بھاگ کر تم تقدیر الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا بھی لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے تھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لامحالہ آئے گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۲۴ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتہا تبنا وماء باردا اصل میں تھا۔ او من ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکم ان اراد بکم رحمۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۳) اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار ومددگار نہیں جو تکلیف اور مصیبت سے کسی کو بچا سکے۔ ۲۵ قد یعلم اللہ الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں "ہمارے پاس آجاؤ" اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کر کے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ ونادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ علیکم اور جب بامجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم وجان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آنچ آنے دیں اور ایک کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشحۃ علیکم ای بانفسھم واموالھم (کبیر جلد ۶ ص ۷۷۲) ای بخلاء علیکم بالنفقۃ والنصرۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۴)

۲۶ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف تکتے ہیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خوف زائل ہو جائے تو مال غنیمت کے لالچ میں تندی وتیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ ابھی ہمیں بھی دو ناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جاتے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص وآرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحۃ سلقوا کے فاعل سے حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر وثواب نہیں۔ وکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ عذاب کی طرف ہے جو ما قبل یعنی احبط اللہ اعمالھم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ عذاب ہے اور عذاب دینا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۲۷ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین وکفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مارے خوف کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای ھم من الجزع والدھشۃ لمزید جبنھم وخوفھم یحسبون الاحزاب لم یذھبوا مع انھم قد ذھبوا (روح ج ۲۱ ص ۱۶۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں یحسبون کی ضمیر معوقین اور قائلین دونوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یات الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر باہر ہی سے تمہاری خبریں پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے جیتے یا ہارے ؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

۳۸ لقد کان الخ اس میں اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے اور کفار کا مقابلہ کرنے میں صبر و استقلال اور سکون و ثبات کا جو بہترین عملی نمونہ پیش فرمایا ہے مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنا چاہیئے تھی یہاں مخلصین سے فرمایا جو بتقاضائے بشریت کافروں کی فوجوں سے خوف زدہ ہو گئے تھے اسوۃ حسنۃ خصلۃ حسنۃ حقہا ان یؤتسی بہا کالثبات فی الحرب ومقاساۃ الشدائد (ابو السعود ج ۶ ص ۷۷) لمن کان یرجوا الخ یہ لکم سے بدل ہے یعنی جو لوگ اللہ سے اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی اتباع و اطاعت کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ آیت اگرچہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والایۃ وان سیقت للاقتداء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امر الحرب من الثبات ونحوہ فہی عامۃ فی کل افعالہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لم یعلم انہا من خصوصیاتہ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۷) ھذہ الأیۃ الکریمۃ اصل کبیر فی التأسی برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ وافعالہ و احوالہ ولھذا امر تبارک وتعالی الناس بالتأسی بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ ومصابرتہ ومرابطتہ ومجاھدتہ الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷۵) ۲۹ ولما رأ المومنون الخ منافقین کے نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھ آئی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یأتکم مثل الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی کڑی آزمائش آنے والی ہے ۳۰ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سوء اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ہاتھ آیا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا

تمہارے لئے بھلی تھی ۳۸ سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے

اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى

اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکھی

الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ

مسلمانوں نے فوجیں ۳۹ بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور

رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا

اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا

إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا

یقین اور اطاعت کرنا ف ایمان والوں میں ۳۰ کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا

مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ

جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ ف۲ اور کوئی ہے

مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ

ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ف تاکہ بدلا دے اللہ

الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ

سچوں کو ۳۱ ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے

أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٢٤﴾

یا توبہ ڈالے ان کے دل پر بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا

اور پھیر دیا اللہ نے ۳۲ منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی

خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ

کچھ بھلائی اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے ف۲ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف۳ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد میں جان دے چکا جیسے شہداء بدر و احد اور دیکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شہید شد ۱۲

خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے پوری جانثاری سے کام لیا۔ فمنھم من قضی الخ ان مخلصین کی خواہش تھی کہ انہیں اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش پوری ہوگئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہوگئے! اور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبۂ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا **۳۱ھ** لیجزی الخ حضرت شیخ نے فرمایا لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایفائے عہد اور ثابت قدمی کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمالے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو بھی توبہ کرے اس کی توبہ قبول

قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

زور آور زبردست ۔ اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

کتاب سے ف۱ ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ

کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کرلیا ف۱ اور تم کو دلائی

اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا

ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

ف۲ اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ف۲ ف۳ اے نبی ۳۳ھ کہہ دے

لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور

زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے

جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ

رخصت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور پچھلے

الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

گھر کو تو اللہ تعالیٰ نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب ف۳

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ

اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح ف۴ دونا ہو

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

اس کو عذاب ۳۴ھ دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

ع ۳ / ۱۹

فرمالیتا ہے ای ان شآء ان یعذبھم ای لم یوفقھم للتوبۃ وان لم یشآء ان یعذبھم تاب علیھم قبل الموت (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۶۰) **۳۲ھ** ورد اللہ الخ اس میں غزوہ احزاب میں اللہ کیطرف سے مسلمانوں کی فتح وظفر اور انعامات خداوندی کی تفصیل مذکور ہے جن کا فارسلنا علیھم ریحا الخ میں اجمالاً ذکر کیا گیا ہے تفصیل لتتمۃ النعمۃ المشار الیھا اجمالاً بقولہ تعالیٰ (فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا) (روح ج ۲۱ ص ۱۷۴) یہاں پانچ انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اول ورد اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوجوں کو بے نیل مرام شکست خوردہ اور غیظ وغضب کی آگ میں سوزاں وبریاں واپس کر دیا۔ جس سے مسلمانوں کو انتہائی خوشی ہوئی لیکن کفار ومشرکین حسد اور بغض میں جل بھن گئے اور حسرت وپشیمانی سے سرنگوں ہوگئے۔ دوم وکفی اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قتال اور جنگ سے بچا لیا اور جنگ کے بغیر ہی کافروں کی فوجوں کو شکست دیدی اور ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے پر مجبور ہوگئے اللہ تعالیٰ اپنے تمام ارادوں کو پورا کرنے پر قادر اور ہر چیز پر غالب ہے۔ وہ جو چاہے

موضح قرآن ف۱ یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینے کے رہتے تھے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے میں پھر گئے اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبرئیل حکم لائے ان کو جا گھیرا چوبیس دن گھر کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذ کہے سو قبول رکھو حضرت نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا جوانوں کے قتل کرنیکا اور عورتوں لڑکوں کو بندی لینے کا خدا اور رسول کی مرضی یہی تھی اور ان کی بدعہدی کی سزا ف۲ یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کو گذران کا ٹھکانا ہوگیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور دوسری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے یہودیوں سے وہ ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہوگئے ف۳ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر وفاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب اٹھا ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا نیگ ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہو جاویں، خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی قریظہ را فرود آوردند ۱۲ ف۲ یعنی خیبر ۱۲ ف۳ ازواج آنحضرت آنچہ نزدیک آنحضرت بنود از زینت دنیا طلب میکردند خدا تعالیٰ ایشاں را پند داد وزجر فرمود واحکام معاشرت با ایشاں نازل ساخت وزینبؓ در عقد زید بود درمیان ایشاں ناسازگاری پدید آمد ورفتہ رفتہ بطلاق منجر شد وبعد انقضاء عدت خدا تعالیٰ او را داخل ازواج طاہرات گردانید۔ منافقان زبان طعن کشادند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت۔ خدا تعالیٰ در بیان آنکہ پسر خواندہ حکم پسر ندارد نازل ساخت ۱۲ ف۴ مراد اینجا ایذاء پیغامبر است بزبان درازی ۱۲

کرسکتا ہے۔ سوم جن یہودیوں نے غزوۂ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کرلیا تو وہ مجبور ہوکر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے من اھل الکتاب۔ الذین کا بیان ہے اور من صیاصیھم انزل سے متعلق ہے۔ صیاصی۔ صیصۃ کی جمع ہے۔ یعنی قلعہ۔ چہارم وقذف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈالدیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہوگئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کردیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پنجم اللہ نے ان کی زمینوں، ان کے مکانوں اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا۔

الجزء الثانی والعشرون ۲۲

وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ
اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے

صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا
اچھے دیویں ہم اس کا ثواب دوبار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے روزی

كَرِیْمًا ﴿۳۱﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
عزت کی ف اے نبی کی عورتو ۳۵ تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ
اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی

فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ
جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف۲ اور قرار پکڑو

فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی
اپنے گھروں میں ۳۶ اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں ف۳

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ
اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور

رَسُوْلَهٗؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں

اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا
اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کردے تم کو ایک ستھرائی سے ف۴ اور یاد کرو جو

یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِؕ اِنَّ اللّٰهَ
پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی مقرر اللہ ہے

كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَ
بھید جاننے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد ۳۷ اور مسلمان عورتیں اور

ع ۴

اور ایک ایسا علاقہ بھی ان کو دیدیا جس پر ابھی تک انھوں نے پاؤں نہیں رکھے اس سے بعض نے ارض خیبر بعض نے ارض حنین اور بعض نے ارض مکہ مراد لی ہے واللہ اعلم غزوۂ احزاب کے بعد حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا اور یہود بنی قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا جنہوں نے مشرکین کی مدد کی تھی، ۲۰، ۲۵ دن محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں یہودی مجبور ہوگئے! ور ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کی ہیبت ڈال دی اور انھوں نے خود ہی قلعوں سے باہر آنے کی پیشکش کردی اور حضرت سعد بن معاذ رض کا فیصلہ قبول کر لیا حضرت سعد قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کا حلیف تھا حضرت سعد بن معاذ رض نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے اموال و املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رض کے فیصلہ پر عمل فرمایا (روح وغیرہ) یہاں تک غزوۂ خندق کی تفصیلات مذکور ہوئیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بظاہر اسباب فتح مفقود تھے اور یہ ایک نہایت ہی کٹھن معرکہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح عطا فرمائی۔ اس لئے اے ایمان والو! ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں اگر منافقین و مشرکین پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کریں تو تم پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور دشمن کی طاقت کو خاطر میں نہ لانا اللہ تمہاری مدد کرے گا

۳۳ یا ایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے اس میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر دنیا کی عیش اور شان و شوکت چاہتی ہو تو یہ چیز تمہیں میرے گھر میں نہیں مل سکتی آؤ میں تمہیں طلاق دے کر اور جوڑا دے کر رخصت کردیتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی عیش کو پسند کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں پہلے مومنوں سے فرمایا کہ وہ رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دیں اور کفار و منافقین کی مخالفت کا مقابلہ کریں اور ہرگز نہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اب ازواج مطہرات کو تلقین فرمائی کہ تم بھی کفار و منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اس بارے میں پیغمبر علیہ السلام کے خلاف لب کشائی نہ کرنا اور پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے، یعنی اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرلیا ہے اس میں آپ کی تائید کرنا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا،

موضح قرآن ف۱ یہ بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا، پیغمبر کو بھی فرمایا لاذقناك ضعف الحیوۃ ف۲ یہ ایک ادب سکھایا کہ کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو کہ جیسے ماں کہے بیٹوں کو ف۳ یعنی کفر کے وقت بے پردہ پھیں عورتیں ف۴ یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہ رضؓ کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! کیا آپ کے بارے میں میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں" باقی ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشۃ مبینۃ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ ینبغی ان تحمل الفاحشۃ علیٰ حقوق الزوج وفساد عشرتہ (بحر ج ۷ ص ۲۲۵) اے ازواجِ نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کریگی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے گی مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشۃ مبینۃ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی دگنی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دوگنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے ۳۵ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک و شبہ سے بالا رہے۔ اے ازواجِ نبی اگر تم تقوے اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا اور فاحشۃ مبینۃ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم پالیسی کا منافقین کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہو گئی ہے وقلن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۳۶ وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناوٹ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنیوالی عورتیں اور

الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ

اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور

الْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ

حفاظت کرنیوالی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنیوالی عورتیں رکھی ہے

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

اللہ نے انکے واسطے معافی اور ثواب بڑا ف اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا

وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ

اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ ۳۸ اور اسکا رسول کوئی کام کہ ان کو

لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اسکے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ

سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر ف۲ اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ

اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا ف ۳۹ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور

اتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى

ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا

موضح قرآن ف حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا ہر بات جدا کہنے کی حاجت نہیں ف۲ حضرت زینبؓ رسول پاک کی پھپھی کی بیٹی اور قوم میں اشراف حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے، ظالم پکڑلے گیا لڑکا پن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پا کر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

فتح الرحمن ف۱ درین آیت تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائے زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی مناسب حال ایشان نبود ۱۲

اور تصنع سے پرہیز کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیا کرو۔ اور ہر معاملے میں اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو۔ انما یرید اللہ الخ الرجس عام ہے اور اس سے ہر قسم کی اخلاقی نجاست اور گناہوں کی گندگی مراد ہو۔ الرجس یقع علی الاثم و علی العذاب و علی النجاسۃ و علی النقائص والمراد بہ ھھنا ما یعم کل ذلک (روح ج ۲۲ ص۱۲) اے ازواجِ نبی! اللہ نے یہ احکام تمہیں اس لئے دئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے تم ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہو اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے جرم اور گناہ سے پاک صاف رہو۔ واذکرن الخ قرآن کی آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے گھروں میں بار بار پڑھا کرو۔ اور ان کو دہرایا کرو۔ تاکہ اللہ و رسول کے احکام ہر وقت تمہارے ذہنوں میں تازہ رہیں۔ اور ان کے اتباع میں آسانی ہو۔ یہاں لفظ اہل البیت سے روافض "پنج تن" مراد لیتے ہیں۔ جو قرآن کے سیاق و سباق کے سراسر خلاف اور لغت و عربیت کی رو سے قطعاً غلط ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے اس سے پہلے پانچ آیتوں میں ازواجِ مطہرات سے خطاب چلا آرہا ہے۔ اور اس سے بعد والی آیت میں بھی ازواج ہی سے خطاب ہے۔ ان تمام آیتوں میں جمع مونث مخاطب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور خود اس آیت میں اس لفظ سے پہلے چھ صیغے جمع حاضر کے موجود ہیں جن سے ازواجِ مطہرات مخاطب ہیں۔ اس لئے لامحالہ یہاں "اہل بیت" سے حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں۔ اگر اس سے پنج تن مراد لئے جائیں تو نظمِ قرآن مختل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رض، عکرمہ رح اور عروہ رح سے مروی ہے کہ یہاں اہل بیت سے ازواجِ نبی علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ عن ابن عباس رض نزلت (انما یرید۔ الآیۃ) فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیئے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا

مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَىْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اسکو تیرے نکاح میں دیدیا تا نہ رہے مسلمانوں پر کچھ

حَرَجٌ فِىْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

گناہ نکاح کر لینا جوروؤں سے اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر لیں ان سے اپنی غرض

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۳۷ مَا كَانَ عَلَى النَّبِىِّ مِنْ

اور ہے اللہ کا حکم ہو کر رہنا ف۱ نہیں نبی پر کچھ ف۲

حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ

مضائقہ نہیں اس بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے اسکے واسطے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝۳۸

جو گذرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا

وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں

يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۳۹ مَا كَانَ

ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنیوالا ف۴

مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰ يٰۤاَيُّهَا

مہر سب نبیوں پر ف۵ اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ف۶ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝۴۱ وَّسَبِّحُوْهُ

ایمان والو یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو

ع ۵

موضح قرآن ف۱ حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا۔ مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرت سے آکر شکایت کرتے اور کہتے ہیں اسے چھوڑتا ہوں حضرت منع کرتے کہ میری خاطر سے اس نے تجھ کو قبول کیا اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے جب بار بار تصفیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑے گا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہیں کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھی حالانکہ لے پالک کو حکم بیٹے کا نہیں کسی بات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کی خاطر رکھی بعد طلاق کے حضرت کے نکاح میں دے دیا اللہ کے فرمانے سے ہی نکاح بندھ گیا۔ ظاہر میں نکاح کی حاجت نہ ہوئی۔ جیسے اب کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندھ دے۔ غرض تمام کر لی یعنی چھوڑ دی ۱۲ منہ ف۲ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا مضائقہ رہنا ہے ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا یا یہ کہ بعضے حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص رہے ہیں۔ جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤد علیہ السلام کو سو عورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا ہوا ان کو خاص بعضے حکم اس سے ہیں گر خدا کے خلاف حکم نہیں کرتے ۱۲ منہ ف۳ حضرت کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیاں رہیں کوئی مرد ہوا نہیں یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمن ف۱ درین آیت تعریض است بآنکہ در خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگذشت کہ اگر درمیان زید و زینب مفارقت واقع شود آنرا در سلک ازواج طاہرات داخل فرمایند لیکن برائے رعایت مراسم تکلیف خواہی حسن معاشرت دلالت میفرمود ۱۲ ف۳ یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲

خاصۃ ... قال عکرمۃ من شاء باھلتہ انھا نزلت فی شان نساء النبی صلے اللہ علیہ وسلم ... عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۲ ص ۱۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۳) قال عطاء وعکرمۃ وابن عباس ھم زوجتہ خاصۃ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۲) بعض لوگوں کو عنکم اور لیطھرکم کی ضمیر مذکر سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ یہ محاورات لغت سے ناواقفی کی دلیل ہے لفظ اھل چونکہ مذکر ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو یحتمل ان یکون خرج علی لفظ الاھل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اھلک ای امرأتک ونساءک فیقول ھم بخیر (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۳) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے اتعجبین من امر اللہ، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت (سورۃ ھود ع ۷) اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اٰتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (القصص ع ۴) اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں **۳۷ھ** ان المسلمین الخ یہ مومنین کے لئے تیسرا حکم ہے اس میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ تسلیم و رضا، اطاعت و اخلاص اور صدق و صفا کو اپنا شعار بنائیں۔ ایمان و اطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ۔ صدقات دیا کریں، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں **۳۸ھ** وما کان الخ یہ ترک اطاعت پر تخویف و تہدید ہے مومن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو وہ اسے ماننے میں پس و پیش کریں متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد و عورت دل و جان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے **۳۹ھ** واذ تقول الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تیسرا خطاب ہے اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہو سکی اس لئے زیدؓ نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زیدؓ کو عتاب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زیدؓ کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزردہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کر لیں لیکن یہ بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ الذی انعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا وتخفی فی نفسک الخ اس کے تحت بعض متساہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو لیکن یہ سراسر غلط اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی وتخشی الناس سے ظاہر فرما دیا یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈر رہے ہیں۔ الظاھر ان اللہ تعالیٰ لما اراد نسخ تحریم زوجۃ المتبنی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یتزوج زینب اذا طلقھا زید فلم یبادر لہ صلے اللہ علیہ وسلم مخافۃ طعن الاعداء فعوتب علیہ وھو توجیہ وجیہ قالہ الخفاجی (روح ج ۲۲ ص ۲۵)

۴۰ھ فلما قضیٰ زید الخ وطر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما روی عن قتادۃ وھو کنایۃ عن ذلک (روح) حضرت زینب کا مدخولہ ہونا ثابت نہیں قالت (زینب) ماکنت امتنع منہ غیر ان اللہ منعنی منہ وقیل انہ منذ تزوجھا لم یتمکن من الاستمتاع بھا۔ (بحر ج ۷ ص ۲۳۵) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس رسم جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ متبناؤں کی مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے وکان امر اللہ مفعولا اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہو کر رہا۔

۴۱ھ ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و مقدر فرما دیا ہے اس پر عمل کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہیئے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنت جاریہ یہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام و اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلک من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج جل شانہ علیھم الاقدام علیٰ ما احل لھم ووسع علیھم فی باب النکاح وغیرہ (روح جلد ۲۲ ص ۲۷) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کر دیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کر لینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صفت ہے وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔ وکفی باللہ حسیبا اللہ تعالیٰ مخاوف و خطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کافیا للمخاوف (روح)

۴۲ھ ما کان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی بیوی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہو نہ تھی اس لئے آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے تو اس میں کونسی برائی ہے اور اعتراض کا کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سن بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرات ابراہیم، قاسم، طیب

اور طاہر بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اور صرف آپ کی صاحبزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں ولکن رسول اللہ یہ ما قبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی روحانی ابوت کا اثبات مقصود ہے کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراکٌ من نفی الابوۃ الحقیقیۃ الشرعیۃ التی یترتب علیہا حرمۃ المصاھرۃ ونحوھا الی اثبات الابوۃ المجازیۃ اللغویۃ التی من شان الرسول علیہ الصلوۃ والسلام وتقتضی التوقیر من جانبھم والشفقۃ من جانبہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم (روح ج ۲۲ ص۳۳) ۵۴۳ وخاتم النبیین الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمالِ شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ ہے لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من النصیحۃ والبیان یستدرکہ من یاتی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واھدی لھم واجدی اذ ھو کالوالد لولدہ الذی لیس لہ غیرہ من احد (کبیر ج ۶ ص۴۵۶)

تحقیق لفظ خاتم النبیّین

لفظ خاتم میں دو قرأتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے یعنی جس سے مہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جاسکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جاسکے والخاتم اسم اٰلۃ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیّون بہ ومآلہ اٰخر النبیّین (روح ج ۲۲ ص۳۲) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب سے آخر میں ہو۔ تو خاتم النبیّین کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ والخاتم اٰخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالٰی وخاتم النبیین ای اٰخرھم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص۲۶۶) وختام القوم وخاتِمھم وخاتَمھم اٰخرھم (لسان العرب ج ۱۲ ص۱۶۴) دوسری قرأت بکسر تا ہے یعنی بصیغۂ اسم فاعل جس کے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ وقرء الجمھور (وخاتِم) بکسر التاء علی انہ اسم فاعل ای الذی ختم النبیّین والمراد بہ اٰخرھم ایضا (روح ج ۲۲ ص۳۴)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہونے اور اس آیت کے ناقابلِ تاویل ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال وکذاب اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

احادیث نبویہ

۱۔ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّہ سیکون فی امتی کذّابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیّین لا نبی بعدی (صحیح مسلم ج ص)

حضرت ثوبان رض سے روایت ہے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کریگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی امتی کذابون دجالون سبعۃ وعشرون منھم اربع نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۴ ص۱۰۴) مسند احمد ج ص)

حضرت حذیفہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال وکذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۔ عن ابی ھریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھٰذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (صحیح بخاری ص ، صحیح مسلم ج ۲ ص۲۴۸ ، مسند احمد ج ۲ ص۳۹۸ واللفظ لہ۔)

حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین وجمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ سے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی (یہ مثال نبوت کے محل کی ہے) اور اس میں خالی جگہ کو پُر کرنیوالی اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

ان حدیثوں میں خود حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرما دی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی۔ ظلی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریعی یا غیر تشریعی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نص صریح ہے اسلئے علمائے اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے

چنانچہ امام غزالی رح فرماتے ہیں ان الامۃ قد فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل و لاتخصیص فمنکر ھذا لایکون الامنکر الاجماع (کتاب الاعتقاد ص۱۱۳) (ترجمہ "امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور امت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے۔" جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی رح فرماتے ہیں وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر (روح ج ۲۲ ص۳۹) (ترجمہ "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن وحدیث نے واشگاف کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔" علامہ قرطبی رح فرماتے ہیں۔ قال ابن عطیہ ھذہ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفا وسلفا متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصا انہ لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۴ ص۱۹۶) (ترجمہ "ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف وخلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آرہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" امام طبری رح فرماتے ہیں۔ ولکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وبنحو الذی قلنا قال اھل التاویل (ابن جریر ج ۲۲ ص۱۱) (ترجمہ "لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنھوں نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔" علامہ ابو السعود فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرھم الذی ختموا بہ (ابوالسعود ج ۶ ص۹۸) مفسر ابوحیان رقمطراز ہیں۔ وقرأ الجمہور وخاتم بکسر التاء بمعنی انہ ختمھم ای جاء آخرھم (بحر ج ۷ ص۲۳۶) امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وقد اخبر اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ عنہ انہ لانبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبذ واتی بانواع السحر والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص۴۹۴) علامہ خازن رح لکھتے ہیں ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ (خازن ج ۵ ص۲۱۸) ۴۹ک یایھا الذین آمنوا الخ یہ مومنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اس کی صبح اور شام ۔ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے ۴۴ک تم پر اور اسکے فرشتے

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ

مہربان ۔ دعا انکی ف۱ ۴۵ک جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

ثواب عزت کا ف۱ ۔ اے نبی ۴۶ک ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ

اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

چمکتا ہوا چراغ اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو ۴۷ک کہ ان کے لئے ہے

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

خدا کی طرف سے بڑی بزرگی ف۲ ۔ اور کہا مت مان منکروں کا اور دغابازوں کا

وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

اور چھوڑ دے انکا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

اے ایمان والو ۴۸ک جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو ان پر تم کو حق نہیں

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ منہ ف۲ سب امتوں سے برتر یہی امت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از جانب خدا وفرشتگان ۱۲۔

اپنے متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کرلینے کے بارے میں اگر تمہارے دل میں کوئی شک یا بدگمانی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح وتقدیس کرو۔ تاکہ تمہارا یہ قصور معاف ہوجائے ذکر کثیر میں زبانی ذکر کے علاوہ ہر نیکی وطاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ کسی حال میں اس سے غافل نہ رہو کل طاعة وکل خیر من جملة الذکر (کشاف) قال ابن عباس الذکر الکثیر ان لاینسی جل شانه درری ذٰلك عن مجاهد ایضاً (روح ج ۲۲ ص ۴۲) ۴۴ھ هوالـذی الخ اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت مہربان ہے اور مسلسل ان پر رحمت نازل فرماتا ہے اور انھیں گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی سے معمور و منور کرتا ہے اور اللہ کے فرشتے بھی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا مہربان ہے تو تم بھی اسے یاد رکھو۔ اس کی اطاعت کرو اور اس کی تسبیح وتمجید میں مصروف رہو۔ تو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ ۴۵ھ تحیّتهم الخ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں مومنوں پر مہربان ہے اسی طرح آخرت میں بھی مومنوں پر مہربان ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے حکم سے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور عذاب جہنم سے ان کو امن وسلامتی کی خوشخبری سنائیں گے اور وہ اللہ کی طرف سے بہت عمدہ صلہ پائیں گے ۴۶ھ یاایها النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ حق کو کھول کر بیان کرے۔ سننے والوں کو خوشخبری دے اور منکرین کو عذاب سے ڈرائے اور میں نے تجھے توحید کی دعوت کے لئے اور کفر وشرک کے اندھیروں میں سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ حق بات کو واضح کرکے بیان کریں۔ اگرچہ کفار ومشرکین اور منافقین مخالفت کریں۔ مثلاً متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کرنے کے بارے میں صاف اعلان کردیں کہ یہ جائز ہے اور مخالفین کی مخالفت کی ذرا بھر پرواہ نہ کریں شاهدًا کلمۂ توحید کا اقرار واعلان کرنے والا اور وحدانیت کی شہادت دینے والا قیل المراد شاهدًا بان لا اله الا الله (روح جلد ۲۲ ص ۴۵) ثانیها انه شاهد ان لا اله الا الله (کبیر جلد ۶ ص ۸۰۰) داعیا الی الله اللہ کی توحید کی طرف بلانے والا قال ابن عباس شهادة ان لا اله الا الله (بحر جلد ۷ ص ۲۳۹) الدعاء الی الله هو تبلیغ التوحید و

جَمِيلًا ﴿٤٩﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ ٱلَّٰتِىٓ

سے ف اے نبی ۴۹ھ ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ

مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَ

ف اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنَاتِ خَٰلَٰتِكَ ٱلَّٰتِى هَاجَرْنَ مَعَكَ وَٱمْرَأَةً مُّؤْمِنَةً

تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِىِّ إِنْ أَرَادَ ٱلنَّبِىُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو ف۲ اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے ۵۰ھ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِىٓ أَزْوَٰجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾

تا نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ ف

تُرْجِى مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِىٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ ۖ وَ

پیچھے رکھ دے تو ۵۱ھ جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنِ ٱبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ

جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو نے کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

أَدْنَىٰٓ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ

قریب ہے ۵۲ھ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

موضح قرآن ف۱ بغیر صحبت ہوئے جو مرد چھوڑ دے عورت کو اگر اس کا مہر بندھا تھا تو آدھا دے اگر نہ بندھا تھا تو کچھ فائدہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک اور اسی وقت چاہے تو اور نکاح کرلے عدت نہیں اور اگر خلوت ہوئی گو صحبت نہ ہوئی تو مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بٹھانا۔ یہ مسئلہ یہاں فرمایا حضرت کے ازواج کے ذکر میں۔ شاید اس واسطے کہ حضرت نے ایک عورت نکاح کی تھی جب اس کے نزدیک گئے کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے۔ حضرت نے اس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی اس پر یہ حکم فرمایا ہو۔ اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے ۱۲ منہ ف۲ جو عورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں۔ یہ حلال ہیں اور ماموں چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بشرط ہجرت کے اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہیں اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بن مہر آپ کو نیاز کرے یہ خاص پیغمبر کو ہے اور مسلمانوں پر وہی حکم ہے ان نبتغوا باموالکم بن مہر نکاح نہیں خواہ ذکر میں آیا خواہ پیچھے ٹھہرالیا خواہ نہ ٹھہرایا تو جو قوم کا مہر ہے سو لازم آیا حضرت کی بیبیاں دس مشہور ہیں حضرت خدیجہ اول تھیں ان کے بعد سب نکاح میں آئیاں نو بیبیاں رہیں وفات کے بعد حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت سودہ بنت زمعہ حضرت ام سلمہ حضرت زینب حضرت ام حبیبہ حضرت جویریہ حضرت میمونہ حضرت صفیہ پچھلی تین قریشی نہیں ۱۲ منہ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی از کفار بتو رسانیدہ است ۱۲ ف۲ یعنی بغیر مہر در نکاح آید ۱۲ ف۳ یعنی در باب نکاح چیزے

الاحذبہ و مکافحۃ الکفرۃ (قرطبی ج ۱۴ صت۲) سراجاً منیرا ای ھادیا من ظلم الضلالۃ (ایضاً ص۲۰۱) ۴۷ہ ولبشر المؤمنین الخ جو مومنین آپ کے لائے ہوئے احکام شریعت بلاچوں وچرا مانتے ہیں اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں آپ کے ساتھ ہیں انھیں اللہ کی طرف سے اجرِ عظیم کی خوشخبری سنا دیں ولا تطع الکفرین الخ یہ ابتداءِ سورت کے مضمون کا اعادہ ہے اور کفار ومنافقین کی بات ہرگز نہ مانیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ توحید میں نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی نرم رویہ اختیار کرلیں فنھی عن مداراتھم فی امر الدعوۃ ولین الجانب فی التبلیغ والمسامحۃ فی الانذار (روح ج ۲۲ ص۴۷) و ابوالسعود ج ۶ ص۱۹۷) ودع اذٰھم الخ

اٰتَیۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
تونے دیا ان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۱﴾ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ
سب کچھ جاننے والا تحمل والا ف حلال نہیں تجھ کو ۵۳ہ عورتیں اس کے بعد ف اور نہ یہ کہ

تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا
ان کے بدلے کرلے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو

مَلَكَتۡ یَمِیۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ﴿۵۲﴾ یٰۤاَیُّهَا
مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۲ ف اے

ع ۶ ۱۲ ۳

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡذَنَ
ایمان والو ۵۴ہ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم

لَكُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نٰظِرِیۡنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ
ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اسکے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے

فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِیۡنَ
تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو

لِحَدِیۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ یُؤۡذِی النَّبِیَّ فَیَسۡتَحۡیٖ مِنۡكُمۡ ۫
باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے

وَاللّٰهُ لَا یَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا
اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے ۵۵ہ کچھ چیز کام کی

فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ
تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو

وَقُلُوۡبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَ
اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۵۶ہ اللہ کے رسول کو اور

تبلیغِ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے، آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر ومددگار ہے۔ ۴۸ہ یا ایھا الذین آمنوا الخ یہ مومنوں سے چھٹا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب متعہ (قمیص اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو، وہ جہاں چاہیں نکاح کرلیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گذارنا اگرچہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور ما قبل سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلغۃ الحیران میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کیطرف نفی عدت کی نسبت تصور تعبیر سے ناشی ہے ۴۹ہ یا ایھا النبیُّ الخ یہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اول التی اٰتیت اجورھن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا مہر ادا کرچکے ہیں وہ قریشی ہوں یا غیر قریشی سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم وما ملکت یمینك الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم وبنت عمك الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ ہجرت کرچکی ہیں۔ چہارم وہ ایمان والی عورت جو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پیش کردے۔ خالصۃ لك الخ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۵۰ہ قد علمنا الخ بیویوں اور باندیوں کے بارے میں ایمان والوں کے مناسب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ آپ کے پیغمبرانہ مقاصد ومصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویوں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۱ہ ترجی الخ آپ

موضح قرآن ف۱ کسی مرد کو جو کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہ کو ۱۲ منہ ف۲ یعنی جتنی قسمیں کہدیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم مشہور ہیں یا تین ایک ماریہ جنکے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یا دونوں حضرت عائشہ نے فرمایا منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہوگئیں ۱۲ منہ فتح الرحمن ف۱ یعنی بعد ازیں دو صفت قرشیہ مہاجرہ مہیرہ یا واہبہ نفس غیر مہیرہ ۱۲ ف۲ یعنی این آیت ناسخ آیت سابقہ

اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں۔ اور جن کو آپ نے اپنے سے دور کر رکھا تھا، ان کو پھر طلب کر لیں تو بھی آپ پر گناہ نہیں۔ جس طرح عام مسلمانوں پر اپنی متعدد بیویوں کے درمیان وقت کی تقسیم لازم ہے حضور علیہ السلام پر یہ پابندی بھی نہ تھی۔ هذه الاية تدل على ان القسم بينهن لم يكن واجبًا على النبي صلى الله عليه وسلم وانه كان مخيرا في القسم لمن شاء منهن وترك من شاء منهن (جصاص) ف۵۲ ذٰلك الخ حقوق زوجیت کے بارے میں جو پابندیاں عام مسلمانوں پر عائد ہیں وہ حضور علیہ السلام پر عائد نہیں ہیں۔ اور آپ کی بیویوں کو ان امور میں آپ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی مرضی اور مصلحت پر ہے۔ آپ اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب ازواج کا آپ پر تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزردہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کریں گی لانهن اذا علمن ان هذا التفويض من عند الله اطمأنت نفوسهن وذهب التغاير وحصل الرضاء (مدارک) والله يعلم الخ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے لیکن کمالِ علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ف۵۳ لا يحل لك الخ مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے ای من بعد الاصناف التي سميت قال ابي بن كعب وعكرمة وابو رزين وهو اختيار محمد بن جرير (قرطبی ج ۱۴ ص۲۲۰) شاہ عبد القادر دہلوی رح فرماتے ہیں "جتنی قسمیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں" اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ رح اور دوسرے کئی علماء نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو نو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد اب آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں لا يحل لك النساء من بعد هؤلاء التسع اللاتي اخترنك اى لقد حرم عليك تزوج غيرهن (روح ج ۲۲ ص۷۵) الا ما ملكت الخ یہ ما قبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تبدل آپ کے لئے جائز ہے۔ وكان الله على كل شيء شهيدا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام وحدود سے تجاوز مت کرو۔ ف۵۴ يا ايها الذين الخ یہ مومنوں سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان

لَا اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ

نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ

ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ

یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو ف۵۴ یا

تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ

اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا ف۱ گناہ نہیں ف۵۵

عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ

ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور

لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ

نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے

وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اے عورتو اللہ سے بے شک اللہ

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

کے سامنے ہے ہر چیز ف۲ بے شک اللہ ف۵۶ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف۳ جو لوگ ف۵۷ ستاتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت

مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

کا عذاب اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ف۵۸ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کے کچھ حقوق وآداب تعلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

موضح قرآن ف یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرما دیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کے ازواج کے سامنے نہ جاویں۔ سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے۔ ۱۲ منہ ف۲ اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورۂ نور میں ف۳ یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں السلام علیک ایہا النبی اللہم صل علی محمد۔ اللہ سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور انکے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور دس

لاتدخلوا بیوت النبی الخ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو جاؤ۔ اور جب کبھی آپؐ کھانے پر تمہیں بلائیں تو کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کے گھر نہ پہنچ جاؤ۔ اور کھانا تیار ہونے کا انتظار کرنے لگو۔ تیسرا ادب ولکن اذا دعیتم فادخلوا۔ جب کھانا تیار ہونے کے بعد تم کو بلایا جائے اس وقت آپ کے گھر میں جاؤ۔ چوتھا ادب فاذا طعمتم فانتشروا الخ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً چلے جاؤ۔ اور وہاں بیٹھ کر باتوں میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی الخ کیونکہ ان آداب کے خلاف کرنے کو پیغمبر علیہ السلام گراں اور ناگوار محسوس فرماتے ہیں لیکن تبقاضائے مروت زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ یہ آداب مجلس اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئے ہیں لیکن اب یہ مسلمانوں کے لئے عام ہیں۔ وھذا الحکم وان نزل خاصا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ فالمعنی عام فیہ وغیرہ (جصاص) ۵۵ واذا سالتموھن الخ یہ ازواجِ مطہرات کے بارے میں ادب کھایا۔ جب ازواجِ مطہرات سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے سے ورے باہر ہی سے آواز دو۔ تاکہ تمہارے اور ان کے قلوب ہر قسم کے وساوس وخطرات سے محفوظ رہیں ۵۶ وما کان لکم ان تؤذوا الخ اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم ایسا رویہ اختیار کرو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے اور نہ تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔ اسی سورت کے رکوع اوّل میں گذر چکا ہے وازواجہ امھاتھم پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں تعظیم وحرمتِ نکاح میں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جو چیز وازواجہ امھاتھم سے مفہوم تھی اس آیت میں اس کی تصریح فرما دی۔ پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں چونکہ مسلمانوں کی مائیں ہیں اس لئے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کی بیوہ سے نکاح کریں۔ ولھذا اجمع العلماء قاطبۃ علی ان من توفی عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازواجہ ان یحرم علی غیرہ تزوجھا من بعدہ لانھن ازواجہ فی الدنیا والاٰخرۃ وامھات المؤمنین کما تقدم (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰۶) ۵۷ ان تبدوا الخ بعض منافقین نے مذکورہ بالا حکم نازل ہونے سے پہلے دل میں تہیہ کر رکھا تھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ آپؐ کی زوجۂ مطہرہ سے نکاح کریگا۔ اور بعض خبیث منافقین نے برملا اس کا اظہار کیا تھا تو اللہ نے فرمایا۔ میں تو تمہاری ہر ظاہر و باطن کی حرکت کو جانتا ہوں۔ اگر تم شرارتوں سے باز نہیں آؤگے تو سخت سزا دوں گا۔ فیجازیکم بما صدر منکم من المعاصی البادیۃ والخافیۃ لامحالۃ (روح جلد ۲۲ ص ۷۲) ۵۸ لاجناح الخ یہاں ان رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ازواجِ مطہرات پر حجاب لازم نہ تھا۔ وہ یہ ہیں باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، یمان لی

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

بدوں گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے نبی ۶۲ کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ

يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ

پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف ۲ البتہ اگر

لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ

باز نہ آئے ۶۳ منافق اور جن کے دل میں روگ ہے اور

الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا

جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں تو ہم لگا دیں گے تجھ کو ان کے پیچھے پھر نہ

يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا

رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں ف ۳ پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے

اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا

پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا ۶۴ ان لوگوں میں جو پہلے

مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔلُكَ

ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی ف ۳ لوگ تجھ سے

النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا

پوچھتے ہیں ۶۵ قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ

جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو ف ۴ بیشک اللہ نے ۶۶ پھٹکار دیا ہے

موضح قرآن ف ۱ یہ منافق تھے کہ پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا ان کی زوجہ پر بہتان لگایا۔ سورۂ نور میں ان کے کلام ذکر ہو چکے ۱۲ منہ ف ۲ پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس یا بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرما دیا اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ منہ ف ۳ جو لوگ بدنیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھیڑتے ٹوکتے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کے نیچے کی ان کو یہ فرمایا اور توریت میں بھی تقید ہے کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر دو۔ ۱۲ منہ ف ۴ شاید یہ بھی منافقوں نے ہتھکنڈہ پکڑا ہوگا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کریں بار بار۔ اس پر یہاں ذکر کر دیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی عفت ایشاں ظاہر شود وفاسقے تعرض ایشاں نہ کند ۱۲ ف ۲ یعنی جلا وطن کردہ شوند ۱۲۔

عورتیں اور باندیاں واتقین اللہ ۔ اس میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے۔ فرمایا تم بھی اللہ سے ڈرتی رہو اور اللہ کے اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا **۵۹** ان اللہ الخ یہ ایمان والوں سے آٹھواں خطاب ہے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور دعوتِ توحید کی تبلیغ واشاعت میں اور رسوم جاہلیت کو توڑنے میں پوری ہمت و جرأت اور کامل ثبات واستقلال سے کام لیا۔ اور حق تبلیغ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح وثنا اور عظمت کا اظہار فرمایا اور آپؐ کی قدر ومنزلت سے بندوں کو بھی آگاہ کیا۔ تاکہ وہ بھی آپؐ کی قدر ومنزلت کو پہچانیں اور آپ کو خراجِ تحسین پیش کریں والمقصود من ھٰذہ الاٰیۃ ان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اخبر عبادہ بمنزلۃ عبدہٖ ونبیہ فی الملاء الاعلٰی بانہ یثنی علیہ عند الملائکۃ المقربین وان الملائکۃ تصلی علیہ ثم امر تعالیٰ اھل العالم السفلی بالصلوٰۃ والتسلیم علیہ لیجتمع الثناء علیہ من اھل العالمین العلوی والسفلی (ابن کثیر ج ۳ ص۵۰۶) ھی (الصلوٰۃ) عند عز وجل ثناء علیہ عند ملٰئکۃ وتعظیمہٗ (رواہ البخاری عن ابی العالیۃ وغیرہ عن الربیع بن انس وجری علیہ الحلیمی فی شعب الایمان (روح جلد ۲۲ ص۷۶) فصلوٰۃ اللہ ثناءہ علیہ عند ملٰئکتہ (خازن جلد ۵ ص۲۲۵) قال البخاری قال ابو العالیۃ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ ثناءہ علیہ عند الملائکۃ وصلوٰۃ الملائکۃ الدعاء ولاوی مثلہٗ عن الربیع ایضًا (ابن کثیر جلد ۳ ص۵۰۶) بعض قاصرین نے جنہیں اعتراض کرنے کا شوق ہوتا ہے حضرت شیخ کے کلام کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ صلوٰۃ کا یہ معنی صحیح نہیں حالانکہ متعدد بزرگوں سے یہ منقول ہے جیسا کہ حوالہ بالا سے ظاہر ہے کہ امام ابو العالیہ، ربیع بن انس اور حلیمی نے یہی معنی مراد لئے ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کی طرف سے رحمت وخوشنودی، فرشتوں کی طرف سے دعا واستغفار اور بندوں کی طرف سے دعا وتعظیم ہے والصلوٰۃ من اللہ رحمتہٗ ورضوانہٗ ومن الملائکۃ الدعاء والاستغفار ومن الامۃ الدعاء والتعظیم لامرہ (قرطبی جلد ۱۴ ص۲۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر رحمت وبرکت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت اور رفع درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت وبرکت کی دعا مانگا کرو اور آپ کی مدح وثنا کیا کرو **۶۰** ان الذین الخ یہ کفار ومنافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے اللہ اور اس کے رسول کی ایذا سے مراد ہے کہ ان کے احکام کی مخالفت کی جائے اور ان کے ناپسندیدہ افعال واعمال کا ارتکاب کیا جائے عبر بایذاء اللہ ورسولہ عن فعل ما لا یرضی بہ اللہ ورسولہ کالکفر (مدارک) اوالمراد بالایذاء ارتکاب ما لا یرضیانہ من الکفر وکبائر المعاصی مجازًا لانہ سبب اولازم لہ (روح جلد ۲۲ ص۸۴) لعنھم اللہ الخ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں اپنی رحمت وبرکت سے محروم کر دے گا اور ان کو آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا اللہ کی ایذا سے شرک کرنا اور حضور علیہ السلام کی ایذاء سے آپ کو ساحر ومجنون وغیرہ کہنا مراد ہے قال الجمھور معناہ (ایذاء اللہ) بالکفر ونسبۃ الصاحبۃ والولد والشریک الیہ ووصفہ بما لا یلیق بہ ..... الخ (قرطبی ج ۱۴ ص۲۳۷) **۶۱** والذین یؤذون الخ یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کی مذمت فرمائی، جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ اور بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ اور صریح جرم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام اور مومنین ومومنات پر ناحق اور ناکردہ گناہ کا اتہام دھرتے ہیں وہ صریح گناہ کرتے ہیں ای ینسبون الیھم ما ھم برءاء منہ لم یفعلوہ ولم یعملوہ (ابن کثیر ج ۳ ص۵۱۷) **۶۲** یا ایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتواں خطاب ہے۔ نزولِ حجاب سے قبل جب مسلمان عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو منافقین انہیں تنگ کرتے اور آوازیں دیتے جب ان سے کہا جاتا تم ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہم نے سمجھا یہ فلاں عورت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ مسلمان عورتیں جب باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد اور شریف عورت ہے کانت المرأۃ من نساء المومنین قبل نزول ھٰذہ الاٰیۃ تتبرز للحاجۃ فیتعرض لھا بعض الفجار یظن انھا امۃ فتصیح بہ فیذھب فشکوا ذٰلک الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ونزلت الاٰیۃ بسبب ذٰلک (قرطبی ج ۱۴ ص۲۴۳) اے پیغمبر اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دو کہ وہ چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلا کریں۔ اس طرح ان میں اور باندیوں میں امتیاز ہو جائے گا اور منافقین وفجار ان کی ایذاء کے درپے نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ عام طور پر لونڈیوں سے تعرض کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بَنٰتِکَ فرمایا ہے لفظ بنات جو بنت کی جمع ہے اس کو ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا ہے جس سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اس طرح قرآن کی نص صریح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا تعدد ثابت ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپؐ کی صرف ایک صاحبزادی نہ تھی۔ بلکہ ایک سے زیادہ تھیں۔ اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے اس لئے قرآن سے حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی تعداد کم از کم تین ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کم نہیں اور تاریخ ومستند روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں سنی اور شیعہ مؤرخین ومحدثین کا اس پر اتفاق ہے خود شیعہ مصنفین نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں۔ چنانچہ علامہ یعقوب کلینی شیعہ محدث نے لکھا ہے وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیہا السلام۔ کافی کلینی اصول ج ۱ ص۴۳۹ طبع طہران)۔ (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے کچھ اوپر بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے قبل از نبوت قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از نبوت طیب، طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ اور ملا باقر مجلسی شیعہ لکھتے ہیں در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب (حیات القلوب ج ۲ ص۵۸۸ مطبوعہ طہران) بعض روافض کہتے ہیں بنات سے یہاں امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ امت کی عورتوں کا بعد میں بصراحت ذکر موجود ہے ونساء المومنین اس لئے لفظ بنات کو اس پر محمول کرنا غلط ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بنات سے امت کی عورتیں مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اور حقیقی معنی صلبی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا متعذر ہو۔ لیکن یہاں حقیقی معنی متعذر نہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات موجود تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو شہ ھ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا ۹ھ میں انتقال ہوا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حضور علیہ السلام کے بعد وفات ہوئی۔ یہ آیت شہ ھ سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے بنات سے یہاں حضور علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں ہی مراد ہیں۔ نہ کہ روحانی۔ ٣٦ لئن لم ینتہ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ والذین فی قلوبھم مرض سے بدکار اور فجار مراد ہیں جن کے دلوں میں بدکاری کے خیالات کی بیماری تھی۔ والمرجفون فی المدینۃ۔ یہود مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصًا مسلمان عورتوں کے بارے میں غلط افواہیں اڑاتے تھے تاکہ ان کے خلاف بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیھود المجاورین لھا عما ھم علیہ من نشر اخبار السوء عن سرایا المسلمین وغیر ذلک من الاراجیف الملفقۃ المستتبعۃ للاذیۃ ...... سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبھم مرض فقال ھم اصحٰب الفواحش وعن عطاء انہ فسرھم بذلک ایضًا (روح ج ٢٢ ص ۹) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تہدید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین وفجار کا یہ عذر تو باطل ہوگیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرار اپنی شرارتوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل ورسوا کردینگے۔ لنغرینّک بھم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط واختیار دیدینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب وجوار سے جلاوطن کرنے کے احکام صادر کردینگے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہوجائیں گے اور آپ کے قرب وجوار میں نہیں رہ سکیں گے الا قلیلا صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکینگے جتنی دیر سامان اور اہل وعیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک کا

الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ
منکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اسی میں ہمیشہ

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ
نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے انکے منہ

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾
آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے بچلا دیا ہم کو

السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ
راہ سے اے رب ان کو دے دونا عذاب اور پھٹکار انکو

لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
بڑی پھٹکار اے ایمان والو ف۱ تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے

اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ
ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے ان کے کہنے سے اور تھا اللہ کے

اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا
یہاں آبرو والا ف۱ ف۱ اے ایمان والو ف۲ ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشدے تم کو

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مراد ہم نے دکھلائی ف۳ امانت ف۲ آسمانوں کو اور زمین کو

ع ١٠ ٥

موضح قرآن ف۱ بعضے مفسد حضرت موسیٰؑ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارونؑ کو جنگل میں لے جا کر مار آئے تاکہ شریک ریاست نہ رہیں۔ پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ اور کتنوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خصیہ پھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰؑ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰؑ عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے، کھڑا ہوگیا۔ سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب پھر اس پتھر کو کئی عصا مارے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ١٢ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی موسیٰؑ وقت غسل ستر میکرد۔ جہال بنی اسرائیل گفتند اُدرۃ است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارۂ آب غسل میکرد وجامہائے خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدائے تعالیٰ آں سنگ رواں شد وموسیٰؑ عقب سنگ دوید تا آنکہ جماعۂ از بنی اسرائیل عریاں دیدند وگفتند اُدرۃ ندارد واُدرۃ انتفاخ خصیہ را گویند۔ واللہ اعلم۔
ف۲ یعنی استعداد تکلیف را باوامر ونواہی۔ ١٢۔

وقت مراد ہے ملعونین یہ لایجاورونك کے فاعل سے حال ہے یعنی جو تھوڑا سا وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپؐ کے حسن سلوک سے مطرود ہی رہیں گے اور جب جلاوطن کردئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلك الوقت الذی یجاورونك فیه یکونون ملعونین مطرودین من باب الله وبابك واذا اخرجوا الاینفکون عن المذلة ولایجدون ملجأ بل انما یکونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبیر ج ۶ ص۷۹۹) ۶۴ سنة الله الخ شر پسند اور فساد انگیز عناصر اور باغیوں کے بارے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی

وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو

الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۟ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف تا کہ عذاب کرے اللہ

الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ

منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے

اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ۟ ع

مہربان

سُوْرَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ سبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ

سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۟ يَعْلَمُ مَا

اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جاننے والا جانتا ہے جو کچھ

يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ

اندر گھستا ہے زمین کے اور جو کچھ کہ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور

مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَ هُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۟ وَ قَالَ الَّذِيْنَ

جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا اور کہنے لگے

یہی دستور ہے۔ اب کوئی نیا طریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔ ۶۵ یسئلك الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین ازراہ طنز و استہزا سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۶۶ ان الله الخ قیامت جب بھی آئے، آئے گی ضرور۔ اس دن کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے یوم تقلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حسرت و ندامت سے کہیں گے۔ کاش! ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بطور معذرت کہیں گے ربنا انا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علمائے دین اور پیشوایان مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کر دیا اور شرک و کفر کی راہ پر لگا دیا۔ سادة اور کبراء سے علماء سوء اور پیشوایان دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بهم العلماء الذین لقنوهم الكفر و زینوه لهم وعن قتادة رؤساؤهم فی الشر والشرك (روح ج ۲۲ ص۹۳) والاظهر العموم فی القادة والرؤساء فی الشرك والضلالة ای اطعناهم فی معصیتك وما دعونا الیه فاضلونا السبیلا ای عن السبیل وهو التوحید (قرطبی ج ۱۴ ص۲۴۹) ربنا اٰتهم الخ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کر دیا۔ اسلئے

موضح قرآن ف یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھرنا زمین کی خواہش ٹھہرنا انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلا ہے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلا نہیں ۱۲ منہ ف۲ دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سو اسی کی طرف ہے۔ ۱۲ منہ ف۳ زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کیڑے اور مینھ نکلتا ہے۔ سبزہ کھیتی آسمان سے اترتا ہے مینھ فرآن تقدیر چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مرنے کی۔ اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے۔

فتح الرحمٰن: ف۱ یعنی بالفعل عدالت و علم ندارد و قابلیت آنہا دارد۔

انہیں دگنا عذاب دے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کوسوں دور فرمادے ۶۹ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور فجار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچائی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگا کر انھیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالے نے ان کی برات اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمنواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگا کر انھیں ایذار دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کریگا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا یہ حکم سب کے لئے یکساں ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسر عام اقرار کرے کہ (عیاذاً باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمع عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا سچ سچ بتاؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر اکسایا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برات ظاہر ہوگئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضهم قارون قور مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بني اسرائيل ان موسى زنى بي فلما جمع قارون القوم والمرأة حاضرة القى الله في قلبها انها صدقت ولم تقل ما لقنت (کبیر ج ۶ ص۸۰۸) قال ابو العالية هو ان قارون استاجر مومسة اى زانية لتقذف موسى بنفسها على رأس الملأ فعصمها الله تعالى وبرأ موسى من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معه (السراج المنير ج ۳ ص۲۵۹) وهم قارون وقومه اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروها لتقذفه بنفسها (فبرأه الله مما قالوا) باقرارها انهم استاجروها لهذا القذف فخسف الله بهم الارض (مهائمی ج ۲ ص۱۶۵) ۷۰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور اتہام تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صدق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ یصلح لکم اعمالکم بالقبول والاثابة عليها على ما روى عن ابن عباس ومقاتل (روح ج ۲۲ ص۹۵) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ۷۱ انا عرضنا الامانة الخ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسب حال جو احکام مقرر کئے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طائعين (حم السجدة ع ۱) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکام الٰہی اور تکالیف شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس يعني بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ۳ ص۵۲۲) قال مجاهد الامانة الفرائض وحدود الدين وقال ابو العالية ما امروا به ونهوا عنه (معالم ج ۵ ص۲۳۹) والامانة تعم جميع وظائف الدين على الصحيح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ۱۴ ص۲۵۳) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تکوینی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ۷۲ فابين الخ ابین کی ضمیر جمع مونث سمٰوت، ارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ان یحملن، حمل سے ہے۔ جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالى فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان اى يخنها وخانها الانسان ونص الازهرى عرفنا تعالى انها لم تحملها اى ادتها وكل من خان الامانة فقد حملها (تاج العروس ج ۷ ص۲۸۰) وحمل الامانة ومحتمل لها يريد انه لا يؤديها الى صاحبها الخ (بحر ج ۶ ص۲۵۳) يريد بالامانة الطاعة لله وبحمل الامانة الخيانة يقال فلان حامل للامانة ومحتمل لها اى لا يؤديها الى صاحبها حتى تزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر بار امانت پیش کیا۔ زمین و آسمان اور پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھاتے ہوئے عہد کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کرینگے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کرینگے۔ اور مفوضہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منها یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھالیا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملها الانسان) اى خان فيها وابى ان يؤديها (انه كان ظلوما) لكونه تاركا لاداء الامانة (جهولا) لاخطائه ما يسعده مع تمكنه منه وهو اداءها قال الزجاج الكافر والمنافق حملا الامانة اى خانا ولم يطيعا ومن اطاع من الانبياء والمؤمنين فلا يقال كان ظلوما جهولا (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ ۷۳ ليعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا یہی ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ احزاب میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ (ع ۱) آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ اور ان کے مزعومہ معبودوں سے شفاعتِ قہری کی نفی کرتے رہیں۔

۲۔ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ ـــــ تا ـــــ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ (ع ۱) جن بیویوں سے تم نے ظہار کیا ہے، وہ تمہاری مائیں نہیں بن سکتیں۔ اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بن سکتے ہیں۔ اسی طرح زبانی دعوٰی سے تمہارے مزعومہ معبود شفیع غالب نہیں بن سکتے۔

۳ ۔ اس سورت میں متبنٰے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھنے کی جاہلانہ رسم کو موتوف کیا گیا ہے۔